مدحیہ شاعری کا مذہبی تناظر: معاصر اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اُسلوبی مطالعہ

(منتخب شعراء کے حوالے سے)

مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی (اُردو)

مقالہ نگار

محمد اخلاق مغل

فیکلٹی آف لینگویجز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اپریل-۲۰۲۳ء

مدحیہ شاعری کا مذہبی تناظر: معاصر اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اُسلوبی مطالعہ

(منتخب شعراء کے حوالے سے)

مقالہ نگار

محمد اخلاق مغل

یہ مقالہ

پی ایچ۔ڈی (اُردو)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لئے پیش کیا گیا

فیکلٹی آف لینگویجز

(اُردو زبان وادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اپریل ۲۰۲۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم

مقالے کا دفاع اور منظوری کا فارم

زیرِ دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ اُنھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے۔وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف ایڈوانس انٹگریٹڈ سٹڈیز اینڈ ریسرچ کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: مدحیہ شاعری کا مذہبی تناظر: معاصر اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اُسلوبی مطالعہ (منتخب شعرا کے حوالے سے)

پیش کار: محمد اخلاق مغل رجسٹریشن نمبرNUML-S19-17733

ڈاکٹر آف فلاسفی

شعبہ اُردو زبان و ادب

ڈاکٹر ظفر احمد
(نگران مقالہ) ____________________

پروفیسر ڈاکٹر فوزیہ اسلم
(صدر شعبہ اردو) ____________________

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی
(ڈین فیکلٹی آف لینگویجز) ____________________

میجر جنرل (ر) محمد جعفر، ہلالِ امتیاز (ملٹری)
(ریکٹر) ____________________

تاریخ: ____________________

اقرار نامہ

میں محمد اخلاق مغل حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اسلام آباد کے پی ایچ_ڈی سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر ظفر احمد کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لئے پیش نہیں کیاہے اور نہ آئندہ کروں گا۔

محمد اخلاق مغل

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز، اسلام آباد

اپریل ۲۰۲۳ء

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
مقالہ اور دفاع کی منظوری کا فارم	iii
اقرار نامہ	iv
فہرست ابواب	v
Abstract	x
اظہارِ تشکر	xii

باب اوّل

موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

الف۔ تمہید	1
موضوع کا تعارف	1
بیان مسئلہ	2
مقاصدِ تحقیق	3
تحقیقی سوالات	3
نظری دائرہ کار	3
تحقیقی طریقہ کار	4
مجوزہ موضوع پر ماقبل تحقیق	4
تحدید	6
پس منظری مطالعہ	7
تحقیق کی اہمیت	7

ب۔ اصطلاحات کا سیاق و سباق

فکری مطالعہ 8

فکر کے لغوی معنی 8

اردو نعت کے فکری مآخذ 11

ہیئتی مطالعہ 39

ہیئتی مطالعہ کیا ہے؟ 39

اردو نعتیہ روایت میں نعت کے لئے مستعمل ہیئتیں 40

اُسلوبی مطالعہ 69

اُسلوب کی تعریف 69

اردو نعت کے اسلوبی امتیازات 78

ج۔ نعت کے مباحث

لغوی و اصطلاحی مفاہیم 84

نعت کی موضوعاتی تقسیم 85

اردو ادب میں نعت گوئی کا مختصر جائزہ 88

د۔ شعراء کا مختصر تعارف

I. اشفاق احمد غوری 95

II. تابش کمالؔ 95

III. حفیظ تائب 95

IV. راجا رشید محمود 96

V. رفیع الدین ذکی قریشی 96

VI. ریاض حسین چودھری 96

VII. ڈاکٹر عزیز احسن 96

VII. گہرا عظمی 96

IX. محمد اقبال حسین نجمی 97

X. محمد امین ساجد سعیدی 97

XI. محمد حنیف نازش قادری 97

XII. یوسف راہی چاٹگامی 97

حوالہ جات 98

باب دوم۔

معاصر اُردو نعت کا فکری مطالعہ

1۔ اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 109

2۔ تابش کمال کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 123

3۔ حفیظ تائب کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 145

4۔ راجا رشید محمود کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 151

5۔ رفیع الدین ذکی قریشی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 157

6۔ ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 165

7۔ ڈاکٹر عزیز احسن کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 172

8۔ گہر اعظمی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 178

9۔ محمد اقبال حسین نجمی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 185

10۔ محمد امین ساجد سعیدی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 190

11۔ محمد حنیف نازش قادری کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 199

12۔ یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ 206

اشتراکات واختلافات 214

حوالہ جات 215

باب سوم

معاصر اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

1۔اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	234
2۔تابش کمالؔ کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	243
3۔حفیظ تائب کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	250
4۔راجا رشید کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	253
5۔رفیع الدین ذکی قریشی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	255
6۔ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	258
7۔ڈاکٹر عزیز احسن کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	262
8۔گہر اعظمی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	265
9۔محمد اقبال حسین نجمی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	269
10۔محمد امین ساجد سعیدی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	281
11۔محمد حنیف نازش قادری کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	284
12۔یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	287
اشتراکات واختلافات	290
حوالہ جات	292

باب چہارم

معاصر اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

1۔اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ	297
2۔تابش کمالؔ کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ	322
3۔حفیظ تائب کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ	364
4۔راجا رشید محمود کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ	376

5۔رفیع الدین ذکی قریشی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 382

6۔ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 387

7۔ڈاکٹر عزیز احسن کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 398

8۔گہرا عظمی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 410

9۔محمد اقبال حسین نجمی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 428

10۔محمد امین ساجد سعیدی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 439

11۔محمد حنیف نازش قادری کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 452

12۔یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ 465

اشتراکات واختلافات 471

حوالہ جات 473

باب پنجم

مجموعی جائزہ، نتائج، سفارشات

مجموعی جائزہ 510

نتائج 515

سفارشات 541

حوالہ جات 542

کتابیات 546

رسائل وجرائد 551

انٹرنیٹ 552

ABSTRACT

The intellectual, Formative and stylistic study of contemporary Urdu naat is a unique naat topic of the 21st century. On which I started research after receiving formal permission from the university. To work on this topic, I took great care of this matter. It is necessary for the chosen Naat poet to have his poetry published in the well-known national "Naat magazines", "Naat Rang", "Forough Naat", Literature and Monthly Naat, and three Naats from the published books of that poet. The books have been published since 2000 and in that Naatiya poetry we find intellectual, Formative and stylistic experiences. So, twelve poets who fulfilled these research standards came forward are: Ashfaq Ahmad Ghauri, Tabish Kamal, Hafeez Taib, Raja Rasheed Mehmood, Rafi uddin Zaki Qureshi, Riaz Hussain Chaudhary, Dr. Aziz Ahsan, Gahar Azmi, Muhammad Iqbal Hussain Najmi, Muhammad Amin Sajid Saeedee, Muhammad Hanif Nazish Qadri and Yusuf Rahi Chatgami. Only Naatiya poetry of these poets has been researched. Hamdiya and Manqbati poetry included in his Naatiya collections have been left out of the research. This is the first work of its kind in the present era. In the light of advices and guidance, has brought it to completion with hard work. I have divided it into five chapters.

Chapter I. Introduction to the topic and basic discussions

Chapter II. Intellectual study of contemporary Urdu Naat

Chapter III. Contemporary Urdu naat study in Form

Chapter IV: A stylistic study of contemporary Urdu Naat

Chapter V. Overall assessment, results, recommendations

In the first chapter, along with the introduction of the subject, some basic discussions on the definition and understanding of thought and style have been discussed and a brief review of the tradition of Urdu Naat has been taken. The commonalities and differences that are found in the words of the poets of the present era have been pointed out and along with them, the intellectual distinctions that establish a boundary between the ancient and modern Natiya literature have been highlighted. In the third chapter. Formative study of contemporary Urdu Naat has been carried out here also by adopting the above style of research, Formative commonalities and differences and Formative distinctions of contemporary Urdu Naat have been brought to the fore. While in the fifth chapter, the overall assessment of contemporary Urdu naat has been carried out and the position and status of contemporary Urdu naat is determined by deriving the results. Moreover, some recommendations are made.

اظہارِ تشکر

میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج میں نے اپنی پی ایچ ڈی کی ریسرچ مکمل کر لی ہے۔ معاصر اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اُسلوبی مطالعہ میرا پی ایچ ڈی کا موضوع تحقیق تھا۔ جس میں میں نے معاصر اُردو نعت کے منتخب شعراء کی نعتیہ شاعری کی فکری، ہیئتی اور اُسلوبی سطحوں پر تحقیق کی۔ میرے لئے یہ کام بہت دُشوار تھا لیکن میرے اُستادِ محترم اور نگران مقالہ ڈاکٹر ظفر احمد کی راہنمائی میرے لئے مشعل راہ بنی۔ میں اُن کا بہت بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے اس موضوع میں تحقیقی پیمانوں پر پُورا اُترنے والے بارہ معاصر نعت گو شعراء کو شامل کیا ہے جن کے نام بالترتیب اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، محمد حنیف نازش قادری اور یوسف راہی چاٹگامی ہیں۔ میں ان تمام نعت گو شعراء کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ ان سب نے میرے ساتھ حتی الوسع تعاون فرمایا مواد کی بروقت فراہمی اور اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود مجھے بالمشافہ اور ٹیلی فونک ملاقات و ربط کی سہولت بخشی۔ نعتیہ ادب کی ایسی ہی معروف ہستیوں میں دو نام سید صبیح الدین رحمانی اور حافظ نور احمد قادری بھی شامل ہیں جنہوں نے نعت کے میدان میں ہونے والی کسی بھی کمی بیشی سے مجھے بروقت آگاہ رکھا۔ خدائے لم یزل انہیں جزائے خیر دے ۔ دوران تحقیق دنیائے نعت کی تین معروف ہستیوں راجا رشید محمود، محمد اسحٰق قریشی اور محمد حنیف نازش قادری کی وفات کی المناک خبر بھی سُننے کو ملی۔ اللہ تعالی مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔ اس کے علاوہ میں اپنے دیگر تمام اساتذہ صدر شعبہ اُردو ڈاکٹر فوزیہ اسلم، ڈاکٹر عابد سیال، ڈاکٹر نعیم مظہر، ڈاکٹر شفیق انجم، ڈاکٹر بُشریٰ پروین، ڈاکٹر صائمہ نذیر، ڈاکٹر عنبرین شاکر اور ڈاکٹر محمود الحسن کا بھی شُکر گزار ہوں۔ ان اساتذہ کے علاوہ میں اپنے ایم فل کے اساتذہ ڈاکٹر وسیم انجم اور ڈاکٹر سید عون ساجد نقوی کا بھی خاص طور سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن سے گاہے گاہے راہنمائی ملتی رہی۔ اس موقع پر میں اپنے یونیورسٹی فیلوز میں سے محمد نیاز عباسی، توقیر احمد نیازی، کاشف نواز اور عاطف سراج کے علاوہ بشارت نور، محمد عارف، تیمور اختر، محمد شکیل خان اور احمد مرزا کا بھی شکر گزار ہوں۔ اپنے کچھ ایسے احباب کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ مالی تعاون کرتے ہوئے میری مشکلات کو بہت حد تک آسان کیا جن میں میری بہن جیسی

یونیورسٹی فیلو نورین ثاقب، اُسامہ خان، معظم عباس اور اکرام حسین (بھاٹہ) سرِ فہرست ہیں۔ نیز اپنے حلقہ ءاحباب میں سے عاقب وسیم، مدثر رضا، قاسم عباس اور محمد رئیس کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر لمحہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ مزید یہ کہ میں اپنے والدین کریمین جو اس وقت دنیا میں نہیں ہیں اُن کی مغفرت کے لئے دعا گو ہوں اور اپنے سب بہن بھائیوں کی بے لوث محبتوں کا خصوصی شکر گزار ہوں جنہوں نے پل پل میرا ساتھ دیا۔ میرے اس تحقیقی مقالے کی تکمیل میں ایک ضروری کڑی میرا لاڈلا بھانجا شعبان زاہد (شانی) بھی ہے علاوہ ازیں میرے دوست اور بھائی رُخسار احمد کمالی کا کردار سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے جس نے اپنی مصروف نجی اور ذاتی زندگی کے باوجود مقالے کی کمپوزنگ کے لئے وقت نکال کر مجھے بہت سے مسائل سے بچایا اللہ تعالی میرے اس بھائی کو ہمیشہ ہنستا مُسکراتا رکھے۔ میں یہاں اپنے سابقہ سٹی پولیس آفیسر جناب محمد احسن یونس (سی پی او ضلع راولپنڈی) کا بھی بہت بہت شُکر گزار ہوں اُنہوں کمال شفقت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی بلکہ نقد انعام سے بھی نوازا اور میرا ٹرانسفر تھانے سے پولیس لائن لائبریری میں کر دیا جہاں بیٹھ کر میں نے اپنی ریسرچ مکمل کی۔ آخر میں، میں اپنی اہلیہ شاہدہ اخلاق کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے اس مشکل وقت میں دامے، درمے، سُخنے، قدمے میرا ساتھ دیا اور اپنے بچوں ضیغم اخلاق مغل، اویس اخلاق کمالی اور اپنی بیٹی خدیجہ اخلاق سے معذرت خواہ بھی ہوں کہ اُن کے حصے کا بہت سا وقت میں اُنہیں نہ دے سکا۔

محمد اخلاق مغل

سکالر پی ایچ ڈی اُردو

باب اول:

موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

ا: تمہید

موضوع کا تعارف

حضور نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ سے محبت و عقیدت رکھنا جزوِ ایمان ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں ایمان والے اپنے اپنے انداز میں اپنی محبت کا اظہار کرتے رہے۔ ان میں ایک گروہ شعراء کا بھی ہے جنہوں نے حضرت محمدؐ کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کے لئے صنف نعت کو اپنایا۔ نعت چونکہ ایک قدیم صنف ہے چنانچہ متقدمین شعراء کی طرح معاصر شعراء نے بھی اس روایت کو زندہ رکھا معاصر اُردو نعت کا مطالعہ کرنے سے ہمیں جو فکری پہلو ملتے ہیں ان میں حضورؐ نبی کریمؐ کے خصائص نبویؐ (اول الخلق، شرف نبوت، وسعت علم، افضل الانبیاء، رحمت العالمین، خاتم الانبیاء، نبی العالمین) خصائص دنیوی (وجہ تخلیق کائنات، قاسم نعم، سرکار محبوب الٰہی، شان رفعت و عظمت، صاحب حسن و جمال، اعزاز اسمائے کثیر، صاحب جود و سخا، کریم النفس نبی، مظہر ذات لم یزل، صاحب کلید گنج الٰہی، صاحب اختیار و تصرف، ولادت مبارکہ، فصاحت و بلاغت، بے مثل نبی، نفی سایہ نبی، عطائے معجزات کثیر، دل کش سراپا، باعث تکمیل دین، اسوہ حسنہ) خصائص اخروی (صاحب مقام محمود، ساقی کوثر، شفیع المذنبین، شافع اول، مشفع اول) ملتے ہیں نیز اقربا حضورؐ میں سے اہل بیت اطہّار اور اصحاب رسولؐ اور مناسبات و متعلقات حضورؐ میں سے مولد شریف، مرقد مبارک، روضہ رسولؐ، روضہ مبارک کی جالیاں، مدینہ طیبہ، مسجد نبوی، غار حرا، غار ثور، گنبد خضریٰ، خاک مدینہ، پسینہ مبارک، ہجرت کا تذکرہ ملتا ہے، جبکہ متفرقات میں سے احترام رسولؐ، رسول کریمؐ سے عشق کا اظہار، روحانی تجربات، شخصی و خاندانی حوالے اور درود و سلام ملتا ہے۔ علاوہ ازیں جدید اور معاصر شعراء نے صنف نعت کے فکری سرمائے میں ایک جدت یوں پیدا کی کہ انہوں نے قومی و ملی رجحان کے پیش نظر تحفظ ناموس خلافت، استغاثہ و استمداد، اتحاد اسلامی، ایثار و محبت، قومی و ملی بیداری اور امن و سلامتی جیسے موضوعات شامل کئے۔ اور یہ جدت صرف فکری سطح تک ہی نہ تھی بلکہ ہیئتی اعتبار سے بھی انہوں نے نعت کو قصیدے اور غزل کی ہیئت سے نکال کر مثنوی، رباعی، قطعہ، ہائیکو، کینٹو، آزاد نظم، نظم معرا اور نثری نظم وغیرہ جیسی ہیئتوں سے ہمکنار

کیا۔ نعتیہ شاعری میں توصیفی، تاریخی، رسمی اور نعت گوئی برائے حصول برکت جیسے قدیم اسالیب چلے آرہے تھے۔ انہوں نے مقصدی اور اصلاحی جیسے نئے اسالیب کا اضافہ کیا۔ نیز عربی و فارسی زبانوں کے علاوہ مقامی زبانوں کی آمیزش سے اُردو زبان میں خوبصورت اضافہ کیا، نئی نئی تراکیب وضع کیں، قرآنی آیات و احادیث اور عربی زبان کے نعتیہ قصائد کے اُردو زبان میں منظوم تراجم کئے۔ یوں تو معاصر اُردو نعتیہ روایت سے بہت سے شعراء وابستہ ہیں لیکن ان میں سے اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، محمد حنیف نازش قادری اور یوسف راہی چاٹگامی کا شمار ان معاصر شاعروں میں ہوتا ہے کہ جن کی نعتیہ شاعری میں نعت کے فکری، ہیئتی اور اسلوبی سطح پر تمام تجربات ملتے ہیں۔ سو مجوزہ تحقیقی کام ان شعراء کے حوالے سے اُردو نعت کے فکری، ہیئتی اور اسلوبی مطالعے پر مشتمل ہو گا۔

بیان مسئلہ

اُردو ادب میں نعت گوئی کی روایت قدیم ہے۔ اسلامی ادب کا بڑا حصہ نعت گوئی پر مشتمل ہے۔ ہر دور کے شعراء نے حضورؐ نبی کریمؐ کی ذاتِ مبارکہ سے اپنے عشق کا اظہار اسی صنف کے ذریعے کیا ہے۔ اب یہ صنف اس قدر مقبولِ عام ہے کہ نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ ساری دنیا میں اُردو شعراء اپنے سوز و ساز اور محبت و عقیدت کا اظہار بارگاہ رسالتؐ میں نعت کہہ کر ہی کرتے ہیں۔ اُردو نعت گوئی کا جو قافلہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور فخر نظامی سے چلا تھا آج بھی پورے تزک و احتشام سے رواں دواں ہے۔ ابتدائی نعتیہ سرمائے کا بیشتر حصہ نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ سے والہانہ عشق کے اظہار پر مشتمل ہے جبکہ بعد میں آنے والے شعراء نے نعت کے فکری سرمائے میں اضافے کرتے ہوئے ذات و کائنات کے مسائل، فرد، معاشرے اور ملت کے دکھ درد، مصائب، آلام اور پریشانیوں کا بیان کرتے ہوئے رسول اللہؐ سے رہنمائی و کرم فرمائی کی درخواست بھی کی ہے۔ بعینہ ہیئتی اور اسلوبی حوالوں سے بھی اُردو نعت کا ارتقائی سفر بدستور جاری ہے نیز ہر دور کی نعت منفرد و ممتاز خصوصیات کی حامل ہے۔

مجوزہ موضوع تحقیق میں اکیسویں صدی کی نعت کا مطالعہ فکری، ہیئتی اور اسلوبی حوالوں سے کیا جائے گا۔ اس سے جہاں اُردو نعت کی روایت میں عصر حاضر کی نعت کا مقام و مرتبہ متعین کرنا ممکن ہو گا، وہاں معاصر نعت کے امتیازات کی صراحت بھی ہو سکے گی۔ عصر حاضر کی نعت کا یہ مجوزہ مطالعہ 12 نمائندہ معاصر نعت گو شعراء اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری،

ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، محمد حنیف نازش قادری اور یوسف راہی چاٹگامی کے کلام کے تحت کیا جائے گا۔

مقاصد تحقیق

۱ منتخب معاصر اردو نعت گو شعراء کے ہاں فکری اشتراکات و اختلافات کی نشاندہی کرنا۔

۲ منتخب معاصر اردو نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری میں مستعمل ہیئتوں کا تقابلی و تنقیدی مطالعہ کرنا۔

۳ منتخب معاصر اردو نعت گو شعراء کے شعری اسلوب کا مطالعہ کرتے ہوئے مماثل و متضاد عناصر کو اجاگر کرنا۔

تحقیقی سوالات

۱ منتخب معاصر اردو نعت گو شعراء کے ہاں فکری سطح پر کس نوع کے اشتراکات و اختلافات پائے جاتے ہیں؟

۲ منتخب معاصر اردو نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری میں کس نوع کے ہیئتی تجربات ملتے ہیں اور وہ ان میں کتنے کامیاب رہے ہیں؟

۳ منتخب معاصر اردو نعت گو شعراء کے مخصوص اسلوبی امتیازات کیا ہیں؟

نظری دائرہ کار

اُردو میں نعت گوئی کی ایک توانا روایت موجود ہے۔ اُردو نعت گو شعراء نے اس صنف میں کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں اور اس کو ارفع و اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا ہے۔ مجوزہ موضوع میں شامل معاصر اُردو نعت گو شعراء اشفاق احمد غوری، تابش کمالؔ، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، محمد حنیف نازش قادری اور یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعتیہ شاعری کا فکری، ہیئتی اور اسلوبی سطح پر تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے اشتراکات و اختلافات کا جائزہ لیا جائے گا۔ درج بالا شعراء کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ ڈاکٹر ریاض مجید کی تصنیف "اُردو میں نعت گوئی" میں بیان کئے گئے فکری معیارات (محبت رسولؐ کا جذبہ، اطاعت رسولؐ کا جذبہ، حصول ثواب کی نیت، طلب شفاعت، برکت طلبی، خیر خواہی) اور فکری ماخذات (قرآن حکیم، احادیث نبوی، کتب سیرت و مغازی) جبکہ اسلوبی معیارات (توصیفی، عشقیہ، غزلیہ، مقصدی، تاریخی، استمدادی اور

صلوۃ وسلام کے نعتیہ اسلوب) کے تحت کیا جائے گا علاوہ ازیں نعت گوئی کے دوران ایک نعت گو شاعر کو جن مذہبی اور لسانی حدود و قیود کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کے لئے حلیم حاذق کی تصنیف "اصول نعت گوئی" سے استفادہ کیا جائے گا۔

تحقیقی طریقہ کار

تحقیق کا موضوع مدحیہ شاعری کا مذہبی تناظر: معاصر اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اسلوبی مطالعہ (منتخب شعراء کے حوالے سے) ہے۔ لہٰذا موضوع سے متعلق مطبوعہ کتب کی جمع آوری، ترتیب اور مطالعہ اور تجزیہ کرنا ہو گا۔ اس میں تاریخی تحقیق اور تجزیاتی و تقابلی مطالعہ زیادہ معاون ہو گا۔ بنیادی ماخذات میں مذکورہ شعراء کی کتب جب کہ ثانوی ماخذات میں ان شعراء کی نعت گوئی سے متعلق چھپنے والے مضامین، کتب اور رسائل وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے گا جن تک رسائی کے لئے لائبریریوں سے رجوع کرنے کے علاوہ انٹرنیٹ اور دیگر ماخذات سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔

مجوزہ موضوع پر ماقبل تحقیق

یوں تو اس صنف پر غیر سندی کام کافی تعداد میں ہو چکا ہے۔ البتہ کچھ پاکستانی جامعات میں ذیل تحقیقی مقالات لکھے گئے ہیں۔

i۔ افضال احمد انور، ڈاکٹر، اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۷

اس مقالے میں ڈاکٹر افضال احمد انور نے سات باب قائم کئے اور اُردو نعت کا ہئیتی مطالعہ کیا ہے۔ جس میں اُنہوں نے نعت کے لئے مستعمل تمام ہیئتوں مثنوی، قصیدہ، غزل، نعتیہ مسمط، ترکیبِ بند، ترجیع بند، مثلث مستزاد، مخمس، مسدس، مثمن، معشر، رباعی اور قطعہ کے علاوہ دوہا، گیت، ٹھمری، کینٹو، ہائیکو، ماہیا، پابند نظم، آزاد نظم، نظم معرا، نثری نظم، سانیٹ وغیرہ کا عہد بہ عہد جائزہ لے کر شعراء کے کلام سے مثالیں پیش کی ہیں۔ یہ ہیئتی اعتبار سے ایک منفرد کام تھا۔ جو مجوزہ موضوع میں تحقیق کے دوران معاصر اُردو نعت کے ہیئتی مطالعے میں مدد دے گا۔

ii۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اُردو میں نعت گوئی تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور

مقالہ ہذا میں ڈاکٹر ریاض مجید نے ۶ ابواب قائم کئے ۔ جن میں اُنہوں نے پہلے نعت کے بنیادی مباحث، نعت کے مفاہیم لغوی اور اصطلاحی حوالے سے بیان کئے اور پھر نعت کے موضوعات، اقسام اور مختلف اسالیب اور اُردو نعت پر ہندی اثرات کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نعت کے فکری ماخذات اور فکری محرکات، جنوبی و شمالی ہند میں اُردو نعت گوئی کی روایت کا جائزہ لیا۔ پھر عصرِ جدید اور عصرِ حاضر کی نعت گوئی پر اپنی تحقیق پیش کی۔ چونکہ مجوزہ موضوع میں راقم نے ایک باب اُردو نعت کا اسلوبی مطالعہ بھی قائم کیا ہے جس میں مقالہ ہذا نعت کے اسالیب سے متعلق کافی مدد فراہم کرے گا۔

iii۔ شاہ محمد، عہد نبویؐ میں نعتیہ شاعری، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، اُردو جامعہ کراچی، ۲۰۰۸ء

اس مقالے میں مقالہ نگار شاہ محمد نے عہدِ نبویؐ کی شاعری کو موضوعِ تحقیق بنایا اور سات ابواب قائم کئے ۔ جن میں پہلے تو شاعری کے حوالے سے اسلامی نقطہ ء نظر پیش کیا۔ بعد ازاں کُتبِ سماوی میں نعتِ نبویؐ کے حوالے سے اپنی تحقیق پیش کی۔ اور پھر نبی کریمؐ کی وِلادتِ مُبارکہ سے پہلے اور بعد کی نعتیہ شاعری پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اور اس کے بعد دربارِ رسالتؐ کے مسلم اور غیر مسلم نعت گو شعراء کا تذکرہ کیا اور عہدِ نبویؐ کی نعت کے نثری نمونے بھی پیش کئے ۔ اور جن شعراء نے عہدِ نبویؐ میں نعتیہ شاعری میں شمائل حضورؐ، سیرتِ رسولؐ، حدیث رسولؐ، اور عشق رسولؐ، کو اپنا موضوع بنایا۔ اُن کا تذکرہ کیا۔ نیز عہدِ نبویؐ کی نعتیہ شاعری کے ماخذات اور نعتِ صحابہ کے مضامین و موضوعات اور آخر میں عہدِ نبویؐ اور عہدِ حاضر کی نعتیہ شاعری کا علمی و تقابلی جائزہ پیش کیا۔ جو راقم کے لئے مجوزہ موضوع کی تحقیق میں معاون و مددگار ہو گا۔

iv۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، پاکستان میں نعتیہ شاعری کا تحقیقی جائزہ، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، اُردو جامعہ کراچی، ۲۰۱۲ء

یہ مقالہ ڈاکٹر شہزاد احمد نے پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید کی نگرانی میں جامعہ کراچی میں لکھا۔ اس مقالے میں اُنہوں نے ۱۸ ابواب قائم کئے۔ جس میں انہوں نے قیامِ پاکستان کے علاوہ استحکامِ پاکستان کے سلسلے میں نعت گو شعراء کی خدمات کا جائزہ لیا۔ ازاں بعد پاکستان میں نعت کے سلسلے میں خدمات انجام دینے والی اہم شخصیات اور نعتیہ تنظیموں کا تذکرہ کیا۔ نیز پاکستان میں اُردو نعت گوئی کے آئندہ اثرات بھی بیان کئے۔ اور اس کے ساتھ اُنہوں نے پاکستان میں نعتیہ صحافت اور نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت پر بھی اپنی تحقیق پیش کی۔ جو بھی راقم کے لئے مجوزہ موضوع کی تحقیق میں مدد دے گا۔

۷۔ شید احمد، کاکاخیل، اُردو نعت میں غیر اسلامی عناصر کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور، ۲۰۰۸ء

مقالہ ہذا شید احمد کاکاخیل نے پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد کی نگرانی میں قرطبہ یونیورسٹی پشاور میں تحریر کیا۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے ٦ ابواب قائم کئے۔ اور اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اُن غیر اسلامی عناصر کا تجزیہ پیش کیا جو ہمارے نعت گو شعراء نے از خود نعتیہ شاعری میں شامل کر لئے۔ مقالہ ہذا بھی راقم کو اپنے مجوزہ موضوع تحقیق میں فکری مطالعے کے باب میں معاون و مددگار ہو گا۔

البتہ میرے مجوزہ موضوع "مدحیہ شاعری کا مذہبی تناظر: معاصر اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اسلوبی مطالعہ" (منتخب شعراء کے حوالے سے) کہیں بھی کوئی کام نہیں ہوا۔ یہ اس طرح کا پہلا تحقیقی کام ہو گا۔

تحدید

مجوزہ موضوع میں معاصر شاعروں میں سے صرف 12 شعراء اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، محمد حنیف نازش قادری اور یوسف راہی چاٹگامی کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان شعراء کے انتخاب میں ذیل وجوہات کا التزام رکھا گیا ہے کہ معاصر شعراء میں سے ان شاعروں کا انتخاب کیا جائے کہ جن کی نعتیہ شاعری کم از کم چار معروف ملکی ادبی رسائل و جرائد نعت رنگ، فروغِ نعت، ماہنامہ نعت اور ادبیات میں سے کسی ایک میں شائع ہوئی ہو اور ان کے کم از کم تین نعتیہ شعری مجموعے معاصر دور یعنی اکیسویں صدی کے ان ابتدائی تین عشروں (سال ۲۰۰۰ تا ۲۰۲۲) میں شائع ہوئے ہوں۔ اور ان شعراء کے ہاں ہمیں فکری، ہیئتی اور اسلوبی تجربات ملتے ہوں۔ نیز دورانِ تحقیق اگر کوئی اَور شاعر اس پیمانے پر پورا اُترا اَور اُس کی نعتیہ شاعری میں فکری، ہیئتی اَور اسلوبی تجربات پائے گئے تو اُسے بھی شامل تحقیق کیا جائے گا۔

مجوزہ موضوع میں منتخب شعراء گو کہ ہم عصر اور معاصر اُردو نعت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان شعراء کے ہاں ہمیں جہاں فکری، ہیئتی اور اسلوبی سطح پر اشتراکات سے واسطہ پڑتا ہے وہاں اختلافات بھی ملتے ہیں۔ سو مجوزہ موضوع میں منتخب شعراء کے حوالے سے کی جانے والی تحقیق معاصر اُردو نعت کے فکری، ہیئتی اور اسلوبی تقابلی مطالعے پر مشتمل ہو گی۔ اس میں درج بالا شعراء کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ نعتیہ شعری مجموعے شامل ہوں گے نیز ان شعری مجموعوں میں حمدیہ شاعری اس تحقیق سے باہر ہو گی۔

پس منظری مطالعہ

مجوزہ موضوع اُردو نعت کا فکری، ہیئتی اور اسلوبی مطالعہ ہے۔ سو پس منظری مطالعے کے طور پر نعت نگاری کے فکری ماخذات جن کا تذکرہ ڈاکٹر سید رفیع الدین اور ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنی کتب، اُردو میں نعتیہ شاعری، اُردو میں نعت گوئی میں کیا ہے کی روشنی میں کیا جائے گا۔ ان میں قرآن پاک، احادیث نبویہ، کتب سیر اور ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل و بعد کی عربی اور فارسی کی نعتیہ شاعری کا ذکر کیا ہے۔

اُردو نعت گو شعراء نے قران کریم سے جو نعت کے موضوعات لئے ہیں ان میں حضورؐ صلی اللہ علییہ وآلہ وسلم کی مختلف شانوں، شان عبدیت، شان رسالت، شان ختم المرسلین، شان رحمت اللعالمین، شان نورانیت، شان محبوبیت، شان ساقی کوثر، شان فضلیت رسل شامل ہیں۔ اور احادیث نبوی کی روشنی میں نعت گو شعراء نے جن موضوعات کو اپنایا ان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا، اخلاق حسنہ، مہر نبوت، زلفوں کا تذکرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص نبوی، خصائص دنیوی، خصائص برزخی اور خصائص اخروی شامل ہیں۔ معاصر اُردو نعت کے فکری مطالعے میں یہ تمام بحث کار آمد ہو گی۔ اُردو نعت کے ہیئتی مطالعے میں ڈاکٹر افضال احمد انور کا غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ اور علیم صبا نویدی کی کتاب نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے سے استفادہ کیا جائے گا۔ مذکورہ محققین نے مختلف شعراء کے حوالے سے عہد بہ عہد اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ معاصر اُردو نعت کے اسلوبی مطالعے کے لئے عابد علی عابد کی تصانیف اسلوب ، البیان اور البدیع سے استفادہ کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں ان معاصر منتخب شعراء کی نعتیہ شاعری پر لکھے گئے تنقیدی مضامین، تبصروں اور تجزیوں کو بھی شامل تحقیق کیا جائے گا۔

تحقیق کی اہمیت

منتخب معاصر اُردو نعت گو شعراء، اشفاق احمد غوری، تابش کمالؔ، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، محمد حنیف نازش قادری اور یوسف راہی چاٹگامی معاصر اُردو نعت کے اہم شعراء ہیں ان کی نعتیہ شاعری فکری، ہیئتی اور اسلوبی حوالے سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ایک ہی دور سے وابستہ ہونے کے باوجود ان شعراء کی نعتیہ شاعری میں ہمیں فکری، ہیئتی اور اسلوبی اشتراکات و اختلافات ملتے ہیں چنانچہ ان شعراء کے نعتیہ کلام کا

فکری، ہیئتی اور اسلوبی مطالعہ نہ صرف ان شعراء کے اشتراکات و اختلافات کو متعین کرے گا بلکہ اس کے ساتھ ان کے افکار کی نوعیت اور ادب پر اُن کے کیا اثرات مرتب ہوئے۔ ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالے گا۔

ب۔ اصطلاحات کا سیاق و سباق

فکری مطالعہ

فکر کے لغوی معنی:

"فکر" عربی زبان کا لفظ ہے اور اسم مونث ہے، جسے تحریر و تقریر میں عموماً سوچ اور پریشانی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لغوی اعتبار سے فکر کے کیا معانی ہیں؟ اس سوال کے جواب کے لئے معروف لغات سے رجوع کیا جارہا ہے۔

المنجد فکر (ع) غور و فکر (۱)

حسن اللغات فکر (ع) سوچ، اندیشہ (۲)

فرہنگ آصفیہ فکر (ع) اسم مونث سوچ، بچار، اندیشہ، تردد، خیال، دھیان، چِنتا، تدبیر (۳)

نور اللغات فکر (ع) اندیشہ، تردد، دغدغہ، احتمال، دھیان، غور و تامل (۴)

قاموس مترادفات فکر، تفکر، سوچ، بچار، وچار، خیال، اندیشہ، غور، تدبیر، خوض، احتیاط، چنتا (۵)

سید عابد علی عابد نے انتقادِ ادبیات میں علم نفسیات کے رو سے فکر کی تعریف ذیل انداز میں کی ہے:

"یہ وہ ذہنی عمل ہے جس سے کام لے کر ہم مقدمات کو ترتیب دیتے ہیں اور نتائج کا استنباط کرتے ہیں"۔ (٦)

"ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے بھی اپنی کتاب "کشاف تنقیدی اصطلاحات" (۷) میں عابد علی عابد ہی کی تعریف نقل کی ہے۔

درج بالا بحث سے فکر کے لغوی معانی سوچ کے ملتے ہیں جبکہ قران کریم میں یہ لفظ تتفکرون اور یتفکرون آیا ہے ۔ جس سے مراد حالات و واقعات پر اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچنا ہے۔ یعنی فکر ایک ایسی قوت ہے جو انسان کو خوب سوچنے، سمجھنے کے عمل سے گزار کر ایک ایسے حتمی اور قطعی موڑ پر لا کر کھڑا کرتی ہے کہ جہاں وہ کوئی نتیجہ اخذ کر کے فیصلہ کرتا ہے۔ لیکن جب ہم ادبی تناظر میں فکر کا مفہوم سمجھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی تخلیق کار کی اس متاثر شدہ سوچ کا مطالعہ جو اس کے موجودہ وما قبل عہد کی سیاسی، سماجی، روحانی و اقتصادی یا کسی بھی سطح پر رونما ہونے والے تغیرات سے اثرات قبول کرتے

ہوئے مختلف موضوعات کی صورت میں اس کے تخلیقی مواد میں ظاہر ہوتی ہے،اس سے نہ صرف اس تخلیق کار کے ذہنی میلانات و ذہنی رجحانات کا پتہ چلتااور اس کے ماضی اور حال کے عہد کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ وہ تخلیق کار کی جانب سے قاری کے لئے ایک واضح پیغام بھی ہوتا ہے۔

علم نفسیات میں جب یہ ذہنی عمل مقدمات کو ترتیب دینے اور ان سے نتائج اخذ کرنے کے ساتھ مشروط کر دیا جاتاہے تو اس سے نظم و ترتیب اور تعمیر کا واضح اشارہ ملتاہے اس تناظر میں دیکھا جائے تو ایک تخلیق کار معاشرے میں ہونے والی شکست وریخت اور تعمیر و تخریب سے اخذ واستفادہ اور ردو قبول کی صورت میں جو اثرات قبول کرتا ہے نتیجتاً انہیں اپنے فکری پیغام کے طور پر نظم ونثر میں ڈھال دیتاہے۔

فکری مطالعہ کی اصطلاح کو جب نعت کے لئے استعمال کیاجاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مطلوبہ نعتیہ ادب کا اس طرح مطالعہ کرنا کہ یہ جان لیاجائے کہ فلاں نعت گو شاعر نے اپنے نعتیہ کلام میں نعت کے فکری ماخذ قرآن وحدیث اور سیرت طیبہ سے کون کون سے نعتیہ موضوعات کو اخذ ومنظوم کیااور اس کے مقاصد کیا تھے ؟اور یہ بھی جان لیاجائے کہ زیر نظر متعلقہ نعت گو شاعر نے بس روایتی موضوعات کو ہی اپنا مطمع نظر بنایا یا ان میں کسی طرح کا کوئی اضافہ بھی کیاہے،بلاشبہ نعت کا موضوع انتہائی وسیع ہے ،ہمارے نعت گو شعراء نے بدقسمتی سے چند گنے چنے موضوعات کو ہی بار بار برتاہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری نعت کی موضوعاتی وسعت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "جہاں تک موضوع کی وسعت کا تعلق ہے اس میں آنحضرتؐ کی زندگی اور سیرت کے توسط سے انسانی زندگی کے سارے ثقافتی و تہذیبی پہلو اور سماجی و سیاسی مباحث در آئے ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ اردو فارسی کے پیشتر شعراءنے عموماً حضورؐ کے حلیہ اقدس،واقعہ معراج اور معجزات ہی کو اپنی توجہ کا مرکز بنایاہے لیکن نعت کے موضوع کا دائرہ اس سے بہت وسیع ہے اس میں شمائل و فضائل کے ساتھ ساتھ معمولاتِ نبویؐ ،غزواتِ نبویؐ ،عبادات نبویؐ ، آدابِ مجالس نبویؐ ،پیغاماتِ نبویؐ اور اخلاق نبویؐ کے بے شمار پہلو شامل ہیں ۔ حُسنِ عمل، حسن سلوک، حُسنِ خیال، حُسنِ بیان اور حُسنِ معاملہ سے لے کر عدل و انصاف ،جود وسخا،ایثار واحسان،سادگی وبے تکلفی،شرم وحیا،شجاعت ودیانت ،عزم و استقلال،مساوات وتواضع ،مہمان نوازی وایفائے عہد،زہد وقناعت ،عفو وحلم،رحم ومروت ،شفقت ومحبت ،عیادت وتعزیت،رقیق القلبی وجاں گدازی،رحمت ومکرمت،لطف طبع و لطف سخن اور انسانی ہمدردی وغمخواری تک تمدنی زندگی کا

کون سا پہلو اور کون سا رخ ہے جس کی ترغیب و ترویج اور تزئین و تطہیر کا سامان نعت کے موضوع کے اندر موجود نہیں۔ حق بات یہ ہے کہ عظمت انسانی کے جتنے گیت آج تک گائے گئے ہیں اور ایک عظیم انسان کے بارے میں جتنے تصورات آج تک قائم کئے ہیں وہ آنحضرتؐ کی رحمت للعالمینی کے ایک ادنیٰ جزو کی حیثیت رکھتے ہیں"۔(۸)

آمد حضورؐ سے قبل جتنے انبیاء ورسلؑ دنیا میں پیغام حق کی ترویج و تنفیذ کے لئے بھیجے گئے وہ تمام ایک علاقے اور ایک قوم کی طرف مبعوث کئے گئے نیز ان کا زمانہ نبوت بھی مخصوص و محدود تھا جبکہ حضرت محمد مصطفیٰؐ، احمد مجتبیٰؐ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی اکرام سے نوازا کہ حضورؐ کی رسالت عامہ و تامہ تمام زمانوں اور تمام جہانوں کو محیط ہے اور لقد کان لکم فی رسول اللہؐ اسوۃ حسنہ (۹) (بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے)۔ یہ آیت قرآنی جہاں حیات حضورؐ کو اسوہ کامل قرار دیتی ہے وہاں نعتِ مصطفیٰؐ کی موضوعاتی وسعت کی طرف اشارہ بھی کرتی ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں انسان نے جس طرح اپنی زندگی کو مزید پر تعیش اور آرام دہ بنانے کے لئے ہر طرح کا سامان عیش تیار کر رکھا ہے، اسی طرح اسے روزانہ نئے نئے مصائب سے بھی واسطہ پڑ رہا ہے۔ طرح طرح کے مسائل جنم لے رہے ہیں جن کے حل کے لئے اگر عصر حاضر سیرتِ حضورؐ سے رجوع کرتا ہے تو اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ حضورؐ تاریخ عالم کی وہ ہمہ گیر شخصیت ہیں کہ جن کی حیات طیبہ ایک محلل کی صورت میں سامنے آتی ہے جو قدیم و جدید تمام مسائل کا حل پیش کرتی ہے ،وقتی ضرورتوں اور تقاضوں کی روشنی میں آنحضرتؐ کی تمام شخصی جہات کھل کر سامنے آ رہی ہیں، چنانچہ صنف نعت کے موضوعاتی حصار میں روز بروز وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے، بقول پروفیسر عبد اللہ شاہین:۔

" آج کی نعت اپنے مرکزی موضوع یعنی مدح رسول سے پھیل کر کائنات بھر کے مسائل کو محیط نظر آتی ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کر رہا ہے اور نت نئے مسائل کے انکشافات ہو رہے ہیں، توں توں نبی اکرمؐ کی سیرت طیبہ اور آپ ؐ کی تعلیمات کے اثرات انسانی تہذیب و معاشرت اور تاریخ و سیاست پر نمودار ہو رہے ہیں ، عصر حاضر میں انسانی مساوات ، مواخات اور آفاقی تصوارت کے جو چرچے ہو رہے ہیں اور انسانی ترقی جو منزلیں طے کر رہی ہے اس کے پس منظر میں آپؐ ہی کی اعلیٰ شخصیت اور روشن تعلیمات کار فرما ہیں، آپؐ کے پیغام نے انسانی زندگی کی ثقافت و مدنیت، معاشرت و سیاست ، تاریخ و تہذیب پر جو صحت مند، روح پرور اور خوشگوار

اثرات ڈالے ہیں۔وہ سب نعت کا موضوع بن رہے ہیں،انسانی آفاقی تصورات کے حوالے سے
عصر حاضر کی نعتوں میں آپؐ کا ذکر محسن انسانیت کے طور پر دکھائی دیتا ہے"۔(۱۰)

اب وقت جدید کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے نعت گو شاعر کو اس قدر بالغ نظر ہونا چاہیے کہ وہ عالم اسلام کے تمام مسائل سے آگاہ ہو،اسے چاہیے کہ سیرت رسولؐ کا مطالعہ علمی،ادبی،مذہبی،اخلاقی،تمدنی،اقتصادی،سیاسی اور عسکری بنیادوں پر کرے تاکہ امت مسلمہ کو درج بالا کسی بھی شعبے سے وابستہ در پیش چیلنج سے نمٹنے کے لئے سیرت طیبہ کی روشنی میں ان کا حل پیش کرے کیوں کہ شاعر ہی ہے جو اپنے کلام کے ذریعے کم وقت میں اپنا پیغام پوری دنیا میں پہنچا سکتا ہے۔ماضی میں یہ کام مولانا ظفر علی خان،مولانا الطاف حسین اور حضرت علامہ اقبالؒ نے سرانجام دیا جبکہ عصر حاضر میں یہ ذمہ داری آج کے نعت گو شاعر کے کندھوں پر ہے۔اس کا یہ شعور نعت بلاشبہ موضوعات نعت میں اضافے کا سبب بن سکتا ہے۔

اردو نعت کے فکری مآخذ

قرآن وحدیث نعتیہ موضوعات کے ایسے دو بڑے اور بنیادی فکری مآخذ ہیں جو انتہائی مستند ترین اور شک وشبہ سے بالا ہیں،ان میں جتنے بھی نعتیہ موضوعات کا بیان ملتا ہے ان پر اہل علم و تحقیق نے اعتبار کیا اور نعت گو شعراء نے بھی بلا حیل و حجت انہیں اپنے کلام میں برتا،قرآن کا خالق خود اللہ تعالیٰ ہے جبکہ احادیث فرامین رسول کو کہتے ہیں۔ان دو بڑے فکری مآخذ کے علاوہ سیرت رسولؐ اور اسمائے مبارکہ کو بھی ان میں شامل کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں عربی و فارسی نعت بھی انہی مآخذ کا ایک اہم جزو ہے ان کا تذکرہ بالتفسیر اپنے اپنے مقام پر ہوگا۔

قرآن کریم

قرآن مجید،احکام الٰہی اور سیرت مصطفیؐ کا وہ مستند ترین محافظ ہے جس کی صداقت و حقانیت کی شہادت اللہ رب العالمین نے خود ذلک الکتاب لا ریب فیہ (۱۱) کہہ کر دی،اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود لیتے ہوئے فرمایا :انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔(۱۲)اس کتاب کے مقدس و مطہر ہونے میں بھلا کسے شک ہو سکتا ہے جسے چھونے کے لئے :لا یمسہ الا المطہرون۔(۱۳)جیسا راہبر و رہنما آفاقی فرمان ربی موجود ہو۔

قرآن مجید ضابطہ حیات ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حیات انسانی سے متعلق مختلف نظام وضع فرمائے تاکہ اہل جہاں رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر امن و سکون سے یہاں جی سکیں۔ایسی مثالی زندگی کے لئے حق تعالیٰ نے

حیاتِ رسول کریمؐ اور سیرت حضورؐ کے مختلف گوشوں کو عکس بند کیا ہے۔ جن سے اپنا و بیگانہ سب استفادہ کر سکتے ہیں بلکہ کر بھی رہے ہیں، وہ قرآنی آیات جن میں حیات رسولؐ کی مختلف جھلکیاں ملتی ہیں، بنیادی طور پر وہ حضورؐ کی شان رفعت و عظمت بیان کرتی ہیں، چنانچہ ان آیات کو آیات نعت کہا جاتا ہے۔

قرآن میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں اور ان ۱۱۴ سورتوں میں سے ۹۴ سورتیں ایسی ہیں جن سے اہل تحقیق نے ایسی آیات بینات کی نشان دہی کی جن میں کسی نہ کسی حوالے سے ذات حضورؐ سے متعلق نعتیہ موضوعات ملتے ہیں۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے اس طرح کی تین قسم کی آیات کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

> " قرآن مجید میں حضورؐ پاک کے بارے میں تین طرح کے حوالے ملتے ہیں، پہلا حوالہ وہ آیات ہیں جن میں آپؐ کے مقصد بعثت اور کار نبوت کا تذکرہ ہے، دوسرا حوالہ وہ آیات ہیں جن میں آپؐ کے مقام و منصب کی بلندی اور آپؐ کے کردار و عمل کی رفعت کی تعریف و توصیف کی گئی ہے نیز آپؐ کے سوانحی حالات، غزوات و معجزات وغیرہ کا ذکر ہے اور تیسرا حوالہ وہ اسمائے صفات ہیں جن سے خدائے تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب کیا ہے"۔(۱۴)"

سب سے پہلے سید نعیم الدین مراد آبادی نے حیاتِ مصطفویؐ کا مطالعہ ذیل موضوعات کے اعتبار سے جو قرآنی آیات کی روشنی میں کیا جسے انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر خزائن العرفان میں پیش کیا:۔ (۱۵)

۱۔ رسالت کا بیان، نبی معصوم اور بے عیب ہوتے ہیں:

۲۔ حضورؐ کے تمام اوصاف و کمالات نبوت و رسالت سے متصف ہیں:

۳۔ حضورؐ تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں:

۴۔ حضورؐ آخری نبی ہیں:

۵۔ حضورؐ ساری کائنات کے نبی ہیں:

۶۔ حضورؐ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں:

۷۔ حضورؐ کا ادب رکن ایمانی ہے:

۸۔ حضورؐ کی گستاخی کفر ہے:

۹۔ حضورؐ سے نسبت ہو جائے وہ عظمت والا ہے:

۱۰۔ نبی کی ہر بات پوری ہوتی ہے:

۱۱۔ حضورؐ بالذات عالم الغیب نہیں:

۱۲۔ حضورؐ کو علم غیب دیا گیا:

۱۳۔ حضورؐ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں:

۱۴۔ حضورؐ نور ہیں:

۱۵۔ حضورؐ حاضر و ناظر ہیں:

۱۶۔ کسی نبی نے بھی انسانوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا:

۱۷۔ نبیؐ کی ازواجِ مطہرات اہل بیت ہیں:

۱۸۔ فضائل اہل بیت:

۱۹۔ میلاد شریف کا بیان:

جن صاحبان علم نے سیرت رسولؐ کا قرآن کی روشنی میں باقاعدہ مطالعہ کیا ان کے ناموں کا تذکرہ مع کتب ذیل ہے:

شفا شریف (ابو الفضل قاضی عیاض مالکی اندلسی)، اردو میں نعتیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق)، کلمات رب العالمین فی حقیقت سید المرسلین (ڈاکٹر محمد عطاء اللہ جلوی قادری)، شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن (مفتی احمد یار خان نعیمی)، حیات محمدؐ قرآن کی آئینے میں (ڈاکٹر ابو الخیر کشفی) اخلاق محمدؐ قرآن کے آئینے میں، ڈاکٹر ابو الخیر کشفی ثنائے مصطفیٰؐ فی الکلام الکبریا (سرور حسین خان)

سرور حسین خان عصر حاضر کے اسلامی محقق اور سکالر ہیں جنہوں نے مفتی احمد یار خان نعیمی کی تصنیف شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن جس میں مفتی احمد یار خان نعیمی نے ۱۰۳ قرآنی آیات کا مع تبصرہ انتخاب کیا، کے کام سے ہی تحریک پا کر ثنائے مصطفیٰ فی الکلام الکبریا مرتب کی جس میں سرور حسین خان نے ۱۰۳ آیات کو بڑھا کر ۱۸۳ آیات تک بڑھایا۔ اس بارے میں وہ خود لکھتے ہیں:۔

> "میں نے مذکورہ کتاب یعنی شان حبیب الرحمن من آیات القرآن کو ہی بنیاد بنا کر مفتی صاحب کے کام کو آگے بڑھانے کی سعی کی ہے، یعنی کتاب ہذا میں مفتی صاحب نے کل ۱۰۳ آیات کو چنا ہے مجھے یہ توفیق نصیب ہوئی کہ ان ۱۰۳ آیات کو بڑھا کر ۱۸۳ تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور اس کامیابی میں ڈاکٹر ابو الخیر کشفی کی کتاب بھی شامل ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے بھی ایک کتاب بنام حیات محمدؐ قرآن حکیم کے آئینے میں مرتب کی"۔(۱۶)

سرور حسین خان کی منتخب کردہ قرآنی آیات کے نعتیہ موضوعات (۱۷) ذیل ہیں:

رسول اللہؐ کے دین اسلام کا راستہ، حد ادب، مقام ادب، بشیر و نذیر کا مقام، دعائے خلیل حضرت ابراہیم، تحویل قبلہ کا اعزاز، معلم و مربی کا اکرام، جداگانہ مرتبہ رسالت کا آغاز، تحفہ شفاعت، رسول اکرمؐ کی اہل نجران کے سامنے حقانیت، لازوال محبت، دعوتِ مباہلہ کا عظیم واقعہ، انبیاء کے لئے پیروی نبوت محمدؐ کا حکم ربی، رسول اللہؐ کی ذات باعث ایمان، ہدایت و نجات بطفیل مصطفیؐ، رسول اللہؐ کی برکت سے امت کے لئے اعزاز، رحمت کا انوکھا انداز، محمدؐ کا جھوٹی شہادت کی افواہ پر مومنین کو تنبیہ کرنا، مقام رسالت فعل خیانت سے پاک و منزہ ہے، رسول اللہؐ کی اہل ایمان پر عنایتیں، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمانا، آخرت کی شہادت عظمیٰ، اہل حکم کی اطاعت اور متنازعہ امور کے حل کا طریقہ، رسول اللہؐ کی ذات کی برکت، معاملات میں مقام حکم، اللہ اور رسول اللہؐ کا حکم نہ ماننے والوں کا انجام، رسول اکرمؐ کو قتال (جہاد) کی ممانعت بعد از اجازت و حکم، رسالت محمدیؐ پر اتمام حجت، عطائے ربانی کی معراج، اللہ تعالیٰ کا منافقین کا پردہ چاک کرنا اور رسول اکرمؐ کو تسلی و تشفی دینا، اللہ اور رسول اللہؐ کی طرف ہجرت کا اجر، رسول اکرمؐ کا کتاب کے مطابق فیصلہ کا حکم، اللہ کے فضل اور رحمت کے ثمرات، اطاعت رسولؐ میں نجات، صفت برہانیت سے متصف ذات، تکمیل دین اسلام کا مژدہ، رسول اللہؐ کے ذریعہ پوشیدہ امور کا افشاں، قرآن کی حقانیت اور اگلی الہامی کتب کی تصدیق، رسول اللہؐ کی حفاظت کا ذمہ، مکررات اطاعت، رسول اللہؐ کے لئے تسلی و تشفی کا کلام، اللہ تعالیٰ کی رسول اللہؐ کے لئے دل جوئی کرنا، جو حکم ربی وہی عمل رسولؐ، افضل الانبیاء / رسالت اللعالمین، رسول اکرمؐ کی کتاب قرآن کا اعزاز، رسول اکرمؐ کی نیابت علی الارض کا اعلان، نبی امتی کا مرتبہ و مقام، رسالت عامہ کا اعزاز، قیامت کے متعلق علم، معرکہ حق و باطل کی فضیلتیں اور تفصیلات، رسول اللہؐ کے عمل کو اپنا عمل بتانا، رسول اکرمؐ کا ادب ہماری عبادات سے افضل ہے، ہجرت سے ماقبل پیش آمدہ واقعات، رسول اللہؐ کے طفیل عذاب سے محفوظ، مدینہ میں رسول اکرمؐ کی آمد اور صدیوں کی عداوتوں کا محبت و الفت میں بدل جانا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے قطع تعلق کرنے کا اعلان، یوم حنین پر تسکین کا نزول، رسول اللہؐ کا لایا ہوا دین سب پر غالب ہے، حضورؐ اکرمؐ کے واقعہ ہجرت کا بیان، محمدؐ کا ایذا دینے والے منافقین کے لئے وعید، رضائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہے، جہاد سے خود کو روک لینے والوں کا افشاں اور ان کے لئے رسولؐ کو آئندہ شرکت جہاد سے ممانعت، غزوہ تبوک کے موقع پر شرکت سے معذور و مومنین کے اخلاص اور منافقین کے مکر و حیلہ کا افشاں کرنا، رسول اللہؐ کا صحابہؓ پر لطف و کرم کا حکم، مسجد ضرار کے حوالے سے رسول اکرمؐ کی رہنمائی و استعانت، دربار رسالت کے چند جانثاروں کی جہاد میں عدم شرکت کی لغزش اور بارگاہ

الہیٰ سے قبولیت توبہ کا اعلان، حب امت کی انتہا، رسول اکرمؐ کا ہر فعل حکم ربی کے تابع ہے، رسول اللہؐ کے لائے ہوئے کلام اللہ کا اعزاز، رسول اللہؐ کے کلمہ " الحق" کا اعزاز، سنت محمدیؐ کا پرچار اور مردوں کی رسالت کا اعلان، نبوت ورسالت کا اعزاز، بیوی بچے شان نبوت کے منافی نہیں، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ کی جان کی قسم کھانے کا اعزاز، تحفہ سبع مثانی کی عطا و فضیلت، رسول اکرمؐ کا ڈرانے والا مقام اور بانٹنے والوں کا ذکر، رسول اکرمؐ کو اعلانیہ تبلیغ کرنے کا حکم، تمام انبیاء پر رسول اللہؐ کی شہادت کی فضیلت، رسول اکرمؐ کو تبلیغ دین کے لئے رہنمائی، رسول اکرمؐ کی دلجوئی، تسلی و تشفی، تحفہ معراج، مقام محمود کی خوشخبری، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ کو خاص دعا کی تعلیم دینا، فتح مکہ کے موقع پر انوکھا واقعہ، خوشخبری اور ڈر سنانے والا، نبوت کے لئے ایک اعزاز اور دلیل بشریت بھی ہے، قرآن کریم کا رسول اللہؐ کے آسان ہونا، قرآن آپ کو مشقت میں ڈالنے کے لئے نازل نہیں ہوا، وحی یاد نہ کرنے کی سہولت کا اعزاز، ثنائے مصطفیؐ کی معراج، رسول اکرمؐ کو تحفہ جہاد کی اجازت، رسول اکرم کی شان نذیریت کا ذکر، نبوت کی صفت بشریت کا اعلان، امت مسلمہ کے نگہبان حضرت محمدؐ، حریم رسالت کی پاکدامنی کا الہامی فیصلہ، رسول اکرمؐ کو مسلمان مومنین و مومنات کی معاشرتی تربیت کی ہدایت، ہدایت، اطاعت میں پنہاں ہے، رحم کا اطاعت سے مشروط ہونا، حدود ادب و احترام رسول اللہؐ، سارے جہانوں کا ہادی، ثنائے مصطفیؐ کا اچھوتا انداز، رشتہ داروں کے لئے ہدایت، پیروی کرنے والوں کے لئے وسعت اور نافرمانوں سے بری الذمہ کا اعلان، نہ لکھنا، پڑھنا رسول اللہؐ کی سیرت کا عظیم اعجاز، رسول اکرمؐ سے کفار کا عذاب جلد طلب کرنا اور اللہ تعالیٰ کا عذاب مؤخر کرنا، کفار کا رسول اکرمؐ سے بار بار سوال، اللہ تعالیٰ کا بھرپور جواب، رسول اللہؐ کا مومنوں کی جان پر تصرف و کفیل ہونا، کائنات والوں کے لئے عمدہ نمونہ زندگی، رسول اکرمؐ اور اہل ایمان سے کیا ہوا سچا وعدہ، ازواج مطہرات کے عمل سے ذات اقدس پر گرانی اور رب کی طرف سے اس کا سدباب، رسول اللہؐ کی نسبت سے ازواج مطہرات کا اعزاز، نبیؐ کے اہل خانہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی، رسول اکرمؐ کی خدمت میں مستورات کا استفسار اور جواب میں آیت کا نزول، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کا حکم حرف آخر ہے، حضرت زید کی مطلقہ کے ساتھ رسول اکرمؐ کا نکاح، ختم نبوت کا عظیم اعزاز، تمام کائنات والوں پر گواہ، مقام رسالتؐ اور حب اللہ کے بے نظیر انداز، رسول اللہؐ کو ایذا دینے والوں کے لئے وعید، تمام کائنات والوں کے لئے بشیر ونذیر کا مقام، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ کے لئے تسکین خاطر و دلجوئی، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ کو کفار کے اتہام سے پاک قرار دینا، باطل کی شکست اور حق کی فتح کی خوشخبری، تبلیغ دین کا ایک انداز، مرسلین کی راہ اور ان کا پیغام، شعر مقام مصطفیؐ کے لائق نہیں ہے، رسول اکرمؐ کو صبر

اور امت کے لئے استغفار کی تلقین، کفار کی ان ہونی خواہشات کارد، رسول اکرمؐ کو صبر کی تلقین، عذاب جلد طلب کرنے کی ممانعت، اعمال کا اطاعت رسولؐ سے مشروط ہونا، رسول اللہؐ کے لئے کھلی ہوئی فتح کی خوشخبری رسول اللہؐ کی تعظیم و توقیر کا حکم، رسول اللہؐ سے بیعت، اللہ تعالیٰ سے بیعت، رسول اللہؐ کے خلاف کفار کی بدگمانی بھی ناپسندیدہ، رسول اکرمؐ کو موقع پرست، موقع شناس لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد میں لے جانے کی ممانعت، بیعت رضوان اور فتح کا اعلان، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ کے خواب کو سچا کر دکھانا، دین حق کی مظہر ذات، حضرت محمدؐ کے پیروکاروں کا تورات و انجیل میں ذکر، اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ سے پیش قدمی کی ممانعت، نبی اکرمؐ کا اکرام، قلوب کی کھری پرکھ، رسول اکرمؐ کے معمولات میں خلل ڈالنے والوں کے لئے تنبیہ، کلام رسولؐ شریعت کا درجہ ہے، رؤیت باری تعالیٰ کا عظیم اعزاز و واقعہ، رسول اکرمؐ کا عظیم معجزۂ شق القمرؐ '، رسول اکرمؐ کو علم سیکھانا، سرکار دو عالمؐ کی ذات گرامی کا اعزاز، رسول اللہؐ کی ذات لوگوں کی بخشش کا ذریعہ، حب رسولؐ دنیا کے تمام رشتوں پر غالب، رسول اللہؐ کا حکم درجہ شریعت ہے، اللہ تعالیٰ کا رسول اکرمؐ پر اہم خبر کا منکشف کرنا، بشارت ابن مریم، دین اسلام کا غلبہ، منافقین کا طعنہ اور اللہ تعالیٰ کا بھرپور جواب، توقیر اللہ، توقیر مصطفیؐ، توقیر ایمان کا ادراک، رسول اللہؐ کا مومنین پر احسان، اللہ تعالیٰ کا حلال امور پر رسول اکرمؐ سے استفسار، سرکار دو عالمؐ کی شان میں کفار کے کلمات کارد، رسول اللہؐ کے اخلاق کی بلندیوں کے لئے اللہ کا اعلان اور ان کے اخلاق کریمانہ کا بلند ترین درجہ، جنوں کا اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ پر ایمان لانا، حفاظت وحی کا اہتمام، قیام اللیل کی محبت بھرے انداز میں تلقین، کفار مکہ کے متعلق رسول اللہؐ کو گواہی، رسول اللہؐ اور اصحاب رسولؐ کے لئے قیام اللیل میں سہولت، تبلیغ دین کے کاموں کی طرف رہنمائی، وحی کا یاد کرنے کے حوالے سے رسول اللہؐ کی رہنمائی، سردار الانبیاءؐ کی بعثت کا مقصد، رسول اکرمؐ کا سرداران قریش کی ہدایت کے لئے انتہائی درجہ کمربستہ ہونا، توصیف رسالتؐ کا ایک اور انداز، رسول اکرمؐ کی تالیف قلب، حفظ قرآن کا انعام، رسول اکرمؐ کی ذمہ داریوں کا ذکر، سرکار دو عالمؐ کی ذات گرامی کی قسم، عطائے کبریائی رضائے مصطفیؐ، حالت یتیمی سے مقام آغوش رحمت رب العُلیٰ، نور الہیٰ سے سرکار دو عالم کا سینہ کشادہ ہونا، ذکر مصطفیؐ کا مقام، رسول اللہؐ کے مسکن شہر مکہ کی قسم، تحفہ رسالت وحی اول، آمد مصطفیؐ کی نوید، رسول اللہؐ کے زمانے کی قسم کا اعزاز، اللہ تعالیٰ کا رسول اللہؐ کو کوثر عطا کرنا، دشمنانان رسول کے لئے وعید، فتح کی خوشخبری اور دین اسلام کے غلبہ کا اظہار،

مذکورہ بالا مصنفین اور محققین کے علاوہ کچھ اور نام بھی ہیں جنہوں نے بعد میں جزوی طور پر نعتیہ مضامین کی حامل قرآنی آیات کو سامنے لایا، ان میں عاصی کرنالی، ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر ریاض مجید اور ڈاکٹر شاہ محمد کے مقالات کے علاوہ ڈاکٹر انور محمود خالد کا مقالہ ''اردو میں سیرت نگاری'' شامل ہیں۔

موجودہ دور کے سکالر ڈاکٹر طاہر القادری نے ''راحت القلوب فی مدح النبی المحبوب'' اپنی تصنیف میں مدحت ونعت مصطفیؐ پر ۵۹ آیات قرآنی تحریر کی ہیں۔

ان تمام میں سے ڈاکٹر شاہ محمد نے ایک کام اضافی کیا ہے کہ انہوں نے اپنے تحقیقی مقالے عہد نبوی کی نعتیہ شاعری میں قرآن مجید میں سے نثری اور شعری نعت کی مختلف مثالیں پیش کی ہیں۔ نثری نعت میں تو وہی آیات شامل ہیں جن میں قافیہ نہیں ملتا جبکہ شعری نعت کی مثالوں میں انہوں نے سورۃ اخلاص، سورۃ الکوثر، سورۃ البلد، اور سورۃ الفاتحہ کے علاوہ سورۃ القدر وغیرہ کی آیات پیش کی ہیں۔

حدیث

نعت گو شعراء کے لئے موضوعات نعت کا دوسرا بڑا معتبر اور اسلامی ماخذ حدیث ہے۔ حدیث رسولؐ فرامین نبویؐ کا ایسا مستند ترین مجموعہ ہے جسے قرآن پاک کی پہلی تفسیر و توضیح کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، قرآن میں بہت سے احکامات الٰہی کے ترغیب دی گئی ہے لیکن ان کا طریقہ ادائیگی ہمیں قرآن کے بجائے حدیث سے ملتا ہے مثلاً نماز، حج وغیرہ جیسی اہم اور فرض عبادات اس میں شامل ہیں۔

حدیث کی اہمیت سے کسی طور انکار ممکن نہیں۔ دین اسلام کو کماحقہ سمجھنے کے لئے علم حدیث از حد لازم ہے۔ سید سلیمان ندویؒ نے حدیث کو علوم اسلامی کا شہ رگ قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی، یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء وجوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لئے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے۔ آیات کا شان نزول اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح و تعیین، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تعیین، سب علم حدیث کے ذریعے معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حامل قرآن حضرت محمد رسول اللہؐ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق وعادات مبارکہ اور آپؐ کے اقوال واعمال اور آپؐ کے سنن ومستحبات اور احکام وارشادات اسی علم حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچتے ہیں، اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرام کے احوال اور ان کے اعمال واقوال اور اجتہادات واستنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ اسی بناء پر اگر یہ کہا جائے تو

صحیح ہے کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کے بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے موجود و قائم ہے"۔(۱۸)

حضورؐ نبی کریمؐ کے دور مبارکہ میں ہی اس بات کا شدید احساس ہو گیا تھا کہ آنے والی نسلوں کو قرآن کریم کی تفسیر و توضیح اور تفہیم دین کے لئے فرامین رسولؐ کی اشد ضرورت ہو گی، سو تدوین حدیث کا کام عہد نبویؐ میں ہی آغاز ہو گیا تھا۔ڈاکٹر صبحی صالح لبنانی اس ضمن میں رقم طراز ہیں:۔

"یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنخضرتؐ کی زندگی میں حدیثیں لکھی تھیں، بعض نے عام نہی کے باوجود آنخضرتؐ کی خصوصی اجازت سے احادیث رقم کیں البتہ یہ درست ہے کہ کتابت حدیث کا زیادہ کام آنحضورؐ کی زندگی کے آخری سالوں میں ہوا ،جب آپؐ نے اس کی کھلی اجازت مرحمت فرمائی،عہد رسالت میں احادیث نبویہؐ پر مشتمل جو صحیفے لکھے گئے،ہمارے پاس ان کا تاریخی ثبوت موجود ہے"۔(۱۹)

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عہد رسالت میں تدوین حدیث کا آغاز کیا تھا ان کے نام بھی ڈاکٹر صبحی صالح نے گنوائے ہیں جن میں حضرت سعد بن عبادہ انصاری، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ ،حضرت سمرہ بن جندب، حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

ضیاء الدین اصلاحی نے اپنی تصنیف تذکرہ محدثین میں دوسری صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک ۷۹ ایسے محدیثین کرام کا ذکر کیا جو صاحب کتاب بھی تھے لیکن جن ائمہ حدیث کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ ۶ ہیں:

امام بخاری (الجامع الصحیح)،امام مسلم (صحیح مسلم)،امام ابو داؤد (سنن ابی داؤد)،امام ترمذی (جامع ترمذی)، امام نسائی (سنن نسائی)، ابن ماجہ (سنن ابن ماجہ)

کتب سیرت و مغازی

حضور پاکؐ کی سیرت طیبہ پر لکھی گئی کتب نعت گو شعراء کے لئے تیسرا فکری ماخذ ہے جہاں سے وہ نعتیہ مضامین کشید کر سکتے ہیں۔کتب سیرت سے انہیں آنحضرتؐ کی سوانح و شخصیت، فضائل، خصائل اور شمائل کے علاوہ معجزات حضورؐ اور حسن و جمال اور اوصاف حمیدہ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے نیز حضورؐ کی علمی، مذہبی ،سیاسی ، نبوی ، اقتصادی حیثیت کے علاوہ جہادی زندگی اور سپہ سالارانہ قیادت کا پتہ چلتا ہے ۔ چنانچہ کتب سیرت بھی بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

آنحضورؐ کی سیرت و مغازی سے متعلق ایسی ابتدائی اور اہم اہمیت کی حامل کتب جن سے شعراء نے ابتدائی نعتیہ کلام کے موضوعات اخذ کئے اور مختلف واقعاتِ حضورؐ مثلاً معراج نامہ، میلاد نامہ اور نور نامہ اور معجزات رسولؐ کے واقعات کو منظوم کیا اور یہ کتب امہات کتب کا درجہ رکھتی ہیں، ان میں ڈاکٹر ریاض مجید نے ذیل کتب کو شامل کیا ہے۔

امام بخاریؒ کی ''کتاب المغازی''، محمد بن اسحاق کی کتاب ''المغازی''، ابن ہشامؒ کی کتاب ''المغازی''، محمد بن عمر رازیؒ کی کتاب ''سیرۃ'' اور ''تاریخ المغازی''، ابن سعد کی ''طبقات ابن سعد''، ابو بکر احمد بن ابی حیثمہ البغدادی کی ''تاریخ کبیر''، امام طبریؒ کی ''تاریخ کبیر''، عبد الرحمن سہیلی کی ''روج الانف''، ابن عبد البر کی'' سیرت ابن السیر''، ابن سید الناس کی ''عیون الاثر'' قسطلانی کی ''مواہب الدنیہ''، زرقانی کی'' زرقانی علی المواہب'' وغیرہ وغیرہ۔(۲۰)

ان کے علاوہ انہوں نے کتاب ''الشفا''، ''شمائل ترمذی''، ''اصابہ''، ''وفاالوفاء''، ''خصائص الکبریٰ''، ''روضۃ الاحباب''، ''معارج النبوۃ''، ''شواہد النبوۃ'' کا بھی ذکر کیا ہے۔(۲۱)

جن سے شعراء نے مدد لے کر نعت گوئی میں سیرت رسولؐ کے حوالے سے مختلف موضوعات کو منظوم کیا ہے۔

حضورؐ کے اسماء مبارکہ

قرآن وحدیث اور کتب سیرت و مغازی کے علاوہ نعت کا ایک بڑا فکری ماخذ حضورؐ نبی کریمؐ کے اسمائے مبارکہ بھی ہیں یہ معجزہ بھی حضورؐ کے حصے میں آیا کہ حضورؐ حاملِ اسمائے کثیر نبی ہیں۔ قرآن وحدیث اور کتب سماویہ وسیرت و مغازی میں حضورؐ کے متعدد نام بیان کئے گئے ہیں۔ آنحضرتؐ کے ذاتی اسمائے مبارکہ میں دو نام محمدؐ اور احمدؐ ہیں(۲۲) جبکہ صفاتی اسمائے مبارکہ کی تعداد میں اختلاف ہے امام قسطلانی کے نزدیک رسالت مآبؐ کے صفاتی ناموں کی تعداد ۳۳۷ ہے۔ امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک ۳۴۰، امام صالحی کے نزدیک ۷۵۴، ابن فارس کے نزدیک ۱۲۰۰، اور قاضی ابو بکر بن عربی کے نزدیک ۱۰۰۰، ابن دحیہ کے نزدیک ۱۲۰۰، اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے نزدیک حضورؐ کے اسمائے صفاتی کی تعداد ۴۰۰ ہے۔(۲۳)

قرآن وحدیث اور دیگر کتب میں حضورؐ کے جتنے بھی نام آئے ہیں، پر غور کرنے سے ایک بات جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضورؐ کے تین طرح کے اسمائے گرامی ہیں۔

۱۔ ذاتی، ۲۔ صفاتی، ۳۔ مشترک اسماء

۱۔ذاتی اسماء

ذاتی اسماء میں حضورؐ کے نام محمد اور احمد شامل ہیں۔

۲۔صفاتی اسماء

حضورؐ نبی اکرمؐ کے صفاتی اسما کی تعداد میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن ان میں وہ نام شامل ہیں جو حضورؐ کی کسی صفت کا مظہر ہیں۔

۳۔مشترک اسماء

ان اسماسے وہ اسمامراد ہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ ہر دو ذات کے لئے مستعمل ہیں۔یہ اسماء اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کے درمیان اتصال کا مظہر ہیں۔صاحب الشفاشریف نے ان کی تعداد ۳۰بتائی ہے۔جن میں اکرم،امین اول، آخر، بشیر،جبار،خبیر،ذوالقوہ،رؤف،رحیم،شکور،مولی،ولی،حق،شہید،صادق،عظیم،عفو،عالم،فاتح، عزیز،کریم،مبین،مقدس،مومن،مہیمن،نور،ہادی،طہٰ،اوریٰسین شامل ہیں۔(۲۴)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ان میں مزید اضافہ کیااور ایسے اسما کو ۶۴تک لے گئے۔انہوں نے ان اسمامیں جن کا اضافہ کیاوہ یہ ہیں۔احد،اصدق،احسن،اجود،اعلیٰ،آمر،ناھی،باطن،بر،برھان،حاشر،حافظ،سلام، سید،شاکر،صابر،صاحب،طیب،طاہر،عدل،علی،غالب،غفور،غنی،قائم،قریب،ماجد،معطی،ناسخ،ناشر،وفی ،حم،نون۔(۲۵)

صاحب مدارج النعت نے اپنی تصنیف مدارج النعت میں اٹھارہ نام پیش کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنی ذات اور حضورؐ کے لئے استعمال فرمائے۔نور،عزیز،عظیم،کریم،شہید،حق،مبین،ذوالعلیٰ،ہادی،حاکم، ذوالرحمہ،نذیر،طہٰ،طاہر،طیب،داعی،قائم،صادق اور احسن۔(۲۶)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے لئے جو صفاتی اسمامبارکہ کا تذکرہ فرمایاہے ان کا ذکر کرتے ہوئے ادیب رائے پوریؒ لکھتے ہیں:۔

> " قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جس حسن بیان کے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر فرمایا،ذیل ہے،محمد،محمود،احمد،المصطفیٰ،المجتبیٰ،المرتضیٰ،المقتدی،المختار،المفضل،المعزز،الموقر،المقرب، المؤید،المعلم،المحکم،العالم،الحاکم،الخاتم،الشاکر،الذاکر،الصابر،الطاہر،العابد،الساجد،الشاہد، المبشر،النذیر،الداعی،السراج،الصاحب،الامر،الناھی،الراضی،القاضی،الھادی،التالی،

القاری، المھدی، المکفیٰ، المصلیٰ، المنادی، المبلغ ، المبین، المعلم، المذکر، المزمل، المدثر، المطہر لمصدق ،المومن، المسبح، المرتل، المتبتل، المتوکل، المتھجد، المستغنہ، المستغفر، المستقیم، المرسل، الرسول، النبی، المودع، الشہید، العزیز، الحریص، الرؤف، الرحیم، الکریم، البشیر، الامین، الکین، المبعوث، المعصوم، المحفوظ، المرفوع، المنصور، المغفور، المامور، الحق، النور، البرھان، البینہ، الھدی، الرحمت، النعمہ، العبد، الفجر، والضحی، الظل، النجم، البدر، الشمس، عبد اللہ، الماجی، الحاشر، العاقب، الاسم، التاسع، الستعون۔"(۲۷)

اردو نعت کی روایت میں بہت سے ایسے نعت گو شعراء ہیں، جنہوں نے اسمائے حضورؐ کو اپنا موضوع نعت بنایا ہے، خواجہ عابد نظامی کا ایک نعتیہ قصیدہ ملاحظہ ہو جو ان کے دونوں شعری مجموعوں، فیضان کرم اور میان دو کریمؐ میں شامل ہے،(۲۸) اس کے کل ۳۵ اشعار ہیں، فیضان کرم میں ۳۴ اور میان کریم میں ۳۵ ہیں ،اضافی شعر جو میان دو کریم میں شامل ہے، ذیل ہے:۔

وہ جن کے نور سے خالق نے خلق فرمائے
یہ آسمان وزمیں، عرش وفرش، لوح وقلم (۲۹)

یہاں اس نعتیہ قصیدے کے صرف وہی اشعار شامل کئے جارہے ہیں جن میں اسمائے حضورؐ کو موضوع بنایا گیا ہے۔

رسول رحمت و رافت پیمبر ملھم — بنائے کون ومکاں، جان جاں جمیل الشیم
قرار قلب پریشان، پناہ گاہ جہاں — انیس غم زدگاں، چارہ ساز درد والم
حبیب خالق اکبر، مراد جن وبشر — بہار حسن ازل، رونق وجود وعدم
شفیع روزِ جزا صاحب لواء الحمد — قسیم کوثر و تسنیم، سرور عالم
فصیح وناصح و معصوم و شافی و کافی — کفیل و قیم و اکلیل و قائم وام
مصح الحسنات و مفضل و اعلی — کریم وہادی وبو القاسم وضیائے حرم
سید ید واحسن وخیر الانام و مستغفر — عین و قاضی وطاسین وحاکم واعظم (۳۰)

عربی نعت

عربی نعت پر بات کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اہل عرب کے شعری ذوق کے بارے میں مختصر تعارف پیش کیا جائے۔ عرب وہ قوم ہے جو دیگر اقوام کی نسبت بہت زیادہ حساس تھی، یہی وجہ ہے کہ ان کا جذبہ مسرت

و نفرت دونوں شدید ہوتے تھے، اگر وہ کسی قبیلے کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے تو اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے اور اگر کسی قبیلے کی مخالفت میں سامنے آتے تو کسی کی جان لینا بھی ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی، اس قدر حساس قوم کو قدرت نے شعری ذوق سے بھی بھرپور نوازر کھا تھا۔ مؤرخین البتہ اس بات سے اندازہ لگانے سے قاصر ہیں کہ عربوں نے شاعری کا کب آغاز کیا؟

لیکن ایک بات طے ہے کہ وہ دیگر اقوام کے مقابلے میں اعلیٰ ذوق سخن رکھتے تھے۔ وہ اپنی شاعری سے لوگوں میں آگ لگا دیتے تھے چونکہ یہ قوم بدویانہ طرز حیات کی عادی تھی ان کی آنکھ کھلتی تو فطرت کی آغوش میں اپنے آپ کو پاتے، طلوعِ آفتاب و غروبِ آفتاب کے حسین و دلکش نظارے صبح و شام دیکھتے، راتوں کو چاند اور تاروں بھرا آسمان انہیں دعوت نظارہ دے رہا ہوتا، چار سو صحرا، ٹھنڈی ہوائیں، پہاڑوں کے میٹھے چشمے جن کا پانی، آب حیات کی تاثیر بخشتا، یوں قدرت نے انہیں قلب و نظر کی تسکین کے لئے تمام سامان فطرت بہم پہنچا رکھا تھا، عربی زبان بذات خود بڑی شیریں اور پر اثر زبان ہے اوپر سے اہل عرب کا شعری ذوق، جب وہ فطری مناظر سے متاثر ہو کر اپنے افکار کو جذبہ دل کی بھٹی میں پکا کر پوری سچائی کے ساتھ نظم کرتے تو ان کے کلام میں موسیقیت و ترنم کی فضاء پیدا ہو جاتی اور جو سیدھا دل پر جا لگتا۔ نیز معلقات سبعہ سے بھی عربوں میں شعری ذوق کا پتہ چلتا ہے، ان شعراء میں عرب کے سات سر فہرست شاعر، امرؤالقیس، طرفہ بن العبد، زہیر بن ابی سلمٰی، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، حارث بن حلزہ، اور عنترہ بن شداد شامل ہیں، عربوں کے شعری ذوق کے متعلق احمد حسن زیات رقم طراز ہیں:۔

> "عرب فطرتاً تمام سامی اقوام سے زیادہ شاعری کی قابلیت رکھتے ہیں، اور شاعری پر ان کو پورا پورا قابو حاصل ہے۔ اس لئے کہ ان کی زبان میں مفہوم ادا کرنے کے لئے بہت زیادہ وسعت ہے، ان کا ماحول خیال آفرینی کے لئے مناسب و موزوں ہے ان کی طبیعتیں پاکیزہ اور ان کی زندگیاں سادہ ہیں، قوت، عصبیت اور جذبہ آزادی ان میں بدرجہ اتم موجود ہے، نیز ان کا جزیرہ ان تمام موانع سے خالی ہے جو ذہن کو غور فکر کی راہ سے روکیں، آسمان و بیابان کے درمیان وہ ایسی لامحدود فضا میں جو دل و دماغ کو جلال و جمال اور افکار و خیالات سے بھر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی طبیعتیں حساس اور پرجوش ہیں، خوف و خوشی کے جذبات ان کو بآسانی برانگیختہ کر دیتے ہیں۔ غم و غصہ یا عیش و عشرت بہت جلد ان کو بے خود اور مست کر دیتا ہے۔ چنانچہ جو خیال بھی ان کے دل میں آیا یا جس چیز کا انہیں احساس ہوا، انہوں نے فوراً اسے نظم کر دیا۔ یہی وجہ ہے

کہ ان کی شاعری ان کے علم و حکمت و تجارت کا مخزن، ان کے کردار اور جنگی وقائع کی مرقع، ان کے صحیح و غلط کی آئینہ دار اور ان کی گفتگو نیز شبینہ قصہ گوئیوں کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ ان کی شاعری میں وجدانی یا قلبی احساسات کی ترجمانی کرنے والا حصہ وافر ہے ان کی مثال دنیا کی کسی دوسری قوم کی شاعری میں نہیں ملتی"۔(۳۱)

عربوں میں شاعری کا یہ سلسلہ صرف عام لوگوں تک محدود نہیں تھا بلکہ یہ بہت پیچھے تک جاتا ہے اور اس میں خود نبی کریمؐ کا خاندان بھی شامل تھا، حضورؐ کے خاندان میں مرد و خواتین شعراء کی تعداد ۳۷ تھی جن میں سے ۱۷ مرد شعراء اور ۲۰ خواتین شاعرات شامل ہیں۔ڈاکٹر شاہ محمد نے خاندان رسالتؐ کے شعراء کی ذیل تفصیل پیش کی ہے:۔

"حضورؐ کے سات نمبر دادا کعب بن لوئی شاعر تھے جنہوں نے آمد حضورؐ سے ۵۶۰ سال قبل نعت رسول کہی تھی، حضورؐ کے دادا کے پردادا قصی بن کلاب اور دادا حضرت عبد المطلب بھی بہترین شاعر تھے ان کے علاوہ آٹھویں نمبر کے دادا لوئی کے بیٹے سامہ شاعر تھے، آنحضرتؐ کے چچا کی تعداد نو تھی جن میں دو مسلم اور دو غیر مسلم تھے، مسلمان چچاوں میں ابو طالب بن عبد المطلبؓ اور زبیر بن عبد المطلب شاعر تھے، حضورؐ رسالت مآبؐ کے چچازاد بھائی جن کی تعداد آٹھ ہے جو مسلمان شاعر بھی تھے، جن میں حضرت علی، حضرت عقیل بن ابو طالب، حضرت جعفر بن طیار ،حضرت عبدا للہ بن زبیر بن عبد المطلب ،حضرت نوفل بن حارث، حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت ابو سفیان بن حارث، حضرت عبد اللہ بن عباس شاعر تھے، حضورؐ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ دادیاں خالدہ بن ہاشم بن عبد مناف، سبیعہ بنت عبد شمس، امیمہ بنت عبد شمس ،پھوپھیاں حضرت رقیہ، حضرت عاتکہ، حضرت صفیہ، حضرت اروٰی، برہ بنت عبد المطلب، امیمہ بن عبد المطلب شاعرہ تھیں، حضورؐ کی چچیوں میں حضرت ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب، حضرت لبابہ الکبریٰ بنت حارث، حضرت درہ اور حضورؐ کی ازواج میں حضرت عائشہ ،حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ المغیرہ، حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد، حضرت حفصہ بنت حضرت عمر، عمدہ شاعرہ تھیں، حضورؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بہترین شاعرہ تھیں۔(۳۲)

بلاشبہ اسلام نے اہل عرب کے طرز حیات کے علاوہ ان کی سیاست و مذہب کے ساتھ ساتھ ان کے ادب پر بہت مثبت اثرات مرتب کئے ہیں، اسلام سے قبل عربوں کی مذہبی سیاسی، اخلاقی زندگی انتہائی ابتری کا شکار

تھی ان کی ادبی زندگی کا بھی یہی حال تھا۔روزمرہ زندگی کے معمولات میں ان کا عالم یہ تھا کہ کسی چھوٹی سے چھوٹی بات پر لڑائی جھگڑا شروع ہوا تو چالیس چالیس سال وہ لوگ جنگ وجدل برپا رکھتے،ان کے شعراء اپنے دلی معاملات کو سرعام بیان کرتے اپنی محبوباؤں کے نام لے کر شاعری کرتے اور فخر محسوس کرتے تھے ،فحش گوئی کو عام رواج حاصل تھا،ہجو گوئی کرتے تو معزز سے معزز سردار کا جینا حرام کردیتے،اور اپنے مخالفین کو زچ کرتے۔

جب اسلام کی آمد ہوئی تو ان لوگوں کی سوچ وفکر کا دھارا بدل گیا،خاص کر وہ عرب شعراء جو ایک شتر بے مہار کی مثال بے سمت رواں دواں تھے،انہیں حضورؐ نبی کریمؐ کی ذات گرامی کی صورت میں ایک ایسا شاہ خوباں اور جان جاناں راہ نما مل گیا جنہوں نے ان کا تزکیہ نفس وباطن کیا کہ وہ لوگ نور ہدایت سے منور ہوگئے۔وہ حضورؐ کی ذات مبارکہ سے اپنی جان ومال اور اولا سے بڑھ کر پیار کرنے لگے،صاحب ذوق اور شعراء حضرات نے جمال مصطفوی کو اپنا موضوع سخن بنایا تو نعت تخلیق ہوئی لیکن جو شقی القلب اور سیاہ دل بدبخت تھے جن کی قسمت میں صم بکم عمی فھم لایرجعون (۳۳) ہونا اور ختم اللہ علی قلوبھم وابصارھم (۳۴) کی وعید لکھی تھی،نے پیغام حق کی مخالفت کی اور حضورؐ کے ساتھیوں پر سب وشتم کرنے لگے،نہ صرف جسمانی سزا دیتے بلکہ لسانی اعتبار سے بھی پیچھے نہ رہتے،اپنے ہجو گو شعراء سے حضورؐ اور ان کے اصحاب کی ہجو کہلا کر سر بازار ان کی عزت نفس مجروح کرنے کی کوشش کرتے جب معاملہ یہاں تک پہنچا تو بقول ارشاد شاکر اعوان:۔

> "ایک روز بارگاہ نبوت سے ارشاد ہوا جو لوگ تلوار سے میری مدد کرتے رہے،کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ زبان سے بھی میری مدد کریں،لوگ میری ہجو کہتے ہیں اور میں شاعر نہیں کہ ان کو جواب دوں۔حضرت حسان اٹھے اور اپنی نوک زبان پکڑ کی عرض کی،میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں،بصری سے صنعاء تک کوئی زبان اور اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا،حضورؐ اکرمؐ نے فرمایا درست مگر میں بھی قریشی ہوں،ابوسفیان بن الحارث جس کی بدزبانی نے مجھے دکھ دیا،میرا چچازاد بھائی ہے،تم ان کی ہجو کیسے کہو گے،حسان نے جواب دیا،فکر نہ کیجیے،انی اسلک منھم کما تسل الشعرۃ من العجین"۔(۳۵)

یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ حسان بن ثابت کی نعت گوئی سے قبل جو نعتیں ملتی ہیں،وہ کوئی باقاعدہ نعتیہ روایت یا تحریک نہیں تھی جبکہ اصل تحریک نعت گوئی جس کا باقاعدہ آغاز بحکم رسول پاکؐ ہوا اور حضرت حسان بن ثابت نے اس خدمت کو سب سے پہلے قبول کیا۔اس ضمن میں ارشاد شاکر اعوان مزید لکھتے ہیں:۔

"اسلام کی تحریکی جہد وجہد کی تاریخ دیکھنی ہو تو حضرت حسان کا دیوان ایک معتبر شہادت ثابت ہو گا، غزوات رسول کے حالات، شہدائے اسلام کے اسمائے گرامی اور کارہائے نمایاں مقتولین قریش اور ان کے مرنے پر کہے گئے مرثیوں کے جواب انصار ومہاجرین اسلام کی خدمات و مصائب اور دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے اتباع و نصرت میں بے مثال قربانیاں ایک ایک بات حسان کے کلام سے مل جاتی ہے"۔(۳۶)

آنحضورؐ کی آمد سے قبل کازمانہ ،زمانہ النبی المنتظر کہلاتا ہے (۳۷) جو ہزارہا سال پر مشتمل ہے اس سے مراد سلسلہ نبوت کے اس رسول اول و آخر کا انتظار ہے جسے حق تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل اور مخلوقات سے پہلے تخلیق فرما کر اول الخلق کے اعزاز سے معزز کیا اور دنیا میں بہ اعتبار بعثت عام تمام نبیوں اور رسولوں سے آخر میں خاتم النبین بنا کر مبعوث فرمایا۔

یوں تو صنف نعت کا آغاز عربی زبان سے ہوا تھا لیکن در حقیقت نعت کا آغاز حضورؐ کی ولادت مبارکہ سے بہت پہلے خود ذات حق نے کر دیا تھا جب اس نے اپنے انبیاء ورسل کو مخاطب کر کے اپنے پیارے رسول حضورؐ کے اوصاف و کمالات بیان فرمائے اور ان سے حضورؐ کی امداد کا عہد لیا تھا، قرآن کریم سے پہلے کی تمام الہامی کتب اور صحائف میں جابجا حضورؐ کی نعت ملتی ہے۔

شان حضورؐ میں پہلی نعت

نعت گوئی کی تاریخ میں حضورؐ سرور عالمؐ کی شان اقدس میں سب سے پہلی نعت کس نے کہی، اس سوال کا جواب محققین نے دو طرح سے دیا ہے، ایک تو یہ ہے کہ بعض محققین نے نعت کی تاریخ کا سب سے پہلا نعت گو اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے۔ اس رائے میں کسی کو کوئی شک و شبہ اور اختلاف نہیں۔ دوسرا یہ کہ تاریخ انسانی میں حضورؐ کی شان میں سب سے پہلے نعت کس شخصیت نے کہی، اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہمارے محققین نے مختلف آراء پیش کی ہیں یہاں ہمیں ان کے درمیان خاصا اختلاف ملتا ہے، اب ہر دو طرح کی آراء کو پیش کیا جارہا ہے

اللہ تعالیٰ پہلا وصّاف رسولؐ

در حقیقت دیکھا جائے تو جس ذات نے سب سے پہلے حضور خاتم النبینؐ کی شان بیان کرتے ہوئے نعت کہی وہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء سابقین کو مخاطب کرتے ہوئے نہ صرف اپنے رسول معظم خاتم نبوتؐ کے اوصاف و کمالات بیان فرمائے بلکہ اپنے انبیاء و مرسلین سے یہ وعدہ بھی لیا اگر میرا وہ رسول ان

کے زمانے میں مبعوث ہو تو انہوں نے میرے رسولؐ کی معاونت کرنی ہے، ان انبیاء و مرسلین کو اللہ تعالیٰ نے جو جو آسمانی کتب اور صحائف عطا فرمائے ان میں بھی ذکر محبوب کیا اور ذات رسول پاکؐ کو مختلف اسمائے کثیر سے پکارا، قرآن مجید میں بھی ہمیں متعدد مقامات پر حضورؐ کی شان کے بیان میں آیات کی نشاند ہی ملتی ہے۔ حضورؐ کی نعت کے کئی موضوعات پر واضح آیات نازل فرمائی گئی ہیں جن سے بخوبی علم ہو تا ہے کہ واقعی حضورؐ کی نعت بیان کرنے والا سب سے پہلا نعت گو خود رب تعالیٰ ہے بہ قول پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی:۔

"تاریخ شاہد ہے کہ خالق کائنات جسے سب سے پہلا وصّافِ رسولؐ، ناعتِ رسولؐ ہونے کا اعزاز حاصل ہے، سے بڑھ کر نعت کہنے والا اور کون ہو گا جس نے سورہ احزاب میں یہ کہہ کر نعت محبوب کا حق ادا کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر دورد بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر دورد بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نعت حبیب کہنے کا نہ صرف حق ادا کر دیا بلکہ اپنے ساتھ اپنی کبریائی اور حمد بیان کرنے والے فرشتوں کو شریک کر کے ایمان والوں کی بھی نعت رسول مستقل کہتے رہنے کا حکم دیا۔ جس سے نہ صرف مقام و مرتبہ مصطفیٰ کی معراج و عظمت کا واضح ثبوت ملتا ہے بلکہ نعت کے مختلف ادوار میں تقسیم کا مسئلہ بھی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کے حصہ اول پر غور کرنے سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ نعت رسول اس وقت بھی کہی جارہی تھی اس طرح نعت رسول اس وقت بھی کہی جارہی ہو گی، جب کوئی بھی ذی نفس موجود نہ ہو گا اور قیامت کا اعلان ہو چکا ہو گا کیونکہ ذات خداوندی تو اس وقت بھی موجود ہو گی، گویا نعت ایک ایسی سنت رب العالمین ہے جو اول سے ہے اور ابد تک رہے گی"۔(۳۸)

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے بھی اس نظریے کی تائید کی ہے اور وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"نعت اس کلام منظوم کو کہتے ہیں جو حضورؐ انور رسول اللہؐ کی شان اقدس میں زیب قرطاس ہو، نعت کی تعریف جب یہ ٹھہری، تو میں ایسا کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ اول اول خدائے قدوس نے ہی اپنے حبیبؐ کی مدح فرمائی، ان پر درود بھیجا اور ہمیں اس کا حکم دیا"۔(۳۹)

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی رائے میں نعت کے لئے کلام منظوم کے الفاظ استعمال کئے، انہوں نے گویا یہ ضروری قرار دیا کہ نعت شاعری کی صورت میں ہو تو تب ہی نعت کہلائے گی حالانکہ لغوی اعتبار سے یہ ضروری نہیں ہے البتہ کلام منظوم کے الفاظ ممکن ہے قاری کو تعجب میں ڈال دیتے ہوں جب ان کی نسبت ذات خداوندی کی طرف کی جائے تو اس کا جواب ہمیں قرآن میں مختلف سورتوں اور آیات سے ملتا ہے جن میں

شعر کی طرح ردیف قافیے ملتے ہیں،ڈاکٹر شاہ محمد نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں نثری نعت اور شعری نعت کے مختلف نمونے قرآن پاک سے دیے ہیں، شعری نعت کی چند مثالیں ذیل ہیں:۔

إِنَّاأَعْطَيْنَٰكَ الْكَوْثَر ۔فَصَلِّ لِرَبِّك وَ انْحَرْ۔إِنَّ شَانِئَكَ هُوَالأَبْتَر ۔(۴۰)

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا۔ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا۔فَالْمُغِيرَاتِ صُبحاً۔ (۴۱)

لَاأُقْسِمُ بِهَذَاالْبَلَدِ۔وَأَنْت حِلٌّ بِهَذَاالبَلد۔(۴۲)

ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری نے بھی درج بالا دونوں محققین کی رائے سے اتفاق کیا ہے وہ بھی ذات پروردگار کو ہی پہلا نعت گو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"سب سے پہلی نعت گو شخصیت خداوند قدوس کی ہے جس نے جملہ انبیاء کی زبان سے آپ کی مدح طرازی کی، نعت کے معنی جیسا کہ پہلے عرض کئے جاچکے ہیں، وصف کے ہیں اور اوصاف نبی کو نعت سے متصف کیا جاتا ہے"۔(۴۳)

انسانی تاریخ کی پہلی نعت

انسانی تاریخ کی جو سب سے پہلی نعت ہے وہ حضرت آدمؑ سے منسوب کی جاتی ہے، جب پروردگار عالم نے ابو الانبیاء حضرت آدمؑ کو اپنے پیارے نبی حضرت محمدؐ کے اوصاف وکمالات اور ان کے حسن وجمال کے قصے بصورت نعت سنائے تو حضرت آدمؑ نے حضورؐ نبی کریمؐ کی شان بیان کرتے ہوئے حضورؐ کو مقصود آفرنیش ، مخدوم کائنات، سر دفتر مودت دیباچہ کمال، حضورؐ کی زلفوں کو والیل اور رخسار مبارکہ کو والشمس کہا، حضرت عبدالرحمن زید انصاریؒ نے عربی زبان میں اس کا حال سامنے لایا۔(۴۴)

ارشاد شاکر اعوان نے ورقہ بن نوفل کے قصیدے لجحبت وکنت فی ذکری لجوجا کو پہلا باقاعدہ نعتیہ قصیدہ قرار دیا اور لکھا ہے " جسے نعت شہ کونین کی تاریخ میں پہلے باقاعدہ قصیدے کی حثیت حاصل ہے"۔(۴۵)

ڈاکٹر ریاض مجید نے بھی اسی خیال کی تائید کی اور لکھتے ہیں"نعت میں پہلا اہم قصیدہ ورقہ بن نوفل نے کہا"۔(۴۶)

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق انسانی تاریخ کی پہلی نعت گوئی ہجرت مدینہ کے موقع پر بنو نجار کی بچیوں کی طرف سے دف کے ساتھ گائے گئے گیت کو پہلا نعتیہ کلام کہا ہے:

اشرق البدر علینا من ثنیات الوداع   وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع

انما المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع (۴۷)

ڈاکٹر طلحہ رضوی نے جس طرح ذات الٰہی کو سب سے پہلا نعت گو کہا ہے انسانی تاریخ میں بھی نعت گوئی کے حوالے سے وہ اپنی الگ رائے رکھتے ہیں "نعت گوئی کی ابتداء بہر حال سب سے پہلے عربی زبان میں ہوئی ”رسول مقبول کی شان اقدس میں پہلا قصیدہ عربی شاعر میمون بن قیس سے منسوب ہے اس طرح نعت گوئی میں اولیت کا سہرا میمون بن قیس کے سر رہا"(۴۸)۔

ڈاکٹر سید شمیم احمد گوہر قادری ابو العلائی نے اپنی رائے میں اولین نعت گو یمن کے بادشاہ تبع حمیری کو قرار دیا ہے، تبع حمیری کا واقعہ اس قدر معروف ہے کہ تمام کتب سیرت میں اس کا تفصیلاً ذکر ملتا ہے، جب وہ عرب میں داخل ہوا تو اسے یہودی علماء سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا پتہ چلا کہ مکہ حضرت محمدؐ کی جائے ولادت اور مدینہ منورہ حضورؐ کی جائے ہجرت ہوگی تو وہ اپنے حملے کے ارادے سے باز آیا اور اس نے یہودی علماء سے نبی آخر الزمانؐ کے بارے میں معلومات حاصل کی اور کئی برس پہلے ہی حضورؐ پر ایمان لے آیا اور پھر اس نے نبی کریمؐ کی شان میں نعت کہی۔ سیرت ابن ہشام میں یہ واقعہ تفصیلاً مذکور ہے۔(۴۹)

ڈاکٹر سید شمیم احمد گوہر الحمیری کے ضمن میں رقم طراز ہیں:۔

> "ہجرت رسالت مآبؐ سے ایک ہزار سال قبل بادشاہ یمن تبع حمیری نے بحر اوزان کے ساتھ نعتیہ اشعار لکھ کر نعتیہ شاعری کی ابتداء کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعتیہ شاعری کی ساکھ اور اس کی روحانی قدریں کتنی مستحکم اور قدیمی ہیں کہ قریباً پچیس سو برسوں سے یہ مقدس فریضہ انجام دیا جارہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہر عہد میں عرفان حب کے چراغ روشن کرتے آرہے ہیں، بالخصوص عربی وفارسی اور اردو زبان میں کثرت نعت کا اندازہ لگانا مشکل ہے"۔(۵۰)

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی حضورؐ کے چچا ابو طالب کو پہلا نعت گو شاعر قرار دیتے ہیں:۔

"کائنات میں سب سے پہلے آپ کے چچا ابو طالب نے آپؐ کی شان میں نعتیہ اشعار کہنے کا شرف حاصل کیا اور ایک طویل قصیدہ آپؐ کی تعریف میں لکھا"۔(۵۱)

ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی نے بھی حضرت محمدؐ کے چچا ابو طالب کو پہلا نعت گو کہا ہے۔(۵۲)

گوہر ملسیانی بھی اسی خیال کی جانب گئے ہیں۔ انہوں نے بھی حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب کو پہلا نعت گو شاعر قرار دیا۔(۵۳)

ایک رائے ڈاکٹر شاہ محمد کی بھی ہے جنہوں نے ان تمام آرا سے اختلاف کیا۔ وہ ورقہ بن نوفل کو بھی پہلا نعت گو قصیدہ نگار نہیں مانتے وہ اپنی رائے کا بے لاگ اظہار یوں کرتے ہیں:۔

"یہ تو ان حضرات کا نقطہ نظر ہے لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ تاریخ اسلام میں ولادت رسولؐ کریمؐ کے بعد، آپؐ کی شان میں سب سے پہلا قصیدہ اور مردوں میں کہی گئی اولین نعت، ایک موحد نے کہا تھا، انہوں نے ہی آپ کا اسم گرامی تجویز کیا تھا اور آپؐ کی ولادت کے فوری بعد، آپؐ کو خانہ خدا، بیت الحرام میں لے جاکر، بارگاہ خداوندی میں پیش کرکے شکر الٰہی ادا کیا تھا اور آپؐ کی شان اقدس میں اشعار نعت پیش کئے تھے۔"(۵۴)

اگر ان تمام آراء کو سامنے رکھا جائے تو پہلی رائے کہ حضورؐ کی سب سے پہلی نعت کہنے والی ذات ذات باری تعالیٰ خود ہے، اس سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ ہر محقق اور صاحب علم وشعور اس بات کو بلا حیل وحجت تسلیم کرے گا جبکہ انسانی تاریخ میں جن شخصیات کے نام لئے گئے ہیں ان میں حضرت آدمؑ، تبع حمیری، ورقہ بن نوفل، بنو نجار کی بچیاں، میمون بن قیس، حضرت عبد المطلب اور حضرت ابو طالب شامل ہیں۔ ان تمام ہستیوں میں سے سب سے پہلی نعت حضرت آدمؑ کی کہلاتی ہے۔(۵۵)

پھر تبع حمیری کی نعت قدیم مانی جاتی ہے جو آمد حضورؐ سے قریباً دو ہزار سال قبل کہی گئی تھی اور پھر باقی حضرات کی نعتیں شامل کی جاتی ہیں۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ گو کہ یہ تمام نعتیں اولین نعتیں کہلاتی ہیں لیکن یہ اس دور کی اکا دکا نعتیں ہیں جب صنف نعت نے باقاعدہ روایت کی شکل اختیار نہیں کی تھی، بس جس صاحب ذوق نے علمائے تورات وانجیل سے حضورؐ کے بارے میں سنا اس نے حضورؐ سے عقیدت کی بناء پر کچھ اشعار موزوں کر لئے جبکہ نعت کی باقاعدہ تحریک کب چلی اس ضمن میں ڈاکٹر ریاض مجید کا کہنا ہے:۔

"عربی شاعری میں نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز ہجرت مدینہ کے بعد لسانی جہاد کے انداز میں اس وقت ہوا جب دشمنان اسلام کی ہجو اور بد زبانی حد سے بڑھ گئی تو آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ: جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی مدد اپنے ہتھیاروں سے کی ہے انہیں کیا چیز مانع ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے ان کی مدد نہ کریں"۔(۵٦)"

اس فرمان حضورؐ کے بعد مدینہ میں صنف نعت نے باقاعدہ رواج پایا۔

دربار حضورؐ کے تین معروف نعت گو شعراء

دربار رسالت مآبؐ کے تین معروف شاعر ایسے بھی تھے جنہیں حضورؐ کے حکم سے اس کام پر مامور کیا گیا تھا کہ جب کفار مکہ کے شعراء نبی کریمؐ کی شان میں کوئی گستاخی کریں یا ہجو کہیں تو انہیں حضورؐ کے مقرر کئے گئے

نعت گو شعراء منظوم جواب دیں ان شعراء میں تین شاعر حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ ، حضرت کعب بن زبیر کے نام شامل ہیں۔

ان تینوں شعراء کا تذکرہ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی کے پی ایچ ڈی مقالے میں بعنوان اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی (۵۷) ڈاکٹر ریاض مجید کے پی ایچ ڈی مقالے اردو میں نعت گوئی (۵۸) ڈاکٹر عاصی کرنالی کے پی ایچ ڈی اردو مقالے اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر (۵۹)۔ محمد کاظم کی تصنیف عربی ادب کی تاریخ، احمد حسن زیات کی تصنیف تاریخ ادب عربی (۶۰)، ڈاکٹر عبد الحمید اظہر ندوی کی عہد نبوی کی شاعری (۶۱) اور ڈاکٹر عبد الحلیم ندوی کی تاریخ عربی ادب (۶۲) میں ملتا ہے جبکہ ڈاکٹر شاہ محمد نے اپنے پی ایچ ڈی مقالے، عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری میں ان درج بالا تین شعراء حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر کے علاوہ ایک چوتھے شاعر حضرت کعب بن مالک (۶۳) کو بھی نبی کریمؐ کے درباری شعراء میں شامل کیا ہے، جو نبی کریمؐ کی طرف سے کفار شعراء کی ہجو گوئی کے مقابلے میں دفاعی اشعار کہتے اور ان کو جواب دیتے تھے۔

برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری

عرب وہند کے تعلقات زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں چونکہ عرب ایک ایسا جزیرہ تھا کہ جہاں کی صحرائی سرزمین میں اشیائے خوردونوش اور دیگر زرعی اجناس کی پیداوار ناممکن تھی، سو عرب کے لوگوں کے لئے بقائے حیات کی خاطر از حد ضروری تھا کہ کسی ایسے ملک سے تعلقات قائم کریں جس کی سرزمین میں حیات انسانی کی تمام حوائج ضروریہ مہیا ہو سکیں۔ عرب کے ملاح جو تاجر بھی تھے انہوں نے سرزمین ہند کو تاکا اور ہندوستان سے اپنے تجارتی تعلقات بنائے کیونکہ سرزمین ہند سے انہیں وہ تمام لوازمات مل سکتے تھے۔ یہ عرب تاجر ہندوستان میں اپنا مال لاتے اور یہاں سے ہندوستانی سامان اشیاء خوردنوش اور دیگر استعمال کا سامان خرید کر لے جاتے اور عرب منڈیوں میں فروخت کرتے، عرب میں ہندوستانی مال کے لئے چار بڑی منڈیاں ابلہ، صحار، عدن اور جار (۶۴) کے مقام پر لگتی تھیں۔

جب نبی کریمؐ نے اعلان نبوت فرمایا تو اس کے اثرات عرب تاجروں کی ہندوستان آمد و رفت کی وجہ سے ہندوستان پر بھی پڑے، پھر حضرت عمر کے دور میں ہندوستان پر حملہ اور پھر بعد میں ۷۱۲ء کو محمد بن قاسم کی آمد نے بھی ہندوستان میں اسلام کے اثر و نفوذ کے لئے کام کیا۔ جہاں تک ہندوستان کی ادبی تاریخ کی بات ہے تو عرب اور ہندوستان یہ قدر مشترک رکھتے ہیں کہ اہل ہند بھی اہل عرب کی طرح آغاز سے ذوق شعر و سخن

سے آراستہ تھے، جب اسلام کی آمد ہندوستان میں ہوئی تو اہل ہند کو قرآن جیسی منفرد اسلوب بیاں کی حامل عربی الہامی کتاب کے مطالعے کا موقع ملا۔ اہل ہند شعر و نغز سے پہلے ہی آگاہ تھے سو انہیں عربی زبان سے بھی شغف ہوا، لوگ عربی سیکھنے لگے جس سے ہندوستان میں علمی درسگاہیں تعمیر ہوئیں۔ صوفیاء کرام کی ہندوستان میں آمد ہوئی تو چپہ چپہ نورِ ایمان سے منور ہوا۔ اہل ذوق جنہوں نے عربی زبان سیکھی وہ عربی میں شعر نظم کرنے لگے ۔پہلا ہندوستانی شاعر ہارون بن موسیٰ کا نام ملتا ہے (۶۵) جس نے عربی شاعری کا آغاز کیا ۔ہندوستان کے جن عربی شعراء نے نام پیدا کیا انہوں نے اپنے بل بوتے پر کیا کیونکہ برصغیر میں عربوں کا کوئی نمائندہ شاعر نہیں آیا البتہ عربی ادب کے سات نادر شاہکار معلقات سبعہ کی اہل ہند شعراء نے پیروی کی (۶۶) اور شعر نظم کئے !ہندوستان میں عربی نعتیہ شاعری کا آغاز آٹھویں صدی ہجری میں بتایا جاتا ہے اور پہلا عربی نعت گو ہندوستانی شاعر قاضی مقتدر بن قاضی رکن الدین شرنجی، کندی اور دہلوی کا نام ملتا ہے (۶۷)

ان کے علاوہ جن ہندوستانی عربی نعت گو شعراء کے نام سامنے آتے ہیں ان میں قاضی عبد القادر الکندی الدہلوی (۷۰۳ھ-۷۹۱)، احمد بن محمد تھانیسری (۷۳۲ھ-۷۶۲)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲)، شیخ حسن دہلوی (۱۰۱۸-۱۱۰۳ھ)، سید برکت اللہ عشقی مارہروی (۱۰۷۰-۱۱۴۲ھ)، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴-۱۱۷۲ھ)، عبد السلام ہزاروی (۱۱۷ھ)، غلام آزاد بلگرامی (۱۱۶۶-۱۲۰۰ھ)، سید باقر مرتضیٰ شافعی دہلوری مدارسی (۱۱۸۵-۱۲۲۰ھ)، شاہ رفیع االدین دہلوی (۱۱۶۳-۱۲۳۳ھ)، شاہ عبد العزیز دہلوی (۱۱۵۹-۱۲۳۹ھ)، مفتی الٰہیٰ بخشش کاندہلوی، شیخ فضل الدین مدارسی (۱۲۵۱ھ)، شیخ امین الدین کاکوری (۱۱۶۴-۱۲۵۳ھ)، شیخ فضل حق خیر آبادی (۱۲۱۲-۱۲۷۸ھ)، محمد طاہر سیف الدین (۱۳۰۵-۱۳۸۵ھ)، وغیرہ شامل ہیں۔

ہندوستان میں عربی نعتیہ شاعری کی روایت کافی پھیلی ہوئی ہے، یہاں ساری روایت کا احاطہ کرنا مقصود نہیں ،موضوع کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ صرف چند معروف ہندوستانی عربی نعت گو شعراء کا کلام بہ طور مثال پیش کیا جارہا ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

فلست اریٰ الا الحبیب محمد   رسول الہ الخلق جم المناقب
ومعتصم المکروب فی کل غمرۃ   ومنتجع الغفران من کل تائب
ملاذ عباد اللہ ملجا خوفھم   اذا جاء یوم فیہ شیب الذوائب (۶۸)

آزاد بلگرامی، سید غلام علی حسینی واسطی

روحی الفداء لروضۃ قدسیۃ — مملوءۃ بلطافہ و صفاء
نظر الحبیب الی الغریب عنایۃ — نظر العنایۃ شیمۃ الکبراء
کن انت فی یوم یلوذک الوریٰ — یا رحمۃ للعالمین جزائی
صلیٰ علیہ وآلہ رب الوریٰ — وعلیٰ معاشر صحبہ الرحماء (۶۹)

مولاشاہ رفیع الدین دہلویؒ ابن شاہ ولی اللہؒ

یا احمد المختار یا زین الوریٰ — یا خاتما للرسل ما اعلاک
وامتتھم فی القدس بعد تجاوز — منھم بامر اللہ اذ ولاک (۷۰)

مولاناشاہ عبدالعزیز دہلویؒ ابن شاہ ولی اللہؒ

فیا ریح الصبا عطفا و رفقا — الیٰ ذاک الحمیٰ بلغ سلامی
وان جرتم علی فلی غیاث — بباب المصطفیٰ خیر الانام
فقد اعطیت مالم یعط خلق — علیک صلوٰۃ ربک بالسلام (۷۱)

مولانا محمد فضل حق خیر آبادیؒ

فلا ملاذ سویٰ خیر الوریٰ جمعا — فی الخلق والخلق والاحسان والجود
فاق النبیین طرا فی الکمال — وفی الجمال والعزم والاجمال والسود
ان الرسول لقد فاق وعترتہ — سفینہ مسواھا الجود لا الجودی
علیک ازکیٰ صلوات اللہ ما مدجت — فی مورق البان ورقاء بتغرید (۷۲)

ابوطاہر سیف الدین

صلیٰ علیٰ محمد ربہ — حبیبہ من حبہ حبہ
صلیٰ علیٰ محمد ربہ — محمد عزبہ حزبہ (۷۳)

صلیٰ علیٰ محمد ربہ　　من ہو بین خلقہ لبہ
محمد من بین رسل خلت　　شمس ھدی و کلھم شھب
محمد قربہ رب　　حتیٰ کقوسین غدیٰ قربہ
طوبیٰ لمن یزور مغنی حویٰ　　ضلوعہ فی لحدہٖ تربہ

فارسی نعت

۲۱ھ کو جنگ نہاوند میں جب اہل ایران کو عربوں سے شکست ہوئی تو عملی طور پر ایران میں عربوں کا قبضہ ہو گیا یوں ایران میں اسلام کا اثر و نفوذ مزید بڑھا، اسلام نے اہل ایران کے زبان و ادب، تہذیب و تمدن اور اخلاق و مذہب پر بھی شدید اثرات ڈالے جس سے یہ ہوا کہ زیادہ تر ایرانی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور انہوں نے قدیم مذاہب کو ترک کر دیا، کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اپنے سابقہ مذہب پر قائم رہے اور انہوں نے اپنے مذہبی اور فکری ورثے کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جس کے لئے انہوں نے ادب کا سہارا لیا، بعد میں آنے والے ایرانی شعراء و ادبا کے لئے یہی وہ ادبی سرمایہ تھا جو ان کے لئے مشعل راہ بنا، اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عربی زبان کو بھی عروج ملا لیکن اس کے باوجود اس خاص طبقے نے فارسی زبان کو کسی نہ کسی طور پر زندہ رکھا ،بقول ڈاکٹر محمد ریاض:۔

> " ایران میں اسلام کی اشاعت اور عربوں کی حکومت کی وجہ سے عربی زبان کو بھی رواج ملا، بہت سی دینی اور دفتری اصطلاحات عربی سے ایرانی بولیوں میں داخل ہوئیں، آسان عربی خط نے پیچیدہ پہلوی خط کی جگہ لی، اسی دور میں مشرقی ایران کے علاقوں خراسان اور ماوراء النہر کی زبان ،ادبی زبان بنی اور پارسی یا پارسی دری کہلائی، در کا لفظ در سے منسوب ہے اور پہلوی میں در کا ایک معنیٰ دربار یا بارگاہ شاہی ہے، یعنی وہ زبان جو درباری اور سرکاری ہو اس زبان کا تعلق چونکہ شاہی دربار سے رہا اس لئے فارسی دری کہلائی، تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں ایران کے انہی مشرقی علاقوں میں خود مختار ایرانی ریاستیں قائم ہوئیں اور انہی کی سرپرستی میں فارسی ادب کا آغاز ہوا"۔(۷۴)"

فارسی ادب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر زبانوں کی طرح فارسی ادب میں بھی سب سے پہلے شعر گوئی نے جنم لیا۔ فارسی ادب کے پہلے شاعر کے طور پر بہ اختلاف رائے ساسانی بادشاہ بہرام پنجم، حکیم ابو حفص

سغدی عباس مروزی، حنظلہ بادغنسی، محمد بن وصیف اور یزید بن مضرغ کے نام شامل ہیں، چونکہ ہم فارسی نعت پر بات کر رہے ہیں سو اس میدان کے نامور فارسی نعت گو شعراء سے چند کا تذکرہ بلا تبصرہ ذیل ہے۔

فردوسی، سنائی غزنوی، مد الدین ابو المجد، عمر خیام، خاقانی، نظامی گنجوی، شیخ عطار نیشاپوری، مولانا رومی، سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، مولانا جامی۔

برصغیر میں فارسی نعت

عربی کی طرح فارسی نعت کی روایت بھی ہندوستان میں بڑی پر اثر اور توانا ملتی ہے، کیونکہ اہل عرب اور اہل ایران کا ہندوستان میں آنا جانا لگا رہتا تھا، سو یوں زبانوں کی آمد و رفت بھی ہوئی تو اہل ایران میں سے متعدد شعراء نے ہندوستان کی طرف نقل مکانی کی۔ برصغیر میں فارسی نعت گو شعراء اور ان کا کلام ذیل ہے:

خواجہ قطب الدین بختیارؒ

اے از شعاع روئے تو خورشید تاباں راضیا — آنی کہ ہستی راشرف بالاتر از عرش علا

گرچہ بصورت آمدیٔ بعد اس ہمہ پیغمبراں — اما بمعنی بودہ سر خیل انبیاء (۷۵)

خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیریؒ

در جاں چو کرد منزل، جانان ما محمد — صد در کشادہ دو دل، از جان ما محمد

ما بلبلیم نالاں در گلستان احمد — ما لولوئیم و مرجاں، عمان ما محمد (۷۶)

بو علی شاہ پانی پتیؒ، شیخ شرف الدین

اے ثنایت رحمۃ للعالمین — تک گدائے فیض تو روح الامیں

اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال — زد رقم بر جبہہ عرش بریں (۷۷)

خواجہ نظام الدین اولیاء، بدایونی ثم الدہلویؒ

صبا بسوئے مدینہ رو کن، ازیں دعا گو سلام برخواں — بگرد شاہ مدینہ گرد و بصد تضرع پیام برخواں

بنہ بچندیں ادب طرازی، سر ارادت بخاک آں کو — صلوۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانامؐ برخواں (۷۸)

حضرت امیر خسروؒ

زہے روشن زرویتﷺ چشم بینش | وجود کیمیائے آفرینش
مبارک نامہ قرآں تو داری | کہ مرغ نامہ شد روح الامینش (۷۹)

فیضی، ابوالفیض

اتانی رسول واعطی الرسائل | لقد سر قلبی بلک الوسائل
چہ نقش بدیعست کز پردہ سرزد | زہے حسن قول وزہے لطف قائل
بنام زہے کعبہ پاک بازاں | کہ دل ہائے پاکاں سوئے اوست مائل (۸۰)

خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ، محمد رضی الدین

گرم فیض ازل بخشد دل ودست | کہ درہم ریزم ایں بت خانہ پست
ازیں اقبال یابم احترامے | کنم خاصان احمدﷺ را سلامے (۸۱)

شیخ عبدالحق حقی، محدث دہلویؒ

وگر خواہی زباں بکشائے ودراہ سخن پوئی | ثنائے پادشاہ یثربؐ وسلطان بطحا کن
اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری | بدرگاہش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن (۸۲)

میرزا مظہر جان جاناں

خدا در انتظار حمد مانیست | محمدﷺ چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس | محمدﷺ حامد حمدِ خدا بس
منا جاتے اگر باید بیاں کرد | بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد (۸۳)

خواجہ میر درد دہلویؒ

خواہی کہ شود در دوجہانت بہبود | در بندگی رسولﷺ باشی بہ سجود
گر فہم کنی وگرنہ فہمی بے شک | حق است ہماں ہر چہ پیمبرﷺ فرمود (۸۴)

اردو نعت پر عربی و فارسی نعت کے فکری اثرات

اردو زبان کی ترتیب و تشکیل میں جس طرح عربی و فارسی زبانوں کا خصوصی عمل دخل ہے بعینہ اردو ادب پر بھی ان زبانوں کے فکری اثرات ملتے ہیں، خاص کر اردو ادب کی شعری صنف نعت نے عربی و فارسی نعت کے فکری سرمائے سے بہت زیادہ اخذ و استفادہ کیا۔ نعت عربی زبان کے اسلامی ادب کی ایک اہم صنف سخن ہے، اسلامی ادب کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر عبد الحمید اطہر ندویؒ نے مولانا علی میاں کے حوالے سے لکھا ہے:۔

" اس ادب کا موضوع آفاق کی طرح وسیع و عریض ہے اور اس کے متعدد پہلو ہیں، اس میں انسان کے تمام جذبات واحساسات، دلچسپی اور شوق، امیدیں اور تکلیفیں، اچھائیاں اور برائیاں اور دینا وآخرت شامل ہیں، اسی طرح زندگی کے تمام میدان، سعادت و خوش بختی اور بد بختی اصول و قدریں شامل ہیں، اسی طرح کائنات کی تمام چیزیں خشکی وتری، آسمان و زمین داخل ہیں، اسی طرح تمام طبعی و فطری چیزیں اور مخلوقات، اڑنے والے پرندے، چرنے والے جانور، فطری مناظر، الٰہی مناظر، الٰہی عذابات وغیرہ شامل ہیں، اسی بنیاد پر ادب اسلامی صرف دینی موضوعات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ کار بہت ہی زیادہ وسیع و عریض ہے"۔(۸۵)

بلاشبہ ابتداءً صنف نعت میں صرف مدح حضورؐ کا تذکرہ کیا جاتا تھا، لیکن عہد جدید تک آتے آتے یہ صنف اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ اب یہ حیات و کائنات کے مسائل بھی بیان کرنے لگی ہے۔ چنانچہ اسلامی ادب کی تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عہد حاضر میں یہ صنف تمام ادبی اصناف کی نمائندہ ہے اور ادبی میدان میں فکری اعتبار سے ان کی قیادت کرتی نظر آتی ہے۔

عربی وفارسی نعت کی فکری بنیادیں قرآن و حدیث پر استوار ہیں۔ دور حضورؐ میں جب قرآن مجید کی تنزیل رفتہ رفتہ جاری تھی، تو اس وقت عین الیقین، حق الیقین، کے مراتب پہ فائز اور شب و روز صحبتِ رسول کے حامل اصحاب رسولؐ جنہیں قیام و طعام، سفر و حضر، نشست و برخاست اور ہر خوشی و غمی میں رفاقتِ رسولؐ نصیب رہتی، دن رات اپنی آنکھوں سے دیدارِ مصطفیؐ سے شرف یاب ہوتے ہوئے ذات حضورؐ کے ہر ہر عمل کا مشاہدہ کرتے اور حضورؐ کی شان میں نعت کہتے تھے، جب رسول اللہؐ اس کائنات سے تشریف لے گئے تو نعت گو شعراء کے لئے قرآن جس کا نزول مکمل ہو چکا تھا اور جس میں حیات مصطفیؐ کی کلی طور پر عکس بندی کی گئی تھی اور حدیث رسولؐ کا ایک بڑا ذخیرہ بھی ان کی راہ نمائی کے لئے فکری مآخذ کے طور پر موجود تھا، جن سے

نعتیہ موضوعات اخذ کرتے چونکہ فارسی اور اردو کا آغاز عربی نعت سے بہت بعد میں ہوا سو ان زبانوں نے بھی عربی نعت کے فکری اثرات کو من و عن قبول کیا۔

قرآنی نعتیہ موضوعات

عربی نعتوں میں حضورؐ کی شان سے متعلق قرآنی آیات اور حدیث سے ماخوذ کئے گئے موضوعات ذیل ہیں:۔

قرآن پاک میں حضورؐ کی مکی و مدنی زندگی سے متعلق جو موضوعات ملتے ہیں،ڈاکٹر شاہ محمد ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"قرآن کریم میں حضورؐ نبی کریمؐ کی مکی اور مدنی زندگی کی جھلکیاں صاف طور پر نظر آتی ہیں،اس میں آپؐ کی یتیمی ،جوانی میں معاشی آسودگی ، قبل از بعثت مطہر و منزہ حیاتِ مبارکہ ، تلاش حقیقت و معرفت کے لئے نفس کشی اور مجاہدے ،بعثت نبویؐ منصب نبویؐ، منصب نبوت سے سرفرازی، آغاز وحی، تبلیغ کے احکام،مکہ میں تبلیغ اسلام کی ابتداء، قریش کی شدید مخالفت اور ان کی ایذا رسانی،ارواح سعیدہ کا قبول اسلام ،راہ دعوت دین میں مشکلات کا سامنا،واقعہ معراج، مظلوم مسلمانوں کی ہجرت حبشہ ، کفار کی نیت بد حضورؐ کے قتل کے لئے ،ہجرت مدینہ مع صدیق اکبر ، حضورؐ کا غار ثور میں پناہ لینا، مشرکین کی عہد شکنی، حکم جہاد،مہاجرین و انصار مدینہ کا حسن سلوک حضورؐ سے،منافقین کا کردار، مسجد ضرار کا انہدام،اصحاب صفہ،مسجد قبا کی تعمیر، تحویل کعبہ،غزوہ بدر،غزوہ احد،غزوہ احزاب، غزوہ حنین،غزوہِ تبوک،بیعت رضوان، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حجۃ الوداع،وفات حضورؐ، جیسے موضوعات و عنوانات اور آپؐ کی عائلی حیات و معاشرہ کا بھی احاطہ موجود ہے، جیسے آپؐ کی ازدوجی زندگی ،معاشرتی تعلقات، سیرت و کردار، اخلاق حسنہ وعادات،ازواجِ مطہرات کی خصوصی حیثیت، خصوصیات وصفات اور حضور اکرمؐ کی طرف ان کا عمومی اور استثنائی رویہ، حضرت زینب ،کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح،ان کے مابین ازدواجی بد مزگی،طلاق اور آنحضرت سے زینب کی شادی ،اور ان کے علاوہ آپؐ دعائے خلیل،نوید مسیحا تھے، نبی امی،داعی الی اللہ، منذر معلم و کتاب و حکمت، آپؐ رسول مبین،رسول کریمؐ،رسول امینؐ، آپ مصطفیٰ اور مجتبیٰ ہیں، آپؐ یسین وطہ ومزمل و مدثر، رسول صادق و برحق، بزبان ربانی ہیں ،حاکم برحق و صاحب خلق عظیم،سراپا ہدایت و اول و المسلمین، بندہِ الہی،صاحب کوثر وصاحب رفعت شان، مرکز آرزوئے مومنین و محبوب خدا، ممدوح ملائکہ ہیں"۔(۸۶)

حدیث رسولؐ سے ماخوذ نعتیہ موضوعات

حلیہ مبارک ، مہر نبوت ، گیسوئے حضورؐ ، نعلین پاک ، انگشتری مبارک ، نامہ ہائے مبارک (خطوط)، حضورؐ کی تلوار، عمامہ مبارکہ ،لباس حضورؐ ، حضورؐ کی نشست و برخاست ، انداز وعظ، خوشبوئے پسینہ مبارک ، حضورؐ کاانداز مسکان، معمولات حضورؐ ، آواز حضورؐ ، حضورؐ کا اندازِ ترتیل ، حضورؐ کی خوش بیانی،فصاحت و بلاغت، مہمانوں کی تواضع، عطر مبارکہ ،اسمائے حضورؐ ،جمال حضورؐ ، حسن صورت وسیرت ، سرمگیں چشمان حضورؐ ، تابانیِ رخ انور، ملائمت جسدِ حضورؐ ، عفو و درگزر، بیگانوں سے اندازِ محبت، صلہ رحمی،شانِ جود و سخا، حضورؐ کی حیااور پاکیزہ سیرت، متانت وسنجیدگی، سخاوت حضورؐ، حضورؐ کااندازِ کرم،شان فقر، حلم حضورؐ، علم حضورؐ، عجز وانکسار، حضورؐ کا اندازِ مروت ودلنوازی، دوسروں کی عیب پوشی ،مقام محمودؐ، حضورؐ کی موانسیت و دلجوئی، حضورؐ کاعدل وانصاف، شانِ زندگی، خشیت الٰہی، جذبہ ایثار، تسلیم ورضا، توکل، شوق عبادت، حضورؐ کی حکمت و فراست، قوت فیصلہ، شجاعت و بسالت، حضورؐ کا انداز سیاست وقیادت اور دور اندیشی، مردم شناسی، حضورؐ بحیثیت معلم، حضورؐ کے آداب خور دونوش، حضورؐ بحیثیت شارعِ اسلام، امن پسندی، بے کسوں کے مدد گار ومعاون، حضورؐ کی رحمت ورافت، بے مثال شانیں، بصارت و بصیرت حضورؐ، صبر حضورؐ اور ضبط نفس، امت کی خیر خواہی، حضورؐ سید المرسلین، سرور کائنات ، حضورؐ کی رسالت عامہ و تامہ، بشارات حضورؐ ، برکت آبِ وضو، برکاتِ موئے مبارک، حضورؐ کے لباس مبارک کی برکتیں، برکات قیام گاہ رسول وسجدہ گاہِ رسولؐ، معجزہ شق قمر، تکثیر آب، معجزہ تکثیر طعام، معجزہ مہر نبوت، معجزہ معراج النبیؐ، تسبیح طعام کا معجزہ، معجزہ نزول باراں، حضورؐ کا دست مسیحا، شفاعتِ حضورؐ ، پتھروں کا سلام پڑھنا، درختوں کا حکم ماننا، حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا، حضورؐ کی شانِ محبوبیت، روضہ رسولؐ اور نسبتِ رسول کی برکات وغیرہ۔

درج بالا ان تمام قرآنی آیات اور احادیثِ رسولؐ سے اخذ شدہ موضوعات پر نظر ڈالی جائے تو یہ عربی وفارسی نعت سے ہوتے ہوئے، اردو نعت میں آئے، ان کی مثالیں اردو نعت میں قریباً ہر دور کے نعت گو شاعر کے کلام میں بکھری پڑی ہیں جن کو نشان زد کرنا کوئی مشکل امر نہیں، سو یہ بات تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ قرآن وحدیث کے علاوہ عربی وفارسی نعت بھی نعت کے لئے بہ طور فکری مآخذ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

ہیئتی مطالعہ

ہیئت کے لغوی معانی

ہیئت عربی زبان کا اسم مونث ہے۔اردو میں اس کے مترادف الفاظ ، شکل،صورت اور شبیہ (۸۷) استعمال ہوتے ہیں۔

صاحب المنجد نے ہیئت کے مفہوم و معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

ا۔"وہ علم جس میں اجرام سماویہ سے بحث ہو"۔

۲۔"جسم،شکل"۔(۸۸)

فرہنگ آصفیہ کی روشنی میں یہ لفظ مونث ہے اور عربی زبان کا ہے۔اس کے لغوی معانی،حال،حالت، کیفیت، ڈھنگ،طور اور طریقہ (۸۹) ملتے ہیں۔

اردو زبان کی ایک اور معروف لغت نور اللغات سے پتہ چلتا ہے"ہیئت وہ علم ہے جس میں اجرام فلکی اور زمین کی گردش اور کشش وغیرہ کا بیان ہوتا ہے"۔(۹۰)

اسی لغت یعنی نور اللغات میں ہی ہیئت کے لغوی معانی،حالت، کیفیت،طور،اور طریق کے علاوہ فرہنگ آصفیہ کی نسبت ساخت،وضع،شکل،چہرہ اور گت کا اضافہ ملتا ہے۔(۹۱)

"قاموس مترادفات اردو" میں ہیئت کے لغوی معانی و مترادف کے لئے جو الفاظ آئے ہیں۔ان میں فلکیات ،علم نجوم،بناوٹ،ساخت،شکل،صورت،وضع،حالت اور کیفیت کے علاوہ گت شامل ہیں۔(۹۲)

مولوی عبد الحق نے ہیئت کی تعریف یوں کی ہے"صورت،شکل ترتیب اجزاء واعضا،ظاہری صورت،پیکر ،صفات خارجی،شکل یا جانور جیسا کہ وہ بظاہر نظر آتا ہے۔وہ ہیئت قسم نوع جس میں کوئی شے موجود ہو یا اپنے کو ظاہر کرے"۔(۹۳)

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا ہیئت کی تعریف کے حوالے سے کہنا ہے کہ:۔

> "ہم جانتے ہیں کہ مثنوی،غزل،قطعہ،رباعی،مسدس،مخمس،سانیٹ، نظم عاری اور نظم آزاد اپنے خارجی پیکر کے ذریعے ایک دوسرے سے ممیز ہوتی ہیں اور نظم کا یہ خارجی پیکر وزن کی نوعیت،ردیف و قافیہ کے نظام، مصرعوں کی تعداد اور مصرعوں کی طول کی یکسانیت یا عدم یکسانیت جیسے امور سے معین ہوتا ہے،اسی خارجی پیکر یا اظہار کی اس خارجی صورت کو ہیئت یا فارم کہتے ہیں"۔(۹۴)

ہیئت ،فلسفہ اور علم فلکیات و نجوم کے علاوہ ایک ادبی اصطلاح بھی ہے جس سے مراد کسی فن پارے کا وہ مخصوص خارجی و ظاہری فنی پیکر و قالب اور شکل و صورت ہے جس کی مقرر کردہ فنی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے کوئی فن کار اپنے موادِ سخن کو درست طور پر فنی ترتیب دے کر منظم انداز میں پیش کرتا ہے۔

بلاشبہ ہیئت ایک کثیر المعانی اصطلاح ہے انگریزی میں اس کے لئے (Form) کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن انگریزی میں ہیئت کے علاوہ صنف کے لئے بھی یہی لفظ مستعمل ہے جبکہ اردو میں ان دونوں اصطلاحوں یعنی ہیئت اور صنف اپنے الگ الگ معانی رکھتی ہیں۔"صنف کا تعلق کسی فن پارے کے مواد اور موضوع سے ہے جبکہ ہیئت کسی تخلیق کے ظاہری ڈھانچے اور صورت کا نام ہے"۔(۹۵)

اس کے باوجود ادب ہمیں بسا اوقات ایسی صورت حال سے واسطہ پڑتا ہے جب یہ دونوں اصطلاحات یعنی ہیئت اور صنف ایک دوسرے کے لئے استعمال ہوئی ہیں،خاص کر غزل کی صنف اس حوالے سے دیکھی جاسکتی ہے جو بیک وقت بطور صنف بھی ہے اور ہیئت بھی ،بعنیہ دیگر ادبی اصناف میں سے حمد،نعت،مرثیہ،واسوخت،ہجو،شہر آشوب، یہ ایسی اصناف ہیں جو موضوعاتی اعتبار سے اپنی شناخت رکھتی ہیں ان کے لئے کوئی بھی ہیئت مخصوص نہیں، یہ کسی بھی ہیئت میں کہی جائیں اپنے موضوع کے اعتبار سے اپنا تشخص برقرار رکھتی ہیں جبکہ غزل،رباعی،قطعہ،مثلث،مربع،مخمس،مسدس اور مسبع وغیرہ یہ سب ہیئتی اصناف ہیں اور قصیدہ اور مثنوی موضوعاتی وہیئتی اصناف ادب ہیں کیونکہ یہ اپنا موضوع اور ہیئت دونوں رکھتی ہیں،،ہیئتی مطالعہ میں بسا اوقات ان دونوں ادبی پس منظر کو سامنے رکھ کر مطالعہ کیا جاتا ہے جسے صنفی وہیئتی مطالعہ بھی کہتے ہیں۔

اردو نعتیہ روایت میں نعت کے لئے مستعمل ہیئتیں

نعت مذہبی اور ادبی دونوں حوالوں سے ایک نجیب الطرفین صنف سخن ہے،ابتداء میں اسے صرف مذہبیات کے حوالے سے ہی دیکھا، سمجھا اور شمار کیا جاتا تھا،اسے ادبی صنف تسلیم نہیں کیا جاتا تھا چنانچہ بعد میں اس صنف نے ادبی سطح پر بھی اپنے ادبی و جمالیاتی اوصاف کی بناء پر خود کو منوالیا اور عصر حاضر میں یہ ادبِ عالیہ میں سرفہرست ہے۔

اسے جب تک مذہبی حصار میں محصور اور فقط حصول برکت و ثواب کا ذریعہ سمجھا جاتا رہا یہ تنقید سے بالاتر رہی ،اس صنف پر تنقید کے دروازے بند رہے لیکن جب اہل ادب و فن پر اس کے ادبی و فنی اوصاف واضح ہوئے تو انہیں اس صنف کو تنقیدی عمل سے نہ صرف گزارنا پڑا بلکہ دیگر ادبی اصناف کے تنقیدی اصولوں کے برعکس

اس صنف کے تنقیدی اصول بھی الگ سے مقرر کرنا پڑے، تنقیدی عمل سے گزر کر یہ صنف مزید ترقی کے زینے طے کرنے لگی۔ اس کے تنقید نگاروں میں پہلا نام صبیح رحمانی کا ہے جنھوں نے ۱۹۹۵ء میں ایک نعتیہ کتابی سلسلہ نعت رنگ کا آغاز کیا(۹۶)، پھر بعد میں رفتہ رفتہ ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر عزیز احسن، کاشف عرفان ،ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط، ڈاکٹر محمود الحسن عارف، ڈاکٹر طفیل احمد مدنی، ڈاکٹر سید عبد الباری، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، سید ابراہیم ندوی، ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی، ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی، اسلوب احمد انصاری، ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، پروفیسر ظہیر غازی پوری، مولانا محمد ملک الظفر سیرامی، ڈاکٹر طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی، ڈاکٹر سید شمیم احمد گوہر، ڈاکٹر اشفاق انجم، وغیرہ(۹۷) پاکستان وہندوستان سے شامل ہوئے۔

نعت ہر دور میں اور ہر زبان میں لکھی جاتی رہی ہے یہ ابتداء میں یہ صرف قصائد میں اکادکا اشعار کے ساتھ ملتی تھی لیکن جب اس کی طرف باقاعدہ نعت گو شعراء نے توجہ دی تو یہ ایک صنفِ ادب کے طور پر سامنے آنے لگی، اس نے قصیدے سے ہٹ کر دیگر ادبی اصناف کی ہیئتوں کو بھی اپنے حصار میں لے لیا یہ واحد ایسی صنف ہے جو اب تک اردو شاعری میں تمام ہیئتوں میں کہی جا چکی ہے ،جس میں غزل ،مثنوی، رباعی، قطعہ، مثلث، مخمس، مسدس ، مسبع، مثمن متسع، معشر، ترکیب بند، ترجیع بند، مستزاد فرد، دوہا، آزاد نظم، معرا نظم، نثری نظم، سائینٹ اور ترائیلے اور ہائیکو اور ماہیا وغیرہ شامل ہیں۔

اردو نعتیہ روایت کا ہیئتی مطالعہ کرتے ہوئے یہی بات سامنے لائی جائے گی کہ اب تک اردو نعت کن کن ہیئتوں میں کہی جاچکی ہے۔

مثنوی کی ہیئت میں نعت

مثنوی کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کہتے ہیں:۔

"مثنوی فارسی اور اردو شاعری کی ایک اہم صنف ہے۔ مثنوی میں دو دو مصرعے باہم مقفیٰ ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ ہر شعر بیت مصرع ہوتا ہے۔ اور ہر شعر کے قافیے الگ ہوتے ہیں، کوئی شعر قافیے کے اعتبار سے کسی دوسرے شعر یا مصرعے کا تابع نہیں ہوتا"۔(۹۸)"

شمیم احمد کے نزدیک مثنوی میں صرف اس کی ہیئت ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کا مخصوص موضوع اور مزاج بھی اس کی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے:

" مثنوی چونکہ ایک صنفِ سخن کی حیثیت سے ہے، جس کی تعمیر و تشکیل میں اس کے مخصوص موضوع و مزاج کے علاوہ اس کی مخصوص ہیئت کو بھی مساوی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔اس لئے یہاں اس کی ہیئت کا جائزہ لینا بے محل نہ ہو گا۔ مثنوی کے لغوی معانی ہیں دو دو یا جز والی چیز، یعنی اس کا مفہوم ہے دوہرا کرنا اس سے واضح ہوا کہ ظاہری ہیئت کے لحاظ سے مثنوی ایک ایسی شعری تخلیق ہے جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں یعنی ہر شعر کا قافیہ پچھلے شعر کے قافیے سے مختلف ہو"۔(۹۹)

مثنوی اردو ادب کی ایک ایسی صنف ہے جو اپنی ہیئتی شناخت رکھتی ہے ۔ اس کے داخلی اجزا میں حمد، نعت، منقبت، بادشاہ کی تعریف، تعریف سخن، قصہ یا واقعہ اور خاتمہ شامل ہیں۔(۱۰۰)

مثنوی کی اہمیت و حیثیت سے کسی کو بھی انکار نہیں، چاہے وہ عربی ادب ہو یا فارسی یا اردو ادب کیونکہ یہ بھی ایک آزاد اور وسیع میدان کی حامل صنف ہے۔شاعر کو فنی حدود و قیود کی پاسداری کرتے ہوئے کھلی اجازت ہے کہ وہ اپنے ما فی الضمیر کا اظہار کرئے ،اس میں شاعر اپنے خیالات کو سیاسی ،سماجی، اخلاقی، مذہبی، اقتصادی، نفسیاتی اور فلسفیانہ، تناظر میں آزادی سے منظوم کر سکتا ہے۔اس میں شاعر غزل کا سوز و گداز، مزیہ و کنایہ، مرثیے کی تاثیر اور قصیدے کی شان و شوکت بھی قائم رکھتا ہے، اردو مثنوی گو شعراء نے اس میں اخلاق و تصوف، تاریخ اسلامی اور دیگر اسلامی موضوعات کو بیان کرکے اسے موضوعاتی تنوع کی حامل صنف بنا دیا ہے۔ مولانا شبلی کہتے ہیں "شاعری کی مشہور اقسام، غزل قصیدہ، مثنوی ہیں، ہمارے شعراء نے ان میں سے مثنوی کو اپنی حدود میں محدود نہیں رہنے دیا، مثنوی نے واقعہ نگاری کی حد سے متجاوز کرکے ہر قسم کی شاعری پر تصوف کر لیا"۔(۱۰۱)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مثنوی میں نعت کو کس طرح جگہ ملی اس کے ہمیں دو اسباب نظر آتے ہیں۔ایک تو یہ کہ جب شعراء مثنوی کہتے تو اس وقت عام رواج یہ تھا کہ حصول برکت کے لئے حمد و ثنا سے آغاز کرتے اور پھر حضورؐ کی شان میں کچھ اشعار کہہ کر آگے قدم بڑھاتے تھے ،یوں مثنوی میں جزوی طور پر نعت نبیؐ بیان ہونے لگی۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ جب شعراء نے کلی طور پر ارادۃً نعتیہ موضوعات کے لئے مثنوی کی ہیئت کا انتخاب کیا اور اس ہیئت میں باقاعدہ نعت گوئی کی جانے لگی۔ان مثنویوں میں حضورؐ کی سیرت طیبہ، خصائل و شمائل و فضائل اور میلاد نامے اور نور نامے اور مناقب رسول اکرمؐ کو موضوع سخن بنایا گیا۔(۱۰۲)

اردو کی نعتیہ شاعری میں زیادہ تر حسن نظامی کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کو پہلی نعتیہ مثنوی مانا گیا ہے جبکہ محمد اسماعیل آزاد فتح پوری نے اس کی سختی سے تردید کی اور ملا داؤد کو پہلا مثنوی نگار اور ان کی مثنوی چندائن کو پہلی نعتیہ مثنوی قرار دیا ہے۔

قصیدہ کی ہیئت میں نعت

نورالحسن نیر کاکوروی قصیدہ کے لغوی معانی بیان کرتے ہیں:۔

> " لغوی معانی دلدار گودا، مذکر اصلاح ہے ،ان اشعار کا نام جن میں کسی کی ہجو ،مدح، وعظ، نصیحت، تعریفِ بہار یا شکایت روزگار وغیرہ کے مضامین بیان کئے جائیں۔ قصیدے کے پہلے دونوں مصرعوں اور ہر شعر کا دوسرا مصرع میں قافیہ ہونا ضروری ہے"۔(۱۰۳)

قصیدہ، لفظ قصد سے ہے اور قصد کا لغوی معنی ارادہ ہے، المنجد کے مؤلف نے قصیدہ کے جتنے لغوی معانی بیان کئے ہیں۔ ان سب میں کسی نہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ پایا جاتا ہے تو گویا قصیدہ اس مفہوم کے پیش نظر ایک ایسی ادبی صنف ہے جو بالا ارادہ کہی جاتی ہے۔ المنجد میں دیئے گئے لغوی معانی ذیل ہیں:۔

> "کسی آدمی کی طرف توجہ کرنا، کسی پر اعتماد کرنا، کسی طرف سیدھا ہو کر چلنا، کسی کو کسی کام پر مجبور کرنا، اپنے نفس کو قابو میں رکھنا، کسی چیز کو توڑنا، کسی معاملہ میں میانہ روی و اعتدال، کسی کا کسی کام میں استقامت اختیار کرنا، اونٹ کا موٹا ہونا"۔(۱۰۴)

قصیدہ اردو ادب کی وہ بڑی ادبی صنف ہے جو اردو ادب میں نمایاں مقام و مرتبے کی حامل ہے اور اردو ادب کی شعری تعمیر میں اس کا بڑا حصہ ہے لیکن اس سے بھی مفر ممکن نہیں کہ یہ صنف عربی اور فارسی ادب سے مستعار لی گئی ہے۔ قدیم عربی ادب میں جس صنف کو اہل عرب نے سب سے زیادہ اپنا تختۂ مشق بنایا وہ قصیدہ ہی ہے۔ اس میں وہ اپنے جانوروں ، جنگی ہتھیاروں سے لے کر اپنے قبائلی سرداروں کے فضائل و مناقب ،جنگ و جدل اور اپنے خاندانی فخر و مباہات اور اپنے قبائل کے سرداروں کی مدح و تعریف کیا کرتے تھے حتیٰ کے اپنے معاشقوں کا ذکر بھی کیا کرتے تھے۔ جب یہ صنف فارسی ادب میں قدم رنجہ فرما ہوئی تو اس سے جو سب سے زیادہ فارسی شعراء نے کام لیا وہ سلاطین وقت اور بادشاہوں کی مدح و تعریف ہے اور اس کا اس قدر مدح صاحبانِ اقتدار کے لئے استعمال کیا کہ قصیدہ مدح کے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا، جس وجہ سے یہ درباری صنف بن کر رہ گئی چونکہ شعراء اپنے قصائد میں بادشاہوں کی تعریف کرتے تھے اور ان کا مقصد حصول زر ہوتا تو وہ اپنے قصائد میں زبان و بیان کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ اس کی زبان و بیان بڑی پر شکوہ اور الفاظ

بہت خوب صورت اور اپنے انتخاب میں کمال ہوتے تھے۔ اس کی شان وشوکت اسی وجہ سے دیگر ادبی اصناف کی نسبت زیادہ بھی گو یا لسانی اعتبار سے یہ بہت زیادہ مضبوط صنف تھی۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی قصیدہ کے لغوی واصطلاحی معنوں پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قصیدہ کے لغوی معانی ہیں،(۱) قصد شدہ،(۲) سطبر یعنی دل دار گودایا گاڑھا مغز، قصیدہ عرب کی اہم ترین صنف سخن ہے۔ جس میں مدح وہجو، رزم وبزم، عرفان واخلاق سبھی کچھ بیان ہوتا رہا ہے لیکن قصیدہ اردو میں براہِ راست عربی سے نہیں بلکہ فارسی ادب کے توسط سے آیا ہے اور اردو کے قصیدہ گو شعراء نے قصیدہ نگاری میں بالعموم فارسی شعراء ہی کی تقلید کی ہے اور اردو شاعری کے آغاز کے وقت فارسی قصیدہ بڑی حد تک مدح کی تنگنائے میں محصور ہو چکا تھا، فارسی نمونوں کی تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ قصیدہ کو ایک سرکاری درباری صنف سمجھ لیا گیا۔ اس طرح قصیدہ اور مدح لازم وملزوم ہو گئے اور جب درباروں اور درباری ماحول کا خاتمہ ہوا تو قصیدے کو بھی ایک متروک اور مردہ صنف سخن قرار دے دیا گیا"۔(۱۰۵)

درج بالا تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ قصیدہ میں صرف مدح یا تعریف ہی نہیں ہوتی بلکہ اس میں مدح کے علاوہ ہجو اور ذم بھی بیان کی جاتی ہے اور اس جانب اگر دیکھا جائے تو کوئی قصیدہ تب ہی مکمل ہوتا ہے جب اس میں مدح کے ساتھ ذم کا پہلو بھی ہو لیکن فارسی شعراء نے صرف ایک مدح کا پہلو ہی پروان چڑھایا اور ذم کے پہلو کو قریباً فراموش ہی کر دیا۔

قصیدہ کوئی سیدھی سادی صنف نہیں بلکہ اس کے مختلف تشکیلی اجزاء بھی ہوتے ہیں جن میں تشبیب، گریز، مدح یا ذم، حسن طلب اور دعا شامل ہیں نیز موضوعاتی اعتبار سے اس کی اقسام بھی ہیں مثلاً تمہیدیہ قصیدہ، خطابیہ قصیدہ، مدحیہ قصیدہ، ہجویہ قصیدہ، وعظیہ قصیدہ، بیانیہ قصیدہ، عشقیہ قصیدہ، حالیہ قصیدہ، فخریہ قصیدہ، بہاریہ قصیدہ، قصیدہ خواہ کوئی بھی ہو اس کے اشعار کی تعداد کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔(۱۰۶)

قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں اردو شاعری کی ،ایک توانا روایت موجود تھی ،غزل ،مثنوی ،قصائد، واسوخت، ہجو، مرثیہ وغیرہ جیسی اصناف ادب اپنا مقام بنا چکی تھیں چونکہ یہاں کے سلاطین، امراء اور نواب بھی نہ صرف خود شاعر تھے بلکہ وہ شاعروں کی قدر کرتے اور درباروں میں مشاعرے منعقد کرواتے تھے، خاص کر مغل شہنشاہ جو ایران سے آئے تھے انہوں نے یہاں ایک لمبے عرصے تک حکمرانی کی وہ خود بھی اعلیٰ ذوقِ شعری کے حامل تھے۔ سو ان کے درباروں میں ہر وقت قصیدہ گو شاعر حاضر رہتے جو بادشاہوں کی

خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کی مداحی میں قصیدے کہتے، جس کے عوض انہیں انعام واکرام سے نواز اجاتا تھاچونکہ اردوادب میں یہ صنف فارسی شاعری سے آئی ہے اور اہل ایران شعراءاپنے قصائد میں صرف مدحِ بادشاہاں کوہی منظوم کرتے تھے سوبرصغیر کے شعراءنے اسی روش کی تقلید کی اور اس کے ساتھ ایک نیا باب اردوشعراءکے لئے یہ کھلاکہ صوفیاکرام کی آمد ہندوستان سے مذہبی شعور بھی عام ہوا، اسلام کی صدائے بازگشت نے علمی، ادبی اور سماجی حوالے سے یہاں کی فضاء کو از حد متاثر کیا تھا، سوشعراءاپنے قصائد میں جہاں بادشاہوں کی مدح کرتے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنااور حضورؐ سید الانبیاء کی نعت بھی منظوم کرنے لگے جس سے یہ ہواکہ نعتیہ قصائد بھی تخلیق ہونے لگے، سلطان محمد قلی قطب پہلا شاعر تھا جس نے عید میلادالنبیؐ کے عنوان سے قصیدہ لکھا(۱۰۷)اور نعتیہ قصیدہ گوشعراءمیں اول رہا۔

مرثیہ میں نعت

قصیدے کی طرح مرثیہ بھی عربی ادب کی نہایت اہم اور مقبول صنف ہے جو عربی سے اردو میں وارد ہوئی قصیدہ اور مرثیہ میں فرق صرف زندہ ومردہ، زندگی اور موت کا ہے کہ قصیدہ کسی زندہ شخصیت کے کمالات و اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے منظوم خراجِ تحسین پیش کیاجاتا ہے جبکہ مرثیہ میں کسی مر جانے والی شخصیت کے اوصاف وکمالات کاذکر کر کے اسے منظوم خراجِ تحسین پیش کیاجاتاہے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے اس فرق کویوں بیان کیاہے "زندوں کی تعریف کو قصیدہ بولتے ہیں اور مردوں میں کی تعریف کو جس میں تاسف اور افسوس بھی شامل ہوتاہے مرثیہ کہتے ہیں"۔(۱۰۸)

مرثیہ عربی زبان کے لفظ رثایارثی سے مشتق ہے اس کے لغوی معانی درد ورحم، اوصاف مردہ، میت کی صفت ماتم، سیاپارونا اور پیٹنا کے ہیں جبکہ اصطلاحاًاس سے مراد "ایسی نظم ہے جس میں شاعر کسی شخص کے دنیاسے اٹھ جانے پر اپنے جذبات غم کا اظہار کرتاہے اور مرحوم کی خوبیوں کو بیان کر کے اسے خراجِ تحسین پیش کرتا ہے"۔(۱۰۹)

مرثیہ تزکیہ غم کرنے والی صنف ہے اور یہ صرف موت سے مشروط ہے۔اہل عرب دورِ جاہلیت سے اپنے پیاروں کے بچھڑ جانے یامر جانے پر مرثیہ گوئی کرتے تھے۔ عبدالحمید ندوی ابن رشیق کے حوالے سے تاریخ عربی ادب میں لکھتے ہیں:۔

> " جاہلی زمانہ میں جب کوئی کسی کے مرنے پر مرثیہ کہتا تھاتوبڑے بڑے اولوالعزم بادشاہوں کی موت، بڑے بڑے ملکوں کی تباہی، عظیم الشان قوموں کی فنا کی مثالیں دیتااور ان کے مقابلے میں

پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والے تنو مند پہاڑی بکروں اور جھاڑیوں میں چھپے رہنے والے شیروں اور چٹیل میدانوں میں پھرنے والے زبروں، گدھوں، عقابوں اور سانپوں کی قوت و درازیِ عمر کی طرف توجہ دلاتا، مطلب یہ تھا کہ بڑے اور شریف لوگوں کی عمریں تھوڑی ہوئی ہیں اور جنگلی جانور، چرند، پرند بہت دنوں تک بے کار پھرتے ہیں گویا موت بڑائی کی نشانی ہے اور طول عمر بے مصرف ذات کی زندگی"۔(۱۱۰)

نعت کے بعد مرثیہ دوسری بڑی صنف ادب تھی جس کا تعلق کسی زمانے میں براہ راست حضورؐ نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ سے تھا، حضورؐ کی وفات ہوئی تو بہت سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاکؐ کے ہجر میں مرثیے کہے جو کافی عرصہ جاری رہے لیکن تاریخ اسلام میں نیا موڑ تب آیا جب واقعہ کربلا کا سانحہ ہوا اور حضرت محمدؐ کے نواسے حضرت امام حسینؑ کو مع اہل خاندان ورفقا سرزمین کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا گیا یہ سانحہ عربی ادب کے علاوہ عجم کے لئے بھی ایسا روح فرسا سانحہ یا حادثہ تھا کہ آج تک امت محمدیہؐ اس سوگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔خونِ حسینؑ نے جہاں شجرِ اسلام کی آبیاری کی وہاں عرب و عجم کے ادبی سرمائے میں بھی رنگ بھرا اور تاقیامت یزیدیت مردہ باد اور حسینیت زندہ باد کی داستانیں رقم کی جاتی رہیں گی۔واقعہ کربلا کو عرب و عجم کے شعراء نے شاعری میں منظوم کرکے گویا ظلم یزیدیت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، آج دنیا بھر میں جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں، ماہ محرم میں جہاں وہ اس ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ وہ وہاں حضرت امام حسین کی قربانی کو بھی سراہتے اور انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

فارسی ادب میں پہلا مرثیہ ایرانی بادشاہ طہماسب نے محتشم کاشی سے لکھوایا۔(۱۱۱) بعد میں جب یہ روایت ہندوستان میں پہنچی تو یہاں دکن وغیرہ کے علاقوں کے بادشاہ اور سلطان جو سب شیعہ تھے سو انہوں نے خود بھی مرثیہ کہا اور دیکھا دیکھی دیگر شعراء نے بھی اس جانب قدم بڑھایا، عادل شاہی دور کے سلاطین اور بادشاہ اس حوالے سے قابل ذکر ہیں۔جو ان سچے واقعات کو مرثیہ میں منظوم کرکے خود بھی روتے اور عوام کو بھی رلاتے۔سو اس تناظر میں مرثیہ صرف حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے ساتھ مخصوص ہو گیا البتہ میر زادبیر اور میر انیس نے اس صنف میں خوب نام کمایا، مرثیہ کے اجزائے ترکیبی میں چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت

غزل عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی اون کاتنا، عورتوں سے باتیں کرنا، عورتوں کی خوبصورتی اور جمال کی تعریف کرنا، ان سے عشق بازی کرنا، ہرن کا بچہ کے ہیں۔(۱۱۲) جبکہ اصطلاحاً اس سے مراد ایسی شاعری ہے جس میں شاعر اپنے محبوب کے سامنے اپنے عشقیہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دردو غم اور اپنی ہجر و فراق کی حالت کا تذکرہ کرتا ہے، بہ قول ابو الاعجاز حفیظ صدیقی:۔

> "غزل بنیادی طور پر عشقیہ شاعری ہے لیکن رودکی سے لے کر ناصر کاظمی تک ایک ہزار سال کے طویل عرصے میں غزل میں مضامین کے اعتبار سے اس قدر وسعت پیدا ہو چکی ہے کہ آج عشق و محبت، فکر و فلسفہ، دین و اخلاق، عرفان و تصوف، سیاست اور معیشت، نفسیاتی اور سماجی مسائل ،کائنات کی وسعتیں اور بطن کی گہرائیاں، غرض یہ کہ حیات و کائنات کا ہر پہلو غزل گو شعراء کی دسترس میں ہے"۔(۱۱۳)

غزل نے بنیادی طور پر قصیدے کی تشبیب سے جنم لیا یعنی تشبیب کو قصیدے سے الگ کر کے غزل کی صنف و ہیئت بنادی گئی۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے غزل کو ٹیڑھی پسلی کہا اور اس کی منتشر خیالی اور عدم مرکزیت کی طرف اشارہ کرکے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ موضوعاتی اعتبار سے غزل دیگر اصنافِ سخن سے انتہائی مختلف صنف ہے اس کا ہر شعر ایک الگ موضوع کا حامل ہوتا ہے گویا غزل ایسا کوچہ یا گلی ہے جس کے ایک مکان والا دوسرے مکان والے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا سب آزاد اور انفرادیت پسند ہیں۔(۱۱۴)

غزل کی ہیئت انتہائی سادہ ہے یہ مخصوص بحر میں کہی جاتی ہے اس کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ وردیف کی پابندی لازمی ہے۔ آخری شعر جس میں تخلص ہو اسے مقطع کہتے ہیں۔

نعتیہ غزل

نعتیہ غزل سے مراد ایسی نعتیہ شاعری ہے جو غزل کی ہیئت میں کی گئی ہو چونکہ غزل کی ہیئت عہدِ قدیم سے لے کر آج تک تمام ادبی اصناف کی نسبت زیادہ مقبول و معروف رہی ہے، عام غزل اور نعتیہ غزل میں بنیادی فرق عشق مجازی اور عشق حقیقی کا ہے، عام غزل میں تو شاعر اپنے دنیاوی محبوب جو فرضی بھی ہو سکتا ہے کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے وہاں اس کے ظلم و ستم کی شکایت و شکوہ بھی کرتا ہے، کبھی اسے بے وفائی کے طعنے اور سچے عاشق کو نظر انداز کر کے رقیبوں سے میل جول رکھنے پر برا بھلا بھی کہتا ہے لیکن نعتیہ غزل میں ایسا کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نعتیہ غزل میں کوئی عام دنیاوی محبوب نہیں بلکہ وہ ذاتِ بابرکات ہے جس پر

ربِ کائنات نے خود درود و سلام کے نذرانے بھیجے اور نہ صرف خود بلکہ ملائک اور ایمان والوں کو بھی اس کی تاکید کی، اور ان کی خاطر ہی زمین و فلک کی بناڈالی اس شخصیت کو حضرت محمدؐ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ نعت خواہ کسی بھی ہیئت میں ہو انتہائی نازک صنفِ سخن ہے، ایک نعت گو شاعر کو نعت گوئی کے دوران آدابِ رسالت اور مقامِ رسالت کو از حد پیشِ نظر رکھ کر احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ جدید دور تک آتے آتے نعت مختلف ہیئتوں کو اپنے حصار میں لے چکی ہے۔ نعت گو شعراء نے ہر ہیئت میں نعت کہی ہے لیکن جو ہیئت سب سے زیادہ مقبول ہوئی وہ غزل کی ہیئت ہے۔

نعتیہ غزل کی مقبولیت کے اسباب بیان کرتے ہوئے عاصی کرنالی کا کہنا ہے:۔

"اس کثرت کے کئی اسباب ہیں۔ ایک تو مشاعروں میں سامعین کا ذوق مائل بہ غزل ہی ہوتا ہے ۔ دیکھ لیجیے نظم گوئی کے مشاعرے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جب بھی کوئی شعری محفل آراستہ ہوتی ہے اس میں غزلیں ہی پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ سامعین کے اس ذوق میں وہ غنائیت اور موزونی بحور رچی بسی ہے۔ جس کی تربیت ان کی شعری مجالس میں پرانے ادوار سے ہو رہی ہے ۔ اسی لئے سامعین نعت بھی ہیئت غزل ہی میں سننا چاہتے ہیں۔ نظم اور خصوصاً نظم جدید کی اقسام میں انہیں بحور کا مکمل سانچہ اور اوزان کی مکمل غنائی صورت دستیاب نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ غزلیہ ہیئت کی نعت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ غزل کی دوسری صفت اس میں خیالات و مضامین کا تنوع ہے۔ نو اشعار میں نو ہی نئے مضامین وہ سنتے ہیں جبکہ نظم ایک ہی عنوان اور ایک ہی سلسلہ خیال سے مربوط ہوتی ہے، نظم کی یہ یکسانی خیال ان کی دلچسپی کو برقرار نہیں رہنے دیتی، غزل کی تیسری صفت اس میں زبان و بیان کی لطافت، علائم و رموز کا بیان، تشبیہات و استعارات کا تلازمہ ہوتا ہے جو شعریت کو بھرپور کرنے اور دلکش و دل نشین بنانے میں اہم ساز و سامان ہیں۔ چنانچہ مترنم بحور کا استعمال، خوبصورت ردیف و قوافی کا انتخاب و استعمال، زبان و بیان کی ندرت و لطافت اور ایک ہی غزل میں کئی جذبوں، خیالات اور مضامین کے نو بہ نو جلوؤں سے فیض یابی اور حضورؐ اکرمؐ کی حیات مبارکہ اور سیرت مقدسہ کی بکثرت جلوہ آرائیوں نے نعت میں غزلیہ ہیئت کو بہت رواج دیا پھر غزلیہ نعت کہنے والا شاعر اگر کوئی ایک مضمون باندھنا چاہے تو اس نے غزل مسلسل کی گنجائش بھی پیدا کر رکھی ہے"۔(۱۱۵)

ماضی میں دیکھا جائے تو محمد قلی قطب شاہ نے نعتیہ غزل پہلے کہی تھی پھر اس کے بعد سراج الدین اورنگ آبادی، انشا، غالب و مومن، لطف و ظفر، عبد الکافی، و داغ و دہلوی، امیر مینائی، اور محسن کاکوروی وغیرہ شامل ہیں۔(۱۱۶)

مثلث کی ہیئت میں نعت

"مثلث اس نظم کو کہتے ہیں جو تین تین مصرعوں کے بندوں کی شکل میں لکھی جائے۔پہلے بند کے تینوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں، بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے دو مصرعے الگ قافیہ رکھتے ہیں یعنی صرف آپس میں متحد القوافی ہوتے ہیں اور تیسرا مصرع بند اول کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے"۔(۱۱۷)

مثلث کی طرح ثلاثی کی ہئیت بھی ہے۔ ثلاثی کے بھی تین مصرعے ہوتے ہیں لیکن مثلث اور ثلاثی میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ مثلث طویل نظم بھی ہو سکتی ہے اس کے مختلف بند ہوتے ہیں رباعی کی طرح شاعر کو اپنا خیال مکمل بیان کرنا ہوتا ہے۔ ثلاثی کو تثلیث بھی کہا جاتا ہے۔

کہ اردو نعت میں پہلا نعتیہ مثلث حضرت سید محمد حسین بندہ نواز گیسو دراز نے کہا تھا، جس کو نصیر الدین ہاشمی نے دکن میں اردو(۱۱۸)اور شفیق بریلوی نے ارمغانِ نعت(۱۱۹) میں پیش کیا ہے۔

مربع کی ہیئت میں نعت

مربع ایک ایسی نظم ہے جس کے ہر بند میں چار مصرعے یعنی دو دو شعر ہوتے ہیں اردو نعتیہ شاعری میں مربع کی ہیئت میں جو اولین نعتیہ مربع ملتا ہے اس کا ذکر حافظ محمد شیرانی نے پنجاب میں اردو میں کیا،(۱۲۰)جو بارہویں صدی ہجری کے نصف دوم کے شاعر محمد نامی کا ہے۔ڈاکٹر افضال انور نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔(۱۲۱)

مربع کی ہیئت میں سلام بھی لکھے گئے ہیں، معاصر شاعر صاحبزادہ تابش کمال کا ایک سلام ملاحظہ ہو جس کے نو بند ہیں اور یہ نعتیہ مربع ترجیع بند میں ہے:

ذاتِ شاہِ امم ﷺ پر درود و سلام
شانِ لطف و کرم ﷺ پر درود و سلام
وہ جو ہیں طور دیں، جو ہیں نور مبیں
حشر تک جن کا کوئی بھی ثانی نہیں
سرورِ محترم پر درود و سلام (۱۲۲)

ذاتِ شاہِ امم ؐ پر درود و سلام

مخمس کی ہیئت میں نعت

تم شہ دنیا و دیں یا محمد مصطفیٰ ؐ سرگروہ مسلمیں ہو یا محمد مصطفیٰ ؐ
حاکمِ دین متین ہو یا محمد مصطفیٰ ؐ قبلہِ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفیٰ ؐ
رحمۃ للعالمین ؐ ہو یا محمد مصطفیٰ ؐ

عرش و کرسی کو قدم اپنے سے نور و ضیاء آسماں تم نے سب معراج کو روشن کیا
جس جگہ و ہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا رنگ و بُو گلشن کی جنت کے بڑھائی برملا
واں کے تم مسند نشیں یا محمد مصطفیٰ ، (۱۲۳)

یہ نعت مخمس کی ہیئت میں ہے جس کے خالق نظیر اکبر آبادی ہیں ان کی کلیات میں یہ نعتیہ مخمس نظیر بارِ گاہِ رسالت ؐ کے نام سے موجود ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مخمس کیا ہے؟ مخمس ایسی نظم کو کہتے ہیں جو پانچ مصرعوں پہ مشتمل ہو اس کے کئی بند ہوتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں۔ اردو میں جس طرح حضرت خواجہ محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کو بعض محققین نے پہلا اردو نعت گو شاعر مانا ہے حالانکہ اس رائے سے اختلاف بھی کیا گیا لیکن اردو نعتیہ مخمس کی ہیئت کا پہلا نمونہ بھی انہیں کے ہاں ملتا ہے۔ اس حوالے سے انہیں یہ اولیت حاصل ہے۔

ان کے علاوہ جن نعت گو شعراء حضرات نے جزوی یا کلی طور پر نعتیہ مخمس کہے ان میں شاہ وجہیہ الحق ابدالی، ولی، انشاء اللہ خان ، مفتی غلام سرور لاہوری، ارمان اکبر آبادی، اکبر الٰہ آبادی، علی احسن مارہروی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا ظفر علی خان، نعیم الدین مراد آبادی، انجم وزیر آبادی، بدر ساگری، حافظ محمد افضل فقیر، انور فیروز پوری، جعفر بلوچ خضر برنی، ساغر صدیقی، صوفی محمد مسعود احمد، اثر لدھیانوی، گوہر ملسیانی، قمر اجنالوی، عبد الکریم ثمر، طفیل ہوشیار پوری، بیکل اتساہی، صدر الدین صدر، رشید وارثی، عابد نظامی، پیر سید نصیر الدین شاد قادری، اختر الحامدی، تنویر پھول وغیرہ شامل ہیں۔

مسدس کی ہیئت میں نعت

مسدس بھی مخمس کی طرح ایک ایسی نظم ہے جو کئی بندوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کے ہر بند کے چھ مصرعے ہوتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے شکوہ وجواب شکوہ اسی ہیئت میں کہاہے جس میں کئی بند نعتیہ ہیں۔
اردو شاعری کی تاریخ میں جن قدیم و جدید شعراء نے نعتیہ مسدس کہے ان میں لطف النساء امتیاز، میر تقی میر، نظیر اکبر آلہ آبادی، الطاف حسین حالی، فقیر محمد امین الدین، میر انیس، مفتی غلام سرور لاہوری، امیر مینائی ، ممتاز گنگوہی، حسن رضا حسن سید، منیر سندیلوی، علامہ اقبال، سید محمد مرتضیٰ حسن، بیان و یزدانی، دلِ محمد خواجہ، سید محمد مرغوب اختر الحامدی، فدا خالدی، جوش ملیح آبادی، نسیم امروہوی، شاد عظیم آبادی، احسان دانش، محشر بدایونی، بیکل اتساہی، خضر برنی، گوہر ملسیانی، انور جمال، مسعود رضا خاکی، طفیل ہوشیار پوری، صائم چشتی، مظفر حسین سید، رشید وارثی شامل ہیں۔

مسبع کی ہیئت میں نعت

"مسبع اس نظم کو کہتے ہیں جو سات سات مصرعوں کے بندوں کی شکل میں لکھی جائے، پہلے بند کے ساتوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے چھ مصرعے الگ قافیہ رکھتے ہیں یعنی آپس میں متحد القوافی ہوتے ہیں اور ساتواں مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے"۔(۱۲۴)
یہ نظم اردو شاعری میں بہت کم برتی گئی ہے چنانچہ اس کی مثالیں بھی شاذ شاذ ہی ملتی ہیں اردو نعت میں تو یہ ہیئت اور بھی زیادہ مشکل سے ملتی ہے۔ چند شعراء نے اسے نعت گوئی کے لئے اپنایاہے، جن میں حفیظ تائب، وحیدہ نسیم، طفیل ہوشیارپوری شامل ہیں۔

مثمن کی ہیئت میں نعت

مثمن کی آٹھ مصرعوں والی نظم کہلاتی ہے یعنی اس نظم کے ہر بند کے آٹھ مصرعے ہوتے ہیں اس نظم کی تعریف اور اس کی ہیئت پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں "آٹھ مصرعوں پر مشتمل ایسا بند جس میں پہلے بند کے تمام مصرعے ہم قافیہ جبکہ بقیہ بندوں کے پہلے سات مصرعوں کے قوافی تبدیل ہوسکتے ہیں لیکن آٹھواں مصرع پہلے بند کے قوافی کی مناسبت سے ہو گا"۔(۱۲۵)
یہ ہیئت بھی مسبع کی طرح اردو شاعری میں بہت کم استعمال ہوتی ہے اردو نعت کی تاریخ میں ہمیں جو چند نام ملتے ہیں ان میں ع۔ س۔ مسلم، وحیدہ نسیم، الطاف احسانی، صہبا اختر اور رہبر چشتی ملتے ہیں۔

متسع کی ہیئت میں نعت

متسع عربی زبان کے لفظ تسعہ سے مشتق ہے۔ جس کے معانی نو کے ہیں یعنی یہ عربی گنتی کا لفظ ہے لیکن ادبی تناظر میں متسع سے مراد وہ نظم ہے جس میں نظم کے ہر بند میں نو مصرعے شامل ہوں۔ اس کی ہیئت یہ ہے کہ پہلے بند کے نو کے نو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں، بعد میں آنے والے بندوں کے ابتدائی آٹھ مصرعے کسی اور قافیہ میں ہوتے ہیں جبکہ نواں مصرع پابندِ بند اولیٰ کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ اردو کی عامیانہ شاعری اور نعتیہ شاعری میں اس ہیئت کا استعمال بہت کم ہی ملتا ہے اس کی ایک مثال عبد العزیز خالد کے نعتیہ کلام سے ملاحظہ ہو۔

ہے ندائے ارض و سما یہی　　　ہے صدائے اہلِ صفا یہی
ہے بہائے ذوق نوا یہی　　　ہے وفا عہدِ وفا یہی
ہے اوائے قرب و رضا الٰہی　　　ہے ولائے سیدنا یہی
دل مبتلا کی دوا یہی　　　بخدا ہے حکمِ خدا یہی
صلو و علیہ و الہ　　　(۱۲۶)

انجم رومانی، ڈاکٹر قمر الدین احمد قمر، رشید وارثی نے کچھ نعتیں متسع ہیئت میں کہی ہیں۔

معشر کی ہیئت میں نعت

معشر عربی زبان کے لفظ عشر سے ہے جس کے معانی دس کے ہیں، معشر سے مراد ایسی نظم ہے جس ہر بند کے دس مصرعے ہوتے ہیں، اردو نعت میں اس ہیئت کا تجربہ بہت کم ہے، اس کی ایک مثال بہ طور نمونہ نشان زد ہے:

میرا پیام لے کے چل　　　حسنِ کلام لے کے چل
سن اے ہوائے شوق سن　　　میرا سلام لے کے چل
جن سے ہے حسن زندگی　　　ان کا ہی نام لے کے چل
ان ہی کے ذکر پاک سے　　　لطف دوام لے کے چل
اسم حضورؐ پاکؐ ہے، بزم یقیں کی صدا
صل علی نبینا، صلی علیٰ محمد　　　(۱۲۷)

اردو نعت میں جن شعراء نے معشر کی ہیئت میں نعت گوئی کی ان میں سید محمد مرتضیٰ حسن، وحیدہ نسیم، راز کاشمیری، بیکل اتساہی، راغب مراد آبادی، محمد اکرم رضا، اور سید علی اکبر سرفہرست ہیں۔

ترکیب بند کی ہیئت میں نعت

"ترکیب بند میں اشعار غزل کی مانند قافیہ اور ردیف کے حامل ہوتے ہیں مگر پانچ تا گیارہ اشعار کے بعد ایک ایسا شعر لایا جاتا ہے جو اسی بحر میں ہوتا ہے مگر قافیہ ردیف تبدیل ہو جاتی ہے۔ ترکیب بند میں ایک سے زیادہ بند بھی ہو سکتے ہیں"۔(۱۲۸)

یہ بھی ایک ایسی نظم ہے جو کئی بندوں پر مشتمل ہوتی ہے لیکن اس میں ہر بند کے آخری شعر کا ردیف و قافیہ (دونوں مصرعوں) کا پہلے بند والے آخری شعر یعنی دونوں مصرعوں سے الگ ہوتا ہے۔ علامہ اقبال کی ایک نعت ترکیب بند کی ہیئت میں پیش کی جارہی ہے۔

لوح بھی تو، قلم تو، تیرا وجود الکتاب — گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ — ذرہِ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود! — فقرِ جنید و بایز، تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے — عقل، غیاب و جستجو! عشق حضورؔ و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوہِ بے حجاب سے (۱۲۹)

مفتی غلام سرور لاہوری سیماب اکبر آبادی خضر برنی، رشید وارثی ماہر القادری، مظفر وارثی، گوہر ملسیانی، عبدالکریم ثمر یہ ایسے نعت گو شعراء ہیں جنہوں نے ترکیب بند ہیئت کے نعتیہ تجربات کئے ہیں۔

ترجیع بند کی ہیئت میں نعت

ترکیب بند اور ترجیع بند کی ہیئت میں کوئی زیادہ فرق نہیں صرف ٹیپ کے شعر کا ہے۔ ترکیب بند میں ہر بند کے آخری شعر کے مصرعے نئے قافیہ کے ساتھ لائے جاتے ہیں جبکہ ترجیع بند میں ہر بند کا آخری شعر ہی بار بار بغیر کسی ردوبدل کے لایا جاتا ہے۔

رباعی کی ہیئت میں نعت

" رباعی صرف چار مصرعوں (پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع مقفیٰ) پر مشتمل ہوتی ہے اور صرف بحرِ ہزج مثمن (احزب و اخرم) ہی میں کہی جا سکتی ہے ۔چار مصرعوں کی مناسبت سے مختلف اوقات میں اسے دوبیتی ، جفتی، چہار مصراعی، چوپائی، چومصرع، چوبولا اور ترانہ بھی کہا جاتا رہا ہے"۔(۱۳۰)

جس رباعی کے پہلے دو مصرعے اور چوتھا مصرع مقفیٰ ہو اور تیسرا مقفیٰ نہ ہو اسے خصی کہتے ہیں جبکہ چاروں مصرعے مقفیٰ ہونے پر وہ رباعی غیر خصی کہلاتی ہے، رباعی کا چوتھا مصرع پہلے تینوں مصرعوں کی نسبت زیادہ جاندار اور فیصلہ کن ہوتا ہے، اس چوتھے مصرعے میں ہی شاعر کا مافی الضمیر پنہاں ہوتا ہے۔

اردو کی عام شاعری میں بھی رباعی کی ہیئت میں کافی شعراء کا کلام ملتا ہے، قریباً ہر بڑے شاعر نے رباعی پر مشقِ سخن ضرور کی ہے ،بنیادی طور پر یہ فارسی ادب کی صنف ہے ۔فارسی میں ابو سعید ابی الخیر، فرید الدین عطار، مولانا روم، عمر خیام، سحابی استر آبادی اور سرمد وغیرہ کی رباعیات معروف ہیں جبکہ اردو میں میر درد، سودا، حسرت، غمگین، انیس، دبیر، حالی، اکبر، پیارے صاحب رشید، شاد عظیم آبادی اور جوش ملیح آبادی وغیرہ کے نام معروف ہیں اور ان شعراء نے رباعی میں جن موضوعات کو برتا ان میں عشق و محبت ، اخلاق و تصوف، دین و دانش، حمد و نعت، پند و نصائح وغیرہ ملتے ہیں۔(۱۳۱)

جہاں تک نعتیہ رباعی کا تعلق ہے تو اس حوالے سے بھی دیگر ہیئتوں کی طرح خواجہ بندہ نواز گسو دراز اور سلطان محمد قلی قطب کے نام سرِفہرست ہیں جن کے ہاں نعتیہ رباعیات کے نقوش ملتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے جن شعراء نے نعتیہ رباعی کہی ہے ان میں نصرتی، ولی دکنی، مولانا باقر آگاہِ ویلوری، میر تقی میر، مصحفی، مومن، دبیر، میر انیس، لطف بریلوی، امجد حیدر آبادی، کرامت علی شہیدی، محسن کاکوروی، احمد رضا بریلوی، امیر مینائی، خالد عبد العزیز خالد، حافظ لدھیانوی، یزدانی جالندھری، اختر شیرازی، راغب مراد آبادی، رشید وارثی، محمد عاشق، شاعر لکھنو اور صہبا اختر شامل ہیں۔

قطعہ کی ہیئت میں نعت

قطعہ کے لفظی معانی ٹکڑا کے ہیں، بنیادی طور پر یہ قصیدہ اور غزل کا ایک ٹکڑا ہے اور یہی اس کے لغوی معانی بھی قرار پائے (۱۳۲)، یہ اپنی کوئی خاص ہیئت اور موضوع نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے اشعار کی کوئی تعداد مقرر ہے، شمیم احمد قطعہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:۔

"موضوعاتی سطح پر ہم قطعہ کو صنفِ سخن نہیں کہہ سکتے۔اس کی ہیئت بھی کوئی بہت زیادہ منفرد نوعیت نہیں رکھتی۔اس کی ہیئت غزل کی ہیئت کی طرح ہے۔اس فرق کے ساتھ کہ غزل کی ہیئت کے مانند اس میں مطلع نہیں ہوتا۔تمام اشعار غزل کی طرح ہوتے ہیں اس میں قافیائی نظام کا تعین پہلے شعر کے مصرعِ ثانی سے ہوتا ہے یعنی آگے آنے والے سارے اشعار کے ثانی مصرعے پہلے کے مصرعِ ثانی کے ہم قافیہ ہوتے ہیں"۔(۱۳۳)

نزولِ وحی الٰہی ہے بات بات ان کی　　　بیاں کیسے ہوں الفاظ میں صفات ان کی
زمیں سے تابفلک ساری کائنات ان کی　　　انہی کے دم سے منور ہے بزمِ کون و مکاں (۱۳۴)

دوہا میں نعت

دوہا غزل کے پہلے شعر یعنی مطلع کی طرح دو مصرعوں پر مشتمل ایسی صنف ادب ہے جسے بیک وقت دوہڑا، دوہک، ددہ، دویپ تھک، دوہرا، اور اشلوک کے نام سے پکارا گیا۔(۱۳۵)، صاحبِ تنقیدی اصطلاحات نے اس کی جامع تعریف یوں کی ہے "غزل کے مطلع کی مانند دوہا بھی صرف دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے اور شاعر کو ان ہی دو مصرعوں میں مفہوم ادا کرنا ہوتا ہے، اس لئے دوہا اپنے وجود میں مکمل اور بلحاظ معنی خود مختار ہوتا ہے"۔(۱۳۶) اردو دوہا میں جن ابتدائی اردو شعراء کے ہاں نعتیہ عناصر ملتے ہیں ان میں شاہ امین، شاہ میراں جی شمس العشاق، شیخ بہاؤ الدین باجن، ملک محمد جائسی، خوب محمد چشتی اور مشتاق چغتائی وغیرہ ملتے ہیں جبکہ معاصر شعراء میں تنویر پھول، سہیل غازی پوری، محمد منصور آفاق، ظہیر آتش، فراغ روہوی، بیکل اتساہی، ریاض اختر ادیبی، نذیر فتح پوری، خمیر یوسف، اظہار وارثی وغیرہ شامل ہیں۔

نعتیہ گیت

گیت بھی بنیادی طور پر لوک ادب کا ایک حصہ ہے۔یہ بر صغیر میں ایک مشہور ہندی ادب کی صنف ہے، اس میں ادبی گیتوں کے علاوہ بھجن وغیرہ بھی لکھے گئے ہیں جو ہندو اپنی عبادت گاہوں یعنی مندروں میں پڑھتے تھے، اس کا تعلق گانے سے ہے یعنی اس میں موسیقی ہوتی ہے اور ایسی موسیقی جو آواز اور ساز کے ساتھ گائی جا سکے، جب نبی کریمؐ نے ہجرت فرمائی تو مدینہ میں حضورؐ کا استقبال کرتے ہوئے بنو نجار کی جن بچیوں نے طلع البدر علینا کا ترانہ گایا تھا اسے بھی گیت کہا جاتا ہے۔جو دف بجا کر گایا گیا تھا۔(۱۳۷)

گیت کے لئے کوئی بحر، کوئی ہیئت کوئی ترتیب ردیف و قافیہ کی پابندی نہیں رکھی گئی، اس میں اشعار اور مصرعوں کی کمی بیشی سب شاعر کی مرضی پر ہے، مصرعے چھوٹے بڑے ہوں کوئی مضائقہ نہیں، بس ایک ہی

شرط ہے کہ وہ گیت موسیقی کی شرط کو پورا کرے۔اس کا آغاز عادل شاہی اور ابراہیم عادل کے دور میں بتایا جاتاہے،جب موسیقی کو بھی ادب میں شامل کیا گیا تو تب گیت نے بھی جنم لیا اس وقت اس میں صوفیانہ موضوعات برتے گئے تھے،جن میں شیخ باجن محمود دریائیؒ، گام دھنی اور امین الدین امین کے نام سر فہرست ہیں۔(۱۳۸)

جب شعراءنے گیت میں نعت مصطفیٰﷺ کہنا شروع کی تو گیت کے فکری دامن میں وسعت پیدا ہوئی پھر نعتیہ گیت بھی تخلیق ہونے لگے۔

نعتیہ گیت کی مثال ذیل ہے:

انجم وزیر

پیت میں کالی کملی والے، حالت ہے یہ برہن کی	رین اندھیری ویاکل من ہے نیند سدھاری بین کی
تیری دیا سے دین دیالو ملتی ہو گی یا پن کی	اپنے پاپ کی کالی ریکھا چھب دھارے ہے ناگن کی
لوبھ نہیں ہے من کو دھن کو آس نہیں ہے جیون کی	روپ پہ تیرے تن من واروں، پیاسی ہوں میں درشن کی
من کا حال نہ پوچھ سکھی ری، جل بن جیسے مچھلی ہو	نین سے اب تو لاگی جھڑی ہے سانج سویرے ساون کی (۱۳۹)

نعتیہ ٹھمری

ٹھمری یہ ایک قسم کا ایسا چھوٹا گیت ہے۔(۱۴۰) جو دو بول پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں عورت کی طرف سے اظہارِ عشق کیا جاتا ہے یعنی اس بول میں ہمیں نسائی لہجہ ملتا ہے، چاہے شاعر مرد ہی کیوں نہ ہو۔ایک نعتیہ ٹھمری ذیل ہے:

تہارو نام محمد مصطفیؐ من پیارو لاگو جی یثرب کو چھیلا سانورو من پیارو لاگو جی

چھب چنچل جھومت چالنا من پیارو گولا جی

حوریں سب مل منگل گاویں احمد کے دربار والنجم کا سہرا سبحان کا مکھنا گلے درود کا ہار

کیسو رنگ رچو ہے صلی علیٰ من پیارو لاگو جی(۱۴۱)

ترائیلے کی ہئیت میں نعت

ترائیلے یہ مغربی ادب کی ایک قدیم اور متروکہ صنف ہے اس کا زمانہ وجود تیرھویں صدی بتائی جاتی ہے۔فرانسیسی شاعر نے اڈنس لے رائے اور انگریزی میں پیٹرک کیرے کا نام ان شعراء میں شامل ہیں

جنہوں نے اس نظم کے ابتدائی تجربے کئے ، یہ مختصر نظم آٹھ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے، اس کے مصرعوں میں قافیے ذیل ترتیب سے لائے جاتے ہیں:

ا۔ب۔ا۔ا۔ا۔ب۔ا۔ب

نعتیہ شاعری میں اس کے کوئی خاص نمونے نہیں ملتے۔

کینٹو

ترائیلے کی طرح یہ صنف بھی مغرب سے آئی ہے، یہ طویل نظم ہوتی ہے لیکن اس کی انفرادیت ہیئتی اعتبار سے یہ ہے کہ اس کا ہر بند الگ ہیئتی شناخت کا حامل ہوتا ہے۔ اس ہیئت یعنی کینٹو میں سید قمر ہاشمی، عبد العزیز راجہ، ابو المجاھد زاہد کا نام ملتا ہے۔

ہائیکو کی ہیئت میں نعت

ہائیکو بنیادی طور پر تین مصرعوں پر مشتمل مختصر نظم ہے، اس کے تینوں مصرعوں کے لئے بعض اہلِ فن نے یہ پابندی عائد کی کہ مساوی الوزن ہوں لیکن ادب میں اس کی مخالفت بھی ملتی ہے کیونکہ اردو شاعری میں ثلاثی کی ہیئت پر مشتمل نظم بھی موجود ہے جس کے تینوں مصرعے ایک جیسے وزن میں ہوتے ہیں، اس لئے ہائیکو کی مخالفت کی گئی دراصل ہائیکو جاپانی شاعری کی صنف ہے۔

ہائیکو میں مناظر فطرت کو موضوع سخن بنایا جاتا ہے لیکن اسے اردو شعراء نے نعتیہ موضوعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ چند نعتیہ ہائیکو جو علیم صبا نویدی نے اپنی تصنیف میں شامل کئے ہیں۔ ایک مثال ذیل ہے

نور احمدؐ ہے ظاہر باطن سانسوں میں

شانِ محمدؐ ہے سانسوں کی ڈوری

نور آور رشتوں کے بھید انؐ کے ہاتھوں میں (۱۴۲)

تنویر پھول کے اپنے نعتیہ مجموعے قندیل حرم میں اٹھارہ نعتیہ ہائیکو شامل کئے ہیں، شفیق الدین شارق نے اپنے نعتیہ مجموعے نزول میں بیالیس نعتیہ ہائیکو شامل کئے ہیں۔

ماہیا کی ہیئت میں نعت

ماہیا بھی ایک پنجابی اور ہندی ادب کی قدیم لوک گیت صنف ہے۔ ماہیا کا لفظ ماہی سے مشتق بتایا جاتا ہے جس کے معانی محبوب کے ہیں، ابتدا میں ماہیا صرف ڈیڑھ سطروں پر مشتمل تھا جبکہ بعد میں ڈاکٹر طاہر سعید ہارون

نے ڈیڑھ مصرعوں کو تین مصرعوں میں بدل دیا۔(۱۴۳)اور اب تینوں مصرعے موضوع سے متعلق ہوتے ہیں۔ماہیا کے بارے میں ڈاکٹر سیلم اختر مزید معلومات بہم پہنچاتے ہوئے گویا ہیں:۔

"پنجابی زبان کی مقبول لوک صنف ماہیا اب اردو میں بھی مروج ہو چکی ہے۔ماں اور ماہیا(پنجابی محبوب)سے لفظی مناسبت کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ماہیا دراصل محبوب کے لئے ہے۔ہندی گیت اور دوہے کی مانند ماہیا میں بھی اظہار محبت عورت کی جانب سے ہوتا ہے۔ماہیا زرعی معاشرہ کا مظہر ہے،اسی لئے دوہے کی مانند ماہیا کا تخلیقی منظر نامہ بھی کھیت،کھلیان،ڈھور،ڈنگر،پنچھی پکھیرو،بادل بارش اور کچی مٹی سے تشکیل پاتا ہے اور ان پر مستزاد وہ دکھیا عورت جس کا ماہی کمانے کے لئے شہر سے باہر گیا ہو"۔(۱۴۴)

اردو میں نعتیہ ماہیوں کی چند مثالیں ذیل ہیں:۔

باغات مدینے کے
لگتے ہیں بھلے ہم کو
دن رات مدینے کے(۱۴۵)

طیبہ کی ہواؤں میں
اے کاش کبھی گھوموں
پُر نور فضاؤں میں(۱۴۶)

وائی میں نعت

"وائی سندھی ادب کی ایک ایسی صنف ہے جس میں مطلع کا دوسرا مصرع ہر شعر کے بعد دہرایا جاتا ہے"۔(۱۴۷)

ڈاکٹر افضال احمد انور نے تنویر پھول کی ایک نعت شامل کی ہے جو وائی کی صنف میں ہے:

بنایا ہے رب نے انہیں سب کا رہبر   وہی میرے آقاؐ،وہی میرے سرور
وہ مطلوب حق ہیں وہ محبوبؐ داور   وہی میرے آقاؐ،وہی میرے سرورؐ
انہیں کا ہے محشر میں ہم کو سہارا   شفاعت کریں گے وہی روز محشر
وہی میرے آقاؐ،وہی میرے سرورؐ(۱۴۸)

ترانہ کی ہیئت میں نعت

ترانہ ایک ایسی نظم ہے جس کے لئے کوئی شعری ہیئت، وزن وغیرہ متعین نہیں کئے گئے۔ یہ کسی خاص ملک، شہر یا کسی ادارے کی توصیف اور اس کی شان و شوکت میں کہی جاتی ہے، اس میں جو ضروری عنصر ہے وہ صرف ترنم ہے۔

اردو میں نعتیہ ترانہ کہنے والوں میں حافظ لدھیانوی، مظفر وارثی، ابو الامتیاز ع۔ س۔ مسلم، عزیز بگھیروی، بیکل اتساہی، کے نام ملتے ہیں۔

حافظ لدھیانوی کے نعتیہ شعری مجموعے صل علیٰ النبیؐ سے ایک مثال ملاحظہ ہو، جس میں مدینہ پاک کی تعریف و توصیف کی گئی ہے:

اس کی فضائیں عنبر فشاں ہیں　　　شادابیوں کا دلکش جہاں ہیں
وجہ سرور و آرامِ جاں ہیں　　　آرامِ جاں کی اس میں صورت
شہرِ نبیؐ ہے شہرِ لطافت
اللہ اکبر، اللہ اکبر

ختم الرسلؐ کا اس میں حرم ہے　　　تنویرِ ایماں، درمانِ غم ہے
فرقت میں جس کی ہر آنکھ نم ہے　　　ہر چشمِ نم کو جس کی ہے حسرت
شہرِ نبیؐ ہے شہرِ لطافت
اللہ اکبر، اللہ اکبر　　　(۱۴۹)

سانیٹ کی ہیئت میں نعت

سانیٹ، ہائیکو اور ترائیلے کی طرح ایک غیر ملکی صنفِ ادب ہے جو وارد اردو ادب ہوئی، یہ چودہ مصرعوں کی نظم ہے۔ اس کے بارے میں شمیم احمد نے جو وضاحت پیش کی ہے وہ اسے سمجھنے میں کافی معاون ہے:

"مغرب میں سانیٹ غنائی شاعری کی ایک ہیئت ہے، جس میں مصرعوں کی کل تعداد ۱۴ ہوتی ہے اس میں قافیوں کی ترتیب اور بحر ایک مخصوص نظام کی پابند ہے، سانیٹ کی بنیادی ہیئت یہ ہے کہ اس کے چودہ مصرعوں آٹھ، اور چھ۔ آٹھ، چار، دو۔ چار، چار، چار، دو، چار، چار چھ میں تقسیم ہو سکتے ہیں"۔ (۱۵۰)

آج کل اردو نعتیہ سانیٹ بھی لکھے جارہے ہیں جن میں انڈیا کے ایک شاعر صبا نویدی نے اپنے نعتیہ مجموعے نور السموت میں یہ تجربات کئے ہیں۔ ان کے علاوہ حفیظ تائب، رشید وارثی، سجاد مرزا، محمد اقبال حسین نجمی، سجاد مرزا، گوہر ملسیانی، تنویر پھول، نادم بلخی اور عزیز تمنائی نے بھی نعتیہ سانیٹ کہے ہیں۔

حفیظ تائب کا ایک نعتیہ سانیٹ:

جتنی دامنِ زیست میں دولتیں ہیں　　جتنی جودتیں ہیں، جتنی ندرتیں ہیں
حسن و خیر کی جتنی بھی صورتیں ہیں　　ان کے خلق عظیم کی وسعتیں ہیں
ساز ہستی کے جتنے آہنگ ٹھہرے　　استقبال کے دیکھے سامان جتنے
اوجِ فکر کے پائے امکاں جتنے　　انؐ کے اسوہ پاک کے رنگ ٹھہرے
انؐ کے حصے میں خیر کثیر آئی　　اعتبارِ وجود ہے نام انؐ کا
عہد ساز پیام و نظام انؐ کا　　ان کے ساتھ کتابِ منیر آئی
دولہا کون حیات برات کا　　ضامن حشر میں کون نجات کا (۱۵۱)

نعتیہ پابند نظم

پابند نظم، آزاد نظم کی طرح ردیف و قافیہ اور بحر سے آزاد نہیں البتہ موضوع کے حوالے سے پابند ضرور ہے یعنی آزاد نظم اور پابند نظم دونوں کسی نہ کسی موضوع پر لکھی جاتی ہیں البتہ آزاد نظم کے برعکس پابند نظم میں شعراء دیگر تمام شعری لوازمات کا خیال رکھتے ہیں جو ضروری ہوتے ہیں، پابند نظم غزل کی ہیئت میں بھی کہی گئی ہے اور مثنوی کی ہیئت میں بھی نیز اس میں مثلث، مربع، مخمس، مسدس اور مستع اور متسع و مثمن و معشر کی کوئی بھی ہیئت استعمال ہو سکتی ہے بس شرط یہ ہے کہ کسی ایک موضوع پر ہو، یعنی موضوع کی پابندی ضروری ہے، پابند نظم خاص کر نعتیہ پابند نظم کا وجود سلطان محمد قلی قطب شاہ کے ہاں ملتا ہے (۱۵۲)، انہوں نے کئی ایسی نعتیہ پابند نظمیں کہی ہیں جو موضوع رکھتی ہیں، ان کے علاوہ اس روایت کو زندہ رکھنے والوں میں حافظ پیلی بھتیی، عبد الخالق خلیق دہلوی، بیکل اتساہی، طفیل ہوشیار پوری، تنویر پھول، خضر برنی اور انور جمال وغیرہ ملتے ہیں۔

مستزاد کی ہیئت میں نعت

لفظ مستزاد کے لغوی معانی کسی چیز کے بڑھا دینے کے ہیں (۱۵۳)، شعراء نے اپنی تخلیقات میں انفرادیت اور جانکاری پیدا کرنے کے لئے اکثر اوقات شعری ہیئتوں میں تبدیلیاں کیں اور نئے نئے تجربات بھی کئے ، مستزاد کا استعمال بھی اسی ضمن میں ہوا، شعراء غزل، مثنوی، رباعی وغیرہ کی ہیئت میں اپنے مافی الضمیر کو منظوم کرتے ہوئے ایک بڑا ٹکڑا مزید بڑھا دیتے ہیں جسے مستزاد کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حفیظ صدیقی نے اسے با قاعدہ صنفِ سخن ہی مانا ہے۔(۱۵۴)

ولی دکنی کے ہاں اس صنفِ سخن کی کئی مثالیں ملتی ہیں ،ان کے بعد دیگر شعراء میں سے سید محمد ریاض سہروردی، فدا خالدی، جعفر طاہر، رشید وارثی، حفیظ تائب وغیرہ نے بھی اس روایت کے آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

بیدم وارثی کے کلام سے صرف ایک مثال پیش کی جا رہی ہے:

اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے	پرواہ مجھ سے کیا ہے
دل ہی میں مرے روضۂ محبوبِ خدا ہے	جنت کا مزہ ہے
حیراں ہوں کہ کیا سمجھوں سراپا اب تمہارے	اے حق کے دلارے
بس نور ہے اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہے	اک شانِ خدا ہے (۱۵۵)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

"بے قافیہ وردیف نظم جس میں بحر کے بجائے کسی مخصوص بحر کے ارکان کی پابندی کرتے ہوئے صوتی آہنگ پیدا کیا جاتا ہے"۔(۱۵۶)

شمیم احمد نے یہ بھی لکھا ہے کہ آزاد نظم میں شعراء مختلف مصرعوں کے ارکان میں کمی بیشی کر دیتے ہیں۔ آزاد نظم کو قریباً ہر شاعر نے اپنایا ہے، اب نعت بھی اس آزاد نظم میں کافی تعداد میں کہی جا رہی ہے، یہ روز بروز ارتقاء کی منازل طے کر رہی ہے، آزاد نظم کی ایک مثال ذیل ہے۔

ڈاکٹر حسن رضوی

کبھی طیبہ اگر جاؤ پرندو یاد رکھنا تم
مرے آقا محمد مصطفی صلے علی کی نور بستی سے

مری آنکھوں کے سرمے کے لئے
کچھ دھول لے آنا
کہیں یہ بھول مت جانا۔(۱۵۷)

ثلاثی کی ہیئت میں نعت

ثلاثی کے تین مصرعے ہوتے ہیں اسے اسی مناسبت سے سہ مصرعی بھی کہتے ہیں، اس کے لئے کسی بحر، قافیہ کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ علیم صبانویدی نے ثلاثی کے بارے میں اپنے جن خیالات کا اظہار کیا، ذیل ہیں:۔

" ثلاثی تین مصرعوں پر مشتمل ہیئت (صنف) ہے، اسے مثلث سے ماخوذ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ہر بند کے تینوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں یا پہلا اور تیسرا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے ثلاثی کے تینوں مصرعوں میں کسی مخصوص خیال کو پیش کیا جاتا ہے"۔(۱۵۸)

اردو شاعری میں جن شعراء نے نعتیہ ثلاثیاں تخلیق کیں ان میں حکیم ساحر قدوائی، فضا کوثری، انور مینائی، رؤف خیر، شارق جمال، ظہری غازی پوری، علیم صبانویدی، کوثر صدیقی، حفیظ تائب، تنویر پھول، نور محمد جرال، محمد اقبال حسین نجمی، نسیم سحر، سید محمود گیلانی اور انجم اعظمی کے نام قابل ذکر ہیں۔

سی حرفی کی ہیئت میں نعت

" سی حرفی پنجابی شاعری کی مخصوص صنفِ سخن ہے۔ اس میں حروف تہجی کے حساب اور ترتیب سے اشعار کہے جاتے ہیں۔ اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہوتی لیکن یہ پابندی ضرور ہوتی ہے کہ ہر بند کے شروع میں آنے والے حرف کی آواز اگلے لفظ سے مصرع شروع ہوتا ہے اور ابتداء میں آنے والا یہ حرف باقاعدہ تقطیع میں شمار ہوتا ہے، مصرع پڑھتے وقت اسے بھی پڑھا جاتا ہے"۔(۱۵۹)

اردو میں عام شاعری میں بھی سی حرفی پر کوئی خاص منظوم کاوشیں نہیں ملتیں، بس معدودے چند شعراء نے سی حرفیاں کہی ہیں جن میں شاہ تراب، شاہ کرم، شاہ وجھن، شاہ محمد غوث چشتی اور سلطان باہوؒ کا تذکرہ ملتا ہے۔

نظم معری کی ہیئت میں نعت

نظم معریٰ یا معرا ایک غیر قافیائی نظم ہے جو انگریزی ادب سے اردو ادب میں در آئی ہے۔ انگریزی میں اسے بلینک ورس کہتے ہیں اور اردو میں نظم معریٰ یا معرا شمیم احمد نظمِ معریٰ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:۔

"اردو میں کسی بحر کی تخصیص کے بغیر نظمِ معریٰ سے وہ شعری ہیئت مراد ہے جس میں مصرعوں کے ارکان کی تعداد ہمارے اپنے عروضی نظام کے مطابق ہوتی ہے مگر قافیہ نہیں ہوتا۔اس سے زیادہ اردو میں نظم معریٰ کا کوئی اور تصور نہیں۔ قافیہ نہ ہونے کے سبب دیکھا جائے تو نظم معریٰ کی ہیئت میں کہے گئے دو مصرعے ہماری غزل کے کسی ایک شعر کے مشابہ فرض کئے جاسکتے ہیں "۔(۱۶۰)

اردو نعتیہ شاعری میں جن نعت گو شعراءنے نظم معریٰ کی ہیئت میں نعتیں کہی ہیں ان میں صہبا اختر، ریاض حسین چودھری، تنویر پھول، حسن عسکری، سلیم شہزاد، سعید وارثی کا نام آتا ہے ، نعتیہ نظمِ معریٰ کی ایک مثال

صہبا اختر

راہِ ہجرت کا نشاں
یہ وہ غارِ ثور ہے
میرے آقاؐ نے کبھی
جس میں ڈھونڈی تھی اماں (۱۶۱)

ناہید قاسمی

آپ سے ہے محبتوں کو ثبات
میری انگلی کو تھام لیتا ہے
کوئی میرا بھی نام لیتا ہے
منزلیں راستوں سے جھانکتی ہیں
ایسے میں آپ ہی کا روشن ہاتھ
کتنی شفقت سے میرے کانوں میں
کرنیں رم جھم برسنے لگتی ہیں
حوصلے مور بن کے ناچتے ہیں (۱۶۲)

نثری نظم میں نعت

بنیادی طور پر یہ بھی ردیف و قافیہ سے عاری آزاد نظم ہی کی ایک صورت ہے لیکن اس میں اوزان و بحور اور ردیف و قافیہ کی کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی ہیئت مقرر ہے۔ یہ نثری پیرائے میں بھی ہو سکتی ہے اور چھوٹے چھوٹے مصرعوں کی صورت میں بھی، اسے ہم شعری نثر بھی کہتے ہیں۔

اس کے ابتدائی نمونے مولانا شبلی نعمانیؒ کی کتب سیرت، "سیرت النبیؐ" میں دیکھے جاسکتے ہیں، ایک پیرا ملاحظہ ہو:۔

"چمنستان دہر میں بارہا روح پر ور بہاریں آچکی ہیں، چرخ، نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سر وسامان سے سجائی کہ نگاہیں، خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں، لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے سیارہ گانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبحِ جان نواز کے لئے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کار کنان قضاوقدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ وخورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر وباد کی تر دستیاں، عالم قدوس کے انفاسِ پاک، توحید ابراہیمؑ، جمالِ یوسف، معجز طرازی موسیٰؑ، جان نوازای مسیحؑ سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں اور شہنشاہ کونینؐ کے دربار میں کام آئیں گے۔ آج کی صبح وہی صبح جانواز وہی ساعتِ ہمایوں، وہی دورِ فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوانِ کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے، آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آذر کدہ، گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازہ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے، توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستاں سعادت میں بہار آگئی، آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاقِ انسانی کا آئینہ پر تو قدس سے چمک اٹھا"۔(۱۶۳)"

فرد کی ہیئت میں نعت

"جب شعوری طور پر صرف ایک ہی شعر لکھا جائے تو وہ فرد کہلاتا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ شاعر صرف ایک ہی شعر کہہ پاتا ہے اور مزید اشعار سے غزل مکمل نہیں کر پاتا، ایسا شعر بھی فرد کہلاتا ہے"۔(۱۶۴)"

اس کی بھی کوئی خاص ہیئت نہیں کئی بار دونوں مصرعے ہم قافیہ بھی ہوتے ہیں اور نہیں بھی ہوتے۔ ہم دونوں طرح کے نعتیہ فرد کی مثالیں پیش کریں گے۔

ازہر درانی:

مری کتاب سے آئے گی بو صحیفوں کی — مرے کلام میں شامل ہے آیتوں کی مٹھاس
دیکھے نہ مجھے رشک سے کیوں چشمِ دوعالم — ورثے میں ملی ہیں مجھے حسان کی آنکھیں (۱۶۵)

اثرلدھیانوی:

نیرنگِ زیست بو قلمی کائنات — موجیں ہیں یہ تلاطمِ بحرِ صفات (۱۶۶)

جکری کی ہیئت میں نعت

یہ بھی قدیم ہندی ادب کی ایک ایسی صنف ہے جو سازوں پر گانے کے لئے لکھی جاتی تھی، ہیئت کے اعتبار سے یہ بھجن اور گیت کی طرح ہی ہوتی ہے۔ اس میں دوہرے بھی ہوتے ہیں، یہ تین تین چار چار مصرعوں کے بندوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اس کے پہلے دو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں جبکہ تیسرا مصرع پہلے دو مصرعوں کے ہم وزن تو ہوتا ہے لیکن ہم قافیہ نہیں ہوتا، نیز اس میں روانی، ترنم اور حلاوت کی خصوصیات بھی ہوتی ہیں۔
ڈاکٹر افضال احمد انور نے اپنے مقالے میں صرف دو جکریوں کے نمونے پیش کئے جو نعت رسولؐ پر مشتمل ہیں ،ان میں سے ایک شیخ بہاو الدین باجن اور دوسری قاضی محمود دریائی گجراتی کی ہے۔ جن میں سے ایک ذیل ہے۔

قاضی محمود دریائی:

دکھ جیو کا کس کہوں اللہ دکھ بھریا سب کوئی اے — نر دوکھی جگ میں کو نہیں، میں پھرتی پھر پھر جوئی اے
محمود کیری بنتی صاحب اتنی مانیں — نبی محمدؐ کی دوستی راکھیں مکھ کا پانیں (۱۶۷)

بارہ ماسے کی ہیئت میں نعت

بارہ ماسا یا بارہ مایہ عوامی گیت کی ارتقائی صورت ہے اس میں ایک ہجر زدہ عورت بارہ مہینوں کی مناسبت سے ان کے نام لے کر اپنی تکالیف اور مصائب کا ذکر کرتی ہے۔ اسی مناسبت سے اس صنف کو بارہ ماہ یا بارہ ماسا کہا جاتا ہے۔ اس میں زیادہ تر مثنوی کی ہیئت استعمال ہوتی ہے۔
نعتیہ بارہ ماسوں کی مثالیں قدیم شعراء مفتی الٰہی بخشش کاندھلویؒ، شیخ عباد اللہ، محمد عبد اللہ انصاری کے ہاں ملتی ہیں۔

واکا کی ہیئت میں نعت

واکا پانچ مصرعوں کی ایک مختصر سی مناظر فطرت بیان کرنے والی نظم ہے، اردو نعت کے حالیہ ادب میں علیم صبا نویدی، ابوالخیر کشفی اور آفتاب کریمی کے ہاں اس کی کچھ مثالیں ملتی ہیں۔

ترو ینی میں نعت

ترو ینی نظم تین مصرعوں پر منحصر ہوتی ہے ۔یہ ثلاثی، ہائیکو اور ماہیا سے مختلف ہوتی ہے۔ اس کے پہلے دو مصرعے مکمل شعر کی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ اس کا تیسرا مصرع شاعر کی طرف سے بطور رائے، تبصرہ شامل ہوتا ہے، علیم صبا نویدی اور شاعری علی شاعر کے ہاں نعتیہ ترو ینی نظم کی مثالیں موجود ہیں:

چو بولے

علیم صبا نویدی نے نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربات اپنی تصنیف میں چو بولے کے حوالے سے لکھا ہے:۔

> "یہ ہیئت چھ مصرعوں پر مشتمل ہے، پہلے دو مصرعے ہم قافیہ اور بعد کے چار مصرعے بھی الگ طور پر ہم قافیہ ہوتے ہیں جن میں پہلے دو مصرعوں کے قافیوں کا اعادہ نہیں ہوتا۔ اس کے تمام مصرعے غیر مردف ہوتے ہیں اس ہیئت میں دوسرے مصرعے کے آخری کے دو ایک رکن تیسرے مصرعے کی ابتداء میں دہرائے جاتے ہیں، چو بولے کا ہر شعر ایک دوہا ہی ہوتا ہے"۔(١٦٨)

یہاں چو بولے نام کی مناسبت سے ذہن رباعی کی طرف جاتا ہے لیکن درج بالا تعریف و ہیئت کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دونوں کی ہیئت میں واضح فرق ہے، علیم صبا نویدی نے ایک نعتیہ چو بولے کو بطور مثال اپنی تصنیف مذکورہ بالا شامل کیا ہے، جو ذیل ہے:

سن لو اے پیارے نبیؐ میری بھی فریاد — دور بہت ہوں آپؐ سے رہتا ہوں ناشاد
رہتا ہوں ناشاد ہوا ہوں ملنے سے مجبور — دے کے گہرا زخم کوئی چلا گیا ہے دور
ڈرتا ہوں نہ ہو جائے گھاؤ مرا ناسور — جانے کیا ہے اے نبیؐ اللہ کو منظور (١٦٩)

لوری میں نعت

لوری بھی لوک گیت کی ایک قسم ہے یہ ایسا گیت ہے جو مائیں اپنے بچوں کو سلاتے ہوئے انہیں سناتی ہیں ان لوریوں کی مٹھاس، چاشنی اور مترنم لے بچوں پر ایسا سحر طاری کر دیتی ہے کہ بچے آرام کی نیند سو جاتے ہیں۔ علیم صبا نویدی نے کچھ لوریوں کا ذکر کیا ہے، جو سراسر نعتیہ لوریاں ہیں:

نبیؐ جی، نبیؐ جی، نبیؐ جی، نبیؐ جی
ابھی جی، ابھی جی
ہے سویا ہمارا، یہ ننھا دلارا
اسے نیند میٹھی
سراپا نشیلی
حسیں نت نویلی
وہ سندر سجیلی
مہکتی دمکتی
فضائیں دکھانا
یوں سپنوں میں آنا
نبیؐ جی، نبیؐ جی،
نبیؐ جی، نبیؐ جی (۱۷۰)

کہہ مکرنی میں نعت

کہہ مکرنی چار مصرعوں یعنی دو شعروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ دونوں اشعار ہم قافیہ و ہم ردیف یا غیر مردف ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر عورتوں کی زبان میں کہی جاتی ہیں۔ اس میں کردار تو دو مگر متکلم ایک ہوتا ہے۔ نعتیہ مکرنیاں ذیل ہیں:

میرا وہ آقاؐ، میرا محسن — نام لوں اس کا میں ہر اک دن
اس سے ہی میری بات بنی — کا سکھی ساجن؟ نا نا سکھی نبیؐ (۱۷۱)

یک مصرعی نعت

یہ نعت صرف ایک مصرعے پر مشتمل ہوتی ہے جس میں حضورؐ کی ذات وصفات کا تذکرہ کیا جاتا ہے، ابوالخیر کشفی کے ہاں یہ نعتیں بلحاظ عنوان ملتی ہیں

نعتیہ کافی

کافی قدیم پنجابی صنف ہے جسے صوفیاء نے اپنایا اور اس میں تصوف و معرفت کے موضوعات بیان کئے لیکن اردو میں بھی کافی کہی گئی ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ کی نعتیہ کافی

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

نام نبی کی رتن چڑھی — بوند پڑی اللہ اللہ
رنگ رنگیلی اوہی کھلاوے — جو سکھی ہووئے فنافی اللہ

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

ہاتھ جوڑ پاؤں پڑوں گی — عاجز ہو کر بنتی کروں گی
جھگڑا کر پھر جولی لوں گی — نور محمدؐ صل اللہ

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ (۱۷۲)

نعتیہ مصراعیہ

یہ طاق مصرعوں پر مشتمل نظم ہے اس کے طاق مصرعے ۱۱ یا اس سے زیادہ ہوتے ہیں ہر مصرع بامعنی اور پابند نظم ہوتا ہے۔ اس میں آزاد نظم کا اسلوب نہیں رہ پاسکتا، ہر مصرع باقافیہ ہوگا، ردیف بھی ہوسکتی ہے، اس کی مثال افضال احمد انور کی ایک نعتیہ نظم ہے:

مدینہ مسکن امن و صیانت
مدینہ مخزن رشد و ہدایت
مدینہ مرکز حسن و لطافت
مدینہ موجزن نور و سعادت
مدینہ مصدر اعجاز قدرت
مدینہ محور جود و عنایت

مدینہ مطلع مہر سیادت
مدینہ منبعِ فضل و کرامت
مدینہ جان ایثار و اخوت
مدینہ شانِ احسان و مروت
مدینہ ساحل بحرِ محبت
مدینہ حاصل شرع و طریقت
مدینہ منزل عشق و مودت
مدینہ گردش دوراں کی سطوت
مدینہ انورؔ عاصی کی جنت (۱۷۳)

کجری میں نعت

کجری ہندی ادب کا ایک گیت ہے۔ یہ عموماً ہولی میں گایا جاتا ہے۔ یہ تین مصرعوں سے بنتا ہے، پہلے دو مصرعے بغیر ردیف و قافیہ ہوتے ہیں۔ تیسرے مصرعے کے نصف کو پہلے مصرعوں سے ہم قافیہ کیا جاتا ہے۔

اس نکتے پر آگیا جس نے کیا غور کس کی خاطر بن گیا سارا جہاں فی الفور
کوئی نہیں ہے اور صرف محمدؐ ہیں جس کے واسطے چلے یہ سارا زماں یہ ارض
اس کا محمدؐ نام ہے، سن لے میری عرض تیرا بھی ہے فرض، اس کا کہا مان (۱۷۴)

اُسلوبی مطالعہ

اُسلوب کی تعریف

اسلوب عربی زبان کی اصطلاح ہے۔ جس کا مادہ اشتقاق عربی زبان کا ہی سہ حرفی لفظ سلب ہے۔ عربی اور اردو لغت میں اسلوب کے لغوی معانی: طریقہ، راستہ، روش (۱۷۵) اور راہ، صورت، طور اور طرز کے ملتے ہیں (۱۷۶)۔ وارث سرہندی نے قاموس مترادفات اردو میں اسلوب کے ہم معانی یا مترادف الفاظ طرز، انداز، (style) ڈھنگ، رنگ اور قاعدہ بتائے ہیں (۱۷۷)۔ انگریزی، یونانی، لاطینی اور فارسی میں اسلوب کے لئے اسٹائل، (Stylus)، سٹائیلس (Stylos) سٹائیلاس اور سبک کی تراکیب استعمال کی گئی

ہیں۔ گوپی چند نارنگ مغربی و مشرقی تنقیدی روایت میں اسلوب کے قدیم و جدید استعمال کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

> "اسلوب کوئی نیا لفظ نہیں ہے۔ مغربی تنقید میں یہ لفظ صدیوں سے رائج ہے۔ اردو میں اسلوب کا تصور نسبتا نیا ہے ۔ تاہم زبان و بیان "انداز"، اندازِ بیان"، طرزِ بیان"، طرزِ تحریر "لہجہ "، رنگ "، رنگِ سخن"، وغیرہ اصطلاحیں اسلوب یا اس سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کی جاتی ہے۔ یعنی کسی بھی شاعر یا مصنف کے اندازِ بیان کے خصائص کیا ہیں یا کسی صنف یا ہیت میں کس طرح کی زبان استعمال ہوتی ہے، یا کسی عہد میں زبان کیسی تھی اور اس کے خصائص کیا تھے ، وغیرہ یہ سب اسلوب کے مباحث ہیں۔ ادب کی کوئی پہچان اسلوب کے بغیر مکمل نہیں "۔(۱۷۸)

انگریزی میں اسلوب (Style) سے مراد کسی شاعر یا ادیب یا کسی بھی تخلیق کار کا اندازِ تحریر اور طرزِ اظہار ہے۔ جبکہ فارسی میں اسلوب کے لئے سبک کا لفظ مستعمل ہے جو خود عربی زبان کا سہ حرفی لفظ ہے اور اس کے لغوی معانی: دھات کو پگھلانا اور سانچے میں ڈھالنے کے علاوہ کلام کو حشو و زوائد سے پاک کرنا کے بھی ہیں۔(۱۷۹) اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلوب کی اصطلاح نہ صرف علمی بلکہ تنقیدی بھی ہے اور یہ صرف شعراء اور ادیبوں کی طرزِ تحریر اور ان کے طریقِ اظہار کے لئے ہی استعمال نہیں ہوتی بلکہ دیگر فنون لطیفہ کے رہنما اشاریوں کے لئے بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلوب کی کئی تعریفیں ملتیں ہیں جن میں سے چند کا تذکرہ ذیل ہے:

ا۔ ارسطو

"اُسلوب سے زبان میں معجزے کا امتزاج پیدا ہو جاتا ہے اور اُسلوب میں بات کہنے کا ڈھنگ بھی شام ہے "۔(۱۸۰)

۲۔ افلاطون

"جب فکر کو شکل دے دی جاتی ہے تو اسلوب جنم پاتا ہے"۔(۱۸۱)

۳۔ براؤن

"مصنف کی طرز اس کی اتنی اپنی ہوتی ہے جتنی اس کی انگلی کی چھاپ"۔(۱۸۲)

درج بالا تمام تعریفوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلوب سے مراد کسی بھی شاعر ادیب یا تخلیق کار کا وہ طرزِ تحریر اور اظہار بیان ہے جو اسے دیگر شعراء اور ادبا اور تخلیق کاروں سے ممتاز کرتا ہے اور اس کی انفردیت کو سامنے لاتا ہے بہ قول پرفیسر ملک زادہ منظور احمد: "اسلوب مجرد الفاظ کا نام نہیں بلکہ مجموعی تاثر کا نام ہے "(۱۸۳) اور میرٹن کے نزدیک "اسلوب فنی اظہار میں انفرادیت کی موجودگی کا نام ہے "(۱۸۴) ان اقوال کی روشنی میں دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اسلوب کی تشکیل محض کسی ایک فنی تکنیک سے نہیں ہوتی اور اس میں انفردیت پیدا کرنے کے لئے ایک لکھاری کو مختلف فنی تکنیکوں کو اس طرح ماہرانہ اور فنی لحاظ سے استعمال کرنا پڑتا ہے جو اس کے مجموعی اسلوبی تاثر کی انفرادیت کی نکھار کر سامنے لاتی ہیں اور اسلوبی سطح پر اس کے مقام و مرتبے کی شناخت کو متعین کرنے میں بار آور ثابت ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ہم مختلف فنی تکنیکوں کے یکجا ماہرانہ اور منفرد استعمال کو کسی تخلیق کار کا اسلوب کہہ سکتے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ وہ کون سی ایسی فنی تکنیکیں یا خصائص ہیں جن کے ماہرانہ استعمال سے کوئی سخن ور اپنے اسلوب میں دیگر تخلیق کاروں کی نسبت اپنی انفرادیت کو نکھار سکتا ہے۔ یوں تو ایسی بہت سی فنی تکلیکیں اور خصائص ہیں لیکن ہم یہاں ان چند کا ذکر کریں گے جن کا تذکرہ طارق سعید نے اپنی تصنیف اسلوب اور اسلوبیات میں کیا ہے۔ (۱۸۵)

قابل مطالعہ

ادبی اسلوب کی یہ سب سے بڑی خوبی مانی جاتی ہے کہ قابل مطالعہ ہو یعنی دل چسپی بھرپور ہو جو قاری کے لئے کشش پیدا کرے اور وہ اسے پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔

موضوع پر گرفت

لکھاری کے لئے اپنے موضوع پر گرفت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اسے کیا کہنا ہے، کیسے اور کیوں کہنا ہے اور جو کہنا ہے اسے مکمل سہولت و آزادی اور منفرد انداز میں کہنا ہے تاکہ وہ قاری کی توجہ اپنی جانب منعطف کر کے اسے اپنے پیغام کی ترسیل کر سکے۔

روزمرہ، محاورات اور ضرب الامثال کا درست استعمال

تخلیق کار کو اپنے اسلوب کی انفرادیت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مواد سخن میں روزمرہ، محاورہ اور ضرب الامثال کا استعمال بالضرورت اور درست طور سے کرے اسے چاہیے کہ وہ اس میں خاص مہارت دکھائے کیوں

کہ یہ وہ کائناتی سچائیاں ہیں جن کو ہر کوئی اپنی نثری و نظمی تحریروں میں استعمال کرتا ہے سو یہاں ایک صاحب اسلوب تخلیق کار کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے کام لے کر اپنے اسلوب کو منفر بنانا لازم ہے۔

قواعد کا درست استعمال

اسلوب میں شفافیت، خالصیت اور انفرادیت آفرینی کے لئے قواعد کا درست استعمال ضروری ہے۔ جس میں ضمائر، افعال اور اسمی و فعلی صفات کا درست استعمال شامل ہے۔

مناسب الفاظ کا انتخاب

مناسب الفاظ کا انتخاب جو معنوی و مرادی مقاصد کے پیشِ نظر رکھ کر کیا جائے۔ ایک صاحبِ اسلوب کے لئے فنی تقاضا ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو آسانی سے ادا کر سکے اور دوسروں تک پہنچا سکے اس لئے الفاظ زندہ و منفرد ہوں تو بہتر نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں۔

درست املانگاری

ایک لکھاری کو وہ خواہ شاعر ہو یا ادیب اس کی املانگاری کا کماحقہ ہو درست ہونا ضروری ہے۔ املانگاری کی اغلاط سے پاک نثر و نظم زیادہ موثر ہوتی ہے جو صاحبِ اسلوب کے ادبی قدو قامت میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تخلیق کار یعنی صاحبِ اسلوب صاحبِ مطالعہ بھی ہو۔

اختصاریت

اختصاریت ایک ایسی فنی خصوصیت ہے کہ اگر اسے درست طور پر برتنا آتا ہو تو شاعر یا ادیب کوزے میں دریا بند کر سکتا ہے۔ اختصاریت لکھاری کو حشو و زوائد سے بچا کر اس کی توجہ صرف مقصود کی طرف مرتکز رکھتی ہے۔ وہ خواہ مخواہ کے طول و عرض سے نجات پالیتا ہے۔ بس اپنے مقصد کو سامنے رکھتا ہے اور صرف کار آمد حرف و صوت پہ دھیان دیتا ہے لیکن اختصاریت کا مطلب یہ بھی نہیں کہ قاری اس کی تخلیق سے کسی منظر کا پس منظر و پیش منظر ہی نہ سمجھ سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موادِ سخن میں فنی اختصار اور معنوی جامعیت ہو جو قاری کے لئے فکری الجھاؤ پیدا کرنے کی بجائے فکری سلجھاؤ پیدا کرے۔

سادگی

ایک اچھے اور منفرد اسلوب کے لئے سادگی انتہائی ضروری ہے۔ سادگی سے مراد عام سطحی سالب و لہجہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ سلاست و صفائی ہے کہ جو قاری کو کسی فکری و معنوی جھول اور ابہام کا شکار ہوئے بغیر

اس پہ نت نئے مفاہیم کے در وا کرتی چلی جاتی ہے اور قاری پوری طرح لکھاری کے مطمعِ نظر کو پالیتا ہے اور یہی ایک صاحبِ اسلوب کا مقصد و مدعا ہوتا ہے۔

مترادفات و مرکبات کا ماہرانہ استعمال

دوران نظم و نثر مترادفات و مرکبات کا درست اور تخلیقی استعمال صاحبِ نظم و نثر کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں کیوں کہ مرکبات میں اتنی طاقت و قوت ہے کہ وہ ہر طرح کے تخیل اور مفہوم کو اپنے اندر قید کر لیتے ہیں، خاص کر شاعری میں ان کا استعمال بہت مفید ہے نیز ان پہ عبور تب ہی ممکن ہے جب اردو زبان کی تخلیق و تشکیل میں حصہ لینے والی زبانوں مثلاً عربی، فارسی، ترکی اور ہندی وغیرہ پر بھی گہری نظر ہو۔

نعتیہ شاعری کا اسلوب

نعت ایک ایسی مذہبی و ادبی صنف سخن ہے جو مذہب و ادب دونوں شعبوں میں ممتاز و منفرد مقام رکھتی ہے۔ سو یہی وجہ ہے کہ صنف نعت کی شاعری بھی شرعی و شعری حوالے سے دیگر اصناف ادب کی نسبت اپنا اسلوب الگ رکھتی ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ نعتیہ شاعری کا شرعی و شعری اسلوب کیسا ہونا چاہیئے؟

نعتیہ شاعری کا شرعی اسلوب

ایک عام شاعر پر وہ شرعی حدود و قیود جاری نہیں ہوتیں جن کا نفاذ ایک نعت گو شاعر پر ہوتا ہے، نعت کہنا کارِ آساں نہیں بلکہ کارِ مشکل ہے۔ اس سے وہی شاعر عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو ذیل شرعی مسطر و معیار سے واقف ہو گا۔

قرآن و حدیث اور کتب سیرت و مغازی کا مطالعہ

نعت گو شاعر کے لئے لازم ہے کہ وہ قرآن و حدیث اور نبی پاک ؐ کی سیرتِ طیبہ اور دیگر اسلامی و ادبی و تاریخ سے گہری واقفیت رکھے (۱۸۶) تا کہ وہ معاشرے میں افادہِ خلق کے لئے نبی کریم ؐ کی انقلابی سیرت کے ایسے گوشوں کو منظوم صورت میں پیش کر سکے جو فردِ عام کی نگاہ سے اوجھل ہیں۔ اس کے ساتھ وہ خود بھی کسی مخفی و جلی لغزش سے محفوظ رہے گا جو اس کے لئے تنقیص ایمان کا سبب بن سکتی ہے۔

نبی کریمؐ کی ذات سے کوئی کذب وافترا منسوب نہ کیا جائے

نبی کریمؐ کی ذاتِ مبارکہ سے کسی ایسے قول و فعل کا منسوب کرنا جو کذب و افترا پر مشتمل ہو، دین و دنیا میں وبالِ جان اور وبالِ ایمان کا سبب بن سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک اور نقصان یہ بھی ہے کہ ایسے امت میں غلط فہمی رواج پا سکتی ہے جس سے فسادِ امت کا احتمال ہے۔ اس لئے نعت گو شاعر کو اس ضمن میں ہر ممکن صورت احتیاط روی سے کام لینا چاہیے۔ اسے نبی کریمؐ سے کوئی معاملہ منسوب کرنے سے پہلے قرآن و سنت سے رہنمائی لے لینی چاہیے۔ (۱۸۷)

معجزات کا درست بیان

بلاشبہ ہمارے پیارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا کر رکھے تھے لیکن امت میں ایک طبقہ معجزات کی حکمت و منشاء کی تفہیم حاصل کئے بغیر معجزات کو ایسے رخ سے بیان کرتا ہے جو دور از حقیقت ہے جس کا خیال رکھا جانا انتہائی اہم ہے۔ خاص کر معجزہ معراج کے حوالے سے اس طبقے کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ کو اس لئے بلایا تھا کہ اللہ تعالیٰ خود نبی کریمؐ کا دیدار کرنا چاہتا تھا۔ شعری حوالے سے حاملین عشق رسولؐ ؐ کے لئے یہ خیال یا یہ سوچ و نظریہ خواہ کتنا ہی مملوءِ عشق کیوں نہ ہو لیکن شرعاً یہ بے ادبی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان البصیر کا استخفاف ہے (۱۸۸) ایسے مواقع پر نعت گو شعراء کو خواہ مخواہ کی رنگ بازی سے اجتناب برتنا چاہیے۔

آدابِ نبوت سے آگاہی

حضورؐ سرورِ عالم کی بارگاہ کے آداب سیکھنے ہوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ہمارے لئے کامل نمونہ ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں کئی مقامات پر آدابِ نبوت سے آگاہی کا درس دیا۔ جن میں ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ اس لئے بارگاہ رسالت کے آداب اور مقامِ نبوت کا احترام بہت ضروری ہے۔ شاعر اپنے لب و لہجے اور اسلوبِ گفتار و تخاطب کا خاص خیال رکھے۔ (۱۸۹)

مقام نبوت کی حدود کا احترام

ہمارے ہاں شعراء کا مزاج ہے کہ وہ خواہ کوئی بھی صنف ہو جب اپنے محبوب کی تعریف کرنے پہ آتے ہیں تو زمین و آسماں کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اپنی مبالغہ آرائی اور شعری رنگ بازی سے حقیقت کو حقیقت سے دور لے جاتے ہیں لیکن نعت گوئی میں شعراء کے لئے یہ مزاج ایسا زہر قاتل ہے کہ جس کا کوئی تریاق آج تک

دریافت نہیں ہوا اس لئے نبیؐ کے مقام کی شان بیان کرتے وقت مقام نبوت والوہیت کی حدود و قیود کو مد نظر رکھنا فرمانِ رسالت اور حکمِ خداوندی ہے۔(۱۹۰)

حضور نبی کریمؐ سے انبیاء سابقین کا تقابل

بے شک حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے افضل الانبیاء اور امام الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا اور آپؐ کو شانیں بھی تمام انبیاء سے بڑھ کر دیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ عام مزاج ہے کہ دیگر انبیاء کا تقابل اس طرح کیا جاتا ہے کہ سابقہ انبیاء کی توہین کا کوئی پہلو نکلے، یہ تعلیمات اسلام و شرع کے منافی ہیں کیوں کہ سابقہ انبیاء ورسل پر ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے۔ سو اس طرزِ عمل اور طرزِ تقابل میں درستی کی گنجائش ہے۔(۱۹۱)

نبی اور غیر نبی میں فرق

منصبِ نبوت اکتسابی یا کسبی نہیں بلکہ عطائی اور وہبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا عطا فرمایا، نبی اللہ کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ نبی و غیر نبی میں فرق و امتیاز انسانی نہیں بلکہ الہیاتی ہے یعنی یہ اللہ نے فرق رکھا ہے، نبی اللہ کے تابع ہوتے ہیں جب کہ مخلوق انبیاء کے تابع، انبیاء تمام گناہوں سے پاک و معصوم ہوتے ہیں جب کہ کسی غیر نبی کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھا جاسکتا اس لئے شعراء کو بھی اس بابت فہم حاصل کرنا چاہیے۔(۱۹۲)

صفاتِ الٰہیہ اور مخلوقی صفات سے واقفیت

صفاتِ خالق اور صفاتِ مخلوق میں زمین و آسمان کا فرق و امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات حی و قیوم ولانوم ہے جب کہ مخلوق فانی و حادث ہے، اللہ تعالیٰ خورد و نوش اور بود و باش سے پاک ہے جب کہ مخلوق ان کی محتاج ہے، اللہ تعالیٰ حیات و ممات کا مالک ہے جب کہ مخلوق اس سے مبرہ نہیں، اللہ تعالیٰ معبود ہے جب کہ مخلوق اس کی عابد ہے چنانچہ اس فرق کا خیال رکھنا بھی از حد لازم ہے۔(۱۹۳)

ص یا صلعم کا استعمال

نظم ہو یا نثر آج کل یہ مزاج عام رواج پا چکا ہے کہ دورانِ تحریر جہاں حضورؐ سید عالم حضرت محمدؐ کا ذاتی و صفاتی اسماء آتے ہیں اس کے ساتھ درود و سلام کے مکمل الفاظ لکھنے کی بجائے صرف ان کا مخفف ص یا صلعم لکھ دیا جاتا ہے جو سراسر بے ادبی اور خلاف آداب نعت ہے کیوں کہ صرف ص یا صلعم لکھنے سے کسی طور بھی درود سلام کے معانی بر آمد نہیں ہوتے۔(۱۹۴)

نعتیہ شاعری کا شعری اسلوب

نعتیہ شاعری کے شعری اسلوب کے چند بنیادی خصائص ملاحظہ ہوں۔

مودبانہ طرز تخاطب

عام شاعری میں مجازی محبوب کے لئے عمومی و روایتی لب و لہجہ اپنایا جاسکتا ہے لیکن نعت میں ایسے لب و لہجہ کی چنداں اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہاں نعت گو شاعر کے لئے حضورؐ سید عالمؐ کی ذات مبارکہ کے لئے تعظیمی لب و لہجہ اپنانا انتہائی ضروری ہے شاعر کو چاہیے کہ حضورؐ نبی کریمؐ کو مخاطب کرتے ہوئے سرکارؐ کے ذاتی نام کے بجائے صفاتی نام کا استعمال کرے کہ خود رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر نبی اکرمؐ کو یٰسین، طٰہٰ، یا یاایھاالمدثر، یاایھاالمزمل کہہ کر پکارا ہے۔(۱۹۵)

لفظ مشترک کے استعمال کی ممانعت

اردو شاعری میں ایہام گوئی کا ایک دور تھا جب شعراء دیدہ و دانستہ شعر میں ایسے الفاظ لاتے جو ذومعانی ہوتے ہیں جن سے شاعر کچھ اور معانی لیتا ہے جب کہ قاری کچھ اور۔ نعت گوئی میں ایسا کوئی لفظ استعمال کرنا سخت ممنوع ہے جو ایسا ذومعانی ہو کہ اس کے کسی معانی سے کوئی توہین کا پہلو نکلے، مثلاً راعنا، دلربا، یار، میاں۔(۱۹۶)

گانے کی طرز پر نعت گوئی و نعت خوانی ممنوع عمل ہے

فلمی گانوں اور گیتوں کی طرز پر نعت کہنا اور پڑھنا دونوں آدابِ نعت کے خلاف عمل ہیں۔ اردو نعت میں کئی ایسی مثالیں ہیں کہ فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں کہی گئی ہیں، مثلاً

در پہ بلاؤ! مکی مدنی
بگڑی بناؤ مکی مدنی

یہ نعت بھارتی فلم کے ایک گانے کی طرز پہ کہی گئی جس کے بول ہیں:

گھر آیا میرا پردیسی
پیاس بجھی میری اکھین کی (۱۹۷)

ایک اور مثال

بچپن کی محبت کو دل سے نہ جدا کرنا
جب یاد میری آئے ملنے کی دعا کرنا

اسی طرز میں مشہور نعت جو بچے بچے کی زبان پر ہوتی ہے

اے سبز گنبد والے !منظور دعا کرنا

جب وقتِ نزع آئے دیدار، عطا کرنا (۱۹۸)

لفظ یثرب کا استعمال نہ ہو

عرب کے ابتدائی زمانے میں مدینہ کے لئے لفظ یثرب استعمال ہوتا تھا جس کے لغوی معانی خاردار اور ویرانہ کے ہیں (۱۹۹) جب حضورؐ نبی رحمتؐ کی مدینہ آمد ہوئی تو تب سے یثرب، یثرب نہ رہا بلکہ مدینۃ النبیؐ بن گیا۔ اب اس لفظ کا ستعمال عام تحریر و تقریر اور نعتیہ شاعری میں منع ہے۔

تشبیہ واستعارہ کا محتاط استعمال

تشبیہ و استعارہ علم بیان کے وہ اہم رکن ہیں کہ جن کے استعمال سے نثر و نظم ہر دو میں دورانِ بیان کلام میں خوب صورتی پیدا کی جاتی ہے لیکن اس کا استعمال انتہائی توجہ اور مہارت مانگتا ہے، خاص کر نعتیہ شاعری میں تو اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ شاعر اکثر اپنے کلام میں حضورؐ کی ذات مبارکہ کو سورج، چاند اور پھول وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ بعض شعراء آدابِ نعت سے عدم واقفیت پر اس علم کا غلط استعمال کر بیٹھتے جو سراسر بے ادبی ہے، مثال کے طور پہ یہ شعر دیکھیں:

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے

مجنون کھڑے ہیں خیمہ لیلی کے سامنے

جب یہ شعر امام احمد رضا خان بریلوی کے سامنے پڑھا گیا تو انہوں نے سختی کی اور اس کی اصلاح یوں کی

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے

قدسی کھڑے ہیں عرش معلی کے سامنے (۲۰۰)

شاعرانہ تعلی اور تحدیث نعمت میں امتیاز

اکثر شعراء اپنی شاعری اور ذات کے حوالے سے شاعری میں بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں جسے شعری اصطلاح میں تعلی کہا جاتا ہے بعینہ نعت گو شعراء ان دعووں کے ساتھ ساتھ ایک قدم اور آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ ایسے ایسے مضامین اپنی ذات کے حوالے سے منظوم کرنے لگتے ہیں جن کا حقیقت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ مثلاً یارسول اللہؐ! آپؐ کے ہجر میں یہ حالت ہوگئی ہے کہ نہ کچھ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں۔ آپؐ

کے بغیر کہیں جیا نہیں لاگے اگر حقیقتاً شاعر کا ایسا ہی حال ہے پھر تو ٹھیک یہ تحدیث نعمت کے طور پر بیان ہو ۔اگر معاملہ اس سے مختلف ہے تو پھر کذب و افترا ہے اس لئے شاعرانہ تعلی اور تحدیث نعمت کے مابین فرق لازم ہے۔(۲۰۱)

اردو نعت کے اسلوبی امتیازات

اب ہم اردو نعت کے ان اسلوبی امتیازات کا ذکر کریں گے جن کی بنا پر اردو نعت باقی زبانوں کی نسبت اسلوبی سطح پر امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

اردو نعت کے تخلیقی رجحانات "شریعت وطریقت"

عربی وفارسی اور اردو کی نعتیہ شاعری کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان زبانوں میں نعتیہ شاعری کے دو طرح کے تخلیقی رجحانات ملتے ہیں جن میں ایک شریعت اور دوسرا طریقت ہے جہاں تک عربی وفارسی نعت کا تعلق ہے۔ان دونوں زبانوں کی نعتیہ شاعری میں ہمیں زیادہ تر شریعت کا رجحان غالب ملتا ہے جبکہ اردو نعتیہ شاعری میں شریعت وطریقت دونوں رجحانات اپنی پوری شد و مد سے موجود ہیں۔ڈاکٹر عزیز احسن نے ان دونوں تخلیقی رجحانات کو شریعتی اور طریقتی کا نام دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "حضورؐ اکرمؐ کی ذات کی تفہیم قرآن کریم کی آیات اور احادیث کی روشنی میں ہونے کے باوجود اسلامی دنیا میں دو طرح کے رجحانات ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ایک طبقے کا ادراک خالص شریعت کے ظاہر الفاظ پر مبنی ہوتا ہے جبکہ دوسرے طبقے کا فہم ادراک نبوت کی "کنہہ اور اصلیت جاننے کے سلسلے میں ایک خاص تجسس اور لفظوں کے روح تک رسائی کی کوشش کے نتیجے میں ظہور میں آتا ہے۔اس طبقے میں صوفیانہ باطنی احوال کی روشنی میں نعتیہ شعری متن تخلیق کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے اس طرح پہلا طبقہ اپنی نعتیہ تخلیقات میں صرف الفاظ کے ظاہری معانی پر زور دیتا ہوا نظر آتا ہے جبکہ دوسرے طبقے کے لوگ اپنے باطنی احوال پر مبنی شخصی تجربات کی روشنی میں مدحت سرکار دوجہاں حضرت محمدؐ کی اساس پر نعتیہ متنی تخلیق میں محو پائے جاتے ہیں اپنی آسانی کے لئے ان دونوں طبقوں کو ہم شریعتی اور طریقتی کا نام دے سکتے ہیں یعنی الفاظ کے ظاہری معانی پر زور دینے والوں کی شریعتی اور الفاظ کے باطنی معانی کا کھوج لگانے کی کوشش کرنے والوں کو طریقتی انداز فکر و اظہار کا مدعی قرار دیا جاسکتا ہے"۔(۲۰۲)

شریعتی رجحان کے زیر اثر تخلیق ہونے والی نعتیہ شاعری میں دیکھا جاسکتا ہے کہ اس میں ہمیں زیادہ تر حضورؐ کی سیرت طیبہ اور حضورؐ کے اوصاف و کمالات اور معجزات کے علاوہ دیگر تعلیمات نبویؐ کی جھلکیاں ملتی ہیں کہ طریقتی رجحان کے زیر اثر تخلیقی نعتیہ مواد میں زیادہ تر صاحبِ حال نعت گو شعراء کی نبی کریمؐ سے عشق و محبت اور ان کے روحانی تجربات و مشاہدات کا تذکرہ ملتا ہے۔ایسی شاعری صوفیانہ نعتیہ شاعری کہلاتی ہے اس کا آغاز پانچویں صدی ہجری میں فارسی شاعری سے ہوا تھا(۲۰۳)جب حکیم سنائی نے اس کا باقاعدہ آغاز کیا تھا، بعد میں خواجہ فرید الدین عطارؒ، سعدیؒ، مولانا جلال الدین رومیؒ، عراقیؒ، محمود شبستریؒ، اوحدی مراغیؒ، حافظ شیرازیؒ، مولانا عبد الرحمن جامیؒ، (۲۰۴)وغیرہ نے اپنی روحانی وارداتوں اور مشاہدات و احوال کو منظوم کیا لیکن جب یہ طرزِ سخن برصغیر پاک وہند میں پہنچا تو اسے بطور نظامِ حیات اردو شاعری میں سمویا گیا کیوں کہ ہندوستان میں اکثر خاندانوں کا تعلق روحانی سلسلوں سے تھا جن میں:

> " شاہ مبارک آبرو، شاہ محمد غوث گوالیاری کی اولاد ہیں، شیخ شرف الدین مضمون، شیخ فریدی الدین شکر گنج کے خاندان سے تھے۔خان آرزو، شیخ محمد غوث گوالیاری کے خاندان سے تھے۔ شاہ فتح محمد دل بھی اسی خاندان سے تھے، خواجہ حسن، خواجہ مودود چشتی کے بیٹوں میں سے تھے۔میر سعادت علی، شاہ ولایت کے مریدوں میں سے تھے۔خواجہ برہان الدین عاصمی، خواجہ احرار کے خاندان سے تھے۔شاہ قدرت اللہ، شیخ عبد العزیز کے خاندان سے، میاں صلاح الدین مکھن، شاہ جلال پسر، شاہ کمال کے خاندان سے، خواجہ میر درد اور خواجہ میر اثر، خواجہ محمد ناصر عندلیب کے بیٹے تھے خواجہ محمد ناصر عندلیب ایک صاحبِ کمال درویش تھے۔انعام اللہ خان یقین، شیخ مجدد الف ثانیؒ کے خاندان سے ہیں شاہ ولی اللہ اشتیاق بھی اسی خاندان سے تھے"۔(۲۰۵)

ان صوفی شعراء کی وجہ سے نہ صرف اردو نعت میں بھی اسی شعری انداز کو مقبولیت ملی بلکہ مقامی زبانیں خاص کر پنجابی، سرائیکی وغیرہ نے بھی بہت زیادہ اثرات قبول کئے۔

اردو نعت کثیر اسالیب کی حامل ہے

اردو نعت کا دوسرا اسلوبی امتیاز یہ ہے کہ اس میں ایک سے زیادہ اسالیب پائے جاتے ہیں جن کا تذکرہ کرتے ہوئے حلیم حارق نے نعت کے آٹھ اسالیب کا تذکرہ کیا ہے۔جن میں مدحیہ نعتیہ اسلوب واصفانہ نعتیہ اسلوب

،عاشقانہ اسلوب، عارفانہ نعتیہ اسلوب، خطابیہ نعتیہ اسلوب، فخریہ نعتیہ اسلوب اور جمالیاتی نعتیہ اسلوب شامل ہیں۔(۲۰۶)

مقاصد کے تحت نعت گوئی

آغاز میں نعت رسولؐ مقبول مدح رسولؐ اور دفاعِ پیغمبر اسلامؐ کی غرض سے کہی جاتی رہی ہے۔جوں جوں وقت بدلتا گیا، نعت کے موضوع، اسالیب اور مقاصد بھی بدلتے گئے اور نعت کے دامن میں وسعت پیدا ہوتی گئی ،عہد نبویؐ سے لے کر عہد موجود تک جن مقاصد کے تحت تخلیق ہوتی رہی ان کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ریاض مجید نے درج ذیل چار پہلوؤں کا تذکرہ کیا ہے:

الف۔ذاتی مقاصد

نعت گوئی میں جن شعراء نے اپنی ذاتی مقاصد کو بارگاہِ رسالتؐ میں منظوم صورت میں پیش کیا ان میں تزکیہِ نفس، حصولِ عرفان ذات باری، درود و سلام اور حصول برکت کو پیشِ نظر رکھا۔

ب۔معاشرتی مقاصد

اس طرح کی نعت میں ہمیں جو مقاصد ملتے ہیں ان میں سیرت طیبہ کے معاشرتی پہلوؤں کو اس طرح بیان کیا گیا کہ اصلاح فرد و معاشرہ میں معاونت ہو سکے۔

ج۔ملی مقاصد

اس نعتیہ شاعری میں شاعر نے جغرافیائی حدود سے بالاتر ہو کر پیغامِ حق اور دعوتِ رسولؐ کو عام کیا، دینی تعلیمات سے مخلوقِ خدا کو آراستہ کیا۔

د۔آفاقی مقاصد

آفاقی مقاصد کے تحت جو نعتیہ شاعری تخلیق کی گئی اس میں نبی کریمؐ کی ذاتِ مبارکہ کو پوری عالمِ انسانیت کے لئے رول ماڈل اور مثالی انسان کے طور پر پیش کیا گیا اور عالم موجودات پر احسانات حضورؐ کو منظوم کیا گیا۔(۲۰۷)

قرآنی آیات وحدیث کا سہ طرزہ استعمال

اردو نعت کا ایک خصوصی امتیاز یہ بھی ہے کہ مذہبی صنف ہونے کی وجہ سے اس میں حمد کے علاوہ نبی کریمؐ کی شان کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا استعمال بھی ملتا ہے یہ استعمال تین طرز کا ہے۔

الف۔ کلی طرزِ استعمال

اس میں نعتیہ موضوع کا حامل کسی آیت یا حدیث کے مکمل الفاظ کو شعر میں برتا گیا ہے جیسے ان قرآنی آیات کو استعمال کیا گیا، اسے کلی استعمال کہتے ہیں۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ (۲۰۸)

فکان قاب قوسین اوادنیٰ (۲۰۹)

فسبحان الذی اسریٰ بعبدہ

تو مہمان الہ العالمین ہے (۲۱۰)

فکان قاب قوسین اوادنیٰ

تو نور سرمدی کا ہم نشین ہے (۲۱۱)

ب۔ جزوی استعمال

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی نعتیہ آیت و حدیث کو مکمل طور پر شعر میں استعمال کرنے کی بجائے صرف مطلوبہ لفظ کو ہی برتا جائے جیسے

شمس الضحیٰ (۲۱۲)

الفاظ میں روشنی یونہی کبھی آتی نہیں

شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نور العلا، صلی علی (۲۱۳)

ج۔ منظوم ترجمی استعمال

اس طرز شعر میں کسی نعتیہ موضوع پر مشتمل آیت یا حدیث کے عربی متن کی بجائے اس کا منظوم ترجم پیش کیا جاتا ہے، جیسے حدیث ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک (۲۱۴)

(کہ ہم نے سب کچھ آپ محمدؐ کے لئے پیدا کیا ہے)

رحمت عرش، محبوب رب آئےؐ ہیں

خلق کون ومکاں کا سبب آپؐ ہیں۔ (۲۱۵)

مختلف زبانوں کی آمیزش سے نعت کہنا

یہ طرز بھی اردو نعت کا امتیازی وصف ہے جسے سب سے پہلے امیر خسرو نے برتا تھا کہ مختلف زبانوں کی آمیزش سے شاعری کی جائے، نعتیہ ادب میں ایک مثال احمد رضا خان بریلویؒ کے کلام سے پیش کی جا رہی ہے۔

لَم یاتِ نَظیرُکَ فِی نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جاتا　　جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جاتا

اَلبَحرُ عَلٰی وَالمَوجُ طَغٰی من بیکس و طوفاں ہوش رہا　　منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمسُ نَظَرتُ اِلٰی لَیلٰی چو بہ طیبہ رسی عرضے بکنی　　توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جاتا

لکَ بَدرٌ فِی الوَجہِ الاَجمَلِ خط ہالہ مہ زلف ابر اجل　　تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِی عَطَشٍ وَ سَخَاکَ اَتَم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم　　برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِی زِیدِی اَجَلَک رحمے بر حسرت تشنہ لبک　　مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَاھاً لِسُوَیعَاتٍ ذَھَبَت آں عہد حضورؐ بار گہت　　جب یاد آوت موہے کی نہ پرت درداوہ مدینہ کا جانا

اَلقَلبُ شَجٌّ وَّ الھَمُّ شُجُوں دل راز چناں جاں زیر چنوں　　پت اپنی بپت میں کاسے کہوں میرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوحُ فِدَاکَ فَزِد حَرقاً یک شعلہ دگر بزن عشقا　　مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جاں بھی پیارے چلا جانا

بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا　　ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا (۲۱۶)

عربی و فارسی نعتیہ قصائد و نعوت کا منظوم اردو ترجمہ

منظوم ترجمہ ایک انتہائی مشکل امر ہے اس لئے اسے ناممکن قرار دیا گیا ہے چونکہ اُردو زبان کی تخلیق و تشکیل عربی و فارسی زبانوں کے زیر اثر ہوئی اور اسکے علاوہ لسانی و مذہبی رشتے کی بنیاد پر بھی یہ اپنے اندر وہ تمام خصائص رکھتی ہے جس سے عربی و فارسی زبانیں متصف ہیں اب اس میں اتنی اہلیت ضرور ہے کہ عربی و فارسی زبانوں کی شاعری کے لئے منظوم ترجمے کے طور پر استعمال ہو سکے یہاں صرف ایک مثال امام بوصیری کے قصیدہ بردہ شریف کے حوالے سے پیش کی جا رہی ہے جس میں ہمیں فارسی اور اردو میں بھی منظوم ترجمہ ملے گا فارسی ترجمہ عبدالرحمن جامی اور اردو ترجمہ محمد فیاض الدین نظامی کا ہے۔ چند اشعار ذیل ہیں:

امن تذکری کرجیران بذی سلم

مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم

اے زیاد صحبت یار انت اندر ذی سلم　　اشکِ چشم امیختی باخوں رواں گزشتہ بہم

کیا تمہیں یاد آ گئے ہمسائیگان ذی سلم　　　خون کے آنسو جو رواں ہیں دمبدم

فمالعینیک ان قلت اکففا ھمتا

ومالقلبک ان قلت استفق یھم

چیست چشمت راچہ گوئی خشک شو گریاں شود　　　چیست دل گوئی بہوش آشیفتہ کردوز غم

کیا ہوا آنکھوں کو تیری رو رہی ہیں زار زار　　　کیا ہوا دل کو ترے کیوں اس قدر کھاتا ہے غم

ایحسب الصب ان الحب منکم

مابین منسجم منہ ومضطرم

اے تو پنداری کہ عشق عاشقاں پنہاں شود　　　باوجود آتش دل سوز و آب و چشم نم

ہے عبث تیرا گماں چھپتا نہیں ہے رازِ عشق　　　اس کو افشا کر رہے ہیں سوز دل اور چشم نم (۲۱۷)

ہیئتی تنوع

اردو نعت کا ایک اسلوبی امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں تمام ہیئتوں میں نعت گوئی کی گئی ہے جس کا ذکر ہیئتی مطالعہ میں گزر چکا ہے۔

اردو نعت میں ہندوستانی تہذیب وتمدن کی عکاسی ملتی ہے

ہندوستان کا قدیم مذہب ہندومت تھا سو ہندی میں مذہبی ہستیوں کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ کو نبی کریمؐ کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جن سے ہندوستانی تہذیب وتمدن کا پتہ چلتا ہے چند اشعار ذیل ہیں

کوئی ایسی سکھی چاتر نہ ملی مجھے پی کے دوارے بٹھا دیتی

میں نے راہ مدینہ بھی دیکھی نہیں مجھ بیاں پکڑ کے بتا دیتی (۲۱۸)

تم ہی محمد یار لگیانی جی پار لگیا (۲۱۹)

ج۔ نعت کے مباحث

نعت کے لغوی واصطلاحی معانی

نعت مدحیہ شاعری کے مذہبی تناظر کی وہ واحد صنف ہے جس کا ربط و تعلق و واسطہ براہ راست و بالواسطہ حضورؐ علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات مبارک سے ہے۔ عربی زبان کی اس اصطلاح سے مراد نبی کریمؐ کی تعریف و توصیف ہے نیز شاعر اس کے ذریعے نبی پاکؐ سے اپنے عشق کا اظہار بھی کرتا ہے ۔ عربی فارسی اور اردو لغات میں اس کے جو لغوی معانی ملتے ہیں ذیل ہیں۔

المنجد

نعتہ ف نعتا تعریف کرنا، بیان کرنا، نعت کلمۃ کلمہ کی صفت لانا، نعت س نعتا اچھی صفات دکھانا، نعت نعاتہ الرجل پیدائش سے ہی اچھی صفات والا ہونا(۲۲۰)

فرہنگ آصفیہ

نعت ع اسم مونث صفت وثنا۔ تعریف وتوصیف۔ مدح۔ ثنا(۲۲۱)

نوراللغات

نعت ع بالفتح مونث بمعنی مطلق وصف، ستائش وثناء(۲۲۲)

مصباح اللغات

نعتہ ف تعریف کرنا، بیان کرنا(۲۲۳)

فیروزاللغات

نعت امونث مدح، ثنا، تعریف، رسول اللہؐ کی شان میں مدحیہ اشعار(۲۲۴)

گویا درج بالا بیان کئے جانے والے تمام لغوی معنوں سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ نعت کے لغوی معانی تعریف و توصیف مصطفیؐ کے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ نعت منظوم ہی ہو یہ منثور بھی ہو سکتی ہے البتہ جب ہم عام طور پر نعت کا لفظ سنتے یا استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد نعت کی شعری شکل ہی مراد ہوتی اور اصطلاحاً بھی نعت سے یہی مراد ہے کہ ایسے اشعار جن میں نبی کریم کی تعریف کی جائے۔ عربی میں تعریف کے لئے ایک لفظ مدح بھی مستعمل ہے جس سے مراد کسی بھی شخص کی تعریف ہے ابتدا میں مدح کی

اصطلاح بھی حضورؐ کی تعریف کے لئے استعمال ہوتی رہی لیکن بعد میں نعت کی اصطلاح استعمال ہونے لگی جو اب تک جاری ہے ۔

نعت کی موضوعاتی تقسیم

یوں تو نعت کا موضوعاتی دائرہ انتہائی وسیع ہے اس کو کسی طور محدود کرنا انتہائی دشوار ہے اگر آغاز میں اسے صرف تعریف وتوصیف تک ہی محدود رکھا گیا ہے تو اب بدلتے وقت کے ساتھ نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ کے جو جو گوشے عیاں ہو رہے ہیں وہ بھی اس کے موضوعات میں شامل ہوتے جارہے ہیں۔موجودہ دور کے نعتیہ شاعر ادیب اور نقاد حلیم حاذق نے نعت کی موضوعاتی تقسیم درج ذیل انداز میں کی ہے ان کے خیال میں نعت کے تین بڑے موضوعات ہیں۔

۱۔نعت اعتقادی

۲۔نعت عملی

۳۔نعت علمی

۱۔نعت اعتقادی

اس سے مراد موضوعات نعت کی وہ قسم ہے جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں رسول اللہؐ کے بارے میں شاعر اپنے عقیدے کا اظہار کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ حضورؐ کی عظمت ورفعت کو سمجھنے اور بیان کرنے کے لئے اصحاب رسول اور اولیائے امت وافکار سے استفادہ کرتا ہے۔

۲۔نعت عملی

اس سے مراد نعت کی وہ موضوعاتی قسم ہے جس میں نبی کریمؐ کی عملی زندگی یعنی سیرت طیبہ کی عکس بندی کی گئی ہو۔

۳۔نعت علمی

اس نعت میں نبی کریم کی تعلیمات اور فرامین سے استدلال کیا جاتا ہے(۲۲۵)

ڈاکٹر محمد طاہر قریشی نے تقسیم کے اعتبار سے نعتیہ موضوعات کو دو عناصر میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔بلاواسطہ عناصر

۲۔بالواسطہ عناصر

بلاواسطہ عناصر میں انہوں نے جن عناصر کو شامل کیا ہے ان میں حضورؐ کے شمائل، خصائل اور فضائل شامل ہیں جبکہ بالواسطہ عناصر میں شمائل ،خصائل اور فضائل کے علاوہ دیگر تمام عناصر شامل ہیں مثلاً استغاثہ واستمداد، خطاب وسلام، عشق نبیؐ ،نذرانہ درودوسلام، عجزوانکسار، سفر طیبہ، احساس عصیاں، ارض نبی میں موت کی آرزو، ادب، امید شفاعت، یادرسول، غلامی رسول پر احساس تفاخر، مدینے کی حاضری اور وارفتگی شوق وغیرہ(۲۲۶)

مقالہ نگار بھی ڈاکٹر محمد طاہر قریشی کی اس تقسیم سے متفق ہے البتہ ان بلاواسطہ اور بالواسطہ عناصر کو بلا واسطہ اور بالواسطہ نعتیہ موضوعات کے عنوان سے معنون کرتا ہے جس کی تفصیل ذیل ہے:۔

نعت کے بلاواسطہ موضوعات

مقالہ نگار کے نزدیک نعت کے بلاواسطہ موضوعات میں ایسے موضوعات شامل ہیں جن کا تعلق براہ راست نبی کریم سے ہے۔اس میں حضورؐ کے شخصی اوصاف اور نبوی خصائص شامل ہیں۔

نعت کے بالواسطہ موضوعات

نعت کے بالواسطہ موضوعات میں ایسے موضوعات شامل کئے جاتے ہیں کہ جن کا براہ راست نعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن شعراء نے نبی کریمؐ سے کوئی واسطہ اور نسبت پیدا کر کے کر کے انہیں موضوعات نعت میں شامل کر دیا ہے۔

نبی کریم کے شخصی اَوصاف میں (۲۲۷) سرکار کا نام و نسب، خاندان، حسن و جمال، بردباری، شجاعت، صداقت، امانتداری، مہمان نوازی، احسان شناسی، خوش خلقی، راست بازی، دردشناسی، رعب و دبدبہ، حلیہ مبارک، مزاج اقدس، تبسم، انداز نشست و برخاست، کاشانہ مبارک، قوت فیصلہ، اور حضورؐ کے نبوی خصائص میں دنیوی، برزخی اوراخروی خصائص شامل ہیں۔

حضورؐ کے دنیوی خصائص

سرکار دوعالمؐ کے وہ خصائص جو نبوی حیثیت کے ساتھ دنیامیں ظاہر ہوئے مثلاً تخلیق میں اولیت، نبوت میں اولیت، عالم ارواح میں تصدیق رسالت، عمومیت رسالت، نسبی شرف وفضیلت، کثیر الاسماء، سابقہ کتب سماویہ میں ذکررسول، ختم نبوت، باعث تکمیل دین، صاحب شریعت وکتاب، فصاحت وبلاغت، جوامع الکلم، مال غنیمت کا حلال ہونا، تمام روئے زمین کا مسجد ہونا، حفاظت الوہی، حضورؐ کے معترضین کو اللہ کا جواب، بے مثال

فہم وفراست،خازن وقاسم ہونا،ہوائے نفس سے حفاظت،شیطان سے حفاظت،ہمہ وقت مستجاب الدعوات،صاحب علم و حکمت، حضورؐ کی جسمانی قوت، طہارت فضلات،نیند میں قلب اطہر کا بیدار رہنا، حالت نماز میں تعمیل حکم کا حکم، نزول اسرافیل ، کثرت معجزات، افضلیت عہد نبوی، ازواج مطہرات سے تاابد حرمت نکاح،صاحب عترت(۲۲۸)

برزخی خصائص

حضورؐ کے وہ خصائص جو برزخ میں ظاہر ہوں گے مثلاً قبر مبارک میں جسم اطہر کا سلامت رہنا، قبر میں فراہمی رزق، قبر انور میں ادائے نماز،روضہ اقدس سے اذان واقامت کی صدا آنا،حیات ووصال امت کے لئے باعث خیر ،سلام امت کی سماعت وجواب،ملائکہ کا بارگاہ مصطفیؐ میں سلام پیش کرنا ،احوال امت کا علم ہونا،درود بھیجنے والوں کے نام ونسب کا علم ہونا(۲۲۹)

اخروی خصائص

حضورؐ کے وہ خصائص جو بروز حشر ظاہر ہوں گے مثلا:۔ قبر سے اٹھنے میں اولیت، براق پر سواری تمام نوع انسانی کی قیادت، اولاد آدم کی سرداری، جملہ امم کا پرچم رسول اللہؐ کے نیچے ، انبیاء کے امام اور خطیب، اہل محشر کے لئے نجات کی بشارت، پل صراط سے گزرنے میں اولیت، پل صراط ، میزان اور حوض کوثر پر غمگساری امت، مقام محمود، شفاعت میں اولیت، شفاعت کبری کا شرف، تمام انبیاوامم کا حضورؐ سے امداد کی طلب ، خصوصی کلمات حمد کا عطا کیاجانا، رضائے مصطفی مقصود رب، روز قیامت خلعت فاخرہ کا عطا کیا جانا، عرش پر کرسی رحمن کے دائیں جانب مسند حضورؐ کا رکھاجانا،ایک ہزار فرشتوں کا طواف کرنا ،شاہدامم وانبیاء، کثرت امت(۲۳۰)

حضورؐ کے خصائص بہشت

حضورؐ کے یہ خصائص جنت میں ظاہر ہوں گے:۔ مثلاً جنت کی کنجیاں دست مصطفیؐ میں، جنت کا افتتاح دست مصطفی سے ، جنت الفردوس کا عطا کیا جانا،عطائے کوثروتسنیم،جنت میں منبر کی تنصیب،اہل جنت کی زبان زبان محمدی عربی ہوگی(۲۳۱)

بالواسطہ نعتیہ موضوعات

مرقد مبارک، روضہ مبارک، روضہ رسول ﷺ کی جالیاں، مدینہ منورہ، مسجد نبوی، غار حرا، غار ثور، خاک مدینہ، خار مدینہ ہجرت، احترام رسول، حب رسول، التجائے استغاثہ، درود و سلام، اصحاب رسول وغیرہ۔

اردو ادب میں نعت گوئی کی روایت کا مختصر جائزہ

عنوان درج بالا کے تحت ہم نے اردو نعت گوئی کا مختصر جائزہ لینا ہے۔ چونکہ اب تک اردو نعت کی روایت پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی کرنا اور ممکن نہیں سو تحقیقی ضرورت کے پیش نظر انفرادیت برقرار رکھنا بھی لازم ہے سو اس عنوان پر بات کرتے ہوئے صرف اُردو نعت کے ادوار کا بلا تبصرہ تذکرہ کیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ صرف اُردو نعت کے فکری پہلو کو سامنے رکھا جائے اور صرف انہی نعتیہ موضوعات پر بات کی جائے جو نعت گوئی کی ابتدائی روایت کا حصہ تو تھے ہی لیکن بعد میں آنے والے ادوار میں بھی نعتیہ شاعری کی فکری بنیاد بنے جن سے ہمارے جدید شعراء نے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ جو فکری تبدیلیاں آئیں ان کو بھی سامنے لایا۔

نعتیہ ادوار کی تقسیم ذیل ہے:

ا۔ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کے مطابق تقسیم ادوار نعت

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے اردو نعت کے ادوار کی تقسیم یوں کی ہے۔ قدیم دور کے اردو نعت گو شعراء حضرت سید محمد حسینی تا ولی دکنی قدما کا دور سراج تا باقر آگاہ اور نظیر اکبر آبادی متوسطین کا دور مولوی کرامت علی شہیدی تا منشی شنکر لال ساقی متاخرین کا دور امیر مینائی تا محو دور جدید اور اس عصر کے دیگر شعراء خواجہ الطاف حسین حالی تا معلی

دور حاضر عزیز لکھنوی تا برگ یوسفی (۲۳۲)

۲۔پروفیسر سید محمد یونس

قدیم دکنی دور

شمالی ہند کا دور

دبستان لکھنو کا دور

جنگ آزادی کے بعد کے نعت گو شعراء

جدید دور خواجہ الطاف حسین حالی تا بہزاد لکھنوی

عصر حاضر شورش کاشمیری تا حفیظ تائب و قمر یزدانی (۲۳۳)

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید

جنوبی ہند میں اردو نعت گوئی خواجہ گیسودراز سے ولی دکنی تک شمالی ہند میں اردو نعت گوئی سودا و امیر تا محسن کاکوروی عصر جدید کی نعت گوئی ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد کا دور عصر حاضر کی نعت گوئی ۱۹۴۷ء کے بعد کا دور (۲۳۴)

۴۔ ڈاکٹر عاصی کرنالی

جنوبی ہند خواجہ گیسودراز سے ولی اور ولی سے عثمان تک

شمالی ہند کا عبوری دور غلام قادر شاہ اور امام بخش سے شیخ نور محمد تک

میر و سودا سے امیر و محسن تک

عصر جدید ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک

عصر حاضر ۱۹۴۷ء کے بعد عہد موجود تک (۲۳۵)

ان تمام ادوار کی نعتیہ شاعری اٹھا کر دیکھی جائے تو ہمیں کچھ ایسے بنیادی اور بڑے نعتیہ موضوعات ملتے ہیں کہ جنہوں نے دور قدیم سے لے کر حال تک اردو نعتیہ شاعری میں فکری بنیاد کا کام کیا وہ ذیل ہیں۔

مولودنامہ، معراج نامہ، نورنامہ، درود و سلام، منظوم سیرت رسولؐ

مولودنامہ

یعنی حضورؐ کی ولادت مبارکہ کے موضوع پر جو نعتیہ شاعری تخلیق کی گئی اس میں جو مولودنامے معروف ہوئے ان میں (مولود شہیدی) غلام احمد شہید آبادی (مولود سعیدی) محمد علی خان سعید لکھنوی (مولود رسول) مولوی حفیظ اللہ بندہ بدایونی (مولود اکبر) خواجہ محمد اکبر خان اکبر وارثی (مولود منظوم) شاہ فضل الرسول قادری مست (میلادنامہ) خواجہ حسن نظامی (میلاد مقبول) کیف المسلمی امروہوی (میلاد گوہر) منشی گوہر علی خان (۲۳۶)

معراج نامہ

نبی پاک کے معجزہ معراج کو موضوع بنا کر تخلیق کی جانے والی نعتیہ شاعری کو معراج نامہ کہتے ہیں۔ان کا ذکر یہ ہے۔

(حقائق معراج) میر قدرت اللہ قاسم

(ریحان معراج) میر مظفر حسین ضمیر

(لیلۃ الاسری) اطہر ہاپوڑی

(نظم معراج) علی احمد خان اسیر بدایونی(۲۳۷)

نور نامہ

اس موضوع کے اعتبار سے جس نعتیہ شاعری میں ابتداء کلام سے اختتام کلام تک صرف نور محمدی کی نورانیت وفضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔اس شاعری کو نور نامہ کہتے ہیں(۲۳۸)

سلام

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں درودوسلام ایمان والوں کا خاص کار خیر ہے۔سو اردو نعتیہ شاعری میں درودوسلام بہت زیادہ لکھا گیا ہے۔ان میں حفیظ جالندھری، امام احمد رضا خان بریلوی، شاہ اکبر وارثی، ماہر القادری اور جمیل قادری وغیرہ شامل ہیں(۲۳۹)

منظوم سیرت رسولؐ

اردو نعتیہ روایت میں منظوم سیرت نگاری کی روایت بھی ملتی ہے۔جس میں نبی پاک کی حیات مبارک کو شعری قالب میں ڈھالا گیا ہے۔

(شمائل نبوی) عبدالحمید ترین

(روضۃ الانوار) میر فیاض علی ولی

(سیرت پاک)منظوم سعدالدین سعد عثمانی

(بہار سیرت) محمد علی خان شاہین اشرف

(معجزہ نبوی) علی احمد خان اسیر بدایونی(۲۴۰)

اردو نعت کے یہ پانچوں ایسے بڑے موضوعات ہیں جو ہندوستان میں اردو نعتیہ ادب کی تخلیق سے لے کر آج تک بدستور محور سخن بنے ہوئے ہیں۔ انکے علاوہ جن نعتیہ موضوعات کو ہمارے نعت گو شعراء نے اپنے اپنے نعتیہ کلام کا حصہ بنایا پروفیسر محمد جاوید اقبال نے اپنی تالیف انتخاب نعت میں ان کو یکجا کر دیا جن میں سے چند مثالیں ذیل ہیں۔

جمال مصطفیٰ ؐ

میں آفتاب کہوں یا اُسے ستارہ لکھوں　　اسے لکھوں میں سمندر، اسے کنارہ لکھوں
میں کائنات کے ہر حسن کو حسن رضوی　　جمال احمد ؐ مرسل کا استعارہ لکھوں
حسن رضوی

یہ حسن محمد ؐ کی تابانیاں ہیں　　ضیا بار باغ و راغ، اللہ اللہ
خالد بزمی

دودمان ہاشم و زہرہ کا وہ مہر مبیں ؐ　　جس کی کرنوں سے منور عرصہ ارض و سما
عبد العزیز خالد

موج صبا یہ کہہ کے چمن سے گزر گئی　　کوئی بھی پھول تجھ سا شگفتہ نہ بن سکا (۲۴۱)
منیر کمال

اُمی لقب

شمع عجم ہے، ماہ عرب ہے، روح علوم و امی لقب ہے　　خلق مکمل، دین مسلم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
احسان دانش

بندہ اور خدا سے واصل، خاکی اور انوار کا حامل　　اُمی اور اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اقبال سہیل

جس نکتے کو قارون لغت پا نہ سکتے　　اک اُمی لقب سے کہو کوئی، بتا جائے (۲۴۲)
غلام رسول عدیم

نطق رسولؐ

آپ کا اک اک عمل میرے لئے سند
آپ کی اک اک حدیث میرے لئے سنگ میل
عابد نظامی

آپؐ کا ہر اک عمل آئینہ کردار ہے
عکس ہے نطق حسیں، قرآن کی تفسیر کا
راسخ عرفانی

بیاں کیسے ہوں، الفاظ میں صفات اُن کی
نزول وحیٔ الٰہی ہے بات بات اُن کی (۲۴۳)
اقبال عظیم

سراپا انوار

پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے
اُس نور اولیں کا اُجالا تمہی تو ہو
ظفر علی خان

سب سمجھتے ہیں اُسے شمع شبستان حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمال مصطفی
اصغر گونڈوی

اے اجالوں کے پیمبر حسن تابندہ ہے تُوؐ
قلب وجاں کا نور ہے تُو مہر رخشندہ ہے تُوؐ
چہرہ اقدس پہ ملکوتی تبسم کی بہار
تُو نشاط روح انساں، روئے فرخندہ ہے تُوؐ (۲۴۴)
سلیم اختر فارانی

حاصل کائنات

تُوؐ مقصد تخلیق ہے تُوؐ حاصل ایماں
جو تجھ سے گریزاں، وہ خدا سے ہے گریزاں
ماہر القادری

کیا کیا کہوں، کیا کیا ہیں عنایات محمدؐ
ہے باعث ایجاد جہاں، ذات محمدؐ
انیس

ہشت جنت، شش جہت، ہفت آسماں
سب ہوئے پیدا برائے محمدؐ (۲۴۵)
امیر مینائی

رحمتِ عالم

دونوں عالم کے لئے رحمت یزداں توؐ ہے
شافعِ حشر ہے توؐ، ہادیٔ دوراں توؐ ہے

حافظ لدھیانوی

رحمتِ عالمؐ کی رحمت کا جب آتا ہے خیال
شورشِ طوفانِ عصیاں سے اماں پاتا ہوں میں

نسیم بستوی

محمدؐ کی نگاہِ لطف کا مرہون عالم ہے
کہ اُن کے در سے کوئی بھی نہیں آیا کبھی خالی
کوئی کیسے کرے ان کی خطا پوشی کا اندازہ
جنہوں نے دشمنوں کی ہر جفا دل سے بھلا ڈالی (۲۴۶)

خالد بزمی

شفیعِ عاصیاں

سرکارؐ کے روضۂ اقدس پر کیا نور کا عالم چھایا ہے
انوار کی بارش پیہم ہے اور ابرِ کرم کا سایہ ہے
احساسِ گنہ کی شدت سے اور رقتِ قلب کی حدت سے
ہر اشکِ ندامت پلکوں پر خاموشی سے تھرایا ہے
اُس شافعِ محشر کے در پر جو لذت روح کو ملتی ہے
وہ ایک کھنکتی دولت ہے، وہ بیش بہا سرمایہ ہے

مسعود انور شفقی

سرِ محشر مجھے خورشیدِ محشر کا نہیں کھٹکا
کہ سر پہ سایۂ دامانِ رحمت لے کے آیا ہوں

شاغل صدیقی

ہیں خواجہ کونین مرے شافعِ محشر
اے شیخ! مجھے خوف ہے کیا دامن ترسے (۲۴۷)

بشیر احمد تمنا

ختمِ نبوت

عالم تمام حلقۂ ختم الرسل ہوا
فطرت سمٹ گئی ہے شہِ انبیاءؐ کے بعد

اختر ہوشیارپوری

ہے ختم تریؐ ذات پہ پیغام نبوت
توؐ آخری منزل گہ جبریل امیں ہے

مشتاق بھٹی

ختمِ رسلؐ کے بعد پیمبر، غلط غلط
نازل ہو اب کتاب کسی پر، غلط غلط

ہے باعث نجات فقط مصطفیؐ کی ذات
ہو اور کوئی شافعِ محشرؐ غلط غلط (٢٤٨)
امین گیلانی

مقام مصطفیؐ

تجھی سے لفظ فروزاں، عبارتیں شاداں
تجھی سے حسن تکلم، تجھی سے حسن کلام
وزیر آغا

نہ میں جانوں، نہ تُو جانے، نہ کوئی دوسرا جانے
مقام مصطفیؐ کیا ہے، خدا جانے خدا جانے
قلم سے ہو رقم کیسے، زباں سے ہو بیاں کیسے
یہ حسن مصطفیؐ کیا ہے خدا جانے خدا جانے
علم الدین ارشد

وہ ممکنات جلال و جمال کے پیکر
وہ اعتدال کے سانچے میں عظمت آدم
اُنھی کے نور کا صدقہ، فروغ ماہ و نجوم
اُنھی کے فیض سے روشن چراغ طاق حرم
مرے حضورؐ کا ہر لفظ گوہر یکتا
میرے حضورؐ کی ہر بات آیۂ محکم (٢٤٩)
انور مسعود

فیضان رسالت مآبؐ

یہ اعجاز قدم بھی دیکھنے والوں نے دیکھا ہے
گلستاں سے بدل جانا بیک جنبش بیاباں کا
مشتاق شبنم

وقار عظمت انساں ہوا عیاں تجھؐ سے
جہان خاک سے ابھرا ہے آسماں تجھؐ سے
لقب ہے سرور کونینؐ کا تجھے زیبا
کہ اپنے بخت پہ نازاں ہیں دو جہاں تجھؐ سے
صوفی تبسم

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا (٢٥٠)
ہری چند اختر

ان کے علاوہ نعت گو شعراء نے جن موضوعات کو اپنی نعتیہ شاعری میں استعمال کیا ان میں اُسوہءحسنہ، پیغام رسالت مآب، حب رسول پاکؐ، دیار رسول پاکؐ، ذکر صحابہ، قرآنی حقائق، تاریخی حقائق، نیازوناز، ادبی حسن وجمال اور درودوسلام شامل ہیں۔

د۔ شعراء کا مختصر تعارف

1۔ اشفاق احمد غوری

اشفاق احمد غوری اردو کے معروف معاصر نعت گو شاعر ہیں۔اُن کی پیدائش جلال پور پیروالا میں ۱۱ فروری ۱۹۷۰ء کو ہوئی (۲۵۱)۔ابتدا میں غزل کی طرف زیادہ رجحان رہا۔نعت کہی تو اسی صنف کے ہو رہے۔اب کئی نعتیہ مجموعوں کے خالق ہیں۔منظوم سیرت النبی بھی کہہ رکھی ہے جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔

2۔ تابش کمالؔ

تابش کمالؔ کا تعلق پنجاب کے معروف سُورما دُلہہ بھٹی کے خاندان سے ہے۔جنہوں نے سب سے پہلے پنڈی بھٹیاں میں مغلوں کے بیرونی تسلط کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تھا۔تابش کمالؔ نسبی اعتبار سے بھٹی راجپوت ہیں اور حسبی اعتبار سے کھوٹ قریش یعنی اعوان ہیں۔تابش کمال کے خاندان کا حسبی سلسلہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے جاملتا ہے۔تابش کمالؔ کے والد حضرت باغ حسین کمال تھے۔جو ایک صاحب سلسلہ اور بلند پایہ ولی ہونے کے ساتھ ساتھ اردو، پنجابی اور فارسی زبان کے صوفی شاعر بھی تھے تابش کمالؔ کی پیدائش ۱۵ اپریل ۱۹۶۵ء کو چکوال میں ہی ہوئی ۔(۲۵۲)۔اپنے والد کی طرح انہوں نے بھی علم وادب کے علاوہ تصوف میں بھی اپنا نام پیدا کیا۔اردو پنجابی دونوں زبانوں میں یکساں طور پر شاعری کرتے ہیں۔اردو، پنجابی غزل، کافی، نظم اور نعت کہتے ہیں مگر اُن کا اصل میدان نعت گوئی ہے جو اُن کے مقام و منصب سے لگا کھاتا ہے۔تین نعتیہ مجموعے ایک اردو غزل اور نظم اور تین پنجابی شاعری کے اور دو نثری تصانیف اُن کا ادبی سرمایہ ہے

3۔ حفیظ تائب

اردو اور پنجابی نعت کی دنیا میں حفیظ تائب ایک بے تاج بادشاہ ہیں۔اُن کا اصل نام عبدالحفیظ تھا۔۱۴ فروری ۱۹۳۱ء کو پشاور میں آنکھ کھولی، والد کا نام الحاج مولانا چراغ دین قادری سروری تھا(۲۵۳) محکمہ برقیات سے عملی زندگی کا آغاز کیا کئی اردو اور پنجابی نعتیہ مجموعے تخلیق کئے دو مجموعے طاقِ حرم اور حضوریاں اُن کی وفات کے بعد شائع ہوئے۔۱۳ جون ۲۰۰۴ء کو فرشتہ ءاجل کو لبیک کہا۔

4۔ راجارشید محمود

راجارشید محمود پاکستان کے وہ واحد شاعر ہیں۔ جنکا کام اردو نعت میں سب سے زیادہ ہے۔ وہ چھیاسٹھ سے زائد نعتیہ مجموعوں کے خالق ہیں۔ ماہنامہ نعت اُن کا معروف نعتیہ پرچہ ہے۔ راجا رشید محمود کی تاریخ پیدائش ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء ہے (۲۵۴) والد کا نام راجا غلام محمد تھا۔

5۔ رفیع الدین ذکی قریشی

رفیع الدین ذکی قریشی ۳ جولائی ۱۹۳۴ء کو انڈیا کپور کلہ میں پیدا ہوئے (۲۵۵) والد کا نام حکیم تاج الدین قریشی تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کی اور پاکستان آ گئے۔ ۱۹۵۴ء کو HBL بینک میں ملازمت آغاز کی اور ۱۹۹۴ء میں بینک مینجر ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں شادی ہوئی۔ اولاد میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ چھ مجموعے اردو غزل اور ۲۹ سے زیادہ اردو حمد و نعت کے شعری مجموعے ہیں۔

6۔ ریاض حسین چودھری

ریاض حسین چودھری اردو نعت کے صاحب سوز شاعر ہیں۔ نومبر ۱۹۴۱ء سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد چودھری عبد المجید تھے (۲۵۶) اُن کی درجن بھر نعتیہ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ۲۰۱۷ء کو آپ خالق حقیقی سے جا ملے

7۔ ڈاکٹر عزیز احسن

ڈاکٹر عزیز احسن ۱۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو جے پور بھارت میں پیدا ہوئے (۲۵۷)۔ والد کا نام عبد الحمید خان تھا، اردو نعتیہ ادب کے تنقیدی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ اُن کے پی۔ ایچ۔ ڈی اردو کے مقالے کا عنوان تھا۔ کرم و نجات کا سلسلہ، شہپرِ توفیق، اُمید طیبہ رسی، اور سیل حُبِ رسول اُن کے نعتیہ شعری مجموعے ہیں

8۔ گہر اعظمی

انصار الحق قریشی اُن کا اصل نام اور تاریخ پیدائش ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء ہے (۲۵۸) مقام ولادت اعظم گڑھ ہے۔ والد فضل حق قریشی پیشے کے اعتبار سے وکیل تھے۔ گہر اعظمی انصار الحق قریشی کا ادبی نام ہے۔ ابتدائی تعلیم والدہ اور نانا سے حاصل کی۔ متعدد نعتیہ مجموعے ہیں۔ حضورؐ کی سیرت بھی منظوم کر رکھی ہے

9۔ محمد اقبال حسین نجمی

موجودہ دور کا وہ نعت گو شاعر جس نے قریباً تمام ہیئتوں میں نعت کہی ہو اُسے محمد اقبال حسین نجمی کہتے ہیں۔۴ جنوری ۱۹۵۳ء کو آنکھ کھولی (۲۵۹)والد محمد اسماعیل تھے اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں

10۔ محمد امین ساجد سعیدی

۵نومبر ۱۹۷۵ء محمد امین ساجد سعیدی خورشید احمد بھٹی کے ہاں پیدا ہوئے (۲۶۰)اُن کے آباؤ اجداد نے ہندوستان سے ہجرت کی اور پاکستان کو اپنا مسکن بنایا۔ محمد امین ساجد آغاز میں ہی نعت اور خوشنویسی کے ذوق کے حامل تھے۔ سوجوں جوں وقت گزرتا گیا۔ اپنا آپ منوانے لگے اب پانچ شعری مجموعوں کے خالق ہیں

11۔ محمد حنیف نازش قادری

الحاج محمد حنیف نازش قادری ۱۹۳۵ء کو پیدا ہوئے (۲۶۱)۔ والدہ کا نام سائرہ بی بی تھا۔ حال ہی میں حنیف نازش قادری کی وفات ہوئی ۔ اردو اور پنجابی میں نعتیں کہی ہیں اردو نعت کے چار نعتیہ مجموعے ہیں اور ایک پنجابی زبان کا۔

12۔ یوسف راہی چاٹگامی

یوسف راہی چاٹگامی کی پیدائش ۱۹۵۳ میں ہوئی (۲۶۲)۔ مقام ولادت سابقہ مشرقی پاکستان کا شہر چاٹ گام ہے، تعلیم وتربیت دادا قاری محمد سلیم نے کی۔ والد کا نام دوست محمد تھا۔ جو ایک کیمسٹ تھے۔ ابتدا میں شعر گوئی کرتے رہے لیکن زیادہ فیض حلقہ اہل قلم چاٹ گام سے پایا۔ ابھی تک سفر جاری ہے۔

حوالہ جات

۱۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا، عبداللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء, ص ۳۵ ۷

۲۔ علی حسن، حسن اللغات جامع، اورنٹیل بک سوسائٹی، لاہور، سن، ص ۶۴۲

۳۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۳۶۸

۴۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نوراللغات، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۶۷۳۔ ۶۷۴

۵۔ وارث سرہندی، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع سوم ۲۰۰۶ء، ص ۸۳۹

۶۔ عابد علی عابد، سید، اصول انتقاد ادبیات، مجلس ترقی ادب کلب روڈ، لاہور، ص ۲۶۸

۷۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء, ص ۱۸۷

۸۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، آئینۂ ادب انار کلی، لاہور، سن، ص ۲۲

۹۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۷۷۷

۱۰۔ عبداللہ شاہین، پروفیسر، نعت گوئی اور اس کے آداب، دارالسلام، کراچی، سن، ص ۳۵۔ ۳۶

۱۱۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۴

۱۲۔ ایضاً، پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹، ص ۴۹۰

۱۳۔ ایضاً، پارہ ۲۷، سورۃ الواقعہ، آیت ۷۹، ص ۹۹۱

۱۴۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ص ۹۶

۱۵۔ محمد نعیم الدین، سیدّ، تفسیر خزائن العرفان، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۳۲، ۱۱۳۳

۱۶۔ سرور حسین، خان، ثنائے مصطفیٰ فی الکلام الکبریا، غضنفر اکیڈمی، پاکستان، کراچی، اشاعت اول مئی ۲۰۱۸ء ص ۱۰

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۳ تا ۲۱

۱۸۔ سلیمان ندوی، سید، مشمولہ ضیاء الکلام، مصنف، الحافظ تقی الدین ابی محمد عبدالغنی، ضیاء احسان پبلشرز، لاہور، سن ص ۲۵

۱۹۔ صبحی صالح، ڈاکٹر، علوم الحدیث، مترجم غلام احمد حریری، کشمیر بک ڈپو، ۱۹۹۷ء، ص ۴۱

۲۰۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۸

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۱۹

۲۲۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، اسمائے مصطفیٰ، منہاج القرآن پبلیشرز، ۲۰۰۷ء ص ۱۷

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۷

۲۴۔ عیاض، قاضی، مالکی، ابو الفضل، شفا شریف، شاکر پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۷۳ تا ۱۸۱

۲۵۔ جلال الدین عبد الرحمٰن، ابی بکر، السیوطی، الخصائص الکبریٰ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۱ء ص ۱۸۸

۲۶۔ ادیب، رائے پوری، مدارج النعت، نعت اکیڈمی، فروری، ۱۹۸۲ء ص ۹۱

۲۷۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۲۸۔ عابد نظامی، خواجہ، ڈاکٹر، فیضان کرم، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، سن، ص ۱۲۴ تا ۱۲۷

۲۹۔ ایضاً، میاں دو کریم، ص ۱۵۹

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۵۷ تا ۱۶۱

۳۱۔ احمد حسن زیات، تاریخ ادب عربی، شیخ غلام علی پبلشرز، لاہور، سن، ص ۷۶

۳۲۔ شاہ محمد، عہد نبوی کی نعتیہ شاعری، مقالہ پی ایچ ڈی، جامعہ، کراچی، ۲۰۰۷ء ص ۱۷۵

۳۳۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۱، سورۃ البقرہ آیت ۱۸، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹، ص ۹

۳۴۔ ایضاً، پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۷، ص ۶

۳۵۔ ارشاد شاکر، اعوان، عہد رسالت میں نعت، مجلس ترقی ادب، لاہور، جنوری ۱۹۹۳ء ص ۱۹۵

۳۶۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۳۷۔ ایضاً، ص ۲۸

۳۸۔ آفتاب احمد، نقوی، ڈاکٹر، قرآن حکیم میں، ص ۱۰۰۰، ۹۹ نعت رسول، اوج لاہور نمبر، ۱۹۹۲

۳۹۔ برق طلحہ،، رضوی، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، دانش اکیڈمی، آرا بہار انڈیا، ۱۹۷۴ء، ص ۶

۴۰۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹، ص ۱۱۲۲

۴۱۔ ایضاً، سورۃ العادیات، ص ۱۱۱۶

۴۲۔ ایضاً، سورۃ البلد، ص ۱۱۰۴

۴۳۔ محمد اسماعیل، ڈاکٹر، نعتیہ شاعری کا ارتقاء، الہٰ آباد، ۱۹۸۸ء ص ۲۷

۴۴۔ ادیب رائے پوری، مدارج النعت، نعت اکیڈمی، فروری ۱۹۸۲، ص ۱۹۵

۴۵۔ ارشاد شاکر، اعوان، عہد رسالت میں نعت، مجلس ترقی ادب، لاہور، جنوری ۱۹۹۳، ص ۳۹، ۳۸

۴۶۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول ۱۹۹۰ء، ص ۱۲۴

۴۷۔ رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر، اردو میں نعتیہ شاعری، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۶ء ص ۶۶

۴۶۔ برق طلحہ رضوی، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، دانش اکیڈمی، انڈیا، ۱۹۷۴، ص ۷
۴۹۔ محمد بن اسحاق بن یسار، سیرت النبی ابن ھشام، جلد اول، ادارہ اسلامیات پبلشرز، مئی ۱۹۹۴ء ص ۳۶ تا ۳۹
۵۰۔ شمیم گوہر، سید، ڈاکٹر، اردو کا نعتیہ ادب، انڈیا، ۲۰۰۱ء ص ۱۰
۵۱۔ عبدالنعیم، عزیزی، ڈاکٹر، اردو نعت گوئی اور فاضلبریلوی، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، ۲۰۰۸ء ص ۱۹
۵۲۔ عبداللہ عباس، ڈاکٹر، عربی میں نعتیہ کلام، میزان ادب، کراچی، ۱۹۷۸ء ص ۲۴
۵۳۔ گوہر ملیسانی، عصر حاضر کے نعت گو، گوہر ادب پبلیشرز، صادق آباد ۱۹۸۳ء، ص ۳۳
۵۴۔ شاہ محمد، عہد نبوی کی نعتیہ شاعری، مقالہ پی ایچ ڈی اردو، جامعہ کراچی، ۲۰۰۷، ص ۵۰۴
۵۵۔ ادیب رائے پوری، مدارج النعت، نعت اکیڈمی، فروری ۱۹۸۲، ص ۱۹۶، ۱۹۵
۵۶۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول ۱۹۹۰ء، ص ۱۲۴
۵۷۔ عبدالنعیم، عزیزی، ڈاکٹر، اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، ۲۰۰۸، ص ۷۱
۵۸۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول ۱۹۹۰ء ص ۱۲۹
۵۹۔ عاصی کرنالی، ڈاکٹر، اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر، اقلیم نعت، کراچی، جون ۲۰۰۱ء، ص ۸۹ تا ۹۳
۶۰۔ احمد حسن زیات، تاریخ ادب عربی، شیخ غلام علی پبلشرز، لاہور، سن، ص ۲۳۷ تا ۲۴۷
۶۱۔ عبدالحمید، اطہر، عہد نبوی کی شاعری، جامعہ اسلامیہ، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۱ تا ۱۳۷
۶۲۔ عبدالحمید اطہر، تاریخ عربی ادب، پرنٹ لائن پبلشرز، لاہور، سن، ص ۵۰۵ تا آخر
۶۳۔ شاہ محمد، عہد نبوی کی نعتیہ شاعری، مقالہ پی ایچ ڈی اردو، جامعہ کراچی، ۲۰۰۷، ص ۶۷۹ تا ۶۹۹
۶۴۔ اطہر مبارک پوری، قاضی، عرب و ہند عہد رسالت میں، تحقیقات، مزنگ لاہور، ۲۰۰۴ء ص ۲۶
۶۵۔ ابوسفیان اصلاحی، ڈاکٹر، نعت رنگ، شمارہ ۱۳، مرتب صبیح رحمانی، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، دسمبر ۲۰۰۲ء، ص ۱۶۹
۶۶۔ محمد اسحاق قریشی، برِ صغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، جامعہ پنجاب، لاہور، دسمبر ۱۹۷۹، ص ۲۷۳
۶۷۔ ابوسفیان اصلاحی، ڈاکٹر، نعت رنگ، شمارہ ۱۳، مرتب، صبیح رحمانی، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، دسمبر ۲۰۰۲، ص ۱۶۹
۶۸۔ شفیق بریلوی، ارمغان نعت، ص ۹۷
۶۹۔ ایضاً، ص ۱۰۳
۷۰۔ ایضاً، ص ۱۱۰
۷۱۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۷۲۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۷۳۔ ایضاً، ص ۲۲۴

۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، فارسی ادب کی مختصر تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء ص ۱۷، ۱۶

۷۵۔ شفیق بریلوی، ارمغان نعت، ۶۳،

۷۶۔ ایضاً، ص ۶۴

۷۷۔ ایضاً، ص ۷۳

۷۸۔ ایضاً، ص ۷۴

۷۹۔ ایضاً، ص ۷۵

۸۰۔ ایضاً، ص ۸۴

۸۱۔ ایضاً، ص ۸۵

۸۲۔ ایضاً، ص ۸۸

۸۳۔ ایضاً، ص ۹۹

۸۴۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۸۵۔ عبدالحمید، اطہر، عہد نبوی کی شاعری، جامعہ اسلامیہ، ۲۰۱۲ء، ص ۲۲

۸۶۔ شاہ محمد، عہد نبوی کی نعتیہ شاعری، مقالہ پی ایچ ڈی اردو، جامعہ کراچی، ۲۰۰۷، ص ۵۲۱ تا ۵۲۳

۸۷۔ عنوان چشتی، ڈاکٹر، اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے، انجمن ترقی اُردو ہند دلی، جولائی ۱۹۷۵ ص ۱۳

۸۸۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا، عبداللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۸۲

۸۹۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۴۹۲

۹۰۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نوراللغات، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۰۱

۹۱۔ ایضاً،

۹۲۔ وارث سرہندی، قاموس مترادفات اردو، سائنس بورڈ، لاہور، ص ۱۱۱۱

۹۳۔ سٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری، مرتب عبدالحق بابائے اردو، ہلی، سن ص ۸

۹۴۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۲۹۰

۹۵۔ ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر، اردو غزل کا تکنیکی، ہیئتی و عروضی سفر مجلس ترقی ادب، لاہور، اگست ۲۰۰۸ء، ص ۲۷

۹۶۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، بار دوم ۲۰۱۶ء، ص ۱۰
۹۷۔ ایضاً،
۹۸۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۲۲۷
۹۹۔ شمیم احمد، اصناف سخن اور شعری ہیئتیں، انڈیا بک امپوریم بھوپال، ۱۹۸۱ء، ص ۲۹،۳۰
۱۰۰۔ سلمان علی ندوی، سید، اردو مثنوی کا ارتقاء، اصناف سخن، پشاور یونیورسٹی، ۲۰۰۱ء ص ۱۰۷
۱۰۱۔ شبلی نعمانی، شعر العجم، جلد چہارم، انجمن حمایت اسلام، لاہور، سن، ص ۲۴۳
۱۰۲۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۹۱
۱۰۳۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نوراللغات، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۱۸۷
۱۰۴۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا، عبداللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۸۴۷
۱۰۵۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۱۹۴
۱۰۶۔ ایضاً، ص ۱۹۵، ۱۹۴
۱۰۷۔ محمد اسماعیل، ڈاکٹر، اردو شاعری میں نعت جلد دوم، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، ۲۰۱۹ء ص ۲۳۴
۱۰۸۔ الطاف حسین حالی، خواجہ، مقدمہ شعر و شاعری، اردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۹۳ء، ص ۱۷۹
۱۰۹۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نوراللغات، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۵۱
۱۱۰۔ عبدالحمید اطہر، تاریخ عربی ادب، پرنٹ لائن پبلشرز، لاہور، سن، ص ۱۴۵
۱۱۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۵۸۷
۱۱۲۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا، عبداللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۶۸۲
۱۱۳۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۱۷۹
۱۱۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۱۸
۱۱۵۔ عاصی کرنالی، ڈاکٹر، اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر، اقلیم نعت، کراچی، جون ۲۰۰۱ء، ص ۲۲۷
۱۱۶۔ محمد اسماعیل، ڈاکٹر، اردو شاعری میں نعت جلد دوم، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۲۴۰
۱۱۷۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۲۲۶
۱۱۸۔ نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، نئی دہلی ترقی اردو لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۵۴
۱۱۹۔ شفیق بریلوی، ارمغان نعت، ص ۸۰
۱۲۰۔ حافظ محمد شیرانی، پنجاب میں اردو، مکتبہ معین الادب، لاہور، ۱۹۴۹ء، ص ۳۳۸

۱۲۱۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۵۹
۱۲۲۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء ص ۳۷
۱۲۳۔ نظیر اکبر آبادی، کلیات نظیر، مطبع نو لکھنو، ۱۹۵۱ء، ص ۳۸۰
۱۲۴۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ۲۳۴
۱۲۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۳۵
۱۲۶۔ خالد عبد العزیز، طاب طاب، مقبول اکیڈمی، لاہور، سن ص ۱۱۱
۱۲۷۔ ماہنامہ نعت لاہور، نومبر ۱۹۹۰ء ص ۹۷
۱۲۸۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۸۵
۱۲۹۔ محمد اقبال، کلیات اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۹ء ص ۴۰۵
۱۳۰۔ ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۱۲۱
۱۳۱۔ ایضاً
۱۳۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۲۰
۱۳۳۔ شمیم احمد، اصناف سخن اور شعری ہیئتیں، انڈیا بک امپوریم بھوپال، ۱۹۸۱ء، ص ۱۱۷
۱۳۴۔ اقبال عظیم، زبورِ حرم، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۰، ص ۵۴
۱۳۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۲۶
۱۳۶۔ ایضاً، ص ۱۲۷
۱۳۷۔ علیم صباء نویدی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، تمل ناڈو، اردو پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۱۹
۱۳۸۔ ایضاً، ۱۲۱
۱۳۹۔ انجم وزیر آبادی، ضیائے کوثر، تاج کمپنی، لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۰۳
۱۴۰۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نور اللغات، جلد اول، مشتاق بک پبلشر، لاہور، جون ۲۰۱۹، ص ۱۰۱۲
۱۴۱۔ یونس شاہ، سید تذکرہ نعت گویان اردو جلد دوم، مکہ بکس لاہور، ۱۹۸۴ء ص ۸۸
۱۴۲۔ علیم صباء نویدی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، تمل ناڈو، اردو پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۰۸
۱۴۳۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۳۱
۱۴۴۔ ایضاً،
۱۴۵۔ حسن رضوی، ڈاکٹر، مدینے کی ہوا، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳، ص ۱۲۵

۱۴۶۔ ایضاً

۱۴۷۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۹۵

۱۴۸۔ تنویر پھول، انوارِ حرا، حرا فاؤنڈیشن، کراچی ۱۹۹۷ء، ص ۸۰، ۸۱

۱۴۹۔ حافظ لدھیانوی، صل علیٰ النبی، بیت الادب، فیصل آباد، ۱۹۹۸، ص ۴۴

۱۵۰۔ شمیم احمد، اصناف سخن اور شعری ہیئتیں، انڈیا بک امپوریم بھوپال، ۱۹۸۱ء، ص ۱۶۸

۱۵۱۔ حفیظ تائب، وسلمو اتسلیما، القمر انٹر پرائزر، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۸۲

۱۵۲۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵۰۶

۱۵۳۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۰۶۳

۱۵۴۔ ابو الاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص ۲۳۴

۱۵۵۔ بیدم وارثی، کلیاتِ بیدم وارثی، عبد اللہ پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۲، ص ۳۰۸

۱۵۶۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۸

۱۵۷۔ حسن رضوی، ڈاکٹر، مدینے کی ہوا، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳، ص ۱۵۹

۱۵۸۔ علیم صباء نویدی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، تمل ناڈو، اردو پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۸

۱۵۹۔ شفیع عقیل، پنجاب رنگ، اردو لاہور، ۱۹۶۸، ص ۱۳۱

۱۶۰۔ شمیم احمد، اصناف سخن اور شعری ہیئتیں، انڈیا بک امپوریم بھوپال، ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۱

۱۶۱۔ صہبا اختر، اقراء، ایجوکیشنل پریس، ۱۹۸۱ء، ص ۱۰۱

۱۶۲۔ ناہید قاسمی، بشمولہ، ہندوپاک کی اردو نعتیہ شاعری، محمد اسماعیل، ڈاکٹر، براؤن پبلی کیشنز، ۲۰۱۹، ص ۴۱۰

۱۶۳۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی، جلد اول، مکتبہ مدینہ، لاہور، ۲۰۰۱ء ص ۱۰

۱۶۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۰۱

۱۶۵۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵۴۶

۱۶۶۔ اثر لودھیانوی، عکس جمال، یوسفی برادرز، گوجرانوالہ ۱۹۸۶ء، ص ۱۱۵

۱۶۷۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵۴۷

۱۶۸۔ علیم صباء نویدی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، تمل ناڈو، اردو پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۷

۱۶۹۔ ایضاً،

۱۷۰۔ ایضاً، ص ۱۲۳، ۱۲۴

۱۷۱۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۱۷۲۔ جمیل جالبی، ، ڈاکٹر، تاریخ ادب ادرو، جلد اول، انجمن ترقی اردو، ہند، دہلی، ص ۶۵۳

۱۷۳۔ افضال احمد انور، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵۵۵

۱۷۴۔ صبی رحمانی، نعت رنگ شمارہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۱۷، نومبر ۲۰۱۴ء، ص ۳۵۰

۱۷۵۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبد الحفیظ بلیاوی، مولانا، عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۴۴۹

۱۷۶۔ نور الحسن نیر، کاکوروی، نور اللغات، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۲۹۹

۱۷۷۔ قاموس مترادفات اردو، ص ۱۱۰

۱۷۸۔ گوپی چند نارنگ ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۴

۱۷۹۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبد الحفیظ بلیاوی، مولانا، عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۴۲۰

۱۸۰۔ طارق سعید، اسلوب اور اسلوبیات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶۹

۱۸۱۔ ایضاً،

۱۸۲۔ ایضاً،

۱۸۳۔ منظور احمد، ملک زادہ، پروفیسر، مشمولہ، طارق سعید، اسلوب اور اسلوبیات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ۱۹۹۶ء، ص ۶

۱۸۴۔ ایضاً،

۱۸۵۔ ایضاً، ص ۱۸۲ تا ۱۹۲

۱۸۶۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، نعتیہ شاعری کے شرعی تقاضے، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۸۰

۱۸۷۔ ایضاً، ص ۸۳

۱۸۸۔ ایضاً، ص ۸۹

۱۸۹۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، باردوم ۲۰۱۶ء، ص ۷۴

۱۹۰۔ ایضاً،

۱۹۱۔ ایضاً، ص ۷۷

۱۹۲۔ ایضاً، ص ۶۵

۱۹۳۔ ایضاً، ص ۶۱

۱۹۴۔ رشید وارثی، اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، نعتریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۰ء ص ۲۶۳

۱۹۵۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، باردوم ۲۰۱۶ء، ص ۸۳

۱۹۶۔ ایضاً، ۱۱۶
۱۹۷۔ عبداللہ شاہین، پروفیسر، نعت گوئی اور اس کے آداب، دارالسلام، کراچی، سن، ص ۲۱۶
۱۹۸۔ ایضاً، ص ۲۱۷
۱۹۹۔ علی حسن، پروفیسر، آئینہ اردو لغت، خالد بک پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۱۳۷۴
۲۰۰۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، باردوم ۲۰۱۶ء، ص ۹۲
۲۰۱۔ ایضاً، ص ۱۱۸
۲۰۲۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، نعتیہ شاعری کے شرعی تقاضے، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۷۵
۲۰۳۔ نفیس اقبال، ڈاکٹر، اردو شاعری میں تصوف، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷، ص ۶۹
۲۰۴۔ ایضاً، ص ۶۹
۲۰۵۔ ایضاً، ص ۱۳۴
۲۰۶۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، باردوم ۲۰۱۶ء، ص ۴۲
۲۰۷۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ص ۴۸
۲۰۸۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹، ص ۵۲۵
۲۰۹۔ ایضاً، پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۹، ص ۹۷۰
۲۱۰۔ جہاں آرا، ڈاکٹر، عبدالعزیز خالد کی نعتیہ شاعری پر عربی زبان کے اثرات مشمولہ نعت رنگ شمارہ ۲۸، ۲۰۱۸ء ص ۳۱۸
۲۱۱۔ ایضاً،
۲۱۲۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۳۰ سورۃ الشمس، آیت ۱، مکتبہ المدینہ کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۰۵
۲۱۳۔ تابش کمال، صلِ علیٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۹ء، ص ۲۷
۲۱۴۔ نقی علی خان، بریلوی، مولانا، سرور القلوب، فاروقیہ پبلشرز، ص ۵۵
۲۱۵۔ تابش کمال، صلِ علیٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۷
۲۱۶۔ احمد رضا خان، بریلوی، حدائق بخشش، نومبر ۲۰۱۰ء ص ۲۷
۲۱۷۔ امام بوصیری، قصیدہ بردہ شریف،، الفاروق بک فاونڈیشن، لاہور، مئی ۱۹۹۷ء
۲۱۸۔ عبداللہ شاہین، پروفیسر، نعت گوئی اور اس کے آداب، دارالسلام، کراچی، سن، ص ۲۱۰
۲۱۹۔ ایضاً،
۲۲۰۔ لویس معلوف، المنجد، مترجم عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا، عبداللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۲۸

۲۲۱۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۲۹۶

۲۲۲۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نوراللغات، جلد دوم حصہ سوم، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۱۵۲۰

۲۲۳۔ مصباح اللغات، ص ۸۸۷

۲۲۴۔ فیروز اللغات، ص ۶۸۳

۲۲۵۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، باردوم ۲۰۱۶ء، ص ۳۶

۲۲۶۔ محمد طاہر قریشی، ڈاکٹر، ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء ص ۳۷

۲۲۷۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، شمائل مصطفی، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۸ تا آخر

۲۲۸۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، خصائص مصطفیٰ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۳ء، ص ۵ تا ۱۲

۲۲۹۔ ایضاً، ص ۱۳

۲۳۰۔ ایضاً، ص ۱۴

۲۳۱۔ ایضاً،

۲۳۲۔ رفیع الدین اشفاق، سیّد، ڈاکٹر، اردو شاعری میں نعت، اردو اکیڈمی، سندھ، کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۶ تا ۱۰

۲۳۳۔ یونس شاہ، تذکرہ نعت گویان، اردو، ایبٹ آباد، الگیلانی پبلشرز، ۱۹۸۲ء

۲۳۴۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ص ۱۶۶

۲۳۵۔ عاصی کرنالی، ڈاکٹر، اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر، اقلیم نعت، کراچی، جون ۲۰۰۱ء، ص ۵

۲۳۶۔ حلیم حاذق، اصول نعت گوئی، نعت ریسرچ سینٹر کراچی، باردوم ۲۰۱۶ء، ص ۳۷

۲۳۷۔ ایضاً، ص ۳۹

۲۳۸۔ ایضاً، ص ۴۰

۲۳۹۔ ایضاً، ۴۱

۲۴۰۔ ایضاً، ص ۴۲

۲۴۱۔ محمد اقبال جاوید، انتخاب نعت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۰ء ص ۴۳

۲۴۲۔ ایضاً، ۶۵

۲۴۳۔ ایضاً، ۷۵

۲۴۴۔ ایضاً، ص ۱۲۳

۲۴۵۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۲۴۶۔ ایضاً، ص ۱۵۳

۲۴۷۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۲۴۸۔ ایضاً، ص ۲۰۹

۲۴۹۔ ایضاً، ص ۲۲۳

۲۵۰۔ ایضاً، ص ۲۶۳

۲۵۱۔ http://naatkainaat.org

۲۵۲۔ اسرار احمد، حضرت کمالِ ثانی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۲ء، ص ۱۵

۲۵۳۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک نعت گو شعراء، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۱۸۵

۲۵۴۔ ایضاً، ص ۲۹۹

۲۵۵۔ ٹیلیفونک گفتگو از راقم

۲۵۶۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک نعت گو شعراء، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۱۵

۲۵۷۔ ایضاً، ص ۳۳۹

۲۵۸۔ منظر عارفی، کراچی کا دبستان نعت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۶ء، ص ۴۶۲

۲۵۹۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک نعت گو شعراء، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۷۵

۲۶۰۔ محمد امین ساجد، سعیدی، پیش لفظ مشمولہ مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجو کیشنل پبلشرز، ۲۰۱۷، ص ۸

۲۶۱۔ طاہر سلطانی، جہان نعت جلد ۳ جنوری / جون ۲۰۱۷ء ص ۶۴

۲۶۲۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک نعت گو شعراء، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۸۳

باب دوم

معاصر اُردو نعت کا فکری مطالعہ

گذشتہ باب میں نعت کے بنیادی مباحث میں فکری،ہیئتی اور اسلوبی مطالعے پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔باب ہذا میں منتخب کردہ معاصر نعت گو شعراء کی اُردو نعتیہ شاعری کا فکری مطالعہ کیاجائے گااور ان کے مابین فکری سطح پر پائے جانے والے اشتراکات واختلافات کی نشاندہی کی جائے گی نیز ایک امر کی وضاحت ضروری ہے کہ زیر تحقیق موضوع کے انتخاب کے وقت مقرر کئے گئے تحقیقی پیمانوں کے پیش نظر اس مقالے میں منتخب شعراء کے صرف وہی نعتیہ مجموعے شامل کئے جائیں گے جو سال ۲۰۰۰ از تاحال شائع ہوئے ہوں۔

1۔اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

اشفاق احمد غوری کی اردو نعت کا مطالعہ کرتے ہوئے پتہ چلتاہے کہ انہوں نے سیرت مصطفی کے کافی پہلوؤں کو موضوع نعت بنایاہے۔جن میں بلاواسطہ اور بالواسطہ طور پر کافی موضوعات شامل ہیں جن کا تذکرہ ذیل ہے

سراپا حضورؐ

ان میں سے ایک موضوع حضور پاک ؐ کا سراپا مبارک ہے۔سراپا نگاری ایسا موضوع ہے جسے بہت سے نعت گو شعراء نے اپنے نعتیہ ادب میں منفرد و مختلف انداز میں برتاہے۔ماضی میں اس کی مثالیں قریباً ہر بڑے نعت گو شاعر کے ہاں ملتی ہیں ۔جن کی ایک طویل فہرست ہے۔سراپا نگاری کا موضوع نعت کا بلاواسطہ موضوع ہے جس کا تعلق حضورؐ کی ذات مبارک سے ہے۔اشفاق احمد غوری نے رسول اللہؐ کے سراپا مبارک کو موضوع نعت بناتے ہوئے حسن رسول کو بھی اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایاہے۔وہ کہتے ہیں۔ حضورؐ اس قدر حسن و جمال کے حامل نبی تھے کہ آپ کو جو شخص دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہتا۔آپ جیسی خوب صورت شخصیت نہ تو پیدا ہوئی اور نہ کوئی تاقیامت پیدا ہوگی ۔اس لئے اس کائنات میں مثال حضورؐ ڈھونڈنا کارِ عبث کے سوا کچھ نہیں

ورائے مثل ہے کونین میں جمال حضورؐ
تلاش کس لئے کرتے ہو تم مثال حضورؐ(۱)

اور آپ کے سراپا مبارک میں سے کسی عضو کی تمثال پیش کرنا بھی غیر ممکن ہے کیوں کہ اللہ تعالی نے ان جیسا کوئی اور کائنات میں بنایا ہی نہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جو لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (۲) فرمایا ہے تو در حقیقت یہ آیت مبارکہ حضورؐ جیسی خوب صورت و سیرت ہستی پہ ہی صادق آتی ہے۔ حضورؐ کے جن اعضاء مبارک کو اشفاق احمد غوری نے شامل موضوع کیا بلا تبصرہ شامل ہیں۔

روئے انور

والشمس والضحی ہے اگر روئے مصطفیؐ والیل کا جمال ہے گیسوئے مصطفیؐ (۳)

جبین مبارک

جو ہے جبین سید خیر الانام ایسی چمک کہاں کسی لعل و گہر میں ہے (۴)

گیسو و رخسار مبارک

کتنے حسیں ہیں گیسو و رخسار مصطفیؐ ہر کوئی لگ رہا ہے طلب گار مصطفیؐ (۵)

چشمان مبارک

مازاغ کی مثال ہیں آنکھیں حضورؐ کی خوش کُن ہلال عید سے ابروئے مصطفیؐ (۶)

زلف عنبریں وابرو مبارکہ

تیری جبین خوش جمال، ابرو کمان خوش خصال والیل زلف عنبریں، محبوب رب العالمیںؐ (۷)

دست مبارک

آنکھیں ہیں مازاغ البصر چہرہ ہے والشمس و قمر ہیں جن کے دست مرمریں محبوب رب العالمیںؐ (۸)

قلب و سینہ مبارک

بھر دیے کونین کے سب راز قلب پاک میں رب الشرح لی کر دیا خالق نے سینہ آپ کا (۹)

بازوئے مصطفویؐ

اشفاق صرف ان کے سہارے کی آس ہے　　گرتوں کو تھام لیتے ہیں بازوئے مصطفیٰؐ (۱۰)

نعلین مبارکؐ

نہ تاج وتخت کی خواہش نہ مال وزر کی طلب　　ہو سر پہ آپ کی نعلین یا رسول اللہؐ (۱۱)

تلوے مبارک

سر بہ خم رہتے ہیں افلاک سر شہر ارم　　سر اُٹھائیں تو مرے شاہ کا تلوا دیکھیں (۱۲)

ناخن مبارک

تمثیل سے وراہیں گیسوئے اطہر سے ناخن تک　　نہ ممکن تھی نہ ممکن ہے مثال سید عالمؐ (۱۳)

اسماء مبارکہ

ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء و رسل میں سے یہ معجزہ بھی صرف حضرت محمدؐ کو ہی عطا ہوا کہ آپ حامل کثیر الاسماء نبی ہیں۔ادیب رائے پوری نے اپنی تصنیف مدارج النعت میں حضورؐ سید عالم کے ۱۹۹اسماء مع قرآنی آیات پیش کئے ہیں(۱۴)اوران کے علاوہ اٹھارہ ایسے مشترک اسماء کی نشان دہی بھی کی جو اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کی ذات مبارکہ کے لئے قرآن میں لائے گئے ہیں۔(۱۵)

نعتیہ ادب کا ایک بڑا حصہ اسماء مصطفیٰؐ کے منظوم اور تخلیقی استعمال پر مشتمل ہے۔ہر نعت گو شاعر اسماء حضورؐ کو اپنی محبت وعقیدت کی بنا پر اپنے منفرد تخلیقی انداز میں پیش کرتا ہے۔معاصر نعت گو شاعر اشفاق احمد غوری کا نام بھی انہی شعراء کی فہرست میں شامل ہے۔حضورؐ کے اسم مبارک کے بارے میں شاعر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اسم حضورؐ سے اُس کی شناسائی کوئی آج کی نہیں بلکہ بہت پرانی ہے اور یہ وہ ترانہ عشق ہے کہ جب بچپن میں اُسے اپنی ماں سلاتے وقت لوریاں دے دے کر سناتی تھی اور دم کر کر کے اس کے دل پہ پھونکا کرتی تھی تب سے اس کے قلب اوراق نے اس کو سینت سینت کر رکھا ہوا ہے۔حضورؐ کا اسم مبارک محمد یہ وہ اسم ہے جو اگر ورد زباں رہے تو ہر طرف رنگ و نور چھا جاتے ہیں اس کی برکت سے زمانے کی ظلمتوں کے جگر چاک ہو جاتے ہیں۔اہل طلب اسی کے طفیل اپنی مرادیں پاتے ہیں۔اہل عشق صبح وشام اسے

اپنا وظیفہ بنائے رکھتے ہیں۔ رنج و غم کے ماروں کو شفا ملتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جب وہ اس مقدس نام کو تحریر کرتا ہے تو قرطاس و قلم بھی مسرت سے جھومنے لگتے ہیں۔

لبوں سے اسم محمد کا نور لف کیا ہے — کہ زندگی کے اندھیروں کو برطرف کیا ہے (۱۶)

ماں نے میرے قلب پہ پھونکا تھا اسم مصطفیؐ — سینت کر رکھا ہوا ہے قلب کے اوراق نے (۱۷)

خوشی سے جُھومنے لگتے ہیں قرطاس و قلم میرے — میں جب اسم شہ کون و مکاں تحریر کرتا ہوں (۱۸)

ذات الٰہی اور ذات رسول اللہؐ کے لئے مشترک طور پر استعمال ہونے والے اسماء کو اشفاق احمد اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بناتے ہوئے کہتے ہیں:

روف بھی رحیم بھی کریم بھی ہیں مصطفیؐ — خدا نے جو عطا کیا خطاب لاجواب ہے (۱۹)

دیدار مصطفیؐ

شاعر چوں کہ پروردہء عشق ہے سو عاشق نبیؐ ہے۔ اُس کے دل میں بھی یہ خواہش ہے کہ کاش اُس کی اس حیات قلیل میں بھی کوئی ایسی گھڑی آجائے جب دیدار نبیؐ سے مشرف ہو اور حضورؐ اُس کے درد دل کا درماں کریں۔ اُس کی بے قراری و قرار سب حضورؐ کی ذات سے وابستہ ہے اُس کی زندگی کا مقصد بھی صرف اور صرف زیارت حضورؐ ہے۔ خواہش دیدار نبیؐ کی یہی وہ کستوری ہے جس سے وہ شب و روز اپنے دیدہ و دل کو مہکائے رکھتا ہے اُسے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن عشق نبی کی یہی بوُٹی اس کی جند جان میں مشک مچائے گی اور اُسے زیارت رسولؐ ہو گی۔ اُس کی خواہش ہے کہ جب وہ اس دنیافانی سے کُوچ کرنے لگے تو اُس کے سامنے رُخ مصطفیؐ ہو۔

اب تو اک جلوے کی خیرات عطا فرمادیں — کب سے پھیلا ہے مری آنکھ کا کاسہ دیکھیں (۲۰)

اے سرور قلب و جاں دیجیے گا اک جلوہ — جب زمیں پکارے گی مجھ کو اپنی باہوں میں (۲۱)

تخلیق اول ذات حضورؐ

احادیث رسول کریمؐ میں ہمیں متعدد مقامات پر ملتا ہے کہ اس کائنات ارضی و سماوی کی تخلیق سے بہت پہلے اللہ تعالی نے جس چیز کو تخلیق کیا وہ حضورؐ کی ذات مبارکہ کا نُور ہے ۔ پھر جو چیز بھی تخلیق ہوئی ۔ وہ اس نُور مبارک کے بعد تخلیق ہوئی خواہ وہ لوح و قلم ہو یا جنت و جہنم، جن وملائک ہوں یا ارض وسماء، شمس و قمر ہوں یا شجرو حجر یہ سب نور محمدیؐ کے بعد تخلیق کیا گیا۔ بہ قول ڈاکٹر طاہر القادری:

"نُور محمدی کے کائنات میں سب سے پہلے تخلیق کئے جانے اور آپ کو تخلیق آدم سے بھی پہلے شرف نبوت سے بہرہ یاب کئے جانے کے تذکرے بہت سی احادیث میں آئے ہیں جنہیں مختلف الفاظ میں امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں ، امام مسلم نے الصحیح میں ، امام احمد بن حنبل نے المسند میں ، امام حاکم نے المستدرک میں ، امام ترمذی نے الجامع الصحیح میں ، امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں ، امام بغوی نے شرح السنہ میں ، خطیب تبریزی نے مشکوہ المصابیح میں اور امام دیار بکری نے تاریخ الخمیس وغیرہ میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابو نعیم ، بزار ، طبرانی ، ابن حبان ، ابن سعد ، ابن عساکر ، خرائطی ، خطیب بغدادی ، حافظ ابو بکر ، زرکشی ، عسقلانی ، قسطلانی ، زرقانی ، سیوطی اور ابن جوزی وغیر ہم نے بھی ایسی بہت سی احادیث کی تخریج کی ہے اور ان پر اعتماد کیا ہے۔ علاوہ ازیں محمد فاسی نے مطالع المسرات میں ، قاضی عیاض نے الشفاء میں ، ابن حجر مکی نے الفتاوی الحدیثیہ میں ، ملا علی قاری نے مرقات الفاتیح اور شرح الشفاء میں ، عبد الغنی نابلسی نے الحدیقتہ الندیہ میں ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوہ میں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الھیہ میں ، ان احادیث کو نقل کر کے ان سے استناد کیا ہے۔ امام شعرانی ، امام آلوسی ، امام نبہانی حتی کہ مولانا اشرف علی تھانوی اور بہت سے دیگر متاخرین نے بھی ان احادیث وروایات کو اپنی کتب میں نہ صرف نقل کر کے ان کی توثیق و تائید کی ہے بلکہ مستقل ابواب قائم کر کے انہیں ثابت بھی کیا ہے۔ گویا حضورؐ نبی اکرم کے نور مبارک کی کائنات ہست و بُود میں اولین تخلیق اس کے عالم ارواح میں ملکوتی قیام اور عالم اجساد میں ناسوتی سفر کا ذکر ، آئمہ حدیث ، اہل سیر ، اصحاب فضائل اور محققین کے ہاں آج تک تواتر سے ہوتا چلا آرہا ہے اور اعتقاداً اسی پر متقدمین ومتاخرین کا اجماع رہا ہے۔" (۲۲)

اس کے بعد انہوں نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے ان میں سے دو حدیثیں ذیل ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نبی اکرم نے فرمایا:

"میں تخلیق کے لحاظ سے تمام انبیاء سے اول اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری نبی ہوں ۔"(۲۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"حضورؐ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں نور کی صورت میں موجود تھا۔"(۲۴)

اشفاق احمد نے اپنے نعتیہ کلام میں کئی مقامات پر حضورؐ کی اس شان مبارک کا ذکر کیا ہے۔ کہ حضورؐ کی ذات مبارک کہ ہی وہ ذات ہے جسے اللہ تعالی نے ہر چیز سے پہلے تخلیق فرمایا۔ حضورؐ ہی وہ ہستی ہیں جن کی بدولت کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی خلقت کو نشان حق ملا۔ انہی کے دم سے بندوں کو اپنے رب کا پتہ معلوم ہوا۔

سب حقیقت کھل گئی کونین کی تحقیق سے   پیشتر کچھ بھی نہ تھا سرکارؐ کی تخلیق سے (۲۵)

کس کو پتہ تھا کون ہے خلاق دو جہاں   ذات احد کو تم نے کیا آشکار ہے (۲۶)

علاوہ ازیں یہ کہ وہ ذات بھی حضورؐ ہی ہیں جو باعث تخلیق کائنات ہیں ۔ ہر شے انہی کے دم قدم سے روشن و منور ہے ساری کائنات میں یہ رنگ و نور ، ، خوبصورت منظر نظارے اور حسن و جمال سب حضورؐ کی وجہ سے ہے اگر حضورؐ نہ ہوتے تو کوئی شے نہ ہوتی ہم اپنے ارد گرد جو کچھ دیکھ رہے ہیں سب انہی کی بدولت ہے ۔ پُورب ہو یا پچھم، اُتر ہو یا دکھن سب حضورؐ کا ہے۔ چہار سُو حکمرانی سلطان دوعالم حضورؐ نبی کریمؐ ہی کی ہے۔

جاں نہیں آپ جان جہاں آپ ہیں   وجہء تخلیق کون و مکاں آپ ہیں (۲۷)

سات افلاک ترے پُورب و پچھم تیرا   یارسول عربی سارا ہے عالم تیرا (۲۸)

آپ کی رعایا ساری خلقت میں   دو جہاں پہ حکمراں حضورؐ ہیں (۲۹)

حضورؐ شفیع المذنبین

اردو نعتیہ شاعری میں ایک موضوع جس کی کثرت ملتی ہے۔ وہ شفاعت ہے ۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ بے شک بروز حشر ہر ذی نفس سے اُس کے اعمال کی پُرسش ہوگی ہر کسی کو احتساب الٰہی کے نظام سے گزرنا

پڑے گا۔اللہ تعالی کی ذات ہر کسی کے ساتھ عدل فرمائے گی۔کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو گی۔اہل ایمان جو رضائے الٰہی کی خاطر دنیامیں اپنے آپ کو ہر عمل قبیح سے روکے رہے۔حقوق العباد کی انجام دہی میں پورے اترے انہیں جنت عطا کی جائے گی لیکن جو اعمال قبیح کے مرتکب ہوئے اور بغیر توبہ کئے دنیا سے رخصت ہوئے ان کے لئے روز قیامت بہت سخت ہو گا۔ایسے گناہ گار امتیوں کو اپنی بخشش کے لئے شفاعت حضورؐ کی شدید ضرورت ہو گی۔بے شک اس رب کے سامنے اس دن کسی کو بھی دم مارنے کی مجال نہیں ہو گی ۔ایک ہمارے پیارے نبی کی ذات ہی ہو گی جنہیں سب سے پہلے اللہ تعالی کے حضور اپنے گناہ گار امتیوں کی شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔سو اشفاق احمد غوری بھی بار گاہ رسالت میں ملتمس ہیں کہ یارسول اللہؐ آپ ہی بروز حشر مجھ گناہگار کی بھی سفارش فرمائیں اور عذاب الٰہی سے بچائیں۔شاعر کو حضورؐ کے لطف و کرم پر بڑا مان ہے سو جس طرح دنیامیں آپ نے میری پردہ داری فرمائی محشر میں بھی میرا بھرم رکھنا۔بے شک میری عمر تمام گزری تو عصیاں میں ہے لیکن آپ کے کرم پہ سائل کو بڑا ناز ہے۔

پردہ داری مری دنیا میں ہوئی ہے جیسے　　حشر میں بھی مرا رہ جائے بھرم شاہ امم　(۳۰)

اے شفیع امم، مجھ پہ کرنا کرم، میرا رکھنا بھرم　　میں خطاکار تُو شافع المذنبیں تجھ سا کوئی نہیں　(۳۱)

میلاد مصطفیؐ

آج امت مسلمہ جس نبی کی آمد کی خوشی پوری شدومد سے مناتی ہے۔یہ کائنات اور اس کی ہر شے صدقہ حضورؐ ہی ہے جس کی ہر نعمت سے ہم مستفید ہوتے ہیں۔گلی گلی محلہ محلہ بارہ ربیع الاول کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سج جاتا ہے ہر کوئی خوشی کے گیت کاتا ہے۔یہ سب حضورؐ کی اس دنیامیں تشریف لانے کی خوشی میں ہے ۔چنانچہ عاشقان رسولؐ پورا سال اس دن کے شدت سے منتظر رہتے ہیں۔کب یہ مہینہ آئے اور افسردہ دلوں کو مسرت ملے۔اشفاق احمد بھی بارہ ربیع الاول کی خوشی مناتے ہیں۔وہ کہتے ہیں۔

ربیع نُو رباعث قرار قلب و جان ہے　　جمیع مسلمین ہیں سرور و انبساط میں　(۳۲)

دل پہ صرصر کا تسلط اب نہیں رہ پائے گا　　ہے رواں میلاد کی باد بہاری یا نبیؐ　(۳۳)

مدینہ طیبہ

قریباً ہر دور کے نعت گو شعراء نے نبی کریم کی نسبت کی وجہ سے مدینہ طیبہ کو جو حضورؐ کا مدفن و مسکن ہے اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ اشفاق احمد غوری نے بھی اپنی نعتیہ شاعری کا ایک بڑا حصہ اس موضوع کے لئے مختص کیا ہے اس حصے میں انہوں نے شہر مدینہ اور اس کے گلی کوچوں ،روضہ رسولؐ، مواجہ شریف اور ہوائے مدینہ کے علاوہ مدینہ کے صحراؤں، گلزاروں اور مدینہ طیبہ میں گزری صبحوں اور شاموں کے علاوہ مدینہ پاک کے راستوں اور زائران مدینہ کو شامل کیا ہے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں حاضری دینے والے زائرن کو آداب حضورؐ ی کی خاص تلقین کی ہے کہ ان کے سر و چشم احترام رسولؐ میں عاجزی سے جھکے ہوئے ہوں اور ان کے لبوں پر درود وسلام کے ترانے ہوں۔ انداز گفتگو انتہائی مؤدبانہ اور دھیما ہو۔ مسافرت مدینہ واحد ایسا سفر ہے جو شاعر کو کبھی تھکنے نہیں دیتا۔ مدینہ قدسیوں کے اترنے کا مقام اور بے قراروں اور غمزدوں کے لئے قرار قلب وجاں ہے یہ جلوہ گاہ مصطفی اور مسکن راحت دل وجاں ہے۔

زائرو پاس ادب رکھنا مدینے جا کر　　　عمر بھر کی یہ عبادت نہ اکارت جائے　(۳۴)

مدینہ جائے قرار جاں ہے مدینہ مسکن ہے راحتوں کا　　　مدینہ ابر کرم کا محور مدینہ مرکز ہے رحمتوں کا　(۳۵)

روضہ انور کے بارے میں کہتے ہیں:

حسن و جمال روضہ اطہر نظر میں ہے　　　منظر ابھی تلک وہ برابر نظر میں ہے　(۳۶)

مواجہ شریف

مواجہ شریف یہ وہ جگہ ہے جہاں روضے کی جالی ہے وہاں کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھا جاتا ہے شاعر کہتا ہے اللہ کرے اُس کی زندگی میں کبھی وہ دن آئے جب مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر اُسے حضورؐ سے رازونیاز کا موقع ملے گا۔

ازل سے محو سفر ہے ہمارا ذوق نظر　　　تمام ہو گا ہمارا سفر مواجہ پر　(۳۷)

اور ہوائے مدینہ سے مخاطب ہوتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

سنا دیار محمدؐ کا سارا حال مجھے　　ہوائے کوئے نبیؐ مشک پر نہ ٹال مجھے
اُڑا کے مجھ کو لئے چل فضائے طیبہ میں　　فراق و ہجر کی ظلمات سے نکال مجھے (۳۸)

حضورؐ بطور شارع اسلام

اشفاق احمد غوری نے نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ میں سے ایک اور پہلو حضورؐ بطور شارع اسلام کو نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا۔ حضورؐ سے قبل جس بھی نبی یا رسول کو اللہ نے مبعوث فرمایا اسے جو شریعت اور رسالت دی تھی وہ ایک علاقے اور زمانے تک تھی جب کہ نبی کریمؐ جو شریعت لے کے تشریف لائے۔ وہ تمام ادیان کا مجموعہ ہے اور دوسرا یہ کہ جو رسالت حضورؐ کو عطا فرمائی گئی وہ تا قیامت ہے۔ اب ابد تک نہ تو دین محمدیؐ کے علاوہ کوئی دوسرا دین آئے گا اور نہ ہی کوئی اور پیغمبر۔ یہ دین دینِ ابراہیمی بھی کہلاتا ہے۔ دین کیا ہے؟ اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کے فرامین کا مجموعہ اشفاق احمد غوری نے اس موضوع کو منظوم کرتے ہوئے کہا۔

جو راستہ ہے آپ کا وہی تو مستقیم ہے　　طلب کیا ہے آپ ہی کو اھدنا الصراط میں (۳۹)

تیرا ہر لفظ ہے محبوب رسول اکرمؐ　　تیری ہر بات شریعت ہوئی آئین ہوئی (۴۰)

ذات حضورؐ حامل علم غیب عطائی

اُمت مسلمہ میں علماء کے درمیان کچھ ایسے علمی مسائل ہیں ۔جن کے بارے میں مختلف رائے پائی جاتی ہے۔ کسی علمی مسئلے پر اختلاف رائے کی صورت تک تو بات درست ہے کیونکہ اختلاف رائے کو امت کے لئے باعث رحمت کہا گیا ہے لیکن جب ان مسائل کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے پر کُفر کے فتوے داغے جائیں تو یہ باعث زحمت ہو تا ہے۔ مزاج کی یہی وہ شدت ہے جو امت کی تفریق کا سبب بنتی ہے۔ اس کی اصلاح چاہیے۔
ان اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ حضورؐ کا علم غیب جاننے کا ہے۔ اُمت کا ایک طبقہ اس کا حامی اور دوسرا انکاری ہے جو طبقہ انکاری ہے اس کے نزدیک حضورؐ کو علم غیب نہیں دیا گیا، جو طبقہ حامی ہے اس کے نزدیک حضورؐ کو جو علم غیب عطا کیا گیا وہ ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے اور اشفاق احمد غوری نے بھی اپنے نعتیہ کلام میں حضورؐ کے اسی علم کی طرف اشارے کئے ہیں چند مثالیں ذیل ہیں:

ہوا علم عطا ہر چھوٹا بڑا مخفی اخفا   تُو شہرِ علم ہے اُمی لقب اے شاہِ عرب (۴۱)

دل کی بات لائیں کیوں زباں پر   واقف عیاں، نہاں حضورؐ ہیں (۴۲)

توفیق نعت گوئی کی طلب

نعت گوئی انتہائی مشکل فن ہے۔اس کے تقاضے بہت سخت ہیں۔ نعت گو شاعر کی علمی سطح بہت بلند ہونی چاہیے اس کا اسلامی تاریخی شعور انتہائی مستند اور پختہ ہونا ضروری ہے۔ نعت گوئی جہاں ایک مشکل ترین فن ہے وہاں ایک مقدس عمل خیر بھی ہے۔اشفاق احمد غوری نے اپنا نظریہ نعت تعلیمات قرآن و سنت سے اخذ کیا ہے ۔اس کے اشارے ان کے نعتیہ کلام میں کئی مقامات پر ملتے ہیں۔ نعت گوئی ان کے نزدیک وہ متبرک عمل ہے جس سے وہ نہ صرف خیر و برکت حاصل کرتے ہیں بلکہ اپنے لئے باعث شفاعت بھی سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک نعت صرف عروض کی فن کاری نہیں بلکہ اس میں عشق رسولؐ ضروری ہے بدوں عشق نبی نعت گوئی نہیں ہو سکتی۔

نص قرآن سے الفاظ چن کے   کہی ہے نعت سچے خواب بُن کے (۴۳)
ہر ایک لمحہ عبادت میں شمار ہونے لگا   کہ نعت گوئی ایک ایسا ہُنر دیا تُم نے (۴۴)
نعت کی توفیق کیا مجھ کو ملی   میری بخشش کا بہانہ مل گیا (۴۵)

معجزات رسولؐ

اشفاق احمد نے نعت گوئی کے دوران حضورؐ کے معجزات کو بھی اپنا موضوع بنایا جو ذیل ہیں:

معجزہ معراج

معجزہ معراج کے بارے میں امت مسلمہ کا عام عقیدہ یہی ہے کہ حضورؐ نے اللہ تعالی کا دیدار کیا تھا۔ یہ معجزہ مقام بشر کا پتہ دیتا ہے کہ یہ عالم گردوں انسان کے زیر قدم ہے۔

محبوب نے دیکھا ہے خداوند کا جلوہ   حاصل ہے یہ اعزاز فقط شاہ عرب کو (۴۶)

کیسا حسیں وہ قرب تھا محبوب سے معراج پر　　　بس درمیاں میں فاصلہ مثلِ کماں رکھا گیا　(۴۷)

معجزہ حرکت مہتاب

مرے نبی کے اشاروں پہ رقص کرتا ہے　　　مرے نبی کا کھلونا ہے ماہتاب نہیں　(۴۸)

حضورؐ کا معجزہ شق قمر

قمر کو شق قمر کا حسین داغ ملا　　　نبی کی عظمت و توقیر کا سراغ ملا　(۴۹)

غروب شدہ سورج کو پلٹانے کا معجزہ

ایک معجزہ سرکارؐ کی سیرت میں سے یہ بھی ملتا کہ آپ نے غروب شدہ سورج کو اپنی انگشت مبارک کے اشارے سے پلٹا دیا تھا۔

جس کو دولخت کریں وہ جسے اُلٹا پھیریں　　　نوک انگشت یہ خورشید و قمر رکھتے ہیں　(۵۰)

معجزہ تکثیر آب

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ ایک بار سفر کے دوران حضورؐ نے لشکر کو پانی کی کمی کا سامنا ہونے پر اپنی انگشت مبارکہ سے پانی کے چشمے جاری کئے تھے اور تین سو یا تین سو کے لگ بھگ افراد کو پانی پورا ہو گیا تھا۔ اشفاق احمد محو سخن ہیں کہ:

عظیم تر ہے آب سلسبیل یہ بجا سہی　　　جو انگلیوں سے بہہ رہا تھا آب لاجواب ہے　(۵۱)

سفر میں تشنہ لبوں کے جب خشک ہونٹ دیکھے　　　تو انگلیوں سے تھے ہوئے پنج آب نکلے　(۵۲)

ذکر رسول پاکؐ

حضورؐ ایسے رسول ہیں جن کا ذکر خیر عرش و فرش پر یکساں طور پہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: ورفعنا لک ذکرک (۵۳)

ترجمہ: ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لئے بلند کر دیا

نعت گو شعراء نے اس آیت کو بہ طور موضوع نعت استعمال کیا ہے اشفاق احمد غوری نے بھی اس میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔

وہ بھی اوصاف محمدؐ کے بیاں کرتا ہے   جس نے تخلیق کئے کوہ ودمن پل بھر میں (۵۴)

خالق ارض و سماء وصاف اکبر آپؐ کا   آپ کے نغمہ سرا قرآن کے اوراق ہیں (۵۵)

ورفعنا لک ذکرک کا چلن ہے ہر سُو   بام قوسین پہ لہراتا ہے پرچم تیرا (۵۶)

عشق رسولؐ

عشق رسولؐ نعتیہ شاعری کا بنیادی موضوع ہے۔ شعراء نے اس موضوع کو خاصی اہمیت دی ہے۔ اشفاق احمد عشق رسولؐ کے بارے میں کہتے ہیں:

مشک عشق احمدؐ کا دل میں رکھ لیا جائے   تب خیال مہکے گا تب حیات مہکے گی (۵۷)

مشام جاں میں عشق مصطفیؐ کی روشنی بسی   تو ظلمتوں کے موسموں سے اختلاف ہو گیا (۵۸)

درود پاک

جدید نعت گو شعراء نے نعت کے دیگر موضوعات کے علاوہ درود پاک کو بھی اپنی نعت گوئی کا موضوع بنایا ہے قرآن و حدیث میں درود پاک کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں۔

انساں ہی درودوں کی سجاتے نہیں محفل   کرتے ہیں یہی کام فرشتے بھی خدا بھی (۵۹)

درود پاک کا ورد یہ ایک ایسی عبادت ہے۔ جس کا اجر اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔

تمام ہی عبادتیں ہیں لائق جزا وہاں   مگر درود پاک کا ثواب لاجواب ہے (۶۰)

ذاتی و شخصی حوالے

اشفاق احمد غوری کی نعتیہ شاعری میں ہمیں ان کے بعض ذاتی اور شخصی حوالے بھی ملتے ہیں۔ جہاں انہوں نے خود اپنا اور اپنے والدین اور بعض دیگر معتبر ہستیوں اصحاب رسول وغیرہ کو بھی بہ طور موضوع برتا ہے ۔وہ اپنی والدہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ انہیں اپنی ماں نے نبی کریم سے محبت کرنے اور ان پر جان لٹانے کے لئے پیدا کیا اور پالا پوسا ہے۔اور ان کی والدہ بچپن میں انہیں سلاتے وقت حضورؐ کے اسماء مبارکہ کی لوری دے کر سلاتی اور یہی اسم مبارک پڑھ کر ان کے سینے پہ دم کرتی تھیں۔

خدا نے جن کو بنایا ہے قاسم و محمود　　　انہیں کے صدقے مری ماں نے مجھے پالا ہے (٦١)

اپنی اولاد مادر پدر　　　تجھ پہ اے گل بدن وار دوں (٦٢)

جن مذہبی، تاریخی وادبی شخصیات کو انہوں نے موضوع بنایا ہے ان میں ذیل شخصی حوالے شامل ہیں۔

نظیری ، قدسی و سعدی و جامی　　　ہیں کعب ، حسان بھی وصاف تیرے(٦٣)

علی و مرتضی ، حسن ، حسین اور فاطمہ　　　ابوبکر ، عمر ، غنی ،بلال بھی کمال ہے(٦٤)

محترم عیسیٰ بھی موسی بھی صفی بھی لیکن　　　تُو ہے محبوب خدا ذکر مقدم تیرا (٦٥)

اہل بیت اطہار

اہل بیت اطہار سے محبت کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے اور یہ عشق رسولؐ کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ نبی کریمؐ کے خاندان مبارک میں سے حضرت علی ،حضرت فاطمہ ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام سے نعت گو شعراء نے خاص طور پر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے ۔ نیز ان پانچ ہستیوں یعنی حضرت محمد ، علی ،فاطمہ و حسن و حسین کو پنجتن پاک بھی کہا جاتا ہے۔اشفاق احمد غوری نے بھی ان ہستیوں سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔

حسن حسین فاطمہ ابوتراب مصطفیٰؐ　　　جہاں یہ پانچ پھول ہوں مجھے وہ باغ چاہیے (٦٦)

آقاؐ ، حسن ، حسین ، علی ، دختر نبیؐ　　　یہ پانچ نام روح پہ دم کر دیے گئے (٦٧)

مرے خمیر میں ہے اہل بیت کی الفت	مری سرشت ہے سادات سے وفاداری (۶۸)

حضورؐ کی شان فقر

اشفاق احمد غوری نے رسول اللہؐ کی شان فقر کو نعتیہ شاعری کا موضوع بنا کر امت میں سے ظاہری نمود و نمائش اور ریاکاری وخود پرستی میں ڈوبے ہوئے ایک طبقے کو پیغام دیا ہے کہ دنیاوی مال و دولت پر غرور کرنے والے جان لیں کہ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو لوگ صرف مال و دولت کو عزت کا معیار سمجھتے ہیں غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ حضورؐ نبی کریمؐ اللہ کے وہ نبی مکرم ہیں اگر وہ پہاڑوں کو حکم دیتے تو وہ سونا بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہر چیز مسخر کر دی تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے بادشاہی میں فقیری کی۔ کئی کئی دن آپؐ کے گھر چولہا نہیں جلتا تھا آپؐ کا لباس انتہائی سادہ تھا۔

کونین کا ہے والی مگر سادگی تو دیکھ	کمخواب ہے نہ تن پہ لباس حریر ہے (۶۹)

بدن پہ کھردرا جُبہ ہے سادگی دیکھو	لباس سرور دیں ریشم و حریر نہیں (۷۰)

تیرے کھدر پہ ناز کرتے ہیں	ریشم و اطلس و لباس حریر (۷۱)

درود و سلام

اشفاق احمد غوری کی نعتیہ شاعری کا ایک بڑا موضوع درود و سلام بھی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی اردو نعتیہ شاعری میں درود و سلام کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اردو نعتیہ شاعری میں درود و سلام کی روایت بہت مضبوط ہے۔ اشفاق احمد غوری نے بھی اس روایت کو بہت خوب صورتی سے نبھایا ہے۔ اُن کے ہاں درود و سلام کے جو نمونے ملتے ہیں۔ ان کی چند مثالیں ذیل ہیں۔

سید المرسلیں سلامٌ علیک	رحمت العالمیں سلامٌ علیک
نُورِ عرش بریں سلامٌ علیک	لامکاں کے مکیں سلامٌ علیک (۷۲)
السلام اے سید عالی نسب	السلام اے سرور و شاہِ عرب

السلام اے خاور ہفت آسماں — السلام اے ماحئ ظلمات شب (۷۳)
امام مرسلیں خیر الانام صل علیٰ — شفیع مذنبیں تیرا مقام صل علیٰ

تمہاری آل پہ، اصحاب پہ، مرے آقاؐ — کروڑوں بار درودو سلام صل علیٰ (۷۴)
یا نبیؐ یا رحمت العالمیں صل علیٰ — کہ رہا ہے خالق کل بالیقیں، صل علیٰ

ہو ادب ملحوظ خاطر بارگاہ ناز میں — ہو کے دوزانوں پڑھے روح الامیں صل علیٰ (۷۵)
اے سرورکون ومکاں صل علی، صل علیٰ — اے واقف رازنہاں، صل علیٰ، صل علیٰ

جب سامنے لجپال ہو کیسے بیان حال ہو — بس ہو مرا اوردزباں صل علیٰ، صل علیٰ (۷۶)
کوئی گھڑی ہو کوئی ہو موسم درو تجھ پر سلام تجھ پر — رہے ہمارے لبوں پہ ہر دم درود تجھ پر سلام تجھ پر

درود سے زندگی ملی ہے سلام سے روشنی ملی ہے — یہی وظیفہ ہے اسم اعظم درود تجھ پر سلام تجھ پر (۷۷)
اے شفیع المذنبیں خیر الانام، الصلوٰۃ والسلام — رحمت عالمؐ، رسولوں کے امام، الصلوٰۃ والسلام

آسمان حسن کے ماہ تمام، الصلوٰۃ والسلام — دست بستہ ہو گیا حاضر غلام، االصلوٰۃ والسلام (۷۸)
خلق خدا میں فائق، صل علیٰ محمدؐ — عرش بریں کے لائق، صل علیٰ محمدؐ

میں گدائے سنگ در ہوں وہ کریم تاجور ہیں — جو دو کرم کے شائق، صل علیٰ محمدؐ (۷۹)

۲۔ تابش کمالؔ کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ:

تابش کمالؔ موجودہ دور کے جدید نعت گو شاعر ہیں۔ اُن کی نعتیہ شاعری کئی حوالوں سے اہم ہے۔ نبی کریمؐ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے جو تعظیمی بیانیہ اپنایا وہ قدیم وجدید نعت گو شعراء کے ہاں خال خال نظر آتا ہے، انہوں نے نبی پاکؐ کی ذاتِ مبارکہ کے علاوہ نبوی خصائص کو بھی اپنے نعتیہ کلام میں سمویا۔ تابش کمالؔ کی نعتیہ شاعری کا ایک اور خاص پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے روحانی تجربات ومشاہدات کو بھی نعتیہ قالب میں ڈھالا۔ یہ حوالہ انہیں معاصر نعت گو شعراء سے نہ صرف ممتاز کرتا ہے بلکہ انہیں ایسے شعراء کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے جنہوں نے جدید دور میں اپنی روحانی کیفیات اور باطنی واردات کو شعری زبان دے کر نعت کے وجدانی کم وکیف کا منظرنامہ بدلا اور اس فکری جمود کو بھی توڑا جو ایک عرصے سے روایتی نعت پر چھایا ہوا تھا۔ تابش کمالؔ کی نعت اس صوفیانہ روش کا تسلسل ہے جس کا آغاز فارسی ادب سے ہوتا ہوا اردو ادب میں آیا۔ تابش کمالؔ نے اپنی نعتیہ شاعری میں جن موضوعات کا احاطہ کیا ان پر

تفصیلی گفتگو آگے چل کر ہو گی۔ شاعری میں تابش کمالؔ کا اختصاص نعتِ رسولؐ مقبول ہے۔اُنہوں نے اپنا نظریہ نعت قرآن وحدیث کی روشنی میں اخذ کیا اور اپنے نعتیہ کلام کی بنیاد مؤدت رسولؐ پر رکھی:

شعر توحید و رسالت کے اثر میں رکھا
اپنا دیوان مؤدت کے سفر میں رکھا (۸۰)

صنفِ نعت کو ہی اپنے لئے باعثِ صد افتخار سمجھنا اور اسی کے حوالے سے کائنات میں پہچانے جانے کو وہ اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھتے ہیں:

میری خواہش ہے کہ دربارِ رسالتؐ میں مجھے
شاعرِ نعت و مناجات سے جانا جائے (۸۱)

معاصر شاعر تابش کمالؔ کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں اُن کے ہاں بیان کئے گئے موضوعات ملتے ہیں۔اُن پر چیدہ چیدہ فکری تجزیہ ذیل ہے۔

استغاثہ:

تابش کمالؔ کی نعت گوئی میں ہمیں جو سب سے بڑا موضوع ملتا ہے وہ استغاثہ وطلبِ استمداد ہے۔اُن کے کلام میں تین طرح کے استغاثائی حالات کا بیان ملتا ہے۔

استغاثہ برائے ذات
استغاثہ برائے فنِ نعت
استغاثہ برائے ملک وملت

استغاثہ برائے ذات:

اس طرح کے کلام میں شاعر نے بارگاہ حضورؐ میں اصلاح احوال کی التجائے استمداد کی ہے یہاں تابش کمالؔ نے اپنی ذات کو موضوع بنایا وہ عرض پرداز ہیں۔اُن کا کردار مثالی ہو۔وہ ہمیشہ اسوہ رسولؐ پہ چلتے رہیں اور یہی اُن کے لئے افتخار و وقار کا باعث ہے۔ انہیں اس حیات چند روزہ میں فضائل اخلاق کو اپنانے اور رذائل اخلاق سے اجتناب کرنے کی توفیقِ مستقل حاصل رہے۔وہ ہمیشہ جادہء حق پر چلتے رہیں۔ان کا کردار ایسا ہو کہ اہل حق کی صف میں شامل رہیں اور وہ ہمیشہ ظالم کے خلاف مظلوم کا ساتھ دیتے رہیں۔:

اخلاق بے مثال ہو اور ذی وقار ہو اُسوہ مرے حضورؐ کا میرا شعار ہو
دائم رہوں میں جادۂ عصمت پہ گامزن میرا چلن حیاتِ ستم گر پہ بار ہو
اُنؐ کی حیاتِ پاک مرے سامنے رہے اُنؐ کی روش پہ چلنا مرا افتخار ہو (۸۲)

استغاثہ برائے فنِ نعت:

تابش کمالؔ کے کلام میں یہ استغاثائی شاعری کا دوسرا پہلو ہے۔ جس میں اُنہوں نے حضورؐ نبی کریم کی خدمت اقدس میں فنِ نعت گوئی عطا کئے جانے کی استدعا کی ہے۔ وہ صاحب علم و عمل شاعر ہیں۔ مذہبی اور روحانی حوالے سے اپنا خصوصی پسِ منظر رکھتے ہیں۔ وہ نعت رسول ؐمقبول کی قدرو منزلت اور اہمیت وافادیت سے بہ خوبی واقف ہیں اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انہیں خوب علم ہے کہ نعت گوئی درحقیقت وظیفہء رب وملائک ہے اور یہ سنتِ الٰہی ہے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں التجا کی کہ:

آقاؐ مجھے الفاظ کی خیرات عطا ہو مدحت کے لئے نکہتِ آیات عطا ہو
جو آپؐ کی تحسین میں اب تک نہ کہی ہو وہ نعت عطا ہو مجھے وہ بات عطا ہو
ہو صلِ علیٰ جس میں وظیفہ مرے مولا وہ دن ہو عطا بس مجھے، وہ رات عطا ہو (۸۳)

چونکہ نعت گوئی ایک مشکل صنفِ سخن ہے یہ ادبی تقاضوں کے ساتھ مذہبی تقاضے بھی رکھتی ہے جن کا پورا کرنا انتہائی لازم ہے بہ صورت دیگر شاعر کے نقصِ ایمان کا خدشہ ہر آن موجود رہتا ہے۔ اس صنف کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضورؐ کی مدح گوئی کے لئے احسن وپاکیزہ طرزِ سخن اپنایا جائے:

مری زبان کو حُسنِ بیاں میسر ہو.
حضورؐ نعت میں دھوئی زباں میسر ہو (۸۴)

جب اُن کی یہ دعا مقبول ٹھہری تو انہوں نے یوں اظہارِ تشکر پیش کیا:

مسندِ نعت پہ عزت سے نوازا تابشؔ
یعنی بے آب کو حضرتؐ نے نظر میں رکھا (۸۵)

استغاثہ برائے ملک وملت:

بہ ظاہر تو یہ موضوع صنفِ نعت سے متعلق نظر نہیں آتا لیکن ہمارے شعراء نے نبی پاک کی ذات کو اس میں شامل کر کے اس کو بھی نعتیہ موضوع بنا دیا ہے۔ اس طرح کی شاعری جس میں امت مسلمہ اور وطن عزیز کے مسائل کو بیان کرتے ہوئے حضورؐ سے کرم کی بھیک مانگی جائے، کو ملی شاعری کہا گیا ہے۔ ابتدائی نمونوں میں حسن شوقی، بے نوا، قاضی محمود بحری، نصرتی محمد قلی قطب شاہ وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر قریشی نے حسن شوقی کا ایک بند اپنی تصنیف "ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر" میں درج کرتے ہیں:

ہوا قتل کفار اکثر تمام　　بدینِ محمد علیہ السلام
ظفر یوں ہوا دین کی پیروی　　ہوا دینِ اسلام روشن قوی
مجھے حوضِ کوثر و زمزم کی سوں　　مجھے حرف مہمل و مجمل کی سوں (۸۶)

موجودہ دور میں بھی اس موضوع کو معاصر شعراء نے اپنایا ہے۔ عصر حاضر کے جدید شاعر تابش کمالؔ کی شاعری میں بھی ہمیں ملی شاعری کے ایسے کئی حوالے ملتے ہیں۔ جن میں انہوں نے اپنے وطن عزیز پاکستان اور امت مسلمہ کے حالاتِ ابتر کو منظوم کیا اور نظر کرم کی التجا کی۔:

وطنی حوالے:

میرے آقاؐ ابتلاؤں میں ہے تابش کا وطن　　معصیت کا زور ہے، یا رحمتہ للعالمینؐ (۸۷)
حسنین کے صدقے میں مری ارضِ وطن کو　　مہکار محبت کی عطا کیجئے آقاؐ (۸۸)

ملی حوالے:

وہ مصائب ہیں کہ ہر ایک پریشاں ہے یہاں　　ساری اُمت پہ قیامت کی گھڑی ہے آقاؐ (۸۹)
حضورؐ کردیں اگر رد تو دوجہاں برباد　　حضورؐ اگر چاہیں تو امت کو بہتری مل جائے (۹۰)

تابش کمالؔ دعا گو ہیں کہ اللہ کرے اُمت مسلمہ کو کوئی ایسا رہنما مل جائے کہ وہ اسوہ سولؐ کو اپنا کر اُمت مسلمہ کی قیادت کرے:

ہر کرامت اُمت مرحوم کے قدموں میں ہو
وہ روش ہویاد، گر وہ رہنما مل جائے تو (۹۱)

حضورؐ کی ذات مبارکہ کے مختلف خصائص

حضورؐ تخلیقِ اوّل

نبی مکرمؐ کی ذات مبارکہ کو اللہ تعالی نے اپنی تمام مخلوقات میں اس اعزاز سے معزز و ممتاز بنایا کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے حضورؐ کی ذات مبارکہ کی تخلیق فرمائی۔ سورۃ الانعام میں ارشاد باری تعالی ہے:

"تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں" (۹۲)

ان آیات میں "سب سے پہلا مسلمان" کے الفاظ اسی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ حضورؐ کی ذات کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا صرف یہی نہیں بلکہ آپؐ ہی کے طفیل یہ ساری کائنات تخلیق کی گئی:

آدم سے بھی پہلے کہیں گوندھی گئی مٹی — جس وقت کہ سایہ نہ تھا اس نُورِ زمیں کا (۹۳)
کلام کن فیکون سے بھی پیشتر تابشؔ — خدا نے باعث بزم جہاں کو خلق کیا (۹۴)

حضورؐ نبی اول ہیں:

ذاتِ باری تعالی نے نہ صرف حضورؐ کو تمام مخلوقاتِ عالمین سے پہلے تخلیق کیا بلکہ سب سے پہلے منصب نبوت پر بھی فائز کیا۔ متعدد احادیث مبارکہ میں سرکارؐ نے اپنا سب سے پہلے نبیؐ ہونا خود بیان فرمایا۔ تابش کمالؔ اس جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

خدا نے اُنؐ کو ازل سے نبیؐ بنایا ہے
ابد کے آپ نبیؐ اور لازوال نبیؐ (۹۵)

حضورؐ کی ولادت کی برکات

احادیث شریف سے ملتا ہے کہ اللہ تعالی نے نبیؐ اکرم کو آپ کی حسبِ منشا پیدا فرمایا تھا یعنی جس طرح سرکارؐ چاہتے تھے ویسے ہی آپ کی تخلیق ہوئی ۔ سرکارؐ کی آمد ہوئی تو پوری کائنات میں رونق آگئی اہلِ عرش و فرش

نے خوشیوں کے شادیانے بجائے۔زمین وفلک کی ہر شے خوشی سے جھومنے لگی۔انسان کو اپنے جیسے انسانوں کی غلامی سے آزادی ملی :

دو جہاں ہو گئے آباد ، زمیں جھومتی ہے　　　میرے آقاؐ کا ہے میلاد ، زمیں جھومتی ہے
آپؐ آئے تو غلاموں نے رہائی پائی　　　آپؐ کے صدقے ہیں آزاد،زمیں جھومتی ہے　(۹۶)

سرکارؐ کی آمد سے پہلے انسان کو اپنی ذات کا شعور کہاں تھا وہ تو جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہا تھا۔اُسے ماں، باپ، بہن بھائی، بیٹا اور بیٹی اور بیوی جیسے مقدس رشتوں کا پاس کہاں تھا ۔وہ ایک خدا کے سوا شجر و حجر ، شمس وقمر اور جن وملک کو اپنا رب مان بیٹھا تھا۔اپنی جہالت وگمرہی کی وجہ سے وہ نارِ جہنم کے گڑھے پہ پہنچ چکا تھا کہ سرکار دوعالمؐ کی آمد نے اُسے بچالیا اور اُسے عقل وشعور کی دولت سے نواز کر ایک حقیقی مردِ مومن بنایا۔آپؐ نے اُس کی بے راہروی کا سدباب کرتے ہوئے ذات حق سے روشناس کرایا۔زندگی بسر کرنے کے لئے اُسے دین اسلام جیسا، ایسا نظام حیات عطا فرمایا جس میں اُس کی زندگی کے روحانی اور جسمانی تمام مسائل کا حل بھی پوشیدہ ہے:

یہ نور بھرا حسن یقیں آپؐ کا صدقہ　　　افلاک عطا اُن کی ،زمیں آپؐ کا صدقہ
یہ حسن ، یہ احساس ، یہ عقبیٰ ، یہ محبت　　　یہ روح، یہ دل اور جبیں آپؐ کا صدقہ
یہ صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور عبادات　　　سب آپؐ کا ہے ،دینِ مبیں آپؐ کا صدقہ　(۹۷)

حضورؐ نبی کریمؐ کو ذات خداوندی نے اپنے نور سے خلق فرمایا اور تمام معجزے جو آپ سے پہلے آنے والے انبیاء کرام کو عطا فرمائے تھے وہ سب ایک ذات حضورؐ میں یکجا کر دیے۔چونکہ سرکارؐ کی ذات باعث تخلیق کائنات ہے تو اس کائنات کی ہر شے سرکارؐ دوعالم کے وجود مسعود کی مرہون منت ہے:

سورج میں نور چاند کا ہالہ اُنہیؐ سے ہے　　　ایک ایک روشنی کا حوالہ اُنہیؐ سے ہے　(۹۸)
چشمِ جہاں میں روشنی آپؐ کے دم قدم سے ہے　　　کُن فیکوں کا فیض بھی آپؐ کے دم قدم سے ہے
سارے مکان ولامکاں ، رونقِ بزمِ دوجہاں　　　آپؐ کے دم قدم سے تھی، آپ کے دم قدم سے ہے
رونقِ کائنات سب ، تابش حضورؐ کے سبب　　　یہ رنگ ونور تازگی، آپ کے دم قدم سے ہے　(۹۹)

حضورؐ کی شان شفاعت

حضورؐ بروزِ حشر اللہ تعالی کے حضور سب سے پہلے گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔اسی لئے آپ کو شافعِ اول و مشفع اول کہا جاتا ہے۔ تابش کمالؔ نے نبیؐ کریم کی شانِ شفاعت کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے:

تابش کمالؔ شانِ رسالت مآبؐ ہے　　　حق نے بھی اُن کو شافعِ روزِ جزا کہا (۱۰۰)
کیا غم ہے عاصیوں کو بھلا روزِ حشر کا　　　اُن کی شفاعتوں کو جو موجود آپؐ ہیں (۱۰۱)

عدم مثلیت

تاریخ عالم میں آپؐ کی کوئی اور دوسری مثال نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ جیسا کسی اور کو پیدا کیا ہو۔ حضورؐ تمام انسانوں سے افضل، بے مثل و بے مثال اور خدا کا آخری کمال ہیں۔ :

کمالِ خلق ہے وہ صاحب جمال نبیؐ　　　ہے بے مثال خدا اور بے مثال نبیؐ (۱۰۲)
نہیں ہے کوئی بھی انسان آپؐ سے افضل　　　تمام حُسن ہوا، ایسے بے مثال ہیں آپؐ
عُروج ایسا ملا ہے کسے یہاں تابشؔ　　　زمیں خدا کی ہے اور آخری کمال ہیں آپؐ (۱۰۳)

غیر معمولی رعب و دبدبہ

حضورؐ کو ذات باری تعالی کی طرف سے وہ رعب و دبدبہ عطا کیا گیا تھا کہ بہادر سے بہادر شخص بھی سرکارؐ کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ سیرت طیبہ سے ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ جب دیکھنے والے پر پہلی ہی نظر میں کپکپی طاری ہو گئی ۔ حضورؐ شہِ ارض و سما ہیں جس طرح آسمانوں پر آپؐ کی رفعت و عظمت اور جلالت کے چرچے ہیں اسی طرح انسانی دلوں پر بھی حضورؐ کا رعب و دبدبہ قائم ہے۔:

ہر دور کا بوجہل ہے لرزاں اُسی در پر　　　ہر مذہبِ کاذب کے لئے رد ہیں محمدؐ (۱۰۴)
زیرِ فرمانِ شہِ ارض و سما ہے اب تک　　　عرصہء دل پہ کوئی اور حکومت کب ہے (۱۰۵)

حضورؐ جوامع الکلم ہیں

جوامع الکلم سرکارِ دوعالمؐ کا وہ معجزہ ہے جس نے بڑے بڑے فصحائے عرب و عجم کو آج تک ورطۂ حیرت میں مبتلا کر رکھا ہے کہ وہ نبیؐ اُمی جس نے کبھی کسی استاد سے علم حاصل نہ کیا ہو ایک دن غارِ حرا سے اُٹھے اور اپنے کلام سے مخلوقاتِ عالم کو حیران و ششدر کر کے رکھ دے۔ حضورؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل اہلِ عالم پر عرب والوں کی فصاحت و بلاغت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن آپ کی فصاحت و بلاغت کے آگے سب بے بس ہو گئے ۔ حضورؐ کے وصف جوامع الکلم کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ہر رنگ و نسل اور مختلف زبانوں کے قبائل سے اُنہی کی زبان میں گفتگو فرمائی ۔ خطبہ حجۃ الوداع حضورؐ کی فصاحت و بلاغت کی عمدہ مثال ہے جو منشورِ اسلام بھی ہے اور رُوئے اسلام بھی۔ یہ کمال سرکارؐ کے زبان و بیان میں کیسے نہ آتا کہ آپ جب بھی گفتگو فرماتے تو اذنِ الٰہی سے فرماتے :

جہاں میں پھیل گیا حجتہ الوداع کا درس   خدا کا لہجہ ہیں ، بحرِ گہر فشاں ہیں آپؐ (۱۰۶)
کیا کیا نہ بھیک پائی جہاں نے حضورؐ سے   نکتہ وروں نے جو بھی نکالا ، اُنہی سے ہے (۱۰۷)

کثیر الاسماء

حضورؐ کی ذات پاک کو اللہ تعالیٰ نے کثیر الاسماء خلق فرمایا ۔ تابش کمالؔ نے حضورؐ کے ناموں میں سے چند اسمأ کو بڑی خوبصورتی سے سلکِ گوہر میں پرویا ہے:

محمودؐ بھی ، احمدؐ بھی ، محمدؐ بھی ہیں بس آپؐ   کب خَلق کو معلوم ہے رُتبہ شہِ دیں کا (۱۰۸)
برکت ہے ساری آپؐ کی ذاتِ کریم سے   سعدؐ اور سعیدؐ آپ ہیں ، مسعود آپ ہیں (۱۰۷)
تابش پہ کھل گئے ہیں حجابوں کے در تمام   شاہدؐ، شہیدؐ آپ ہیں ، مشہود آپؐ ہیں (۱۰۹)
خود سورہ یسیں ثبوت اس کا ہے تابشؔ   طٰہٰؐ بھی ہیں ، ہادیؐ بھی ہیں اور مدہیں محمدؐ (۱۱۰)

حضورؐ ساقیِ کوثر

حضورؐ قیامت والے دن حوضِ کوثر پہ ساقی گری فرمائیں گے اور اپنے اُمتیوں کو آبِ کوثر پلائیں گے:

حوضِ کوثر پہ کھڑا سوچتا ہوں   آپؐ نے کی ہے سفارش میری (۱۱۱)
عطا کریں گے وہ کوثر کا جام خود اُن کو   عطا کے باب میں چاہت جنہیں حضورؐ سے ہے (۱۱۲)

حضورؐ کریم النفس نبیؐ ہیں

حضورؐ کو جس اُمت کی طرف نبیؐ بنا کر بھیجا گیا تھا وہ سب سے زیادہ گمراہی کا شکار تھی جب آپ نے باذنِ الٰہی دعوت حق دینی شروع کی تو تمام اہل قریش آپ کے دشمن بن گئے آپ کو ہر وقت تکلیف دینے میں لگے رہتے شعب ابی طالب میں سرکارؐ کا قیام اہل مکہ کے ظلم و ستم کی کھلی داستان ہے۔طائف والوں کی سنگ زنی بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں لیکن ہمارے کریم آقاؐ نے ہمیشہ اپنی کریم النفسی کا مظاہرہ کیا اور اپنے بدترین دشمن کو بھی معاف کیا اور اُسے گلے لگایا:

دشمن جان کو بھی بخش دیا — دہر نے دیکھی ہے شفقت اُن کی (۱۱۳)
عجب کریم ہیں تابش کمالؔ کے آقاؐ — ہر ایک دشمنِ جاں کو گلے لگایا گیا (۱۱۴)

حضورؐ صاحبِ حُسن وجمال

حضورؐ کے حسن و جمال کے بارے میں احادیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ انتہائی حسین و جمیل تھے تابش کمالؔ حضورؐ کو حسنِ تجلی اور شہ ذیشان اور حسنِ جہاں کہتے ہیں:

خوشا یہ حُسن تجلی، خوشا شہِ ذیشان — میں ہاتھ باندھے کھڑا ہوں کہ جیسے مدح گزار (۱۱۵)
دل و نظر کو کچھ اس طور سے جلا بخشی — جہانِ شوق میں حُسن جہاں کو بھیجا گیا (۱۱۶)

علم نبوت کی وسعت

آپؐ کو انتہائی وسیع و عریض علم عطا کیا گیا تھا۔آپ کے علم کی وسعت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ حضورؐ سرور عالم نے اپنی اُمت کو قیامت اور بعدِ قیامت تک کے حالات سے آگاہ فرمادیا۔حتیٰ کہ حضورؐ کو قبرِ انور میں اپنی اُمت کے احوال کا بھی پتہ ہے۔بے شک علم غیب ذاتی صرف رب قدوس کو ہی حاصل ہے۔جب کہ انبیا کو دیا جانے والا علمِ غیب "عطائی" کہلاتا ہے:

ایک ہی در سے ہے سب غائب و موجود کا علم — تابشؔ اک پل بھی نہیں اُنؐ کے زماں سے باہر (۱۱۷)
میرا سب کچھ انہیں معلوم ہے وہؐ جانتے ہیں — یہ غلامی مرا مقسوم ہے وہؐ جانتے ہیں
آپؐ سے مخفی و مستور نہیں ہے کچھ بھی — لوحِ ہستی پہ جو مرقوم ہے وہؐ جانتے ہیں (۱۱۸)

حضورؐ خاتم الانبیأ

اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدہ جو کافر و مسلم کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ وہ ہے عقیدہ ختم نبوت کہ حضرت محمدؐ اللہ تعالی کے آخری نبیؐ ہیں ۔ آج اگر کوئی شخص اس عقیدے کا انکار کرتا ہے تو وہ بلاشک وشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اپنے نعتیہ کلام میں تابش کمالؔ نے عقیدہ ختمِ نبوت کی ترجمانی بھی کی ہے:

اُنؐ پر تمام ہے یہ ہدایت کا سلسلہ — بھیجا گیا ہے آپؐ کو سب انبیاء کے بعد (۱۱۹)
یا نبیؐ آپ ہیں خاتم الانبیاء — یا نبی خاتم المرسلیں آپؐ ہیں (۱۲۰)

حضورؐ صاحبِ معراج نبیؐ ہیں

آپؐ کو اللہ تعالی نے معراج کا معجزہ عطا فرمایا ۔اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے ۔ تابش کمالؔ کے نزدیک معراج کا سفر عروج آدمیت کا سفر کہلاتا ہے۔ یہ ایسا اعجاز محمدیؐ ہے جو انسانی عقل میں نہیں آسکتا۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں، معجزہ ہوتا بھی وہی ہے جو عقل کو عاجز کر دے۔ تابش کمالؔ محوِ سخن ہیں:

سفر معراج کا ہر زاویے سے — عروجِ آدمیت کا سفر ہے (۱۲۱)
ادراک سے بالا ہے یہ اعجازِ محمدؐ — معراج نبیؐ عقل کی حیرت کے لئے ہے (۱۲۲)

حضورؐ قاسمِ نعمت وصاحبِ جودوسخاہیں

اللہ تعالی نے اپنے تمام خزانوں پر اپنے پیارے نبیؐ کو مختارِ کل بنایا۔ سرکارؐ اللہ تعالی کے خزانوں کو جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں ۔ اپنے عشاق کو تو وہ کبھی بھی اپنے در سے خالی دامن نہیں جانے دیتے خواہ کوئی اپنی دنیاوی حاجتوں کی حاجت بر آری کے لئے سرکارؐ کے سامنے دستِ سوال دراز کرے یا دینی حوائج کی تکمیل کے لئے جائے۔ آپ اپنے منگتوں کو بن مانگے اتنا عطا کرتے ہیں کہ کسی اور در کا سوالی رہنے ہی نہیں دیتے:

میرا کاسہ بھلا کیسے خالی رہے — آپ ہیں دوجہاں کے سخی یا نبیؐ (۱۲۳)
جن کو حاصل ہو جہانوں کے سخیؐ سے نسبت — وہ بھلا اور کسی در کے گدا کیسے رہیں (۱۲۴)

حضورؐ کی شان رحمت

آپؐ کی شان رحمت کا اعلان رب ازل وابد نے خود قرآن میں کیا اور آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے جانے کی بشارت دی۔ سرکارؐ کی آمد سے پہلے جو حالت اس دنیا کی تھی کچھ نہ پوچھیے مخلوق خدا کس کس عذاب سے نہ گزری جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات تھی ۔کمزور کا تو جینا ہی حرام تھا۔ بیٹیوں کو لوگ زندہ دفن کر دیتے یا قتل کر دیتے ۔ہر زور آور اپنے تئیں خدا بنا بیٹھا تھا۔ آپ نے مخلوق خدا کی انگلی پکڑی اور اُسے راہِ ہدیٰ سے روشناس کرایا، اُس کے فکر و کردار میں انقلاب لایا۔ انسان کو انسان کی غلامی سے خلاصی دی ہر کسی کے حقوق مقرر فرمائے۔ عورت کو ماں، بہن، بیٹی کا مقدس نام و مقام دیا۔ یہ سب تب ہی ممکن ہوا جب سرکارؐ کی شان رحمت کا اظہار ہوا، ہر شخص زمانے کے جبر سے نکلا اور آسانی سے اپنی زندگی جینے لگا:

وقت کے جبر سے بچنے کے لئے ہے زمانے کو ضرورت اُنؐ کی (۱۲۵)
انسان تو غرقاب ہوا جاتا تھا لیکن ساحل جو ملا اُنؐ کے سفینے سے ملا ہے (۱۲۶)
محمدؐ رحمۃ اللعالمین ہیں بقایا بربریت کا سفر ہے (۱۲۷)

حضورؐ کی ذات مبارک مسجود جن و ملک ہے

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو تمام جن و ملک سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو، چونکہ حضرت آدم کی پیشانی میں نور محمدیؐ تھا تو وہ سجدہ در حقیقت حضورؐ کو ہی سجدہ تھا تابش کمالؔ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے نعتِ حضورؐ بیان کرتے ہیں:

جن و ملک نے کیا سجدہ آپؐ کو محبوب حق تعالیٰ و مسجود آپؐ ہیں (۱۲۸)

حضورؐ مجسم قرآن ہیں

حضورؐ کی تمام حیاتِ طیبہ قرآنی تعلیمات کے مطابق تھی۔ اسی لئے سرکارؐ کو مجسمِ قرآن بھی کہا جاتا ہے اور آپؐ کی زندگی تمام انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ ٹھہری شاعر بھی قرآن کے وسیلے سے حضورؐ کی زیارت کرتا ہے کیونکہ قرآن میں آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کی مکمل عکس بندی ملتی ہے:

آپؐ کی ذات ہے قرآں کی مجسم صورت آپؐ کی بات ہے سو بات کھری ہے آقاؐ (۱۲۹)
قرآں کے وسیلے سے میں کرتا ہوں زیارت گویا ہے جناب آپؐ کا چہرہ مرے آگے (۱۳۰)

عشق رسولؐ کے ظاہری و باطنی کمالات

تابش کمالؔ کی نعتیہ شاعری سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سچے عاشق رسولؐ اور راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔اُن کی زندگی کا مقصد نبیؐ کریم سے عشق ہے۔اپنی نعتیہ شاعری میں اُنہوں نے جابجا عشق رسولؐ کے کرشمے بیان کئے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق ہی وہ قوت ہے جو انسان کے ظاہر و باطن میں انقلاب برپا کر دیتی ہے ۔تابش کمالؔ نے عشق رسولؐ کے ظاہری اور باطنی کمالات کو بھی اپنا موضوع بنایا تاکہ جدید نسل اس جانب راغب ہو سکے لیکن عشق رسولؐ کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اس میں غفلت کی معافی نہیں مل سکتی، صاحبِ عشق کو ہر دم تازہ و جواں اور بالغ نظر رہنا اور اسے ہر پل اپنا محاسبہ کرنا ہوتا ہے یہی اطاعت نبویؐ کی مکمل پیروی ہے تب ہی یہ قوت عشق اُس کے ہر پست کو بالا کر دے گی۔یہی وجہ ہے کہ شاعر نے بارہا عشق رسولؐ کا خزانہ بارگاہ حضورؐ سے طلب کیا ہے:

ہو اپنے غلاموں کو عطا عشق خزانہ　　　تابشؔ یہ فقیروں کی تمنا ہے نبیؐ سے (۱۳۱)

عشقِ حضورؐ والا کی برکت نہ پوچھیئے　　　مجھ ایسے ناتوان کو شہباز کر دیا (۱۳۲)

یہ عشق سیدِ عالی ہے اس میں　　　تغافل کے سوا سب کچھ روا ہے (۱۳۳)

تابش کمالؔ اپنی ذات کے حوالے سے بات کرتے ہیں کہ اُن میں ذاتی طور پہ عشق نبیؐ کی بدولت میں کیا کیا باطنی انقلاب آئے ذیل ہیں:

درود پڑھتے ہوئے نم رہیں مری آنکھیں　　　دل ونگہ سے اُترتے رہے ہیں جالے مرے

ہے آپؐ ہی کے حوالے کلیدِ قلب و نظر　　　کھلیں گے آپؐ کی برکت سے ہی یہ تالے مرے (۱۳۴)

معرفت الٰہی بوساطت حضور نبی کریمؐ

اللہ تعالیٰ کی معرفت انسان کے لئے بہت ضروری ہے کہ بندہ اپنے آقاؐ سے جدا و بے خبر و بیگانہ نہیں رہ سکتا ۔اب سوال یہ ہے کہ عرفانِ ذات باری تعالیٰ کا حصول کیسے ممکن ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خالق و مخلوق کے مابین وسیلہ نبیؐ کریم کا ہے، قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر اطاعت نبویؐ کو اطاعتِ خداوندی سے تعبیر کیا گیا ہے۔گویا حضورؐ مخلوق اور خالق کو آپس میں ملانے آئے :

میانِ خالق و مخلوق رابطہ ہیں حضورؐ کمالِ وحدتِ خالق کے درمیاں ہیں آپؐ (۱۳۵)
یہ چاند تارے یہ زمیں آپؐ کے دم سے اللہ کی طرف جانے کی سرحد ہیں محمدؐ (۱۳۶)

پسینہ مبارک

آپ کا پسینہ مبارک بھی اس قدر خوشبودار تھا کہ اصحابِ رسولؐ بہ طور عطر خوشبو کے لئے اپنے جسموں اور لباسوں پہ ملا کرتے تھے ۔پسینہ مبارک کی خوشبو پہ ہی سرکارؐ کی آمد کا پتہ چلتا تھا:

طیبہ کی فضا میں ہے عجب نور کی نکہت خوشبو کا سراغ اُنؐ کے پسینے سے ملا ہے (۱۳۷)
وہ خوشبوئیں ہی ہمیں آپؐ کا پتہ دیتیں جو پُھوٹتی تھیں حضورؐ آپ کے پسینے سے (۱۳۸)

شوقِ زیارت

ہر سچے عاشق کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی زیارت سے ہمیشہ فیض یاب ہوتا رہے۔ تابش کمالؔ بھی حضورؐ کی زیارت کا شوق رکھتے ہیں ۔ سرکارؐ کی محبت اُن کے دل میں بسی ہوئی ہے۔ آپؐ کا ہجر انہیں ہر پل ستاتا رہتا ہے اشک فشانی کا یہ عالم ہے کہ اُن کے دیدہ ودل ہر وقت محوِ گریہ کناں رہتے ہیں:

ہجرِ پیہم سے مری جاں پہ بنی ہے آقاؐ اشک پلکوں پہ ہیں اور آنکھ بھری ہے آقاؐ (۱۳۹)
نبیؐ کے ہجر میں دونوں سے خوں ٹپکتا ہے دل ونگاہ کے حالات اب کے ایک سے ہیں (۱۴۰)

ایک اور مقام پر تابش کمالؔ اشک باری کا جواز یوں بھی پیش کرتے ہیں:

تا کہ برگِ رُخِ زیبا ہو نمُو دار یہاں
اس لئے دیدۂ آب کو نَم رکھتے ہیں (۱۴۱)

وہ زیارت حضورؐ کی دعائیں کرتے ہوئے اپنے شوق زیارت کا اظہار کرتے ہیں:

قربان عمرِ خضر کروں لاکھ مرتبہ دیدارِ مصطفیؐ کی جو ساعت نصیب ہو
دنیا و آخرت میں رہیں اُن کے ساتھ ساتھ ہر آن دل کو اُنؐ کی زیارت نصیب ہو (۱۴۲)

اور اپنی اس دعا کی قبولیت کا اشارہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

یاوری بخت نے کی ہے کہ مجھے بھی تابشؔ — عالمِ ہوش میں سرکارؐ نظر آئے ہیں (۱۴۳)

یہ افتخار کافی ہے تابش کمالؔ کا — ہوتی ہے جاگتے میں زیارت خدا کا شکر (۱۴۴)

حضورؐ کی ذات مبارکہ کے بارے میں شاعر کے ذاتی خیالات

تابش کمالؔ نے نبیؐ کریم کے بارے میں اپنے ذاتی خیالات کو منظوم کیا، اُنہوں نے جس طرح قرآن وحدیث سے ذاتِ حضورؐ کی تفہیم حاصل کی ذیل ہے:

بہار آپؐ سے، مقصودِ گلستاں ہیں آپؐ — زمانہ آپؐ کا ہے، آخرالزماں ہیں آپؐ

یہ معجزہ ہے کہ قرآں ہے آپؐ کا اُسوہ — عمل کے باب میں قرآں کے پاسباں ہیں آپؐ

نماز کچھ بھی نہیں ذکرِ مصطفیٰؐ کے بغیر — اذاں کا جزو ہیں، اللہ کا نشاں ہیں آپؐ

ہماری سانس معطر ہے آپؐ کے صدقے — ہمارے خون میں آقاؐ رواں دواں ہیں آپؐ (۱۴۵)

حضورؐ باغِ جہاں میں ساری بہار آپؐ سے ہے — گلوں پہ رُوپ، کلی پر نکھار آپؐ سے ہے

ہے اسمِ ذاتِ مقدس، حیات کا حاصل — دلِ حزیں کو میسر قرار آپؐ سے ہے

نہیں ضرورتِ الفاظ بزمِ آقاؐ میں — انہیں خبر ہے کہ کس کس کو پیار آپؐ سے ہے

مدینہ پاک کی یادوں سے پھول کھلتے ہیں — حضورؐ سینہ مرا لالہ زار آپؐ سے ہے (۱۴۶)

صبح و مسا درودِ فراواں مرے حضورؐ — کُنجِ دہن ہے روشن و تاباں مرے حضورؐ

خالق نے رحمتوں سے بنایا ہے آپؐ کو — شام و سحر سلامِ رسولاں مرے حضورؐ

پڑھتا ہے پھول پھول قصیدہ جناب کا — مدحت کا ہر چراغ ہے رقصاں مرے حضورؐ

خالق نے عالمین میں مخصوص کر دیا — شاہِ مدینہ، خلق کا عنواں مرے حضورؐ (۱۴۷)

روحانی تجربات ومشاہدات

تابش کمالؔ کے والد حضرت باغ حسین کمال چونکہ خود بھی ایک سلسلہ طریقت سلسلہ اویسیہ کمالیہ کے بانی تھے۔ اُن کی وفات کے بعد سلسلہ عالیہ کی سجادہ نشینی اُن کے صاحبزادے تابش کمالؔ کے حصے میں آئی۔ سو انہوں نے بھی اپنے والد کی طرح ادب اور تصوف دونوں میں مقام پایا۔ چنانچہ تابش کمالؔ نے اپنی نعتیہ

شاعری میں روحانی تجربات ومشاہدات کو بھی منظوم صورت دی۔ تابش کمالؔ کی نعت گوئی کے حوالے سے ریاض مجید نورِ مبیں کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

''تابش کمالؔ کے نعتیہ مجموعے سے ایک ایسی جہتِ نعت سامنے آئی ہے جو اُردو نعت کے مرکزی دھارے میں کم کم ظاہر ہوتی ہے۔نعت کی وہ جہت مشاہدات سے تعلق رکھتی ہے۔ہر زمانے میں صوفیائے کرام کی نعتوں میں سیرت و شخصیت رسول اکرمؐ اور آپؐ کے معجزات وفیضان کی اُن حیرتوں سے مضامین کشید کئے گیے ہیں جن کا تعلق مراقبات اور مشاہدات سے ہے۔ایسے نعت پارے کسی باضابطہ مشق یامہارت کا ثمر نہیں ہوتے، بس تخلیق ہوجاتے ہیں۔اس انداز کی مشاہداتی نعتیں ہر نعت گو کو نصیب نہیں ہوتیں لیکن ہر وہ نعت گو شاعر جو کسی سلسلہء تصوف سے وابستہ ہے اور جس کے معمولات کا کچھ حصہ ذکرواذکار اور مشاہدات و مراقبات میں گزرتا ہے، کبھی کبھار ایسی حیرتوں کو چھولیتا ہے جس کا ذائقہ ہی نیا ہےاور جس کی صحیح تفہیم کے لئے ہمارا نظام ابجد اور زبان وبیان ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔تابش کمالؔ کا سلسلہ نسبت اس بات کا متقاضی ہے کہ ان کی نعت کا مطالعہ کسی اورزاویے سے کیا جائے۔ان کے والد اور ہمارے دوست حضرت باغ حسین کمال صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔انہیں اپنے والد کے فکروفن کے ساتھ اُن کے روحانی فیوض وبرکات بھی ورثے میں ملے ہیں۔ان دونوں کے اثرات ان کی نعت گوئی میں نمایاں ہیں اوراسی سبب ان کی نعت میں بعض صوفیانہ حیرتیں قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہیں'' (۱۴۸)

تابش کمالؔ کے بعض روحانی تجربات ومشاہدات کی طرف جو اشارہ ملتاہے۔ایسی اشعار درج کئے جارہے ہیں :

چار جانب مرے، انوار نبیؐ ہیں اور میں — خلفاء، ساتھ اویسِ قرنی ہیں اور میں
سب مقامات دکھاتے ہیں اشارے سے مجھے — علم کا شہر ہے، مولائے علی ہیں اور میں
حضرت باغ حسین آئے زیارت کے لئے — ساتھ اُن کے کئی مقبول ولی ہیں اور میں
تھا سفر ایسا کہ لفظوں میں بیاں ہو نہ سکے — اب قلم ہے، کچھ اشاراتِ خفی ہیں اور میں
تابشؔ اک سمت سے آواز اذاں آتی ہے — دیکھتا ہوں کہ بلالِ حبشیؓ ہیں اور میں (۱۴۹)

صف بہ صف دیکھی نمازِ عشاق — یہ گداگر تھا نمایاں ان کا (۱۵۰)

ہر ایک شعر پہ حسانؓ داد دیتے تھے — عجیب کیف تھا تابش میں جب حضورؐ میں تھا (۱۵۱)

میں اُنؐ کے حسن خلق پہ سو جان سے نثار   آقاؐ نے مجھ کو عاشقِ اہلِ وِلا کہا (۱۵۲)

مدینہ طیبہ

تابش کمالؔ نے مدینہ طیبہ کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ وہ حضورؐ کی جائے سکونت و مدفن مدینہ طیبہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آقاؐ کا مدینہ طیبہ ایسی جگہ ہے کہ جہاں ہر طرح کی ظلمت کے ماروں کی دل جوئی کی جاتی ہے، یہاں سے مانگنے والوں کو کبھی خالی دامن نہیں لوٹایا جاتا، یہاں سب رنج والم مٹ جاتے ہیں، اس مقام مقدس پر حاضری دینے والوں کو اپنی فکری تطہیر کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے، اس در پہ بڑے بڑے اکابرین نے جھک جھک کے سلامیاں پیش کیں ، یہاں جنید و بایزید جیسے جلیل القدر اولیاء بھی اپنی سانس روک روک کر چلتے ہیں:

ظلمات میں ہے مونسِ غم صرف مدینہ   رکھتا ہے فقیروں کا بھرم صرف مدینہ
بکھرا ہوا رہتا ہوں جہاں بھر میں ہمیشہ   ہوتے ہیں دل و جان بہم صرف مدینہ
مکہ تو ہے لاریب جمال دل و دنیا   بعد اس کے رہا کرتے ہیں ہم صرف مدینہ (۱۵۳)
پاکیزگی خیال کی لازم ہے اس جگہ   اے میرے ہم نشین ذرا دیکھ بھال کے (۱۵۴)
جس پہ شیخینؓ آ کے جھکتے تھے   ایسا دولت کدہ ہے آپؐ کا در (۱۵۵)

تابش کمالؔ اللہ تعالی سے ذاتی طور پر دعا گو ہیں کہ انہیں ایسا کیف حضوری عطا کیا جائے وہ ہر وقت مدینے کے تصور میں گم رہیں ، جب چاہیں آنکھیں بند کریں زیارت ہو جائے اور مدینہ کی محبت اُن کی ہر ہر رگ میں ایسی بس جائے کہ اُن کی ہر سانس مدینہ مدینہ پکارے:

بند آنکھوں سے مجھے نظر آئے مدینہ   ایسے مرے سینے میں اُتر آئے مدینہ
ہر لمحہ رگیں نور کی ضو سے ہوں فروزاں   سانسوں کی طرح روح میں بھر آئے مدینہ (۱۵۶)

شاعر کے ذاتی احوال اور اُس کی کیفیات

تابش کمالؔ کی اردو نعت کا مطالعہ کرتے ہوئے دیگر نعتیہ موضوعات کے ساتھ ساتھ ہمیں اُن کے ذاتی احوال اور اُن کی کیفیات پر بھی روشنی پڑتی ہوئی ملتی ہے۔ متعدد اشعار میں ایسے اشارے موجود ہیں جہاں انہوں نے اپنے خاندانی حالات کے علاوہ اپنی ذاتی کیفیات کا بھی ذکر کیا ہے چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

میں ہوں بامراد تو کیا عجب کہ حسب نسب میں ہوں باادب
یہ معاملہ ہے عطائے رب، سو جو بے ادب ہے وہ دُور ہے (۱۵۷)

رفتگاں تھے ہی تابش کمالؔ — میرے آئندگاں آپ سے (۱۵۸)
جادہء نور پر چلیں دائم — میرے آئندگاں مرے آقاؐ (۱۵۹)
جو کچھ ہمارے پاس ہے سب ہے حضورؐ کا — بخت آپ ہی کے صدقے ہیں میرے نہال کے (۱۶۰)
بہار، وجہِ بہار ہی کے طفیل میرے چمن میں قائم — بہشت میں باغؔ جا بسے تو عطا ہوا ہے نہال آقاؐ (۱۶۱)

درج بالا اشعار میں تابش کمالؔ نے اپنے والد اور مرشد باغ حسین کمال اور اپنے صاحبزادے نہال بخت کمال کی جانب اشارے کئے ہیں۔

ہیں دو جہان کی برکات اب مرے گھر میں — میں خوش نصیب کہ حاصل ہیں مجھ کو موئے حضورؐ (۱۶۲)

اس شعر میں انہوں نے اپنی درگاہ دارالکمال میں موجود موئے مبارکؐ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن نعتوں میں اُنہوں نے اپنی روحانی کیفیات کا ذکر کیا زیرِ نظر ہیں:

کلام نعت ہے، ایماں کا ساز ہے اور میں — بس ایک نور ہے، اک حرفِ راز ہے اور میں
ابھی تلک ہے وہیں پر خیال کا ڈیرہ — مری نگہ میں زمینِ حجاز ہے اور میں
وہ در ہے اور مرے دل میں روشنی کے بھنور — وہ آستاں ہے، جبینِ نیاز ہے اور میں
میں شعر پڑھتا ہوں، اصحابؓ داد دیتے ہیں — مرے کلام کا سوز و گداز ہے اور میں (۱۶۳)
بس گنبدِ خضرا تھا کہاں رات ڈھلی تھی — اک لہر سی مرقد سے اُٹھی، دل میں چلی تھی
میں نور نہایا ہوا نکلا تھا سفر پر — روشن تھے در و بام، مدینے کی گلی تھی (۱۶۴)

رویائے صادقہ

تابش کمالؔ کی نعتیہ شاعری اس امر کی عکاس ہے کہ وہ ایسے صوفی ہیں جنہوں نے روحانیت کی بہت سی منازل طے کی ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے اپنے رویائے صادقہ کو بھی نعت کا حصہ بنایا چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

اس بات پہ صد شُکر بجا لاتا ہوں تابش ؔ راحت جو مجھے شہ ؐ کی زیارت سے ملے ہے (۱۶۵)
امام آپ ؐ ہیں اور میں نمازیوں میں ہوں یہ خواب ، رات مجھے بار ہا دکھایا گیا (۱۶۶)
آنکھ اُٹھتی ہے کہاں آپ ؐ کے پیکر کی طرف خواب میں اُن ؐ کے پسینے کی طرف دیکھتا ہوں (۱۶۷)
رات پھر خواب میں تابش ؔ کے مقدر جاگے رات پھر خواب میں اک نعت کہی ہے آقا ؐ (۱۶۸)
وہ ایک رات کا منظر ، حیات کا حاصل سجا تھا نور محل میں حضور ؐ کا دربار (۱۶۹)

اہلِ بیتِ اطہار

تابش کمال ؔ کی نعت کا ایک موضوع حبِ اہلِ بیت اطہار بھی ہے ۔اُنہوں نے اہل بیت سے اپنے عشق کا خصوصی اظہار کیا ہے۔ حضرت امام حسنین کریمین ؓ کو تو وہ اپنے دل کا چین اور زینہ ٔعشق قرار دیتے ہیں:

میرے شکستہ دل کا چین، عشقِ حسن ؓ، غمِ حسین ؓ لطفِ رسول ہاشمی، آپ ؐ کے دم قدم سے ہے (۱۷۰)
پہلے حسنین ؓ کو دیکھوں تو میں پہنچوں اُن ؐ تک عشق کے اولیں زینے کی طرف دیکھتا ہوں (۱۷۱)

فلسفہء اطاعت

تابش کمال ؔ نے اطاعت نبوی ؐ کا فلسفہ بھی بیان کیا ہے۔ قرآن میں بارہا کئی مقامات پر اطاعت رسول اللہ ؐ کو ہی اطاعتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ تابش کمال ؔ اس راز سے خوب آشنا ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں ہر دم یہی کوشش کرتا ہوں کہ اطاعت نبوی ؐ پر کاربند رہوں کیونکہ اطاعت الٰہی کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ وہ جب بھی کسی کام کا آغاز کرتے ہیں تو پہلے سنتِ نبوی سے راہنمائی لیتے ہیں:

وہ ؐ فرمائیں جدھر، جاؤں اُدھر میں یہی میری حمیت کا سفر ہے (۱۷۲)
یہ وطیرہ ہے کوئی کام بھی آغاز کروں پہلے آقا ؐ کے قرینے کی طرف دیکھتا ہوں (۱۷۳)
تابش کو ملا فیض تو آقا ؐ کے قدم سے یہ درجہ اطاعت کے قرینے سے ملا ہے (۱۷۴)
درِ خدا پہ میں بابِ نبی ؐ سے آیا ہوں عبودیت کے لئے عاجزی سے آیا ہوں (۱۷۵)

نصابِ نعت

تابش کمالؔ نے نعتیہ شاعری میں ایک نیا کام یہ کیا کہ اُنھوں نے نعت نصاب کے عنوان سے نصابِ نعت ترتیب دیا جسے منظوم شکل میں سامنے لایا کہ ایک نعت گو شاعر کو کون کون سے فکری دائروں میں رہنا چاہیے اور وہ کون کون سے موضوع نعت میں برت سکتا ہے۔ اُن کا نصاب نعت ملاحظہ ہو:

کبھی نہ بھولئے اوقات نعت کہتے ہوئے — نظر میں رکھیے بس اک ذاتؐ نعت کہتے ہوئے
یہ لازمی ہے بہر نعت گو کہ پڑھتا رہے — بہم درود و صلوٰات نعت کہتے ہوئے
ثنائے باری تعالی تو ہے الگ اک صنف — دماغ میں رہے یہ بات نعت کہتے ہوئے
یہ عاجزی و حضوری کا فیض کیا کہنے — کہ مجتمع ہیں خیالات نعت کہتے ہوئے
کیا حضورؐ نے جو بھی وہ امر ربی تھا — بیان کیجیے کرامات نعت کہتے ہوئے
بہ فیضِ حضرتؐ باری جگہ جگہ لکھیں — نبیؐ کے سارے کمالات نعت کہتے ہوئے
یہ مانیے کہ ہے بالاتر از صفات اک ذات — نہ بھولیں باقی عبادات نعت کہتے ہوئے
یہ بات ساری تواریخ نے رقم کی ہے — درود پڑھتی تھیں اُمہات نعت کہتے ہوئے
جو اہلِ بیت و صحابہ نے کر دیا وہ کریں — سو نظم کیجیے روایات نعت کہتے ہوئے
ہر آن دل پہ برستے ہیں نور کے بادل — تمام ہوتے ہیں صدمات نعت کہتے ہوئے
لبوں پہ کھلتی رہیں ارمغان کی کلیاں — دلوں میں رکھیں یہ سوغات نعت کہتے ہوئے
خدا کے ساتھ ہے ذکرِ رسولؐ بھی تابشؔ — ہیں میرے سامنے آیات نعت کہتے ہوئے (۱۷۶)

معرفت حضورؐ

عرفانِ ذاتِ باری تعالی کے حصول کے لئے تو اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کرام کو دنیا میں ارسال فرمایا گویا اللہ تعالی کی ذات تک رسائی اُسی مردِ حق کی ہو گی جو ذات رسولؐ کو وسیلہ بنائے اب دیکھنا یہ ہے کہ ذات رسولؐ کی معرفت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ طالبانِ محمدؐ کے لئے تابش کمالؔ نے ایک راہِ ہدیٰ کی نشاندہی کی اور حضورؐ کی معرفت کے حصول کے لئے احسن طرز عمل کی جانب رہنمائی کی:

کیوں انہیںؐ قول وروایات سے جانا جائے — حسنِ ایماں کی حکایات سے جانا جائے
جانا جائے انہیںؐ ہر سورہ قرآں کے سبب — اور اللہ کی ہر بات سے جانا جائے
اُنؐ کے دربار میں جو کچھ بھی صحابہ ؓ نے کہا — انہیںؐ بس اُنؐ کے خیالات سے جانا جائے
شبِ اسریٰ مرے سرکارؐ جہاں بھی پہنچے — اُس مسافت سے، مقامات سے جانا جائے (۱۷۷)

مقامی حوالے

یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جس جگہ پیدا ہوتا ہے۔ اُس جگہ سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے۔ وہاں کے کھیت کھلیان ، درخت، پہاڑ، جنگل بیلے، دریا ندیاں اور کسیاں وغیرہ یعنی وہاں کی ایک ایک چیز سے اسے جذباتی لگاؤ ہو جاتا ہے۔ تابش کمالؔ کی جائے پیدائش بھی ضلع چکوال ہی کی سرزمین ہے سو انہیں بھی اپنی جائے ولادت ماں دھرتی سے پیار ہے اور اس کا اظہار اُنھوں نے دورانِ نعت کئی مقامات پر کیا ہے۔ جن میں حضورؐ سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر آپؐ عاجز کے گھر چکوال میں تشریف لائیں تو یہ بھی مدینہ بن سکتا ہے:

آپ آئیں تو سمجھوں کہ دوعالم ہیں یہاں پر — چکوال میں محتاج کے گھر آئے مدینہ (۱۷۸)
ارضِ چکوال میں بھی باغ کھلایا جائے — شہر صر صر میں بہ اندازِ صبا کیسے رہیں (۱۷۹)
کھیت میں روشنی اُچھالتے ہیں — اس نگر کے کسان بھی ، میں بھی (۱۸۰)

معجزات رسول اکرمؐ

آپؐ سراپا معجزہ ہیں، وقتِ ولادت سے لے کر وقتِ وصالِ مبارک تک آپؐ کی حیات مبارک ساری کی ساری ایک معجزہ تھی۔ کتب سیرت میں یہ حقائق موجود ہیں کہ جب سرکارؐ کی ولادت ہوئی تو ایرانی محل کے کنگرے ٹوٹ کے گر پڑے وہ آتشکدہ جو جانے کب سے کتنے ہزار سالوں سے مسلسل جل رہا تھا۔ اُس کی آگ بھی بجھ گئی اور کعبہ میں رکھے تمام بت منہ کے بل گر پڑے تھے۔ یہ دنیا جہاں ظلم کی حکمرانی تھی سرکارؐ کی آمد سے سب ختم ہو گیا اور صرف ایک اللہ کا نام چاروں طرف گونجنے لگا۔ حضورؐ نے جو نظامِ حیات دیاوہ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی دورِ جدید کے تمام تقاضوں کو نہ صرف پورا کرتا ہے بلکہ عہدِ جدید کے نت نئے مسائل اور مصائب کو بھی حل کرتا ہے۔ آج کی جدید سائنسی ترقی بھی اسی کے سبب ممکن ہوئی۔ ان تمام معجزات کو تابش کمالؔ نے قلمبند کیا ہے:

طلوعِ شمسِ رسالتؐ سے قصر ہلنے لگے
ظہورِ ختمِ نبوتؐ سے قصر ہلنے لگے
ہراس وخوف سے لرزاں تھے قیصر و کسری
شکوہِ مہرِ حقیقت سے قصر ہلنے لگے
خدا کی شان کہ سجدے میں گر گئے کنگرے
حضورؐ آپ کی سطوت سے قصر ہلنے لگے
حبش میں، فارس وروما میں ایک ہلچل تھی
جدید عہدِ حکومت سے قصر ہلنے لگے
جہان بھر کے صنم منہ کے بل گرے تابشؔ
نبیؐ کے نعرہء وحدت سے قصر ہلنے لگے (۱۸۱)

حضورؐ کے اسم گرامی کی برکات

جس طرح حضورؐ کا وجود مسعود بابرکت ہے اسی طرح آپ کے اسم گرامی میں بھی اللہ تعالی نے یہ قوت رکھی ہے کہ مخلوق خدا اس بابرکت نام سے مستفید و مستفیض ہو:

اثر ہے نامِ محمدؐ کا سیر کرتے ہوئے
فضا کے رنگ نرالے دکھائی دیتے ہیں (۱۸۲)
آپؐ کے نام کی برکت سے خزاؤں میں بھی
کیسے شاداب ہیں دیکھو تو یہ گلزار مرے
نامِ نامیؐ مرے ہونٹوں پہ جو آئے تابشؔ
جھوم اُٹھتے ہیں خوشی سے در و دیوار مرے (۱۸۳)
حل ہوئی اسم محمدؐ کے سبب
آئی رستے میں جو مشکل، اے دل (۱۸۴)
ایک ہی اسمِ مقدسؐ ہے وسیلہ میرا
خالی اے دوست! دستِ دعا کیسے رہیں (۱۸۵)

عصرِ حاضر کے تمام مسائل کا حل سیرت نبویؐ میں ہے۔

اگرچہ آج انسان نے سائنس کے بل بوتے پر بہت ترقی کرلی ہے اور پوری دنیا کو ایک عالمی گاؤں بنا دیا ہے ۔اُس کی دقیق نظر سے باریک سے باریک چیز عنصر بھی نہ چھپ سکا حتی کہ انسان نے ذروں کے سینے بھی چیر دیے، آسمانوں پہ کمند ڈالی، چاند کو تسخیر کیا سورج کی روشنی سے شمسی توانائی حاصل کی۔ یہ تمام کمالات ایسے ہیں جن کا اعتراف کئے بغیر چارہ ممکن نہیں لیکن اس کے باوجود بھی انسان معاشرتی مسائل کو پوری طرح حل کرنے میں ناکام رہا اہل مشرق، مغربی تہذیب کی چکا چوند سے متاثر ہوئے اور اپنے مسائل کے کے لئے تہذیبی فرہنگ کی پیروی کرتے ہوئے نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔ حالانکہ سیرت نبویؐ میں اللہ تعالی نے تمام مسائل حیات کا حل رکھ دیا ہے۔ اب ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے مسائل کا حل ترکیب رسول ہاشمیؐ میں تلاش کریں نہ کہ کسی غیر مذہبی تہذیب کی پیروی میں کیونکہ تمام تہذیبوں کا جنم ایک ہی تہذیب سے ہوا ہے

اور ایسی ام التہذیب، ایک ہی تہذیب ہے اور وہ ہے۔ تہذیبِ محمدیؐ، تابش کمالؔ نے بہت سے مقامات پر اس تہذیب کے نمونے پیش کیے اور بتلایا کہ اگر آج بھی ہم اپنے منشورِ تہذیب میں تہذیبِ محمدیؐ کے نور کو اُتار لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ہاتھ آ جائے میرا مقام اے ساقی کی منزل سے ہم کنار ہو جائیں۔ تہذیبِ مغرب کے جس سامری نے ساری دنیا کو اپنے سحر کی لپیٹ میں لے رکھا ہے یک دم ٹوٹ جائے:

ساری تہذیبیں اسی در کی بھکاری ہیں سویوں — دانشِ وفہم اسی بابِ فراست سے کھلا (۱۸۶)
خیر و شر پیشِ نظر آئینہ ہو جائے، اگر — دیدۂ کور میں وہ نور اتارا جائے
سامری تیرا طلسم ایک ہی جھپ میں ٹوٹے — عصر مسحور میں وہ نور اتارا جائے
ہے زمانے کے مسائل کا فقط ایک علاج — اپنے دستور میں وہ نور اتارا جائے (۱۸۷)

کائنات کی ہر شے حضورؐ کے طفیل ہے

کائنات کی ہر چیز پہ سرکار دوعالمؐ کا تصرف ہے۔ ہر چیز حضورؐ کی وجہ سے عالم وجود میں لائی گئی ۔ سرکارؐ کی ذات خلاصہء کائنات اور وجہ کائنات ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ نعت گو شعراء نے اس کائنات کی ہر چیز کو صدقہء حضورؐ قرار دیا ہے:

جہان سارے کا سارا مرے حضورؐ کا ہے — ہوں مہر وماہ کہ ستارا مرے حضورؐ کا ہے
مرے حضورؐ کی ہے کائنات اور حیات — خدا نے جو بھی اُتارا مرے حضورؐ کا ہے
فلک کی آخری سرحد سے بھی وراہیں آپؐ — فلک کا آخری تارا مرے حضورؐ کا ہے
اُنہی کے دم سے ہے انسان کا قیام و طعام — ہے جو بھی نام ہمارا، مرے حضورؐ کا ہے (۱۸۸)

درود و سلام

تابش کمالؔ نے متقدمین نعت گو شعراء کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے آپؐ کی بارگاہ میں کئی درود و سلام پیش کیے ہیں جن میں سے ایک مثال درج کی جا رہی ہے:

مرے نبیؐ، مرے آقائے نامدارؐ سلام — حضورؐ آپؐ کی خدمت میں بار بار سلام
سلام دین کے تاج اور بادشاہ و غنی — سلام ہادئ برحق کے تاجدار سلام

خدانے ایسا بنایا نہیں ہے آپ ؐ کے بعد
نبیؐ بر حق و اللہ کے شاہ کار سلام

رہے جو آپؐ کی خدمت میں اُن پہ بھی ہو درود
نبیؐ اول و آخر نگاہ دار سلام

قبول کیجئے جتنے بھی پیش کرتا ہے
زباں درود سے دھو کر یہ خاکسار سلام

نجانے ہجرِ مسلسل تمام کب ہو گا
رکے گی کب مری آنکھوں کی آبشار، سلام

حضورؐ، ذاتِ گرامی پہ بے حساب درود
جنابؐ آپ کی خدمت میں بے شمار سلام

سلام تابشؔ خوش رو نے بھیجا ہے آقاؐ
یہی جہان میں ہے اپنا افتخار، سلام (۱۸۹)

3۔ حفیظ تائب کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

حفیظ تائب کی نعتیہ شاعری کے عام موضوعات ذیل ہیں۔

آمد رسول اللہؐ

حضورؐ کی ولادت مبارکہ کے موضوع کو حفیظ تائب نے بہت خوبصورت انداز میں برتا ہے اور کئی کئی انداز میں اس پر اپنے جذبات منظوم کو پیش کیا ہے تاریخ عرب کے مطالعے سے خوب پتہ چلتا ہے کہ یہ سرزمین ایک صحرا سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ یہاں زندگی بسر کرنا انتہائی دشوار تھا لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پال کر گزارہ کرتے باقاعدہ کوئی ذریعہ معاش نہ تھا بس حج کے دنوں میں کچھ میلے لگتے تھے یا دور دراز کے ملکوں میں جا کر ان اہل عرب کو تجارت کرنا پڑتی تھی بس ایک رسول اللہؐ کی آمد کی دیر تھی کہ یہ سرزمین کیا سے کیا ہو گئی۔ رسول اللہؐ کی تعلیمات سے یہ ساری دنیا کے لئے علم وآگاہی و تہذیب و تمدن کا گہوارہ بن گئی وہ سرزمین عرب جس کے گلستان تہذیب و تمدن میں کفر و معاصی اور ظلمت و معصیت کی خزاں نے امتداد زمانہ سے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ آمد سرکارؐ کی برکت سے وہاں کے چمن میں نور ایمان کی بہاروں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ جس سے مخلوق خدا کے قلب و روح بھی جگمگا اُٹھے۔ لوگوں کے دلوں سے صدیوں کا زنگ اترا اور وہ نور ایمان سے منور ہو گئے۔

وہ نور جاں افق آرا ہوا ہے
ہر اک غنچہ ثنا پیرا ہوا ہے

اتر آیا ہے کیسا موسم گل
بہاراں آشنا صحرا ہوا ہے (۱۹۰)

آج امت مسلمہ اسی نبیؐ اعظمؐ کے تشریف لانے پر جشن میلاد النبیؐ منا کر اپنی خوشیوں کو دوبالا کرتی اور اللہ تعالی کے اس احسان عظیم کا شکر بجالاتی ہے۔

گردش دوراں کا درماں جشن میلادالنبیؐ ہے بہاراں در بہاراں جشن میلادالنبیؐ
جگمگا اٹھے بام و در بھی قلب و روح بھی ہے ضیاپاش و گل افشاں جشن میلادالنبیؐ
حق تعالیٰ کی خوشی اور قرب آقاؐ کی سبیل خیر اور تسکیں کا ساماں جشن میلادالنبیؐ (۱۹۱)

حضورؐ کی آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی۔ ماہ ربیع الاول اہل ایمان کے لئے ماہ عید کا درجہ رکھتا ہے اسی مہینے میں اہل ایمان جشن ولادت رسول پاکؐ مناتے ہیں۔

ماہ ذیشان ربیع الاول زیست عنوان ربیع الاول
آمد رحمت عالمؐ کے طفیل وقت کی جان ربیع الاول (۱۹۲)
لطف حق عام ہوا ہادی اکبر آیا ہر مصیبت زدہ انسان کا یاور آیا
ظلمت کفر مٹی سارے جہاں سے یک سر شمع قرآن لئے خلق کا رہبر آیا (۱۹۳)

عشق رسول پاکؐ وذکر رسول پاکؐ

حفیظ تائب کی اُردو نعتیہ شاعری میں جو دوسرا بڑا موضوع ملتا ہے۔ وہ عشق حضورؐ اور ذکر حضورؐ ہے۔ جہاں تک رسول اللہؐ کے ذکر کی بات ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں کئی مقامات پر ذکر حضورؐ کیا اور مختلف انداز میں حضورؐ کی شان بیان فرمائی گویا تذکار رسولؐ نہ صرف درس قرآنی ہے بلکہ سنت الٰہی بھی۔ عہد رسالت میں تو عاشقان رسولؐ یعنی اصحاب کرام وہ اپنی تشنگی دیدہ و دل کی تسکین کے لئے بہ نفس نفیس زیارت رسولؐ سے شرف یاب ہو لیتے تھے لیکن اب عاشقان نبیؐ ذکر حضورؐ سے ہی اپنی پیاس بجھا لیتے ہیں جس سے ان کے بیقرار دل و جاں کو تسکین ملتی ہے اور ان کے رنج و الم دور ہو جاتے ہیں:

اک کیف اک سرور ہے ذکر حضورؐ میں حاصل عجب حضورؐ ہے ذکر حضورؐ میں
قرآن رہ نما ہے تو سیرت ہے دست گیر عاجز اگر شعور ہے ذکر حضورؐ میں
قندیلیں عشق کی ہے جلاتا قلوب میں یہ خاصیت ضرور ہے ذکر حضورؐ میں
خوشبوئے جاں فزا سے ہے معمور بزم زیست سر پہ ردائے نور ہے ذکر حضورؐ میں (۱۹۴)

عشق رسول پاکؐ کے بارے میں حفیظ تائب کا نکتہ نظر ملاحظہ ہو۔

دیتا نئی حیات ہے عشق رسول پاکؐ — کرتا عطا ثبات ہے عشق رسول پاکؐ
جس کے مکین ہیں غمِ دوراں سے بے نیاز — اک ایسی کائنات ہے عشق رسول پاکؐ
لذت کو اس کی جانتے ہیں اس کے آشنا — اک ایسی واردات ہے عشق رسول پاکؐ
منزل کا حکم رکھتا ہے تائب سلوک میں — گویا شعور ذات ہے عشق رسول پاکؐ (۱۹۵)

حضور پاکؐ کی ذات مبارک

حفیظ تائب نے حضورؐ کی ذات کے بارے میں اپنے جن دلی جذبات کو اظہار کی زبان دی ہے اس میں شاعر نے بیان کیا ہے کہ کائنات چمن جس کی بدولت مہکا ہوا ہے وہ آپؐ کی ذات ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہی کی خاطر تمام زمین و آسماں اور ان کی ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اور انہی کے وجود مسعود کی برکت سے اس کائنات میں حیاتِ رنگ و نور کی افزائش بھی ہوئی۔ اسی ذات نے دنیا میں عدل و انصاف کا علم بلند کیا۔ اسلام سے قبل رائج تمام فرسودہ و قبیح رسوم کا خاتمہ کیا۔ سو ایسی عظیم انقلاب برپا کرنے والی مبارک ہستی کے لئے ضروری ہے کہ ان کی نہ صرف پیروی کی جائے بلکہ فکر و فن کے تمام زاویوں کو اسی ذات کے ذکر خیر کی ترویج و تشہیر میں صرف کیا جائے۔

مہکا ہوا ہے جس سے جہاں کا چمن تمام — اس پر نثار میری متاعِ سخن تمام
تخلیق کا ہے سارا عمل جس کے واسطے — وقف اس کے واسطے نہ کیوں فکر و فن تمام
وہ سید البشر کے شمائل کی دین ہے — انساں کی زندگی میں ہے جو بانکپن تمام
قائم کیا معاشرہ احسان و عدل پر — ماحول سے مٹا کے رسوم کہن تمام (۱۹۶)

ایک اور مقام پہ شاعر نبیؐ کریم کی ذات مبارکہ کے حوالے سے کہتا ہے کہ

بابِ انعام کھلا رحمت عالمؐ کے طفیل — دین اسلام ملا رحمت عالمؐ کے طفیل
خیر و شر میں نہ تمیز آپ سے پہلے تھی کوئی — فرق دونوں میں ہوا رحمت عالمؐ کے طفیل
حسن اور خیر کی کلیوں سے خدا نے تائب — دامن زیست بھرا رحمت عالمؐ کے طفیل (۱۹۷)

شب اسراو معراج

اسرا سے مراد حضورؐ کا مکہ سے بیت المقدس تک کا سفر ہے جبکہ معراج بیت المقدس سے عرش معلی تک کا سفر حفیظ تائب نے ان دونوں سفروں کو اپنے نعتیہ کلام کا حصہ بنایا ہے۔شب اسرا کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ یہ رات ایک بھیدوں بھری رات ہے اور وہ ایسے اسرار راز و نیاز ہیں جن سے سینہ جبریل بھی آگاہ نہیں یہ راز صرف اور صرف اللہ تعالی اور حضورؐ کے درمیان ہی ہیں۔یہ رات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک خاص نشانی ہے۔یہ شب،شب معراج کی سیر کے اعلی وارفع مقاصد کی علامت ہے:

ضیاے چہرہ ء اسلام تذکار شب اسرا — محیط عرصہ ءایام انوار شب اسرا
بڑے عالی،بڑے ارفع مقاصد سیر اسرا کے — بہت واضح،بہت روشن ہیں آثار شب اسرا
نہیں ہے سینہ ءجبریل بھی قوسین کا محرم — کہ مااوحی میں ہیں پوشیدہ اسرار شب اسرا (۱۹۸)

شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے حفیظ تائب نے اپنے خیالات کا جس طرح اظہار کیا ہے ذیل ہے:

رفعت مرے آقاؐ نے وہ پائی شب معراج — تھی زیر قدم ساری خدائی شب معراج
جب لے گیا حق مکہ سے تا مسجد اقصی — محبوب کو ہر شان دکھائی شب معراج
سرکارؐ ہوئے لوح و قلم کے بھی مشاہد — ہر شے انھیں خالق نے دکھائی شب معراج
قوسین سے آگے تھی کہیں آپ کی منزل — کس جانہ ہوئی ان کی رسائی شب معراج (۱۹۹)

مقامات مقدسہ

حفیظ تائب کے نعتیہ کلام کا ایک حصہ خاص طور پر مقامات مقدسہ پر مشتمل ہے ۔جن میں مدینہ طیبہ،روضہ رسول،مواجہ شریف مسجد نبویؐ،مسجد قبا اور جنت البقیع شامل ہیں۔

مدینہ طیبہ

مدینہ منورہ سے متعلق شاعر نے اپنے جن خیالات کا منظوم اظہار کیا ہے۔اس کے نزدیک مدینہ پاک ایسی دھرتی ہے جو بیماروں کے لئے شفا ہے۔اہل عشق کے لئے مدینہ عجب جان فزا اور روح پرور جا ہے:

نظر میں بسا ہے مدینہ نبیؐ کا — دلی مدعا ہے مدینہ نبیؐ کا
عجب روح پرور ہے روضے کا منظر — عجب جاں فزا ہے مدینہ نبیؐ کا
جہاں ہر مرض کی دوا ہے میسر — شفا ہی شفا ہے مدینہ نبیؐ کا (۲۰۰)

روضہ رسولﷺ

روضہ رسولﷺ جسے گنبد خضری یعنی سبز گنبد بھی کہتے ہیں کے متعلق شاعر نے اپنے ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:

حرم کا دیدہ ء بیدار روضتہ الجنہ — ازل نما، ابد آثار روضتہ الجنہ
جہاں پہنچ کے سکوں پائے دیدہ بھی، دل بھی — وہ پُر بہار و پُر انوار روضتہ الجنہ
بہار زیست ہے وہ روضہ جان اہل نظر — نشاط خاطر ابرار روضتہ الجنہ (۲۰۱)

اسی روضہ مبارک کو انہوں نے گنبد خضرا کے نام سے یاد کیا۔ حفیظ تائب نے یہاں گنبد خضرا کی دلکشی وخوبصورتی کو موضوع بنایا ہے:

دلوں کا شوق، روحوں کا تقاضا گنبد خضرا — زمانے کی نگاہوں کا اجالا گنبد خضرا
گلستان جہاں میں زندگی پرور بہار اس کی — سر آفاق لہراتا سویرا گنبد خضرا
جو رنگ وبو کی دنیا سرزمین شہر طیبہ ہے — تو خلد چشم و فردوس تمنا گنبد خضرا (۲۰۲)

مواجہ شریف۔

تجلی کا جھرنا مواجہ شریفہ — دلوں میں اترتا مواجہ شریفہ
جسے دیکھنا آنکھ بھر کے ہے مشکل — وہ نور سراپا مواجہ شریفہ
جو رتبے میں ہے عرش وکرسی سے بڑھ کر — امیں اس زمیں کا مواجہ شریفہ (۲۰۳)

مسجد نبویﷺ

مسجد نبویﷺ کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔اس کے بارے میں شاعر نے کافی کچھ کہا ہے۔

تجلیات کا گلزار مسجد نبویﷺ — جمالیات کا شہکار مسجد نبویﷺ
حضورؐ کے ادب و مرتبہ کی آئینہ دار — نقیب سید ابرار مسجد نبویﷺ
اساس اس کی بھی تقویٰ ہے روز اول سے — قبا سے بڑھ کے گہربار مسجد نبویﷺ (۲۰۴)

مسجد قبا

مسجد قبا اسلام کی پہلی مسجد ہے جو نبیؐ کریمؐ نے دوران ہجرت مدینہ تعمیر فرمائی تھی۔ حفیظ تائب اس مسجد کو مدینہ منورہ کا پہلا نقش حسن و تقوی کا دلنواز چمن قرار دیتے ہیں:

طیبہ میں پہلا نقش حسن مسجد قبا — تقوی کا دلنواز چمن مسجد قبا
بنیاد جس کی رکھی نبیؐ و صحابہ نے — سر جلوہ ء تجلی ء فن مسجد قبا
جو پہلے دن سے حسن عمل پر ہے استوار — وہ یادگار شاہ زمن مسجد قبا (۲۰۵)

جنت البقیع

جنت البقیع یہ مدینہ طیبہ کا وہ قبرستان ہے جس میں زیادہ تر اصحاب کرام دفن ہیں اس کے بارے میں حفیظ تائب محو سخن ہیں:

انوار سے مہکتی زمیں جنت البقیع — جس کی کوئی نظیر نہیں جنت البقیع
آسودہ اس میں ان گنت اصحاب باصفا — عثماں ہیں جس کے صدر نشیں جنت البقیع
ابن نبیؐ، بنات نبیؐ اور حسن کے ساتھ — نو امہات کی ہے امیں جنت البقیع (۲۰۶)

درودوسلام

حفیظ تائب کے ہاں درودوسلام کا منفرد انداز ملتا ہے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں درودوسلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ کے علاوہ آپ کی صفات اور دیگر ایسے قرآنی مناصب کا تذکرہ بھی کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریمؐ کو بطور شان و اعزاز عطا کئے گئے۔

الصلوۃ والسلام اے غایت صبح ظہور — الصلوۃ والسلام اے ہستی و امکاں کے نور
الصلوۃ والسلام اے چارہ ساز و جاں نواز — الصلوۃ والسلام آقاؐ حضورؐ، آقاؐ حضورؐ
الصلوۃ والسلام اے قاسم انعام حق — الصلوۃ والسلام اے مصدر کیف و سرور
الصلوۃ والسلام اے صاحب خلق عظیم — الصلوۃ والسلام اے منبع علم و شعور
الصلوۃ والسلام اے تکیہ گاہ عاصیاں — الصلوۃ والسلام اے شافع روز نشور (۲۰۷)

ان موضوعات کے علاوہ حفیظ تائب کے کلام میں ہمیں جو موضوعات ملتے ہیں ۔ان میں دربار سالت میں ان کی حاضری ، دربار حضورؐ میں پیش ہونے کے آداب ، موئے مبارک، گنبد خضرا کا سایہ، زائر طیبہ سے التجاء، احسانات حضورؐ اور امت مسلمہ کی ابتری کا استغاثہ اور سفر طیبہ ملتا ہے۔

4۔ راجا رشید محمود کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

راجا رشید محمود اردو نعتیہ ادب کا وہ نام ہے۔جو ساٹھ سے زیادہ نعتیہ شعری مجموعے رکھتے ہیں نیز پاکستان میں صنف نعت کے حوالے سے سب سے زیادہ کام بھی انہی کا ہے۔یوں تو انہوں نے کئی موضوعات کو اپنے نعتیہ کلام میں شامل کیا لیکن سب سے زیادہ جن موضوعات سے انہوں نے اپنی نعتیہ شاعری کے دامن کو سجایا ۔ان میں ذکر مدینہ طیبہ اور قرآنی آیات کے حوالے بہت زیادہ ملتے ہیں ۔ان کی نعت گوئی کے فکری مطالعے کے دوران ذیل موضوعات سامنے آئے ہیں۔

فیضان درود پاک

درود پاک کی فضیلت و اہمیت اسلامی عبادات میں یوں بھی مسّلم ہے۔اس کا حکم قرآن میں بھی ہے اور اسے اہل ایمان کی علامت بھی بتایا گیا ہے۔راجا رشید محمود نے بھی اس کی فضیلت واہمیت پر خوب زور دیا ہے۔وہ اسے جنت کا وسیلہ کہتے ہیں درود پاک جس شخص کا ورد معمول ہو گا وہ بروز حشر کام گار و سرخرو ہو گا اور اس کے عامل کو جو برکتیں اور فیضان ملے گا ان میں سے یہ ہیں کہ اس کے شب وروز روشن و تابندہ رہیں گے۔جنت میں اسے اعلی مراتب ملیں گے۔یہ ہر درد کا درماں اور ہر مصیبت کا حل ہے۔یہ نہ صرف حکم خداوندی بلکہ سنت خداوندی بھی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر اہل ایمان اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضورؐ نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھے:

کچھ کم درود ہم نے نبیؐ پر نہیں پڑھا
جنت کا یوں ہمارے لئے بندوبست ہے (۲۰۸)

ورد درود پاک نبیؐ ہو گی جس کی خُو
ہو گا وہ احتساب قیامت میں سُرخرو (۲۰۹)

شب وروز اور ماہ وسال تابندہ رہیں تیرے
درود پاک تو ورد گر صبح و مسا کرے (۲۱۰)

کرے گا حکم کی تعمیل بھی تقلید خالق بھی
جو بھیجے گا کوئی انساں درود پاک آقاؐ پر (۲۱۱)

قرآنی آیات کے اشارات

راجا رشید نے جن قرآنی آیات کے حوالے اپنے کلام میں پیش کئے ہیں وہ لاتعداد ہیں لیکن چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے جن کی طرف اشارہ کر کے شاعر نے پوراپس منظر قاری کے سامنے پیش کر دیا:

عاصیو! تم کو رہ جاوک قرآں سے ملی ‏ ‏ در پہ حاضر ہو نبیؐ کے تا کہ رب کر دے معاف (۲۱۲)
لے تاثر تو اگر کوثر، لہب اور ن سے ‏ ‏ دشمن سرکارؐ پر نکلے نہ کیوں تیری بھڑاس (۲۱۳)
یہ احزاب سورہ میں لکھا ہوا ہے ‏ ‏ رسالت کا سرکار پر خاتمہ ہے
بیاں مائدہ میں ہے نور نبیؐ کا ‏ ‏ وہی جو حقیقت میں نور خدا ہے
قسم البلد میں ہے شہر نبیؐ کی ‏ ‏ رفعنا نے ذکر اُن کا اُونچا کیا ہے
سراجاً منیرا اُنھیں جو نہ مانے ‏ ‏ وہ بد بخت انسان ظلمت زدہ ہے (۲۱۴)

خاک مدینہ

مدینہ طیبہ کی مٹی سے شاعر کو عشق ہے کیوں کہ اس خاک پہ شاعر کا محبوب یعنی رسول اللہؐ چلتے پھرتے رہے یہاں قدم قدم پہ حضورؐ کے حوالے ملتے ہیں۔ شاعر کی تمناؤں کا مرکز و محور یہی مٹی ہے۔ سالہا سال گزر گئے لیکن اس کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آج بھی اہل عشق اپنے پیارے نبیؐ کی نسبت سے اس سے محبت و الفت رکھتے ہیں اور ان کی یہ دائمی خواہش ہے کہ وہ بعد موت یہاں ہی دفن ہوں۔ یہ ہر زخم خطا کا اندمال بھی ہے اور شاعر کی آرزوں کا مآل بھی، یہ خاک سرنامہ جمال بھی ہے اور بے مثل و بے مثال بھی:

خاک مدینہ جب ہے تمناؤں کا مآل ‏ ‏ خاک مدینہ کی ہے ثنا میں زبان لال
خاک مدینہ سے تو تعلق نبیؐ کا ہے ‏ ‏ خاک مدینہ کو کبھی کہنا نہ کم سفال
جاوک کی نوید خدا سے کھلا یہ راز ‏ ‏ خاک مدینہ زخم خطا کا ہے اندمال (۲۱۵)

معجزات رسولؐ

راجا رشید محمود کی نعتیہ شاعری کا چوتھا بڑا موضوع معجزات رسولؐ ہے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کے مختلف معجزات کا تذکرہ کیا ہے جن سے شان رسول اللہؐ کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسے کیسے معجزات عطا فرمائے تھے۔ جن میں اشارہ انگشت سے چاند کو دو ٹکرے کرنا، درختوں کا نبی کریمؐ کے پاس چل

کر آنا، کڑوے پانی کا میٹھا ہو جانا، ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹانا، انگشت مبارک سے پانی کا جاری ہونا ہیں ۔جن کی طرف راجا رشید محمود نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

شجر آئے چلتے ہوئے پاس اُن کے　　نگاہ شہ دیں کا یہ معجزہ ہے
ہوا میٹھا کڑوا جو پانی تھا پہلے　　نگاہ شہ دیں کا یہ معجزہ ہے
مڑا عصر کو مہر مغرب سے واپس　　نگاہ شہ دیں کا یہ معجزہ ہے (۲۱۶)

حضورؐ صاحب لولاک

اسلامی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کائنات اور اس کی ہر شے کی ولادت کا باعث صرف اور صرف حضورؐ کی ذات ہے اگر آپؐ کا ظہور اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوتا تو اللہ تعالی اس کائنات کو بھی پیدا نہ فرماتا اسی بنا پر آپؐ کو صاحب لولاک کہا جاتا ہے۔راجا رشید بھی اسی جانب گئے ہیں ان کی منظوم وضاحت ذیل ہے:

ہیں باعث تخلیق بھی رحمت بھی پیمبر بھی　　یہ سارے جہانوں پہ ہے احسان رسالت (۲۱۷)
خالق نے مبشر جنھیں بھیجا ہے بنا کر　　سب پہلے نبیؑ دیتے رہے اُن کی بشارت
تکوین دو عالم کا جو باعث ہیں پیمبر　　انسان کی ہستی بھی اعجاز رسالت (۲۱۸)
سرکارؐ نہ آتے تو کہیں کچھ بھی نہ ہوتا　　کیا اس کے سوا مقصد لولاک لما ہے (۲۱۹)
پہلے تو کیا نور نبی پیدا خدا نے　　پھر مصحف تخلیق کا ہر صفحہ لکھا ہے (۲۲۰)
خدا کا لطف رہا اُن کے نام اُن کے لئے　　ہر ایک جہان بنا اُن کے نام اُن کے لئے
نبی کی وجہ سے تخلیق کی گئی تو ہوئی　　تمام خلق خدا اُن کے نام اُن کے لئے (۲۲۱)

شفاعت رسولؐ بروز حشر

شاعر کو یقین کامل ہے کہ آپ بروز حشر اپنے گناہ گار اُمتیوں کو اپنے حق شفاعت کے استعمال سے اللہ تعالی سے بخشوائیں گے۔

تواب کی نگاہ کرم ہم پر پڑ گئی　　آقاؐ کے در پہ پہنچے اگر ہم خطاؔ (۲۲۲)
کام بن جائے گا محشر میں گنہگاروں کا　　ینپا تعافش پآنج ےگ ںیئاں یم ماک (۲۲۳)

نوحہ اُمت

راجارشید کی نعت گوئی کاایک موضوع امت مسلم کی موجودہ بدحالی بھی ہے۔اُن کے خیال میں مسلمانوں نے جب سے دین حق کی پیروی چھوڑی تب سے ساری دنیا میں رسوا ہو گئے۔ان کے اس درد کا درماں صرف اور صرف پیروی حق میں ہی ہے۔اگر آج امت مسلمہ اپنامقام رفتہ حاصل کرناچاہے تودوبارہ مرکز حق کی طرف اسے لوٹناپڑے گا:

دورامت عاصی کے مقدر سے کرے گا — درپیش گھٹن نیر تاباں رسالت
دکھلاتاہے سب آج کے ظلمت زدگاں کو — منہاج کہن نیر تاباں رسالت (۲۲۴)
سرکارؐ نظر ملک کے حالات پہ ڈالیں — یہ ایک تمنا بھی تو ہے داخل مقصود (۲۲۵)
چھٹکارااُن سے پیروی مصطفی میں ہے — اُمت کے سامنے ہیں جو آفات جابجا (۲۲۶)
کیسی ہے بد بختی مرے دیس کی آقاؐ — رہزن جو یقینی ہے یہاں راہ نماہے رسوا
ہوئے اقوام و ملل میں یہ مسلماں — پائی جو سزا اُس کی تو اعمال بنا ہے (۲۲۷)

مدینہ طیبہ

وہ کون ساعاشق ہو گا جو رسول اللہؐ سے اپنے عشق کا دعوی تو کرے مگر مدینہ طیبہ اس کے احاطہ ءعشق میں داخل نہ ہو۔جس عاشق رسول کو دیکھاجائے وہ مدینہ ہی کو اپنی جنت کہے گاوجہ صرف یہی ہے کہ مدینہ کو نسبت رسول حاصل ہے۔جو سرکارؐ دوعالمؐ کامسکن و مدفن ہے یہاں جنت البقیع بھی ہے جہاں اہل بیت کے علاوہ متعدد اصحاب رسول کی قبریں بھی ہیں ۔مدینہ کاذکر تو شاعر نے کیاہی ہے ساتھ جنت البقیع میں دفن ہونے کی خواہش کااظہار بھی کیاہے:

سب برکتیں محمودنے پائیں ہیں وہیں سے — ہے شہر نبیؐ حاصل برکات ٹھکانہ (۲۲۸)
سب کو ملتی ہے اماں شہر رسول اللہؐ میں — خطہ یہ امن واماں کا قابل تعریف ہے
جو مدینے کورواں فرط عقیدت سے ہوا — فرد فرد اُس کارواں کا قابل تعریف ہے (۲۲۹)

جنت البقیع میں دفن ہونے کی دعاکرتے ہوئے کہتے ہیں:

محمود کو تو مغفرت کا ہو گیا یقیں — دفن بقیع کے لئے اپنی دعا کے بعد (۲۳۰)
دفن کو کاش ملے خاک بقیع غرقد — ایک خواہش یہ مرے ذہن میں چکراتی ہے (۲۳۱)
پالی نہیں زیادہ تمنائیں قلب میں — دفن بقیع پاک کی خواہش ہے مختصر (۲۳۲)

اسوۂ رسول پاکؐ

حضورؐ کی ساری حیات مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں رہتا کہ آپؐ نے ہمیشہ اپنی زندگی میں اپنے اہل و عیال اور اصحابہ کو کوئی کام کرنے سے پہلے خود کر کے دکھایا اور انہیں بار بار اس کی تاکید کی۔ آپ کی سیرت میں زندگی کے تمام شعبہ جات کے متعلق رہنمائی ملتی ہے۔ اس لئے حضورؐ کی عملی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ شاعر نے اس جانب یوں توجہ مبذول کرائی:

ہو سامنے جو صبح و مسا اسوہ نبیؐ — راہ یقیں دکھائے سدا اسوہ نبیؐ
غفران معصیت کی دوا اسوہ نبیؐ — تنظیم زندگی کی بنا اسوہ نبیؐ
شمع ہدی ہے شمع خدا اسوہ نبیؐ — ہے اہل دیں کو راہ نما اسوہ نبیؐ (۲۳۳)

فیضان نعت

آقاؐ کی ثناخوانی بہت بڑا اعزاز ہے جو قسمت والوں کو ملتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لامحدود اجر و ثواب مقرر کر رکھا ہے۔ اس کے فیضان بھی بہت سے ہیں شاعر چوں کہ خود ثنا گوئے مصطفیؐ ہے۔ اسے نعت گوئی سے جو جو فیضان عطا ہوئے انکا ذکر کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

نعت آقاؐ میں رہا رنگ نرالا میرا — اپنے حاصل میں رہا شعر دوبالا میرا
روشنی نعت کی یوں دیدہ افکار میں ہے — رہ دکھاتا ہے مجھے پالنے والا میرا
سربلندی مجھے محشر میں ترازو دے گا — مدحت سرور عالم ہے حوالہ میرا (۲۳۴)
ادب سے جاں نکالی میری عزرائیل نے جھک کر — کہیں پر میرا حرف نعت اُس نے پڑھ لیا ہو گا (۲۳۵)

امداد رسول اللہؐ

بے شک ہمارے آقاؐ و مولا حضرت محمدؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے۔ رحمت کی ضرورت یقیناً عاصیوں اور گناہگاروں کو زیادہ ہوتی ہے۔ حضورؐ قبر میں حشر میں پل صراط پر ہر جگہ اپنے گناہگار اُمتیوں کی امداد فرمائیں گے۔اس مضمون کو راجا رشید نے یوں ادا کیا ہے:

لحد، پُل اور میزاں، ہر جگہ ہر ایک مشکل میں | مدد کے واسطے سرکارؐ آئیں گے ہر صورت
لگے گی جب کچہری حشر میں آقاؐ کی اُس جا پر | شفاعت کے سبھی حقدار آئیں گے ہر صورت
مری آنکھیں منور آپ کے دیدار سے ہوں گی | لحد میں توشہ ابرار آئیں گے ہر صورت (۲۳۶)

عاشقانِ مصطفیٰؐ

عاشقانِ مصطفیٰؐ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی یادوں سے ہر وقت تر رہتے ہیں۔ صبح و شام اپنے محبوب کے نام کی مالا جپتے رہتے ہیں اور جب درد فرقت شدت اختیار کر لیتا ہے تو وہ اشک بار ہو جاتے ہیں جو آہ و زاری میں بھی بدل جاتی ہے۔اسی سے وہ اپنے شجر عشق کی آب یاری کرتے ہیں:

پگاہ و شام جو دیارِ حبیب حق میں روتے ہیں | وہ تارِ اُنس میں اخلاص کے گوہر پروتے ہیں
نبی کے لطف کا بادل انھی پہ گھر کے آتا ہے | جو بحرِ ہجر شہرِ نور میں آنکھیں بھگوتے ہیں
مقدر کو جگاتے ہیں اسی انداز محکم سے | مکمل کر کے اوراد درود پاک سوتے ہیں (۲۳۷)

درود و سلام

راجا رشید کے ہاں درود و سلام کی جو مثالیں ملتی ہیں۔اُن میں انھوں نے زیادہ تر درود و سلام کی برکات کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے علاوہ آپ کو مختلف القابات سے یاد کر کے درود و سلام بھیجا ہے چند اشعار تینوں سلاموں سے ذیل ہیں:

اے حبیب خداؐ ! سلام و درود | زینت دو سراؐ ! سلام و درود
میرا امداد گر ، مرا ناصر | میرا عقدہ کشا سلام و درود
پوچھ کچھ حشر میں ہو کیا مجھ سے | ہے مرا آشنا سلام و درود

ابر الطاف تجھ پہ برسے گا | اُن پہ تو پڑھ ذرا سلام و درود (۲۳۸)
کر رہا ہے یہ انکسار سلام | اپنے آقا ؐ کو خاکسار سلام
رحمت عالمین ؐ آپ ہوئے | کائناتوں کے تاجدار سلام
اُن کی رفعت کا کیا ہو اندازہ | بھیجے جب اُن کو کردگار سلام (۲۳۹)
خلاق کائنات کے محرم کو ہو سلام | لوگو! رسول پاک ؐ و معظم کو ہو سلام
وہ جو نہ ہوتے، کچھ بھی نہ ہوتا جہاں میں | سب کا سبب خلقت آدم کو ہو سلام
تعریف ہو لبوں کی، جو نعت نبی ؐ پڑھیں | یادِ نبی ؐ میں دیدہء پُرنم کو ہو سلام (۲۴۰)

5۔ رفیع الدین ذکی قریشی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ:

رفیع الدین ذکی قریشی کو اپنے معاصرین نعت گو شعراء میں یہ مقام حاصل ہے کہ راجا رشید کے بعد لاہور میں وہ دوسرے نمبر پر اُن شعراء میں آتے ہیں۔ جنہوں نے سب سے زیادہ اُردو نعتیہ مجموعے شائع کئے جن میں سے اکثر کو صدارتی ایوارڈ ملا ہے اور سب سے زیادہ نعتیہ ادب کی خدمت کی ۔اب تک اُن کے 30 سے زیادہ نعتیہ شعری مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں ۔اُن کی نعت کے فکری مطالعے کے دوران سامنے آنے والے نعتیہ موضوعات ذیل ہیں ۔مدینہ طیبہ، حضورؐ کے اوصاف حمیدہ، ذات رسول اللہؐ کی عدیم النظیری، ولادتِ حضورؐ، استغاثہ و فریاد، جمالِ گنبدِ خضرا،،، دیدارِ حضورؐ کی مشتاق آنکھیں، معراج نامہ حضورؐ، اسم محمدؐ، حضورؐ کی شانِ محشر، درود و سلام۔

مدینہ طیبہ

رفیع الدین ذکی کی اردو نعت میں جو سب سے زیادہ اور منظم و مرتب موضوع ملتا ہے ۔ وہ مدینہ طیبہ ہے۔انہوں نے اسے مختلف مراحل میں بیان کیا۔ کہیں وہ مدینہ طیبہ سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں، کہیں وہ صاحبِ مدینہ کی طرف سے اذنِ حضوریؐ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہیں جانبِ مدینہ عازمِ سفر ہیں تو کہیں رسول اللہؐ کی سوہنی دھرتی مدینہ منورہ کی سرزمین پر اپنے قیام کو موضوع بناتے ہیں اور اس کے علاوہ انہیں وہاں حاضری کے دوران جو کچھ الطاف و اکرام عطا ہوئے اُن کے بارے میں نشان دہی کہیں مدینہ طیبہ کی جدائی کے وقت اپنی روحانی کیفیات کو بھی احاطہ نظم میں لاتے دکھائی دیتے ہیں۔

اُن کا کہنا ہے کہ مدینہ انہیں اپنی جان و دل سے بھی زیادہ پیارا ہے جس کی تصویر ہر وقت اُن کے ایوانِ چشم میں سجی رہتی ہے۔اس کی عظمت و رفعت کا اندازہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہاں تمام انبیاء و رسل کے امام و سلطان محوِ استراحت ہیں۔اس عرضِ خاک پہ مدینہ طیبہ ایک ایسا باغ بہشت ہے جس کی طرف ساری خدائی کھنچی چلی جاتی ہے:

مجھے قلب و جاں سے بھی پیارا مدینہ ۔۔۔ مری آنکھ کا بھی ہے تارا مدینہ
رہیں گے شہِ انبیا محوِ راحت ۔۔۔ خدا نے ہے یوں بھی سنوارا مدینہ
خدا کی خدائی چلی آرہی ہے ۔۔۔ کہ اک باغِ جنت ہے سارا مدینہ (۲۴۱)

جب انہیں سرکارؐ مدینہ کی طرف سے شہرِ نبی میں حاضری کا پروانہ ملتا ہے تو وہ سجدہ شوق بجالاتے ہیں اور اسے اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں کہ صاحب مدینہ نے اُن جیسے گناہ گار کو اپنے قدموں میں حاضری کا شرف بخشا۔جسے سارے زمانے نے حقارت و نفرت سے دھتکار دیا تھا۔اُسے سرکارؐ دوعالم نے اپنے پاس مہمان بنالیا ۔اس میں شک نہیں کہ اپنے اعمال کے سبب وہ آپ کو منہ دکھانے کے قابل تو نہیں لیکن اُس پہ سرکارؐ دوعالم کا کرم ہو گیا جو اُس کی تسلی و اطمینان کے لئے کافی ہے کہ وہ عاصی و خاطی ہونے کے باوجود اُن کی نگاہِ کرم کے حصار میں ہے۔اب اِس کرم کے طفیل اُسے یقین ہے کہ اُس کی بخشش کا ساماں ہو چلا ہے۔:

مجھ سے خطا شعار کو طیبہ بلا لیا ۔۔۔ طیبہ بلا کے قدموں میں اپنے بٹھا لیا
سارے جہاں میں جس کو کوئی پوچھتا نہ تھا ۔۔۔ مہماں اُسے بھی آپ نے اپنا بنا لیا
گرچہ میں منہ دکھانے کے قابل نہ تھا ذکی ۔۔۔ اُن کا کرم جو اِس پہ بھی در پر بُلا لیا (۲۴۲)

اپنے مسکن لاہور سے مدینہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے تو اُن کی کیفیت ملاحظہ ہو:

جانبِ طیبہ جو ہم لاہور سے چلنے لگے ۔۔۔ داغِ دل دُھلنے لگے اور زخم سلنے لگے
جب چلا تھا میں مرا دامانِ دل تھا تار تار ۔۔۔ آپ کے لُطف و کرم سے چاک سب سلنے لگے
کثرتِ عصیاں کے باعث دل بہت آلودہ تھا ۔۔۔ اُن کے بارانِ کرم سے سب گنہ دُھلنے لگے (۲۴۳)

مدینہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی شاعر پہ عطاؤں کی بارش ہوئی ۔:

ہوئی مجھ پر نگاہِ والیء کوثر مدینے میں ۔۔۔ مرے فن کے کُھلے جوہر مگر آکر مدینے میں
اک عرصہ سے کٹا تھا سلسلہ مدحت نگاری کا ۔۔۔ جُڑا یہ سلسلہ پھر سے مگر آکر مدینے میں
یہیں آکر بجھی ہے تشنگی ہم تشنہ کاموں کی ۔۔۔ عطا ہوتا ہے سب بادہء کوثر مدینے میں (۲۴۴)

اور جب مدینہ پاک سے جدائی کا وقت آیا تو اُن کی حالت زار دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔اُن کی بے قراری اس قدر بڑھتی جاتی ہے کہ اُس کے بدن سے جان نکلتی محسوس ہوتی ہے۔اُن کے لئے دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں، وہ دعا کرتا ہے کہ اللہ کرے کچھ ایسا ہو جائے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ میں رہ جائے:

کچھ اور قریب آئے لمحات جدائی کے — کُچھ اور بڑھے دل میں خدشات جدائی کے
دل اور دھڑکتا ہے آنکھ اور برستی ہے — یارب! میں سہوں کیسے صدمات جدائی کے
ظاہر تو ہے پھر ظاہر باطن سے بھی تُو واقف — کیا تجھ سے کہوں یارب! حالات جدائی کے
بیمار ہوں لاغر ہوں مغلوب ضیعفی ہوں — کس طرح بسر ہوں گے دن رات جدائی کے (۲۴۵)

حضورؐ کے اوصافِ حمیدہ

رفیع الدین ذکی کی نعتیہ شاعری کا یہ دوسرا بڑا موضوع ہے۔جس میں اُنہوں نے نبیؐ پاک کے مختلف شمائل وخصائل کا تذکرہ کیا۔حضورؐ کی زندگی مبارک کے بعض واقعات کی طرف اُنہوں نے واضح اشارے کئے ۔بتایا ہے کہ آپ کو دعوتِ دین کے دوران اپنے جانی دشمنوں کی طرف سے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود سرکارؐ دوعالم نے اُن کے ساتھ نرم روی برتی اور انہیں معاف فرمایا۔آپ کی آمد سے پہلے کفر نے اپنی حکمرانی اس کائنات ارضی پر قائم کر رکھی تھی۔حضورؐ کے تشریف لانے سے کفر چلتا بنا، اللہ تعالی نے انہیں قاسم و معطی بنا کر دنیا میں بھیجا، طائف میں اللہ کا پیغام سنایا تو کفار نے پتھروں سے لہولہان کر دیا لیکن آپؐ نے کمال شفقت و مہربانی سے کام لیتے ہوئے انہیں نہ صرف معاف کیا بلکہ اُن کی ہدایت کے لئے دعا بھی کی۔

اُن کے اوصافِ حمیدہ جب سُنے تو دل گیا — راہِ دیں میں اُن پہ جو بیتی پڑھی دل ہل گیا
رب نے جاء الحق فرما کر یہ ثابت کر دیا — شکل میں سرکارؐ کی حق آ گیا باطل گیا
ہے خدا کی ذات معطی اور قاسم آپ ہیں — صدقِ دل سے آپ سے ہم نے جو مانگا مل گیا
عرصہ ءطائف میں آئے آپ کے جو جسم پر — زخم جب وہ یاد آئے زخم دل کا سِل گیا (۲۴۶)

جب حضورؐ کی ولادت ہوئی تو قصرِ کسریٰ کے گیارہ کنگرے ٹوٹ کے گر پڑے تھے۔وہ خود بھوکے پیاسے رہ کر اوروں کو کھلاتے پلاتے تھے، اللہ تعالی نے انہیں تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، انہیں اعراجِ معراج عطا کیا، اُن کا وجودِ مسعود بے سایہ تھا بروزِ حشر وہ اپنے گناہ گار اُمتیوں کی سفارش فرمائیں گے:

گرے قصرِ کسریٰ کے کنگرے زمیں پر
یہ اعجاز ہے آمدِ مصطفی کا
جو خود رہ کے بھوکا گدا کو کھلائے
یہ معیار تھا اُن کے جُود وسخا کا (۲۴۷)

جس کو فرمایا خدا نے رحمتہ للعالمیں
انبیاء ومرسلیں میں کوئی ایسا کون ہے
لامکاں میں جو نیازوراز کی باتیں ہوئیں ہیں
جُز خدا اور مصطفیؐ یہ علم رکھتا کون ہے
یُوں تو آئے مشفق وہمدرد دنیا میں بہت
مشفق وہمدرد لیکن اُنؐ کے جیسا کون ہے
ہیں وہ بے سایہ مگر سایہ زمانوں پر محیط
ہو کے بے سایہ بھی سایہ دار اُنؐ سا کون ہے (۲۴۸)

آپؐ وہ ذاتِ بابرکات ہیں جنہوں نے مخلوقِ خدا کو راہِ حق دکھائی اور اپنے ساتھ دنیا کی عظیم ترین کتاب قرآن پاک لائی جو علم وحکمت کا عظیم خزانہ ہے۔ آپؐ کے شخصی اوصاف میں یہ بھی شامل ہے کہ دنیا میں آپ بے سہاروں کا سہارا اور بے یاروں کے یارومددگار بنے۔ انسان جو صدیوں سے شیطان کا آلہ کار بنا ہوا تھا کو دامِ طاغوت سے نجات دلا کر اُسے خلیفتہ اللہ کے منصبِ جلیلہ پر فائز کیا سرزمین ہند پر ظہیر الدین بابر، سلطان الدیں ایبک، غیاث الدین بلبن اور ایاز آقاؐ کے غلاموں میں شامل ہیں:

جس نے سیدھا رستہ ہم کو دکھایا آپ ہیں
اور اپنے ساتھ جو قرآں ہے لایا آپ ہیں
جو یتیموں، بے نواؤں، بے کسوں کا ہے قرار
بے سہاروں کو بھی جس نے ہے نبھایا آپ ہیں
چل رہے تھے جادہء شیطان پر جو لوگ، انہیں
جس نے باغِ خُلد کا رستہ دکھایا آپ ہیں (۲۴۹)
خطہء ہند میں آقاؐ کے غلاموں میں ذکی
بابر وایبک وبلبن بھی ہیں ایاز بھی ہے (۲۵۰)

رسول اللہؐ کی ذات مبارک عدیم النظیر و بے مثیل ہے

نبیؐ کریم کی ذات اس کائنات میں تمام مخلوقات سے برتروبالا ، ارفع واعلیٰ ہے۔ اُن جیسا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پیدا نہیں فرمایا اور انہیں اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما کر اختیارِ کل سے نوازا۔ وہ امام الانبیا، شافع روز محشر، حبیب اللہ اور صاحبِ معراج نبیؐ ہیں۔ اُن سا دوسرا یہاں وہاں کوئی بھی نہیں۔ رفیع الدین ذکی اسی جانب توجہ مبذول کراتے ہیں :

خدا کی خلقتِ کل میں بتاؤ کون اُن سا ہے
خدا محبوب فرمائے جسے وہ کس کے جیسا ہے
مرے آقاؐ نے جب فرمادیا ہے ایکم مثلی
پھر اس کے بعد سوچو اور بتاؤ کون اُن سا ہے
تہی داماں مجھے ہر گز نہ تم اے زاہدو! جانو
خدا کا قاسم اعظم جو ہے وہ میرا آقاؐ ہے
خطاکاروں، سیہ کاروں کو جو لے جائے جنت میں
نبی میرا رحیم ومہرباں ہے کیا ہی اچھا ہے (۲۵۱)

ولادت حضورؐ پاک

ولادت رسول اللہؐ ایسا موضوع ہے جو رفیع الدین ذکی کی شاعری میں کافی مقامات پر ملتا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ نبیؐ پاک واحد وہ معزز و محترم نبیؐ ہیں ۔ جن کو اللہ تعالی نے اُن کی خواہش کے مطابق جیسے سرکارؐ چاہتے تھے ویسے پیدا فرمایا۔ اُن کی ذات مبارکہ سراپا معجزہ اور ذاتِ حق کا آئینہ ہے اور تمام محاسن واوصاف مقدسہ سے متصف اور تمام معائب و نقائص سے مبرہ ہے :

خدا نے مصطفیؐ سی کوئی شخصیت نہ پیدا کی　　　عنایت عظمتِ خُلق عظیم اُن کو ہی فرمائی

خدا نے مصطفی کی اس طرح تخلیق فرمائی　　　کوئی خامی بھی اُن کی ذات میں ہرگز نہ آنے دی (۲۵۲)

رسول اللہؐ حضرت بی بی آمنہ کے ہاں تشریف لائے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ کے بدن سے ایک ایسا نور خارج ہوا جس کی روشنی میں حضرت آمنہ نے شام کے محلات تک دیکھ لئے تھے اور عرش و فرش پہ خوشیاں منائی گئیں بس ایک ابلیس تھا جو صفِ ماتم بچھائے بیٹھا تھا چونکہ حضورؐ دنیا سے ظلم و ستم کی حکمرانی ختم کرنے آئے تھے ۔اس لئے اللہ تعالی نے کائنات میں کسی کو اُس دن بیٹی نہیں بلکہ بیٹے عطا کئے یہ دنیا آپ کی آمد سے گل و گلزار ہو گئی تھی۔ رفیع الدین ذکی کہتے ہیں:

اُن کی آمد پہ یہ آمنہ نے کہا　　　میرے اندر سے اک نُور خارج ہوا

اُن کی آمد پہ مخلوق رب نے کہا　　　مرحبا! مرحبا! آ گئے مصطفی

اُن کی آمد پہ تھی روشنی اس قدر　　　مکہ سے شام کا قصر دیکھا گیا

اُن کی آمد پہ خلق خدا خوش ہوئی　　　تھا وہ ابلیس جو غم سے رونے لگا (۲۵۳)

آمدِ سرکارؐ پر جو بھی تھی عورت حاملہ　　　مرحمت رب کی طرف سے اُس کو بیٹا ہو گیا (۲۵۴)

استغاثہ و فریاد

رفیع الدین ذکی کی اُردو نعت میں استغاثہ و فریاد کی دو شکلیں ملتی ہیں۔ ایک ذاتی اور دوسری شکل ملت کے حوالے سے ہے۔ ذاتی استغاثہ و فریاد میں اُنھوں نے اپنے ذاتی مصائب و مسائل بیان کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ! آپ کا شاعر اس دنیا میں انتہائی رنج والم میں ہے اس کا جینا دوبھر ہو گیا ہے وہ جانبِ ساحل بڑھنے کی کوشش میں ہے مگر طوفانِ غم سائل کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگر آپؐ اس کی طرف بس ایک بار ہی نظرِ رحمت سے دیکھ لیں تو اس کو اپنی مرادِ دل حاصل ہو جائے گی۔ آپؐ کے شہر علم و حکمت کے در مجھ پر وا ہو

جائیں تا کہ یہ بندہ ناچیز بھی اس بحرِ بے کراں سے گوہرِ مقصود چُن لے۔ آپ کا دیوانہ آپ سے بہت دور آپؐ کے ہجرِ مسلسل میں خاطرِ دید تڑپ رہا ہے اگر آپؐ اذنِ حاضری عطا فرمائیں تو اس کے مرتے ہوئے دل میں بھی جان پڑ جائے گی۔

بڑھ رہے ہیں یا نبی! یوں رنج و غم دل کی طرف — جیسے کوئی کارواں آتا ہے منزل کی طرف
بحرِ غم، گرداب، طوفاں اور شکستہ بادباں — نعت کہتا آ رہا ہوں پھر بھی ساحل کی طرف
گوہرِ مقصد سے بھر جائے گا دامانِ طلب — آپ چشمِ لُطف سے دیکھیں جو سائل کی طرف
شہرِ علم و دانش و حکمت سے ہے یہ التجا — کھول دیں اک علم کا در مجھ سے جاہل کی طرف
مرتے مرتے جی اُٹھوں گا میرا یہ ایمان ہے — آپ کا جو اذن پہنچے مجھ سے بسمل کی طرف
آن واحد میں ذکی بھول جائیں زخمِ دل سبھی — رحمۃ للعالمینؐ دیکھیں جو اس دل کی طرف (۲۵۵)

استغاثہ ملی

اس میں رفیع الدین ذکی نے اُمتِ مسلمہ کی مشکلات اور اُس کی بدحالی و ابتری کا تذکرہ کیا ہے۔ جن کو بلا تبصرہ شامل کیا جارہا ہے:

ہر طرف سے یُورشِ الحاد ہے آقا حضورؐ! — چشمِ رحمت اُمتِ عاصی و غافل کی طرف (۲۵۶)
چھا گئی کُفر کی تیرگی یا نبیؐ! — کیجیے مرحمت روشنی یا نبیؐ!
ہے مُسلماں میں جو بے حسی یا نبی — لمحہ لمحہ یہ جائے بڑھی یا نبیؐ!
اہلِ اسلام کو لے نہ ڈوبے کہیں — کفر و الحاد سے دوستی یا نبی
میرے پیارے وطن پر نگاہِ کرم — التجا کر رہا ہے ذکی یا نبیؐ! (۲۵۷)
آہ فرقوں میں تقسیم اُمت ہوئی — مرحمت ہو اسے آشتی یا نبیؐ! (۲۵۸)
سزا پا رہے ہیں حضورؐ! آج رب سے — یہود و نصاریٰ سے ہم دوستی کی (۲۵۹)

جمالِ گنبدِ خضرا

رفیع الدین ذکی کی نعتیہ شاعری کا ایک مرکزی موضوع گنبدِ خضرا کا جمال بھی ہے۔ جب سے شاعر نے جمالِ گنبدِ خضرا کا نظارہ کیا ہے تب سے وہ بے قرار و بے چین ہے۔ اُسے چار سُو اسی سبز گنبد کے جلوے نظر آتے ہیں

۔جمال گنبد خضرا شاعر کی آنکھوں کو نہ صرف خیرہ کرتا ہے بلکہ اُس کے دل کا چین بھی ہے۔ گنبد کو دیکھ کر وہ اپنے تمام دکھ درد بھول جاتا ہے:

تصور میں تو آتا ہے جمالِ گنبدِ خضرا | میں پھر دیکھوں مرے ربا جمالِ گنبدِ خضرا
کوئی بھی جا نہیں ایسی جہاں اس کے نہ ہوں جلوے | جہاں پر یوں ہے لہرایا جمالِ گنبدِ خضرا
مدینے میں پہنچ کر ہوگئی کافور ہر کلفت | مجھے جب بھی نظر آیا جمالِ گنبدِ خضرا (۲۶۰)

ایک اور مقام پر گنبدِ خضرا کی خوب صورتی کے متعلق کہتے ہیں:

یا نبیؐ! اُمت یہ ساری سبز گنبد دیکھ کر | ہو رہی ہے صدقے واری سبز گنبد دیکھ کر
آپ پر مخلوق رب کی سرورِ عالی! سلام | بھیجتی ہے باری باری سبز گنبد دیکھ کر
بے خود و سرمست آئی ہے نظر ہر ایک شے | کیف ہے مجھ پر وہ طاری سبز گنبد دیکھ کر (۲۶۱)
یہ حسرت ہے ہو رحلت گنبدِ خضرا کے سائے میں | کہ آسودہ ہے جنت گنبدِ خضرا کے سائے میں
ہوا من زار قبری سے یہ ہم پر ظاہر و باہر | ہے پنہاں رب کی جنت گنبدِ خضرا کے سائے میں (۲۶۲)

حضورؐ کے دیدار کی مشتاق آنکھیں

شاعر نے اپنی نعتیہ شاعری میں دیدارِ نبی کی مشتاق آنکھوں کو بھی موضوع بنایا ہے۔ کہ اُن کی آنکھیں سرکار کی یادوں سے بھری رہتی ہیں۔ وہ ہر وقت خاطرِ دیدار نبی منتظر رہتی ہیں۔ وہ ہر رات اسی اُمید کے ساتھ سوتا ہے کہ شاید اُس کی آنکھوں کو دیدارِ نبیؐ حاصل ہو جائے:

یادِ سرکار جو آئی تو جھکا دیں آنکھیں | آنے جانے کے لئے رہ میں بچھا دیں آنکھیں
آمدِ یادِ نبیؐ کی بھی خوشی میں کیا کیا | میں نے اشکوں کے ستاروں سے سجا دیں آنکھیں
اہتمام اس کا یہ میں نے ہے مسرت سے کیا | انتظارِ شہِ والا پہ لگا دیں آنکھیں
شاید اس شب میں مشرف بہ زیارت ہو جاؤں | میں نے دانستہ شب ہجر سلا دیں آنکھیں (۲۶۳)

حضورؐ کی شانِ محشر

درج بالا موضوع کے تحت رفیع الدین ذکی نے روزِ محشر ظاہر ہونے والی نبی پاک کی مختلف شانوں کو احاطہ نظم میں لایا ہے البتہ یہاں اُن کے ایک ہی خیال کی زیادہ بار تکرار ملتی ہے لیکن کسی نہ کسی حوالے سے ہر خیال کو شاعر نے روزِ محشر سے جوڑا ہے جو بلا تبصرہ ذیل ہے:

حشر میں جس طرف آپؐ آجائیں گے | راستے سب کے سب جگمگا جائیں گے
حشر میں آئیں گے جب تو ماحول کو | اپنے عطر بدن سے بسا جائیں گے
حشر میں گر کے سجدے میں پیشِ خدا | ساری اُمت کو وہ بخشوا جائیں گے
حشر میں بخشوا کر وہ سب اُمتیں | اپنی شانِ شفاعت دکھا جائیں گے (۲۶۴)

معراج نامہ

نعت گو نے نبی کریم کے معجزہ معراج کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے۔ انہوں نے وہ تمام حالات چیدہ چیدہ بیان کئے جو دورانِ معراج پیش آئے:

نبی شبِ اسرا میں کیا دیکھ آئے | محب اپنا یعنی خدا دیکھ آئے
حبیب خداؐ لامکاں تک جو پہنچے | وہ اسرا کی شب میں خدا دیکھ آئے
سبھی جنتیں اور دوزخ کے خطے | بتائے کوئی کہ وہ کیا دیکھ آئے
تو اپنا خدا برملا دیکھ آئے | وہ محبوبِ ربِّ عُلا دیکھ آئے
جو ہے لامکاں رب کی رحمت سرا ہے | نبیؐ وہ بھی رحمت سرا دیکھ آئے (۲۶۵)
جسے دیکھ پائیں نہ موسیٰ کی آنکھیں | اسے دیدہ مصطفیٰؐ دیکھ آئے
تھی مازاغ ہی کے جو سُرمے سے روشن | اُسی آنکھ سے وہ خدا دیکھ آئے (۲۶۶)

اسم محمدؐ

شاعر نے اپنے نعتیہ کلام میں مختلف مقامات پر حضورؐ کے ذاتی اسم گرامی محمدؐ کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ جسے ردیف کی صورت میں برتا ہے۔ جس کی چند مثالیں ذیل ہیں:

کسی کے بس میں کب ہے پاسکے پایہ محمدؐ کا | خدا ہی جانتا ہے بالیقیں رُتبہ محمدؐ کا
امامت انبیا کی مسجد اقصیٰ میں فرمائی | ہوا ثابت ہے سب سے مرتبہ اعلیٰ محمدؐ کا
دُر دندانِ پاک اُن کے ہیں بڑھ کر لعل و گوہر سے | معطر زلف اور والشمس ہے چہرہ محمدؐ کا
ہوئے ناراض وہ جس سے خدا بھی ہے خفا اُس سے | وہ ہے اللہ کا پیارا جو ہے پیارا محمدؐ کا (۲۶۷)

غم کا مداوا نامِ محمد — درد کا چارہ نامِ محمدؐ
حمد کی آب و تاب سے رب نے — خُوب نکھارا نامِ محمد
خُود جو ہے رکھا اس لئے رب کو — سب سے ہے پیارا نامِ محمد (۲۶۸)
لب پہ جو آیا نامِ محمد — دل پہ ہے اترا نامِ محمد
ہر رستے کی تاریکی میں — دے گا اُجالا نامِ محمد
نامِ محمدؐ دل کا سہارا — دل کا سہارا نامِ محمد (۲۶۹)

درودوسلام

رفیع الدین ذکی کے نعتیہ کلام میں ہمیں درودو سلام کی متعدد مثالیں ملتی ہیں ۔قریباً اُن کے ہر شعری مجموعے میں سلام شامل ہے۔چند نمونے ذیل ہیں:

خلدِ طیبہ کے گلعذارؐ سلام — سب جہانوں کے تاجدارؐ سلام
جن کے الطاف کا شمار نہیں — اُنؐ پہ بے حد و بے شمار سلام (۲۷۰)
مصطفیؐ کی شباہت پہ لاکھوں سلام — اُن کی یکتا وجاہت پہ لاکھوں سلام
تاجِ لولاک ہے جنؐ کے سر پر سجا — اُنؐ کی اس شان وعظمت پہ لاکھوں سلام (۲۷۱)
نورِ انوارِ مدحت پہ لاکھوں سلام — اور شہکارِ قدرت پہ لاکھوں سلام
روح و جسم و عمل جس کے پاکیزہ ہیں — اُس نبیؐ کی لطافت پہ لاکھوں سلام (۲۷۲)
مصطفیؐ کی شفاعت پہ لاکھوں سلام — ہم سے اُن کی محبت پہ لاکھوں سلام
انبیاء ورُسل جس کے ہیں مقتدی — اُس نبیؐ کی امامت پہ لاکھوں سلام (۲۷۳)
حُسنِ خُلق و مروت پہ لاکھوں سلام — سب جہانوں کی رحمت پہ لاکھوں سلام
اپنی اُمت کو ذوق عبادت دیا — اس عطائے رسالت پہ لاکھوں سلام (۲۷۴)

6۔ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

ریاض حسین چودھری بلاشبہ اردو نعت کے معاصر شعراء میں ایک معروف نعت گو شاعر تھے۔انہوں نے اپنی حیات چند روزہ کو البتہ صنف نعت کے لئے وقف کر دیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ وہ نعتیہ مجموعوں کا وسیع ذخیرہ رکھتے ہیں۔ان کی وفات کے بعد نعت ریسرچ سنٹر کراچی نے ان کے دو نعتیہ مجموعے نصاب

غلامی اورورد مسلسل شائع کئے ہیں ۔ نعتیہ ادب میں ان کے منفرد وممتاز مقام کے اعتراف کے حوالے سے یقیناً کوئی دوسری رائے نہیں پائی جاتی ۔ ریاض حسین چودھری کا تمام نعتیہ کلام جو مقالہ نگار کی نظر سے گزرا ہے زیادہ تر بارگاہ رسالت میں استغاثہ کا رنگ لئے ہوئے ہے۔انہوں نے اپنے زیادہ کلام میں حضورؐ کی خدمت اقدس میں اپنے ذاتی حالات اور ملی مسائل کو نظم کیا امت مسلمہ کا دکھڑا پیش کرتے ہوئے سرکار دوعالمؐ سے امداد طلب کی۔وہ انتہائی حساس تھے جو اپنی ذاتی زندگی میں آنے والے رنج و الم اور مسلمانان عالم کے زوال کو خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا ہو کو بہت شدت سے نہ صرف محسوس کرتے تھے بلکہ کُڑھتے بھی تھے چنانچہ ان کے کلام میں سیرت مصطفیؐ کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں مگر ذاتی و ملی حالات پر ان کی نوحہ گری کا عکس غالب ہے۔راقم نے ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری کی فکری عرق ریزی کرتے ہوئے جو نعتیہ موضوعات نشان زد کئے ہیں ذیل ہیں۔

استغاثہ

استغاثہ عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کے لغوی معانی دادرسی، فریاد داد خواہی طلب کرنا(۲۷۵)کے ہیں۔ان معانی سے ظاہر ہوتا ہے جو شخص کسی سے اپنی کسی مشکل کی فریاد کرتا ہے۔وہ اس سے امداد طلب کرتا ہے۔ ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری میں ہمیں استغاثہ کی مختلف شکلیں ملتی ہیں ۔جن میں انہوں نے ذاتی اور ملکی وملی مسائل ومصائب کے حل اور امداد کے علاوہ توفیق نعت گوئی کی طلب کو بہ طور استغاثہ حضورؐ کی جناب میں پیش کیا۔جن کو الگ الگ عنوان کے تحت پیش کیا جارہا ہے۔

استغاثہء ذات

استغاثہ کی اس شکل میں شاعر نے اپنے ذاتی و خانگی مشکلات کو پیش کیا ہے کہ اس کی زندگی رنج و الام سے بھری پڑی ہے۔اسے کسی پل چین نہیں ملتا۔اس پُر فتن اور پُر غم دنیا میں کوئی اس کا نہ واقف حال ہے اور نہ کوئی پرسان حال، کوئی غم گسار ہے اور نہ کوئی چارہ کار بس آپ ہی نظر کرم فرمائیں تو طوفان مصائب میں شاعر کی گھری کشتی کنارے سے لگ سکتی ہے:

طوفان مصائب کے مقابل ہوں میں کب سے　　آقاؐ! مری کشتی کو کنارے سے لگا دیں　　(۲۷۶)

ہجوم غم ہے اور میں ہوں اغثنی یارسول اللہ　　لبوں پر دم ہے اور میں ہوں اغثنی یارسول اللہ

چراغوں کو چھپاتا پھر رہا ہوں اپنے دامن میں　　ہوا برہم ہے اور میں ہوں اغثنی یارسول اللہ

حوادث سانس لینے کی ذرا مہلت نہیں دیتے　　　یہ چشم نم ہے اور میں ہوں اغثنی یا رسول اللہ　　(۲۷۷)

شاعر کہتا ہے کہ بے شک میری زندگی برسات غم کی مانند ہے اور اس کی خوشیوں کے چراغ گل ہو گئے ہیں اور مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے وہ وہ مایوسیوں سے ہم کنار ہے۔ اس کے چار سو اوہام کا دھواں پھیلا ہوا ہے۔ وہ شام و سحر اور روز و شب اس پر ایک بے یقینی کی سی فضا طاری رہتی ہے اور وہ اپنے غم ناشاد کے زخموں کو گنتا رہتا ہے لیکن ایسی بھی کوئی بات نہیں ایک دن ضرور آئے گا جب اس کی دعائیں رنگ لائیں گی اور اس کے سارے دل درد دور ہو جائیں گے۔

چنانچہ وہ اسی امید پر بارگاہ رب علیٰ اور بارگاہ مصطفیٰؐ میں اپنا مدعا پیش کر رہا ہے:

روشنی بجھ گئی، چاندنی لُٹ گئی، المدد یا خدا، الکرم یا نبیؐ　　مانگ ارض دعا کی اُجڑنے لگی، المدد یا خدا، الکرم یا نبیؐ
ظلم کی رات ہے، غم کی برسات ہے کیا کہوں ہر گھڑی نذر آفات ہے　　روشنی پھر چراغوں کی مدھم ہوئی، المدد یا خدا، الکرم یا نبیؐ
زندگی جیسے مجہول لمحات ہوں، جیسے سانسیں بھی صحرا کے ذرات ہوں　　جیسے مایوسیوں کی گھٹا ہو کھڑی، المدد یا خدا، الکرم یا نبیؐ
یہ یقیں ہے سخن پر شباب آئے گا، میرے نالوں کا آخر جواب آئے گا　　رنگ لائے گی فریاد کی شاعری، المدد یا خدا، الکرم یا نبیؐ　(۲۷۸)

استغاثہ ملک و ملت

استغاثے کی اس شکل میں ریاض حسین چودھری نے اپنے ملک و ملت کے مسائل اور حکمرانوں کی عیش پرستی اور اپنے فرائض منصبی سے غفلت اور تجاہل عارفانہ آمیز رویے کو منظوم کیا ہے کہ امت مسلمہ اپنے ہاتھوں اپنی عظمت رفتہ کھو چکی ہے لیکن اسے آج بھی اپنی اس متاع عزیز کے کھو جانے کا کوئی غم نہیں اور اس احساس زیاں کے کھو جانے سے وہ مردہ دل اقوام میں شمار ہونے لگی وہ اپنے شاندار عہد رفتہ کو پس پشت ڈال کر تیغ و سناں اول و طاؤس و رباب آخر کے بجائے طاؤس و رباب اول اور تیغ و سناں آخر کی عادی ہو چکی ہے۔ جس وجہ سے کشتی امت رات دن ہر گھڑی بحر ذلت میں ہچکولے کھا رہی ہے اور یہود و ہنود سب اس کے خلاف سازشوں میں شامل ہیں۔ اور یہ ان کے لئے تر نوالہ بنتے ہوئے لحظہ لحظہ زوال پذیر ہوتی جا رہی ہے۔ یا رسول اللہؐ! جانے کب وہ وقت آئے گا کہ جب شاعر اپنے ملک و ملت کو آغوشِ زمیں سے اٹھ کر ہمدوش ثریا ہوتے دیکھے گا:

تلاش عظمت رفتہ کی مشعل بجھ چکی کب سے علم اُمت کا تار گریباں ہونے والا ہے (۲۷۹)
رات دن گرداب میں ہے کشتی امت حضورؐ کتنی ہی صدیوں سے ہیں مصروف سازش میں یہود
کیا ریاض خوشنوا لکھے گا احوال امت پیش منظر میں ہے جاری محفل رقص وسرود (۲۸۰)

اور مسلمانان کشمیر و فلسطین کے احوال غم کا نوحہ کہتے ہوئے ریاض حسین چودھری محو سخن ہیں:

خون میں ڈوبے ہوئے ہیں آج بھی شام وسحر یا محمدؐ ! اہل کشمیر و فلسطیں پر نظر
دختر کشمیر کے آنچل میں کیا کلیاں کھلیں چھاؤں کیا بانٹیں گے یہ جلتے ہوئے مرے شجر
کب افق پر مہر آزادی طلوع ہو گا حضورؐ ختم ہو گا کربلا میں کب اندھیروں کا سفر
جنت ارضی میں ہو گا کب اجالوں کا سفر دودھ کی نہریں بہیں گی کب مرے آقاؐ ادھر (۲۸۱)

استغاثہ ءتوفیق فن نعت گوئی

اس مقام پر شاعر نے نبیؐ کریمؐ کے دربار سے نعت گوئی کی توفیق طلب کی کہ وہ ایسی نعت کہے کہ جو فارسی نعتیہ ادب کے معروف نعت گو شعراء سعدی و جامی کی طرح معروف ہو اور جس سے شاعر گم نام کے الفاظ زندہ ہو جائیں اور جب ان کی یہ التجا شرف قبولیت سے گزری تو انہوں نے اظہار تشکر بھی کیا:

لکھوں میں نعت، پیمبر کی، سعدیوں کی طرح گلاب نور کھلیں لب پہ جامیوں کی طرح
حضورؐ شاعر گمنام کی گزارش ہے مرے حروف ہوں زندہ علامتوں کی طرح
ملے گا نعت نبیؐ کا بے شک صلہ بھی محشر میں بیاض نعت نبیؐ ہے سفارشوں کی طرح (۲۸۲)

مدینہ طیبہ

ریاض حسین چودھری نے مدینہ طیبہ سے اپنی والہانہ محبت کو بھی اپنی نعتیہ شاعری میں برتا ہے۔شاعر مدینہ منورہ سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس درد والم سے معمور خراب آباد میں جہاں وہ ہر وقت کسی نہ کسی دکھ ،درد اور تکلیف کا شکار رہتا ہے۔طرح طرح کے مسائل اسے گھیرے رکھتے ہیں وہ ایک ایک پل جیتا مرتا ہے ۔اس کے اپنے اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں وہاں اسے مسائل کی جلتی ہوئی اس فضا میں اگر کہیں سے ٹھنڈی ہوا کا کوئی جھونکا آکر ملتا ہے تو وہ صرف شہر مدینہ ہے:

مسائل کی جلتی ہوئی اس فضا میں وہیں سے تو آتی ہیں ٹھنڈی ہوائیں　　　یونہی تو نہیں ہم مدینے کی جانب محبت سے شام و سحر دیکھتے ہیں　(۲۸۳)

اور پھر شہر مدینہ کے حسن کی کیا بات ہے گویا یہ خلد بریں ہے اور عاشقان رسولؐ کی جنت ہے۔ مدینے کی گلیاں، مدینے کی فضائیں اور گنبد خضرا کی تابشیں یہ سب بے مثل و بے مثال ہیں ان کا نعم البدل اس کائنات میں کہیں اور ممکن ہی نہیں چنانچہ شاعر ہجر مدینہ میں گرفتار ہو کر اپنا قرار جاں کھو بیٹھا ہے۔ اس کا جی کہیں نہیں لگتا:

دیار ہجر میں پل بھر ہمارا جی نہیں لگتا　　　مدینے سے جدا ہو کر ہمارا جی نہیں لگتا
کہاں کیف میں ڈوبی ہوئی ہیں وہ سرمدی گلیاں　　　کہاں ہے گنبد اخضر ہمارا جی نہیں لگتا
چلو انگلی پکڑ کر لے چلو شہر محبت میں　　　نبی سے دور چشم تر ہمارا جی نہیں لگتا　(۲۸۴)

اسم محمدؐ

حضورؐ کے تمام اسماء مبارکہ اپنی لسانی و معنوی لطافت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ حضورؐ کے دو اسم مبارک احمد اور محمد ذاتی ہیں۔ دیگر اسماء صفاتی ہیں۔ آپ کے ذاتی اسم گرامی محمدؐ کو بہت سے شعراء نے اردو نعت میں ردیف بھی بنایا اور عنوان بھی۔ ریاض حسین چودھری نے بھی رسول اللہؐ کے اسم ذاتی سے وابستہ اپنی محبت کا انوکھے انداز میں اظہار کیا۔ انہوں نے اسم محمدؐ کو اپنا موضوع بناتے ہوئے جو گلکاریاں کیں وہ ملاحظہ ہوں:

گلاب اسم محمدؐ کہ آرزو کا شباب　　　گلاب اسم محمدؐ کہ آبروئے چمن
گلاب اسم محمدؐ چراغ راہ ہدیٰ　　　گلاب اسم محمدؐ شعور کی شبنم
گلاب اسم محمدؐ بنائے ارض و سما　　　گلاب اسم محمدؐ ردائے عفو و کرم
گلاب اسم محمدؐ ثبات ارض ہنر　　　گلاب اسم محمدؐ نفاذ عدل و یقیں　(۲۸۵)

ذات حضورؐ

حضورؐ کی ذات نے ہی انسان کو اپنے رب سے ملایا ہے۔ آپؐ بندے اور رب کے درمیان وسیلہ قرار پائے۔ کسی انسانی آنکھ کے لئے کبھی بھی یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ ذات باری تعالیٰ کو دیکھ سکے۔ یہ حضورؐ نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ تھی جو انسان کو اس فکری سطح پر لائے کہ وہ سر کی آنکھوں سے دیکھے بغیر رب ازل و ابد کی ذات پر یقین

کرلے جس کو اسلامی اصطلاح میں ایمان بالغیب کہتے ہیں۔ یہ سب کرشمے حضورؐ کی ذات سے ہی وابستہ ہیں سو ریاض حسین چودھری نے اس ضمن میں جو کچھ کہا ذیل ہے:

رسائی ربِ اعلیٰ تک بغیر اُن کے نہیں ممکن
ازل سے ہر زمانہ آپ ہی کے در کا سائل ہے (۲۸۶)

روشنی کا سفر، سوئے ارض و سما، تیرے ہونے سے ہے
ہر بلندی کی قسمت میں غارِ حرا تیرے ہونے سے ہے

تیری معراج، فکر و نظر کے لئے، عظمتوں کا ہدف
علم تخلیق میں آج بھی ارتقاء تیرے ہونے سے ہے

ذہنِ انساں ہے تشکیک کی گرد میں گم مگر یا نبیؐ
قصرِ ایماں میں ایقان کا رتجگا تیرے ہونے سے ہے (۲۸۷)

ذاتی، خاندانی اور شخصی حوالے

ریاض حسین چودھری نے نعتیہ شاعری میں جہاں جہاں اپنے ذاتی، خاندانی اور شخصی حوالے پیش کئے ہیں ۔ان اشعار کی نشان دہی ملاحظہ ہو:

ذاتی حوالے

دامن کشا رہے ہیں درِ مصطفیٰؐ پہ ہم
بچپن سے سر پھری مری عادات اور میں

روزِ ازل سے مجھ پر کرم ہے حضورؐ کا
ورنہ ریاض کیا مری اوقات اور میں (۲۸۸)

اجالوں کا مسافر ہوں بفیضِ سرورِ عالمؐ
اندھیری رات میں شبھ کامنائیں رقص کرتی ہیں (۲۸۹)

سدا شاداب رہتے ہیں شجر مرے تخیل کے
نہیں رکتی شبِ آخر کبھی برسات اشکوں کی (۲۹۰)

خاندانی حوالے

ثناخوانی میں جب مصروف ہوتے ہیں مرے بچے
کٹھن ہر مرحلہ جینے کا آساں ہونے لگتا ہے (۲۹۱)

یہ آرزو ہے مری ماں کے لاڈلے بیٹے
مجھے بھی کاش سمجھتے پڑوسیوں کی طرح

حضورؐ میرا مدثر غلام ابن غلام
حضورؐ بچیاں میری ہیں باندیوں کی طرح

حضورؐ خوں کا رشتہ ہے جن عزیزوں سے
ملے ہیں وہ بھی دسمبر کی سردیوں کی طرح (۲۹۲)

شخصی حوالے

مظفر، خالد و حافظ، ندیم و تائب و مظہر — مری سوچوں میں کتنی ہی ردائیں رقص کرتی ہیں (۲۹۳)

بو بکر و عمر کے ہوں عطا نقش کف پا — انوار ملیں سیرت عثمان غنی سے

کبھی حسان کے مرقد پہ بھی باد صبا لے چل — ملے اُسلوب مدحت قدسی و سعدی و جامی کا (۲۹۴)

حسان خوشنوا سے اقبال تک کا لہجہ — ہر اک نئی صدی کا لہجہ بنا رہے گا (۲۹۵)

صدیق باوفا سے حسن اور حسین تک — کیا خوشنما ہے صحن گلستان مصطفیٰؐ (۲۹۶)

ولادت رسول کریمؐ

ولادت رسول اللہؐ کے حوالے سے ریاض حسین چودھری نے اپنے نعتیہ شعری مجموعے طلوع فجر میں ۵۰۰ بندوں پر مشتمل ایک طویل ترین نظم لکھی ہے جو اُردو نعت میں انوکھا اور پہلا کارنامہ ہے۔ یہاں صرف دو بندوں پر اکتفا کیا جارہا ہے:

افلاک پر ہے دھوم کہ آتے ہیں وہ رسولؐ — ج ن کا پیام ہے کہ خدا صرف ایک ہے

خالق ہے سب کا، سب کا ہے روزی رساں بھی وہ — جس نے فلک پہ چاند ستارے سجائے ہیں

جس نے اُفق اُفق پہ بکھیری ہے کہکشاں — جس نے سمندروں کو عطا کی ہے زندگی

ہر چیز سجدہ ریز ہے اُس کی جناب میں — وہ بولتا ہے آج بھی اُم الکتاب میں (۲۹۷)

افلاک پر ہے دھوم کہ آتے ہیں وہ رسولؐ — جن کا خدا، خدائے رحیم و کریم ہے

جس کی عنایتوں کا نہیں ہے کوئی شمار — اِذنِ سفر ہواؤں کو دیتا ہے رات دن

جاری ہے اُس کی حمد کائنات پر — روز جزا کا مالک و مختار ہے وہی (۲۹۸)

فیضان نعت گوئی

نعت گوئی الوہی سنت ہے۔ اس مقدس ادبی کارن سے شاعر کو کیا کیا فیضان عطا ہوئے۔ اُس کی زبانی سنتے ہیں:

ہم نعت نگاری کے وسیلے سے بہارو! — ہر وقت مواجہے کے گلستاں میں کھلے ہیں (۲۹۹)

حرف ثنا قلم سے لپٹنے لگے ریاض — ہونے لگی ہے میرے دریچوں میں روشنی (۳۰۰)

پڑھی جب نعت مشام بس کے بجھتے سے منظر میں | مری سانسوں کے مقتل میں ہوائے مہرباں اُتری (۳۰۱)

گذشتہ شب چراغ نعت جب روشن ہوئے گھر میں | در و دیوار انوار قلم میں جگمگا اُٹھے (۳۰۲)

درود و سلام

ریاض حسین چودھری کے ہاں سلام کی کئی شکلیں ملتی ہیں۔چند مثالیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

مہر میں روشنی نہ تھی، تیرہ و تار تھی فضا | مثر دہ جان فزا لئے آئے فلک سے یہ ندا

صل علیٰ نبینا ، صل علیٰ محمد (۳۰۳)

السلام اے قائد جیش وفا | السلام اے مہبط وحی خدا

السلام اے تابش غار حرا | السلام اے رونق بزم دعا (۳۰۴)

یا نبیؐ ، یا مصطفیٰؐ ، یا مجتبیٰ ، یا مرتضیٰؐ | آپ کے یاسیدی روئے منور کو سلام

تاج شاہاں کے مقدر میں کہاں اُن کی چمک | آپ کے نقش کف پا کے جواہر کو سلام (۳۰۵)

صلی اللہ علیک یارسول اللہؐ وسلم علیک یا حبیب اللہ

لبوں پہ اسم حضورؐ آئے | قلم یہ میرا بھی سر جھکائے

فضا میں خوشبو بکھرتی جائے | ہوا چراغ وفا جلائے

تو میرے آقاؐ پہ سر جھکا کر | درود پڑھنا ، سلام پڑھنا (۳۰۶)

غبار نقش کف پا کی رفعتوں کو سلام | چراغ طاق دل وجاں کی سب لووں کو سلام (۳۰۷)

سر جھکاتی قریہ ءدل کی فضاؤں کو سلام | پھول بکھراتی مدینے کی ہواؤں کو سلام (۳۰۸)

خدا کے ساتھ فرشتے درود پڑھتے ہیں | ادب سے سارے قبیلے درود پڑھتے ہیں (۳۰۹)

7۔عزیز احسن کی اردو نعت کا فکری مطالعہ

معاصر نعت گو شاعر ڈاکٹر عزیز احسن کی نعتیہ شاعری کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے ہمیں اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے کہ عزیز احسن نے اپنی نعتیہ شاعری میں ایک تو عمل پر زور دیا ہے اور دوسرا انہوں نے اپنے نعتیہ کلام میں اکثر و بیشتر امت مسلمہ کا نوحہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔علاوہ ازیں سیرت طیبہ سے بھی کچھ خوشہ چینی کی گئی ہے۔اب ہم ان موضوعات کو سامنے لائیں گے جو شاعر نے اپنی نعت گوئی کے دوران برتے ہیں۔

ولادت رسول اللہؐ سے قبل دنیا کا منظر

حضورؐ نبی کریمؐ کی تخلیق سے قبل اس دنیا میں کچھ بھی نہ تھا۔ نہ سلسلہ ءانبیاء کا اجرا ہوا تھا نہ رشد وہدایت تھی نہ کوئی خالق کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مخلوق خدا تھی نہ اللہ کی عبادت ہوتی تھی اور نہ ہی کسی کے ذہن میں تصور توحید تھا۔ شاعر نے انہی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے:

آقاؐ جو نہیں تھے تو امانت بھی نہیں تھی | آدم بھی نہ تھے اُن کی خلافت بھی نہیں تھی
یہ سلسلہ رشد وہدایت بھی نہیں تھا | دنیا میں یہ تنویر رسالت بھی نہیں تھی
قرآں بھی نہ اترا تھا زمیں والوں پہ پہلے | انسان کے افکار میں ثروت بھی نہیں تھی
توحید پرستی کا نمونہ بھی نہیں تھا | اخلاص عمل کی کوئی قیمت بھی نہیں تھی (۳۱۰)

رسول اللہؐ کی ذات مبارک وجہ ءتخلیق کائنات

یہ ایسا نعتیہ موضوع ہے جسے کم وبیش اردو نعت میں ہر شاعر نے اپنایا ہے۔ عزیز احسن نے بھی اس موضوع کو برتا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب سرکارؐ کی ذات نہیں تھی تو لوح وقلم ودوات اور اس دنیا میں زندگی کا بھی کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ نہ انسان کو نیابت الٰہی کا شعور ومنصب عطا ہوا تھا نہ یہ دنیا تھی نہ اس کی رونقیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور محمدیؐ کی تخلیق فرمائی پھر اس کا جلوہ کون ومکاں، ارض وسما میں بکھیرا، اس کائنات کی ہر شے جمال روئے نبیؐ سے روشن ہوئی۔ کائنات میں جو اندھیرا مسلسل چھایا ہوا تھا آفتاب نبویؐ کے تابناک جلووں سے اس کا تدارک کیا گیا۔

نہ تو لوح کا تھا گماں کوئی نہ قلم دوات کا سلسلہ | ترے نور کا یہ طفیل ہے کہ چلا حیات کا سلسلہ
وہ جو نقش حسن تمام تھا اُسے پہلے خلق کیا گیا | اُسی نقش کا تو یہ فیض ہے کہ ہے کائنات کا سلسلہ
ہے جو کائنات میں روشنی یہ جمال روئے نبیؐ سے | اُسی آفتاب سے کٹ سکا وہ طویل رات کا سلسلہ (۳۱۱)

شہ پر توفیق اور امید طیبہ رسی میں مزید کہتے ہیں:

اولاً خالق نے پیدا کر دیا اُن کا ہی نور | یوں بنا رکھی رسول اللہؐ کی تقدیم کی (۳۱۲)
نور احمد کی اُس دم ہوئی گفتگو | جب کہ لوح وقلم کی نہ تھی گفتگو

کنز مخفی ہی تھا میرا رب جس گھڑی | تھی فضا میں محمدؐ کی ہی گفتگو
اپنے اپنے زمانے میں ہر قوم سے | اُن کی آمد کی نبیوںؑ نے کی گفتگو (۳۱۳)

حضورؐ کی ذات مبارک سے عشق کا اظہار

عزیز احسن نے اپنے نعتیہ کلام میں نبیؐ کریم کی ذات سے اپنے عشق کا اظہار مختلف انداز میں کیا ہے۔ کہیں انھوں نے نبیؐ کریم کی ذات کو صدر شک کائنات و سرمایہءحیات کہا ہے تو کہیں مرکز دین وفا و ہالہءنور، کہیں ہر عہد کی دنیاؤں میں یکتا کہا ہے تو کہیں منبع حسن و خیر، کہیں ذات مقدس، ماہ عرب، مہر عجم، فخر امم، راہنمائے راہ یقین و شاہ دوسرا، کہیں سر تا قدم نوال و کرم کہیں خالق کن فیکون کی اولین کرن، کہیں ذات مابین کل حدوث و قدم، کہیں سائبان جہاں، رحمت بیکراں، حق و صدق و صفا کی اذاں کہیں واقف اسرار توحید تو کہیں عرفان انسانیت و منبع علم بے گماں کہا ہے۔:

صد رشک کائنات محمدؐ کی ذات ہے | سرمایہ ء حیات محمدؐ کی ذات ہے
جس کے طفیل بزم دو عالم سجی عزیز | بے شک وہ ایک ذات محمدؐ کی ذات ہے (۳۱۴)
مرکز دین وفا، نور کا ہالہ ٹھہرا | وہ جو ہر عہد کی دنیاؤں میں یکتا ٹھہرا
ما من خیر تری ذات مقدس ٹھہری | منبع حسن ترا عکس سراپا ٹھہرا (۳۱۵)
ماہ عرب ہے، مہر عجم ہے تمہاری ذات | نازاں ہیں ہم کہ فخر امم ہے تمہاری ذات
راہ یقیں کے رہنما، شاہ دوسرا | سر تا قدم نوال و کرم ہے تمہاری ذات
خالق کے امر کن کی تم ہو اولیں کرن | مابین کل حدث و قدم ہے تمہاری ذات (۳۱۶)
دشت ہے کل جہاں سائباں آپؐ ہیں | یا نبی رحمت بے کراں آپؐ ہیں
آپ ہیں طور عرفان انسانیت | منبع ء علم بے گماں آپؐ ہیں (۳۱۷)

شخصی و خاندانی حوالے

عزیز احسن نے اپنی نعتیہ شاعری میں جن مذہبی و خاندانی شخصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ اُن میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کے علاوہ حضورؐ کی چاروں صاحبزادیاں شامل ہیں نیز خاندانی شخصیات میں سے عزیز احسن نے اپنے والد، والدہ بیٹے جنید کا ذکر کیا ہے:

وہ ماہ مبیں ہیں اُن کے انجم صدیق و عمر ، غنی و حیدر (۳۱۸)

سلام لاکھوں سلام جتنی ہوئی ہیں اولادیں شاہِ دیںؐ کی کہ جن میں زینب بھی ہیں، رقیہ بھی ام کلثوم و فاطمہ بھی (۳۱۹)

جن خاندانی شخصیات کا ذکر ملتا ہے وہ ذیل ہیں:

والدہ کی لوریوں نے ذوق جو بخشا مجھے دل دریچے میں چراغ مدح روشن ہو گیا
اس لئے اب عائشہ خاتون کی کے نام سے میں کروں منسوب حمد و نعت کا اندوختہ
بالیقیں عبد الحمید یوسفی نے بھی سدا درس حب سید الکونینؐ کا مجھ کو دیا
اس لئے کر دوں معنون پیارے والد سے عزیز ایک ادنی کاوش شعر و سخن کا سلسلہ (۳۲۰)

میں نے اپنی ماں کو دیکھا
جب کوئی شے گم ہوئی
اُن کے لب پر آ گیا فوراً درود
اور پھر کچھ دیر میں
اُن کو وہ شے مل بھی گئی
اب جنید آیا تو
اس کے ننھے ہونٹوں پر درود پاک تھا
اس کو اپنے پرس کھو جانے کا غم تھا
اور وہ کچھ روز سے بے چین تھا
آج اُس کی ماں نے اُس کو
اُس کی دادی کا طریقہ کر دیا تعلیم
تو وہ خوش ہوا (۳۲۱)

ذاتی احوال و مشکلات پر التجائے استمداد

شاعر روز مرہ زندگی میں کئی مسائل کا شکار ہے۔ ایک تو وہ بے قراری کا شکار، سکون دل سے محروم ہے۔ طرح طرح کی صعوبتیں اسے پریشان کرتی رہتی ہیں۔ بے دین معاشرے میں اس کا جینا دوبھر ہو چکا ہے اس کے عدو اسے دن رات ستاتے رہتے ہیں وہ شر و فساد و ظلم کے درمیان رہ رہا ہے بس اسے سرکارؐ مدینہ ؐ سے نگاہ کرم کی طلب ہے تاکہ اس کے ہر غم کا مداوا ہو سکے۔

یا نبیؐ عزیز احسن بے قرار ہے کب سے — اب سکوں کا سرمایہ کچھ نہ کچھ مہیا ہو (۳۲۲)
درکار ہے حضورؐ نہ دولت نہ عزّ و جاہ — پڑ جائے مجھ پہ صرف عنایت کی اک نگاہ
بے دیں معاشرے کی فضاؤں میں لوٹ کر — ہو جائے یہ غلام نہ آقاؐ کہیں تباہ
اعدا ہوے ہیں درپئے آزار یا نبیؐ — اب ان کے شر سے بچنے کی مل جائے مجھ کو راہ
میں ہوں میان شر و فساد و ظلم حضورؐ — رہ کر عجم میں میرا مقدر ہیں اشک و آہ (۳۲۳)

استغاثہ ءاُمت

عزیز احسن معاصر نعت گو شاعر نے امت مسلمہ کے مخدوش احوال کی منظر کشی بھی کی اور بارگاہ رسالت سے امداد و اصلاح کی درخواست بھی کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی ملت و قوم جو انتشار و نفاق کی شکار ہو چکی ہے۔ اللہ کرے اس میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ دلوں کا بُغض دور ہو جائے محبت کی فضا پھیلے، دشمنان دین نیست و نابود ہو جائیں:

کبھی تو میری قوم میں کچھ ایسا اتحاد ہو — ہر ایک شعبہ حیات میں وہی جہاد ہو
دلوں کا بُغض دور ہو تو ختم ہو یہ کج روی — عناد ہو تو دشمنان دین سے عناد ہو
ہر ایک عرصہ عمل سے کامراں گزر سکے — پھر ایک بار قوم کو عطا وہ اعتماد ہو
زبان و رنگ و نسل کے بھنور سے ہم نکل سکیں — یہ قوم بھی صحابیوں کی طرح دیں نژاد ہو (۳۲۴)

مدینہ منورہ سے جدائی کا منظر

عزیز احسن نے مدینہ منورہ کے جدائی کے منظر کو بھی اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ وہ بڑے پُر درد انداز میں جدائی کے ان لمحات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مدینہ چھوڑ کے جانا ہے ایک بے کس کو — حضورؐ !اس کی تشفی کا کچھ تو ساماں ہو
کہا یہ آنکھ سے پھر آج قلب مضطر نے — زمین طیبہ میں پھر آنسوؤں کے بیج بو
دوبارہ آنے کی درخواست پر ملے مژدہ — قبول کر لی تمہاری یہ التماس بھی لو
تقاضا دل مضطر یہ وقت رخصت ہے — کہ حال لکھنے سے پہلے قلم لہو میں ڈبو (۳۲۵)

احسانات حضورؐ

شاعر نے نبی کریمؐ کے احسانات کو بیان کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں اظہار تشکر پیش کیا ہے:

سب سے بڑھ کر آپ کا احسان ہے ہم پر حضورؐ — آپ نے ہم کو بتایا ہے کہ خالق کون ہے؟
سب سے بڑھ کر آپ کا احسان ہے ہم پر حضورؐ — دولت قرآں بھی ہم کو آپ کے صدقے ملی
علم و عرفاں کے خزانوں تک رسائی ہو سکے — وہ بصیرت بھی اولی الابصار کو تقسیم کی
سب ے بڑھ کر آپ کا احسان ہے انسان پر — نور کی دنیاؤں کا آیا اسے پختہ یقیں
ہم کلامی کا شرف بخشا جو خالق نے اسے — اک جہان نور و نکہت ان خلاوں میں عزیز
مل گیا رب آدمی کو، اس جہاں میں بے گماں — جب ہوئی پہچان رب کی، مل گئی ہر ایک چیز (۳۲۶)

سلام

ڈاکٹر عزیز احسن کے ہاں درود و سلام کی ایک ہی جھلک ملتی ہے جو ذیل ہے:

سلام نقش اولیںؐ — سلام نور آخریںؐ
سلام صادق و آمیںؐ — سلام رہبر یقیںؐ
سلام نازش زمیںؐ — سلام آفتاب دیںؐ
سلام فخر مرسلیںؐ — سلام رحمت مبیںؐ
توئی پناہ مذنبیںؐ
توئی سراج سالکیںؐ
سلام مونس حزیںؐ (۳۲۷)

8۔ گہر اعظمی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

گہر اعظمی کی نعتیہ شاعری میں حضورؐ کی حیات طیبہ کے تمام خاص خاص گوشوں پر منظوم اظہار خیال ملتا ہے۔ جس میں نبیؐ کریمؐ کی پیدائش مبارکہ ،بعثت نبوت، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت، حضورؐ کی نبوی، سیاسی، عسکری و سماجی زندگی کے علاوہ مدینہ طیبہ اور اسماء حضورؐ کے علاوہ اصلاح فرد کے موضوعات کی بھرپور جھلکیاں ملتی ہیں۔

درج بالا موضوعات پر چیدہ چیدہ گفتگو مع شعری مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ولادتِ سرکار دو عالمؐ

حضور نبیؐ کریمؐ کی پیدائش ربیع الاول کے ماہ میں ہوئی۔ اس حد تک تو تمام اہل علم و تحقیق اور مکاتب فکر و مسالک متفق ہیں لیکن جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس میں اختلاف ملتا ہے۔ بعض کے نزدیک ۹ ربیع الاول تو بعض کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول ہے۔ اس کے باوجود ایک بات طے ہے کہ تاریخ کچھ بھی ہو مہینہ ربیع الاول کا ہی ہے۔ گہر اعظمی ولادت مصطفیؐ کو یوں پیش کرتے ہیں:

تیسرے رائج مہینے کی تھی نو تاریخ جب　　　آمنہؓ کی گود میں اترا تھا وہ ماہ عرب
روز دوشنبہ کا تھا اور صبح صادق کا سماں　　　تھے پرندے نغمہ خواں، رطب للساں کرّوبیاں
حُسن کی تعریف کی جب دیکھا خاص و عام نے　　　بدر کی بھی چاندنی پھیکی تھی اس کے سامنے　(۳۲۸)

عطائے نبوت

غار حرا میں حضورؐ علیہ الصلوۃ والسلام کی اعلان نبوت سے پہلے کی عادت مبارکہ تھی کہ آپؐ کئی کئی دن کا کھانا لے کر غار حرا میں چلے جاتے تھے۔ وہاں ہی غور و فکر میں محو رہتے تھے:

سات برسوں قبل بعثت اک چمک اور روشنی　　　ذکر اکثر نے کیا ہے تھی نظر آنے لگی
خوش ہوا کرتے تھے آپ اس روشنی کو دیکھ کر　　　آتی نہ آواز کوئی اس میں نہ صورت نظر
قرب بعثت کا زمانہ جس قدر آیا قریں　　　آپ پہلے سے زیادہ ہو گئے خلوت گزیں
آپ کا غار حرا میں مستقل رہتا قیام　　　آپ پہلے ہی سے کر لیتے اس کا انتظام
لے کے ستو اور پانی جاتے تھے غار حرا　　　شہر مکہ سے کوئی دو میل جو کہ دور تھا

قدرت اللہ پر کرتے تھے غور وفکر آپ　　اور صمیم قلب سے کرتے ثناء اور ذکر آپ　(۳۲۹)

پھر جب حضورؐ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی تو اسی غار میں اللہ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی پہلی وحی اتری جو حضرت جبریل امین علیہ اسلام لے کر تشریف لائے:

خوش خیال وخوش جمال وخوش خصال وخوش مقال　　دھیرے دھیرے عمر کے پورے ہوئے چالیس سال
آپ پر لاکھوں سلام اور آپ پر لاکھوں درود　　ایک دن غار حرا میں آپ تھے سربسجود
اک فرشتہ جو امیں ہے آیا اور اس نے کہا　　اقراء یعنی اے محمدؐ آپ اسے پڑھیے ذرا
ڈرتے ڈرتے یہ جواب اس کو دیا پھر آپ نے　　میں ہوں ان پڑھ ایک دم پڑھنا نہیں آتا مجھے
پڑھیے رب کے نام سے اپنے یہ پھر اس نے کہا　　ساری مخلوقات عالم جس نے ہے پیدا کیا
لوتھڑے سے خون کے انسان کو پیدا کیا　　آپ پڑھیے اور بڑا ہے مہرباں رب آپ کا
اور ذریعے سے قلم کے علم پھر جس نے دیا　　علم انساں کو دیا وہ، جو نہ تھا وہ جانتا　(۳۳۰)

اس کے بعد آپؐ کو سر عام تبلیغ حق کا حکم ملا تو حضورؐ نے کوہ صفا پہ کھڑے ہو کر تمام اعزا و احبا کو دعوت اسلام دی۔ جس سے تمام قبیلہ آپ کے خلاف ہو گیا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا کفار مکہ نے ہر طرح کی تکلیف دی لیکن آپ نے دین حق کی دعوت جاری رکھی لوگ مسلمان ہوتے گئے اللہ کا دین پھیلتا گیا۔ اسی دوران حضورؐ کو معراج ہوئی جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ گہر اعظمی واقعہ معراج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

پیش آیا آپؐ کو معراج کا یہ واقعہ　　ہے جو طائف کے سفر سے واپسی کے بعد کا
مسجد کعبہ سے حضرت واقعہ ہے راتوں رات　　مسجد اقصی گئے تھے قدرت غیبی کے ساتھ
آپؐ نے بیت المقدس میں ادا کی تھی نماز　　سارے نبیوں نے امامت میں پڑھی ان کی نماز
بعد اس کے آپؐ نے سات آسماں کی سیر کی　　ان کے استقبال کو تھا ہر فلک پر اک نبیؐ　(۳۳۱)

ہجرت مدینہ

حضورؐ نے جب باقاعدہ دعوت حق آغاز کی لوگ کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو اہل کفر حضورؐ سمیت مسلمانوں کے خلاف ہو گئے۔ طرح طرح کے ظلم کرنے لگے آخر نبی کریمؐ نے اپنے بعض اہل ایمان

اصحاب کو جانب حبشہ حکم ہجرت دیا کچھ عرصہ بعد آپ ؐ نے بھی بہ حکم الٰہی مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ انصار نے حضورؐ کو ہاتھوں ہاتھ لیا خوب آؤ بھگت کی اور ہر کوئی آپ ؐ کی رضا کے حصول میں مشغول ہو گیا۔
حضورؐ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو اس منظر کو بیان کرتے ہوئے گہر اعظمی کہتے ہیں:

اطلاع انصار پہلے سے تھے اس کی پا چکے　　کہ رسول اللہؐ مکے سے روانہ ہو گئے
تھی مسرت جابجا لوگوں کے چہرے کھل اُٹھے　　ہر طرف سے دوڑے آئے پیش قدمی کے لئے
اور بنو نجار جو ننھالی رشتہ دار تھے　　آئے سج سج کر بہت سے ان میں سے ہتھیار سے
چاہتا ہر ایک تھا گھر پہ سواری اس کے آئے　　یہ تمنا تھی رسول پاک ؐ کو مہماں بنائے
جوش کا عالم یہ تھا کہ عورتیں پردہ نشیں　　آ گئی اپنے چھتوں پر اور یوں گانے لگیں
دامن کوہ وداع سے سامنے ہم پر چڑھا　　چودھویں کا چاند، یعنی بدر کامل دیکھنا
شکر ہے ہم سب پہ واجب بے شبہ اللہ کا　　مانگنے والے دعائیں جب تلک مانگیں دعا
ہم میں اے مبعوث ہونے والے اللہ کے نبی ؐ　　ہے اطاعت فرض ولازم آپ کے احکام کی
جب سواری پاس پہنچی کر رہی تھیں شوخیاں　　دف بجا کر گیت گاتی تھیں یہ پیاری بچیاں
ہم بنو نجار کی ہیں لڑکیاں نغمہ سرا　　اب ہمارے پاس ہی احمد رہیں گے واہ واہ (۳۳۲)

حضورؐ کا عسکری کردار

اس موضوع کے تحت شاعر نے نبی پاک ؐ کی شخصیت مبارکہ کا عسکری پہلو سامنے لایا ہے کہ حضورؐ بہ طور سپہ سالار کیسی فہم وفراست رکھتے تھے اور آپ ؐ نے اپنے دور میں ہونے والی جنگیں کس طرح لڑیں تھیں۔ اس میں انہوں نے حضورؐ کے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، اور فتح مکہ کا تذکرہ کیا ہے۔ جن کے چند اشعار شامل کئے جارہے ہیں۔

غزوہ بدر

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد اگرچہ کافروں کی نسبت بہت کم تھی تین سو تیرہ کا مقابلہ چالیس ہزار سے زیادہ لشکر کے ساتھ تھا۔ جب لشکر اسلام میدان بدر میں اپنی صفیں ترتیب دے چکا تو تب حضورؐ نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی:

رسول اللہؐ واپس آئے پھر لشکر سے چھپر میں		ابو بکر آپ کے ہمراہ تھے اس لاؤ لشکر میں
حضورؐ حق تعالیٰ میں کی پھریوں گریہ وزاری		خلوص دل سے رورو، گڑگڑا کر کے دعا مانگی
اسی سے جو ہے مالک کل کا اور ہے حاکم مطلق		رکھی فریاد آگے اس کے جس کی ذات ہے برحق
حضورؐ ربی الاعلی دعا کہ ہاتھ پھیلا کر		الٰہی! تو نے جو وعدہ کیا ہے آج پورا کر
اے اللہ! مختصر سی جو جماعت مٹ گئی یہ بھی		نہ ہوگا پھر عبارت کے لئے تیری یہاں کوئی (۳۳۳)

جب جنگ شروع ہوئی تو حضورؐ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تو دو صحابہ کے ہاتھ حضورؐ نے یہ خوشخبری مسلمانوں کی طرف مدینہ میں بھیجی اس منظر کو گہرا اعظمی بیان کرتے ہیں:

لڑائی ختم ہوتے ہی نبیؐ نے دو صحابہ کو		روانہ کر دیا دیں خوش خبر اہل مدینہ کو
مسلماں خوش ہوئے بے حد خبر یہ فتح کی سن کر		منافق اور یہودی غم سے پیلے پڑ گئے اکثر
مسرت، شادمانی کی صدا چاروں طرف گونجی		فضا میں گونج تھی تہلیل اور اللہ اکبر کی
مسلماں جو مدینے میں رکے تھے سر بر آوردہ		کسی بھی وجہ شرعی سے، انہوں نے اپنا گھر چھوڑا
کہ اس فتح مبیں پر دیں مبارک باد خود جا کر		نہایت شاداں و فرحاں چلے وہ بدر کی رہ پر (۳۳۴)

غزوہ احد

یہ اسلام کا دوسرا بڑا غزوہ تھا جس میں نبی کریمؐ نے خود شرکت فرمائی۔ ابتداء میں تو مسلمانوں نے کفار کے لشکر کا پانسہ پلٹ دیا تھا لیکن وہ تیر انداز جنہیں حضورؐ نے ایک پہاڑی پر مقرر فرمایا تھا وقت سے پہلے ہی اپنا مقام چھوڑ کر نیچے آ گئے بعدہ اسی مقام سے خالد بن ولید جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے نے حملہ کر کے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا۔

حضورؐ کی خواہش تھی کہ یہ جنگ مدینہ میں رہ کر لڑی جائے لیکن بعض اصحاب کی رائے تھی کہ مدینہ سے باہر کھلے مقام پر لڑی جائے۔ گہرا اعظمی نے اس صورت حال کو ذیل انداز میں منظوم کیا:

رسول اللہؐ کی یہ رائے تھی ٹھہریں مدینے میں		تعرض نہ کریں اور لیں نہ سبقت ان سے لڑنے میں
بعینہ یہی کچھ رائے عبد اللہ کی بھی تھی		مگر کچھ اور صحابہ کی نہ تھی یہ رائے بالکل ہی
نکل کر شہر کے باہر ہی لڑنا چاہتے تھے وہ		کہ ہم بزدل ہیں ان سب کو کہیں محسوس یہ نہ ہو (۳۳۵)

غزوہ خندق

یہ غزوہ بھی بہت اہم تھا اس میں کفار مدینہ پر حملہ کرنے آئے تھے لیکن اتنی بری شکست کھا کر گئے کہ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ دراصل اس غزوہ کے پیچھے جو اصل محرکات تھے وہ بھی اسلام دشمن قوتیں یہودی اور منافقین تھے۔ جو کفار مکہ کو مسلمانوں کی پل پل کی خبر دیتے تھے بالاخر انہیں اس جنگ کے لئے راضی کر لیا۔ مسلمانوں کو اطلاع ملی تو نبی پاکؐ نے صحابہ کرام کو بلا کر مشورہ کیا تو حضرت سلیمان فارسی نے عرض کی کہ اہل ایران تو ایسی صورت میں شہر کے گرد خندقیں کھود لیتے ہیں اور دشمن سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ سو اس مشورے پر عمل کیا گیا۔ جب کافروں کے لشکر آئے انہوں نے خندقیں دیکھیں تو ہکے بکے رہ گئے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تیز ہوا چلائی کہ کفار مکہ کے خیمے تک اکھڑ گئے اور وہ بھاگ گئے۔

حضرت سلمان نے یہ رائے دی تب آپؐ کو — کرتے ایرانی ہیں دشمن ان سے طاقتور جو ہو
خندقیں ہیں کھود لیتے ہو سکے تا کہ بچاؤ — خندقوں کے گرد کر لیتے ہیں وہ اپنا پڑاؤ
رائے سب کو یہ پسند آئی ہوا یہ فیصلہ — کھودی جائیں خندقیں ہے جس طرف میداں کھلا
کھودنے میں خندقیں اصحاب سارے لگ گئے — اور پورا کر لیا پھر بیس دن میں کام یہ (٣٣٦)
وادی بطحان کے تھا نزد دشمن کا پڑاؤ — وجہ خندق کے کوئی چل سکے نہ اپنا داؤ
جب انہوں نے دیکھی خندق سب کے سب کہنے لگے — ہے قسم اللہ کی، ہے اک نرالی چال یہ
اس سے پہلے تو عرب اس چال سے واقف نہ تھے — اپنے دشمن کی نئی حکمت پہ ششدر رہ گئے (٣٣٧)

فتح مکہ

صلح حدیبیہ دراصل حضورؐ کی سیاسی بصیرت اور فہم و فراست کا بہترین عکاس ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو شقیں بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ ان سے بعد میں مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوا خاص کر جنگ بازی جو دس سال تک بند تھی مسلمانوں کو سکھ کا سانس نصیب ہوا اسی دوران باقی دنیا میں حضورؐ نے اسلام کی دعوت کے مکتوب ارسال فرمائے، قلعہ خیبر فتح کیا، کمزور مسلمانوں کی حالت کی طرف توجہ دی اور اسی دوران حضورؐ کو فتح مکہ کی بشارت دی گئی کفار مکہ نے خود ہی صلح حدیبیہ کو توڑا تو ابوسفیان نے کافی کوشش کی لیکن سرکارؐ دو عالمؐ نہ مانے اور مکہ معظمہ کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا اور مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور سب سے خطاب فرمایا:

یوں کیاان کو مخاطب آپ نے اہل قریش ! | بات جو کہتاہوں تم سے یاد رکھو تم ہمیش
کہ نہیں معبود کوئی ماسوا اللہ کے | وہ ہے تنہا، اس کا ساجی دوسرا کوئی نہیں
اے قریشیو! بتاؤ کیا تمہارا ہے خیال | آج کے دن کرنے والا ہوں تمہارا کیا میں حال
سب یہ بول اٹھے کہ اچھا آپ ہیں بھائی کریم | بیٹے ہیں اک ایسے بھائی کے تھے جو خود بھی کریم
آپؐ نے فرمایا تم سے کہہ رہا ہوں میں وہ بات | حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کی جو بات
سرزنش آج تم پر بھی کوئی نہیں | جاؤ سب آزاد ہو، اب دشمنی کوئی نہیں (۳۳۸)

اسمائے گرامی

گہر اعظمی نے نبی پاکؐ کے بعض صفاتی و قرآنی اسما کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے:

وہ یٰسینؐ ، وہ طٰہٰؐ الف لام میم | وہ بحر نبوتؐ کے دریتیمؐ
ہے فرمان داور، تمہارے لئے | حریص علیم ، روف الرحیم
وہ ہیں مصطفےٰؐ، مجتبیٰؐ ، مرتضیٰؐ | وہی صاحب حسن و خلق عظیم
وہ خیر الوریٰؐ ، وہ شفیع الامم | وہ برہاںؐ، وہ ہادیؐ ، حکم اور حکیم
وہ صادقؐ ، امین و بشیرؐ و نذیر | وہ داعی الی اللہ ، احسن ، کریم
وہ رحمت سراپا، وہ حرز الامیں | وہ ملجا، وہ ماویٰ ، وہ عین النعیم
نہیں عالم الغیب ، دانائے کل | گہر حق کے ہیں وہ خبیر وہ علیم (۳۳۹)

مدینہ طیبہ

گہر اعظمی نے مدینہ پاک سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے مدینہ کو ایسا مقام قرار دیا جہاں محبت واخوت اور شرافت کا درس ملتا ہے جہاں حضرت جبرائیل علیہ اسلام کئی بار وحی لے کر نازل ہوئے اور اس کی گلیوں میں حضورؐ چلتے تھے تو وہ مشکبار ہو جاتی تھیں۔ یہاں روضہ رسولؐ عاشقوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اخوت کا مظہر دیار مدینہ | شرافت کا ہے گھر دیار مدینہ
وحی بار بار لے کے جبریل آئے | منور منور دیار مدینہ

کبھی اس کی گلیوں سے آقاؐ ہیں گزرے | معطر معطر دیار مدینہ
محبت سے دل خود بہ خود جھومتا ہے | حسیں، روح پرور دیار مدینہ (۳۴۰)

اصلاحِ فرد

گہر اعظمی نے اپنی شاعری سے اصلاح فرد کا کام بھی لیا ہے اور یہ موضوع قریباً ان کے تمام نعتیہ کلام میں ملتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی زندگیوں میں ہر کام کو کرنے سے پہلے رسول اللہؐ کے فرمان کو سامنے رکھیں تو ہم نہ کسی شخص کی دل آزاری کا سبب بنیں اور نہ ہی برائی پھیلے اور نہ انسانی مسائل میں اضافہ ہو ہمیں چاہیے کہ دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کریں تاکہ ہمارے معاشرے مثالی معاشرے بن جائیں۔ بس ہمیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے ایک نہ ایک دن چھوڑ کر جانا ہے:

تماشا گاہ ہے دنیا | ہیں جس کے سب تماشائی
یہاں ہر اک قدم پر ہے | برائی اور اچھائی
کرو بندوں کے حق پورے | مقدم رب کی یکتائی
جو ہیں بیمار و پژمردہ | کرو ان کی مسیحائی (۳۴۱)

حضورؐ کی ذات سے متعلق شاعر کے جذبات

گہر اعظمی نے نبی پاکؐ کی ذات مبارک کے حوالے سے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپؐ کی ذات سے گہری محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ جس پر انہوں نے حضور سرور عالمؐ کو کو مختلف القاب سے یاد کیا ہے ان کے ان تمام دیے گئے القابات سے محبت وعقیدت ٹپکتی ہے ایک نعت ملاحظہ ہو:

اول المومنیں، اول المسلمیں | رہبر المہدیں، خاتم المرسلیں
پیشوائے عمل، رہنمائے یقیں | شان انسانیت، فخر دنیا و دیں
رحمت دو جہاں، شافع المذنبیں | آپ کا ہر قدم سوئے خلد بریں
آپ شمس الضحیٰ، آپ انوار دیں | مرکز حق بھی ہیں، آپ حق الیقیں
حامل صدق ہیں اور شہید و امیں | عبد کامل بھی ہیں، رفعت وشان دیں
واقف شش جہت، نکتہ داں، نکتہ بیں | ساری مخلوق میں آپ افضل تریں (۳۴۲)

حضورؐ کے ذاتی احوال کا بیان

گہر اعظمی نے نبی کریمؐ کی پیدائش سے لے کر رسول اللہؐ کے منصب تک حضورؐ کے ذاتی احوال کو بھی ان کا موضوع بنایا ایک نعت شامل کی جا رہی ہے:

محمد مصطفیٰؐ صل علیٰ تشریف جب لائے — زمیں و آسماں نے تہنیت کے پھول برسائے
نزول وحی اول پر پریشاں حال گھبرائے — حرا کے غار سے سہمے ہوئے سرکارؐ گھر آئے
اڑھانے کا کیا اظہار پھر حضرت خدیجہ سے — انہوں نے شفقت ورافت، ہمت کے پھول برسائے
پڑھایا تھا سبق جو روح نے حضرت خدیجہ سے — نبی نے ڈرتے ڈرتے سارے ہی الفاظ دہرائے
انہیں پھر لے گئیں وہ پاس ورقہ بن نوفل کے — تھے جو انجیل اور توریت کے ماہر، تھے ہمسائے
تو پھر ورقہ نے تصدیق نبوت کی، تسلی دی — انہیں آثار صاف ان میں نبوت کے نظر آئے
بتایا تفصیل سے جبریل کے حالات بتلائے — یہ فرمایا نکالے جاوگے گھر سے بھتیجے تم
یہ اس کے ساتھ ہوتا ہے پیام رب جو پھیلائے — کچھ ہی دن میں گہر ابر کرم یوں جھوم کے برسا
رسول اللہؐ ٹھہرے وہ حبیب اللہ کہلائے (۳۴۳)

9۔ محمد اقبال حسین نجمی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

محمد اقبال حسین نجمی متعدد نعتیہ مجموعوں کے خالق ہیں۔اُن کی نعتیہ شاعری میں فکری تجربے کم جب کہ ہیئتی تجربے زیادہ ملتے ہیں۔اُن کے ہاں جن موضوعات کو بہت زیادہ برتا گیا ہے۔اُن میں زیادہ تر مدینہ طیبہ اور درود وسلام ہے۔البتہ جو فکری تجربات ملتے ہیں وہ زیادہ تر موضوعاتی ہیں۔جن کا تذکرہ ذیل ہے۔

فیضان رسالت مآبؐ

محمد اقبال حسین نجمی کی نعتیہ شاعری کے مرکزی موضوعات میں سے ایک موضوع فیضان رسالت مآب بھی ہے۔جس میں وہ ہمیں بتاتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ سرکارِ دوعالمؐ کی ذات مبارکہ سے ہمیں کیا کیا انعامات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے اسی بنا پر تو حضورؐ کی آمد کی خوشی ہر دکھی دل مناتا ہے۔دنیا میں جہاں پہلے ظلم وستم کا راج تھا۔ہر زور ور کمزور کو کھا جاتا تھا۔اس پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتا۔چاروں اور نفرت پھیلی ہوئی تھی ایسے جبر اور ظلم کے ماحول میں پیارے آقاؐ نے اس دنیا میں وارد ہو کر مخلوق خدا کو ہر طرح کے سب وستم

سے نجات دلائی اور پیار کا بیج بویا۔ صدیوں کی نفرتوں اور عداوتوں کو ختم کیا۔ راہ حق سے بھٹکی ہوئی خلق کو ایسی راہ حق دکھائی کہ وہ ہمیشہ اپنی منزل پہ گامزن ہوگئی۔ سرکارؐ کی سیرت طیبہ میں تمام مسائل حیات کا حل پوشیدہ ہے یہ ان کی عظمت تھی کہ وہ اُمی تھے کسی سے پڑھے لکھے نہ تھے ان کا معلم صرف خدائے لم یزل تھا۔ اُنہوں نے غلاموں کو غلامی سے چھڑایا اپنے رستوں میں کانٹے بچھانے والوں کو معاف کیا۔ اُن کی کریمی کا یہ منظر دیکھ کر اہل باطل بھی حیران ہوئے اُن لوگوں نے آج سے پہلے کوئی اس طرح کا کریم النفس دیکھا ہی نہ تھا بالآخر انہیں اپنی چشم خفتہ کھولتے ہی بنی اور سوچنے پر مجبور ہوئے کہ اتنا کرم نواز اور عطا باش کوئی عام شخص نہیں ہو سکتا وہ ضرور کوئی خاص الخاص ہے تب وہ آپؐ پر ایمان لائے اور ان پر اپنا تن من دھن وار دیا۔ اقبال نجمی یہی کہتے ہیں:

بستیاں پیار کی دنیا میں بسانے والے — تیرے محتاج ہیں ہر دور میں آنے والے
اُن کی منزل پہ ہمیشہ ہی نگاہیں ہوں گی — تیری راہوں پہ چلیں گے جو زمانے والے
تری عظمت کو خدا نے تجھے اُمی رکھا — روشنی علم کی ہر گام بچھانے والے
درس اخلاص دیا تو نے زمانے بھر کو — نور ایقان کو سینوں میں بسانے والے (۳۴۴)

آپؐ آئے تو اُجالا ہو گیا — نوُرِ حق کا بول بالا ہو گیا
داعیٔ امن واماں جب آ گئے — ابرِ رحمت ہر طرف پھر چھا گئے (۳۴۵)

فیضان نعت

نعت رسول کریمؐ ایک بہت بڑی سعادت ہے اگرچہ اس صنف نعت کے تقاضے انتہائی مشکل اور نازک ہیں۔ شرعی اعتبار سے گو کہ ایک نعت گو شاعر پر بہت سی ایسی پابندیاں لاگو ہوتی ہیں کہ جن کا لحظہ لحظہ خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے لیکن اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ بھی نہیں کہ جن شعراء نے نعت نبیؐ کو پورے آداب کے ساتھ اپنا لیا دنیا سے جانے کے بعد آج بھی اوراقِ زماں انہیں زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہی وہ فیضان نعت ہے جس کی برکات سے ایک باادب نعت گو شاعر کو بارگاہِ الٰہی سے طرح طرح سے نوازا جاتا ہے۔ اقبال نجمی کو اس فن کی بدولت کیا کچھ عطا ہوا ملاحظہ ہو:

نعت نبیؐ سے فکر یہ میری پائے اوجِ کمال — نعت نبیؐ سے ہوتے ہیں دل سے دور ملال
نعت نبیؐ سے بڑھتے دیکھا میں نے فہم و شعور — نعت نبیؐ نے مجھ کو کیا ہے رنج والم سے دور (۳۴۶)

یہی دولت ہے دنیا کی یہی ہے زادِ آخر بھی — بڑے انعام ملتے ہیں، میں جس دم نعت کہتا ہوں
شرف کیسا ملا نجمی حروف نور لکھنے کا — فرشتے رشک کرتے ہیں، میں جس دم نعت کہتا ہوں (۳۴۷)

سانسوں میں بسے خوشبو
جب نعت نبیؐ لکھوں
لفظوں میں رچے خوشبو(۳۴۸)

برکات درود پاک

نعت نبیؐ کی طرح نبی پاکؐ پر درود پاک پڑھنا بھی بہت بابرکت عمل ہے۔اس سے بھی فیضان الٰہی اور حب رسولؐ کا حصول ممکن ہے۔درود پاک کو اقبال نجمی اپنا موضوع بناتے ہوئے کہتے ہیں:

رکھتا ہے روح و جسم کو تازہ درودِ پاک — کرتا ہے رنج و غم کا مداوا درودِ پاک
وابستگی ہے جس کو محمدؐ کے نام سے — اُس کا تو ہر گھڑی ہے وظیفہ درودِ پاک
اُس کو مرے حبیب کی قربت ہوئی نصیب — جس نے مرے حبیب پہ بھیجا درود پاک
اس پر مرے حضورؐ کی رحمت سوا ہوئی — جس کے ریاضِ فکر میں مہکا درود پاک (۳۴۹)

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کے ساتھ اقبال نجمی کو خاص محبت و عشق ہے جسے وہ اپنا دل اور جان کہتے ہیں۔اُن کے نزدیک مدینہ ایک ایسا سدا بہار باغ ہے۔جہاں کبھی فصلِ خزاں نہیں آسکتی یہاں ہر پل عرش سے نوری مخلوق کی آمدورفت جاری رہتی ہے:

نُورِ دل نُورِ جاں ہے مدینہ ترا — گلستاں گلستاں ہے مدینہ ترا
جس جگہ پر بھرے فصلِ گل چوکڑی — دُور جس سے خزاں، ہے مدینہ ترا
نُوری اُتریں جہاں صف بہ صف عرش سے — وہ سرودِ جہاں ہے مدینہ ترا (۳۵۰)

مدینے میں اگر جاؤں فرازِ نوُر میں دیکھوں
کرم کی سرزمیں وہ ہے بھرم کی سرزمیں وہ ہے
وہاں کی دُھوپ بھی اُجلی جو چمکے تو لگے ٹھنڈی (۳۵۱)

ساون کا مہینہ ہے
نجمی کی نگاہوں کا
مرکز تو مدینہ ہے
ہر سمت سویرے ہیں
دیکھ آئے مدینہ جو
پُرنوُر وہ چہرے ہیں (۳۵۲)

معجز نما نرالا، مدینے کا حُسن ہے سب نعمتوں سے بالا، مدینے کا حُسن ہے
اُترے ہیں جس کی شان میں نغماتِ سرمدی گھر گھر وہ بٹنے والا، مدینے کا حُسن ہے (۳۵۳)

مسافرِ مدینہ سے خطاب

خوش بخت ہوتے ہیں وہ جن کو سرکار دوعالمؐ مدینے میں بُلا لیتے ہیں۔ وہ مدینہ طیبہ کی زیارت کرتے ہیں اور ساتھ دیگر مقامات مقدسہ کی بھی، لیکن جو لوگ مدینہ جانے کی طلب تو رکھتے ہیں لیکن نہیں جا پاتے تو وہ اکثر ایسا کرتے ہیں کہ مدینہ جانے والوں کے ہاتھ اپنا پیام وسلام بھیجتے ہیں۔ یہاں شاعر نے بھی اسی ضمن میں جانب مدینہ عازم سفر راہی کے سپرد اپنا یہی دکھڑا کیا ہے۔

چلے ہو ارضِ بطحا میں خبر تم کو مبارک ہو مدینے اور مکے کا سفر تم کو مبارک ہو
ہوئی ہے بارشِ رحمت ترے سارے گھرانے پر جبھی ہے حاضری تیری نبیؐ کے آستانے پر
سکونِ قلب ملتا ہے مدینے کی فضاؤں میں نبی کے پیار کی خُوشبو بسی ہے ان ہواؤں میں
گنہگاروں کی بخشش کا وہاں سامان ہوتا ہے درِ رحمت پہ جو پہنچے وہی ذیشان ہوتا ہے (۳۵۴)

ذاتِ حضورؐ

نبی پاکؐ اس کائنات میں نور ہدایت بن کر تشریف لائے، آپؐ رحمت عالمؐ ہیں، وجہ کائنات ہیں، مظہرِ ذات حق، صاحب براق والمعراج ہیں۔ ان تمام حقائق محمدیہؐ کو بیان کرتے ہوئے شاعر محو سخن ہے۔

نُورِ رحمت، نُورِ حق، نُورِ ہدایت اُن کی ذات — اُن کی چاہت سے ہے زندہ میرے دل کی کائنات
اُن کی خاطر ہی بنائے یہ جہان ولامکاں — مظہر ِ اسرارِ خالق اُن سے روشن شش جہات (۳۵۵)

وہ کامل ہیں ، وہ اکمل ہیں — وہ اعلیٰ ہیں ، وہ برتر ہیں
وہی محبوب ہیں رب کے — سبھی کے وہ ہی دلبر ہیں
وہی خلق ِ مجسم ہیں — وہی دنیا کے رہبر ہیں
اُنہی کے نقشِ پا ہی سے — یہ رستے سب منور ہیں (۳۵۶)

مشیت کا ہیں آئینہ، خدائے پاک کے مظہر — نظر افروز، جاں پرور، منور وہ رخِ انور
درخشاں روئے عالم ہے رُخِ سرکارؐ کا صدقہ — اُنہی کے در پہ آ کے ہی سکوں پائیں دل مضطر
عمل اُن کے سبھی قرآن کی تفسیر ہیں نجمی — اُجالے بانٹنے والی ہے اُن کی سیرتِ اطہر (۳۵۷)

درودوسلام

محمد اقبال نجمی معاصر نعت گو شعراء میں اس لئے امتیازی مقام رکھتے ہیں کہ اُن کی نعتیہ شاعری میں ہمیں نبی پاکؐ کی ذات اقدس پر درودوسلام بھیجنے کی کافی بہتات ملتی ہے۔اُن کا ایک نعتیہ مجموعہ ''گلہائے سلام'' ہے جو درودوسلام پر ہی مشتمل ہے۔اس کے علاوہ اُن کے دیگر شعری مجموعوں میں بھی درودوسلام کی کئی کئی مثالیں ملتی ہیں۔چند درودوسلام ذیل ہیں:

محمدؐ ہیں وہ حامد ہیں وہ احمد ہیں وہ رحمت ہیں — وہ عادل ہیں وہ صادق ہیں وہ دینِ حق کی حجت ہیں
وہ مزمل وہ مدثر وہ طیب جانِ شفقت ہیں — درود اُن پر سلام اُن پر درود اُن پر سلام اُن پر (۳۵۸)
سلام اُن پر رفعنا شان سے جن کو نوازا ہے — سلام اُن پر کہ جن کا نور ہر چہرے کا غازہ ہے (۳۵۹)

دل اس لئے ہے زندہ دل کے قریب وہ ہیں　　　جاں اس لئے ہے روشن میرے حبیب وہ ہیں
لاکھوں درود اُن پر، لاکھوں سلام اُن پر　　　(۳۶۰)

السلام اے تاجدارِ انبیاء　　　السلام اے مرکزِ جود و سخا　(۳۶۱)
جلوہ ءِ حسنِ درخشاں السلام　　　راحتِ جاں، بزمِ خُوباں السلام　(۳۶۲)
لطفِ خدائے واحد، اے ذاتِ حق کے شاہد　　　نوری نبیؐ سلام، نوری نبیؐ سلام　(۳۶۳)

وردِ زبانِ قدسیاں، صل علیٰ نبیّنا　　　راحتِ قلبِ عاشقاں، صل علیٰ نبیّنا　(۳۶۴)
کرتا ہوں میں آپ کی مِدحت صل اللہ علیہ وسلم　　　چنتا رہوں میں گہرِ اُلفت صل اللہ علیہ وسلم　(۳۶۵)

عرشِ بریں سجا ہے
ذکرِ مہ ِ حرا ہے
ہر لب پہ اِک صدا ہے
ہر ذرہ کہہ رہا ہے
نُوری نبیؐ سلام، نُوری نبیؐ سلام (۳۶۶)

درج بالا موضوعات کے علاوہ محمد اقبال حسین نجمی کی نعتیہ شاعری میں ولادت رسول پاکؐ، سبز گنبد، روضہ رسولؐ کی سنہری جالیاں بہ طور موضوع ملتے ہیں۔

10۔ محمد امین ساجد سعیدی کی اردو نعت کا فکری مطالعہ

امین ساجد سعیدی کا شمار بھی معاصر نعت گو شعرا میں ہی ہوتا ہے۔ انہوں نے بھی نعتیہ کلام کی برکت سے ادبی دنیا میں شہرت پائی ۔ اُن کے کلام میں ہمیں کئی نعتیہ موضوعات ملتے ہیں۔ جن پر اجمالی بحث باب ہذا میں کی جائے گی۔

ولادت رسولِؐ معظم

امین ساجد نے جس موضوع کو انتہائی عقیدت و احترام سے سب سے پہلے برتا وہ حضورؐ کی ولادت مبارکہ ہے۔ وہ اس پُر مسرت موقع پر تمام اہلِ اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ اس موقع یعنی حضورؐ کے یومِ ولادت کو پورے ذوق و شوق اور احترام و اہتمام سے منائیں کیوں کہ آمد رسول ظلم و ستم اور رنج والم کے خاتمے کا اعلان

ہے۔اپنے مرکز سے بچھڑے ہوئے مسافر کے لئے دوبارہ سے کاروانِ حق سے ملنے کی نوید ہے۔ حضورؐ رحمت الٰہی بن کر تشریف لائے :

خُوشیوں کے نغمے گاؤ سرکارؐ آگئے ہیں — میلاد سب مناؤ سرکارؐ آگئے ہیں
سرکارؐ دوجہاں کی آمد پہ عاشقو! تم — راہوں میں دل بچھاؤ سرکارؐ آگئے ہیں
اب وقت آگیا ہے مظلوم بے نواؤ! — خُوش ہو کے غم سناؤ سرکارؐ آگئے ہیں
شہروں میں بستیوں میں کیا عید کا سماں ہے — سب قمقمے جلاؤ سرکارؐ آگئے ہیں (۳۶۷)

آج جب بھی میلاد پاکؐ کا موقع آتا ہے تو ہر مسلمان دل وجان سے خوشیاں مناتا ہے گلی گلی محلہ محلہ آپ کے چرچے کرتا اور نعتیں پڑھتا ہے۔

ہر مسلماں دل وجان سے شاد ہے، جشنِ میلاد ہے — آج ہر غمزدہ غم سے آزاد ہے، جشنِ میلاد ہے
آمدِ مصطفی کا عجب ہے سماں، خوش ہے سارا جہاں — حُور خوش ہیں ملائک کا دل شاد ہے، جشنِ میلاد ہے
جس طرف دیکھو خوشیوں کی برسات ہے، واہ کیا بات ہے — صرف شیطاں ہے جو آج ناشاد ہے، جشنِ میلاد ہے
آپ آئے تو دل کی کلی کھل گئی، زندگی مل گئی — دل کی بنجر زمیں آج آباد ہے، جشنِ میلاد ہے (۳۶۸)

اگر حضورؐ نہ ہوتے تو کائنات میں کچھ بھی نہ ہوتا

درج بالا عنوان کے تحت شاعر نے اُن تمام حقائق کی طرف اشارہ کیا کہ جن کا وجود ،وجودِ مصطفی کی مرہونِ منت ہے۔ گویا اگر حضورؐ کو پیدا نہ کیا جاتا تو کوئی چیز پیدا نہ کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی کسی کو معرفت نہ ہوتی۔ یہ دنیا کی رنگینیاں یہ حسن وخوب صورتی ، یہ گل وگلزار کچھ بھی نہ ہوتا۔ غم زدہ ورنج والم کے مارے لوگ کہاں جاتے:

یہ بات حقیقت ہے جو سرکارؐ نہ ہوتے — کونین میں اللہ کے انوار نہ ہوتے
محبوب خدا کے یہ پسینے کا اثر ہے — ورنہ کبھی مہکے ہوئے گلزار نہ ہوتے
جاتے تو کہاں جاتے غم ودرد کے مارے — گر حشر میں سرکارؐ ہی غم خوار نہ ہوتے (۳۶۹)

سرکارؐ دوعالم کی برکت سے ہی یہ شمس وقمر، کون ومکاں ، زمیں و آسماں، افلاک و کہکشاں اور جلوہ حسن یزداں چشم انساں کو دیکھنے کے لئے ملے ہیں :

شمس و قمر نہ ہوتے کون و مکاں نہ ہوتے — پیدا اگر جہاں میں جانِ جہاں نہ ہوتے
وہ مسندِ نبوت پر بیٹھتے بھی کیسے — گر آپ ہر نبیؑ کے روحِ رواں نہ ہوتے
تخلیق آپ کی گر خالق نے کی نہ ہوتی — ذاتِ خدا کے جلوے ہر گز عیاں نہ ہوتے
پیکر وہ نور کے گر معراج پر نہ جاتے — افلاک بھی مزین از کہکشاں نہ ہوتے (۳۷۰)

ہوں وقت کے قزاق، لٹیرے ہوں یا ڈاکو — انسانوں کو بہکاتے، اگر آپ نہ آتے
غم خوار نہ تھا کوئی بھی انسانوں کا حامی — بے حال ہی مر جاتے، اگر آپ نہ آتے
سب گلشنِ ہستی میں ہوئی آپ سے رونق — یہ رشتے کہاں ناتے، اگر آپ نہ آتے (۳۷۱)

ورفعنا لک ذکرک

قرآنی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم حضورؐ کے ذکر کو انتہائی بلند فرمایا۔ تا قیامت یہ ذکر جاری و ساری رہے گا۔ شاعر نے اسی بنا پر قرآنی آیت کے ایک جزو ورفعنا کو اپنی نعت کی ردیف بنا کر ذکر رسول کی بلندی و اقبال مندی کی طرف اشارہ کیا:

فرمانِ خدا ہے ورفعنا لک ذکرک — پُر نور ضیا ہے ورفعنا لک ذکرک
سرکارؐ دو عالم کی ولادت سے بھی پہلے — نبیوں کی صدا ہے ورفعنا لک ذکرک
اوصاف عطا آپ کو مولا نے کئے ہیں — خود رب نے کہا ہے ورفعنا لک ذکرک
انوار کی برکھا ہے گنہ دھلنے لگے ہیں — رحمت کی گھٹا ہے ورفعنا لک ذکرک (۳۷۳)

شانِ حضور نبی کریمؐ

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ و رسول کو بے شمار شانیں عطا فرمائی تھیں، حضورؐ سید الانبیاء، امام الانبیاء، سلطان دو عالم،، شافعِ اُمتاں ہیں۔ کچھ شانیں وہ ہیں جو دنیا میں ظاہر ہوئی ہیں، کچھ عالم برزخ اور کچھ بروزِ حشر ظاہر ہوں گی۔ شاعر نے ان تمام شانوں کی طرف اشارہ کیا ہے ملاحظہ ہو:

تیری مدحت میں مرقوم قرآن ہے، تیری کیا شان ہے — تجھ پہ صل علیٰ پڑھتا رحمن ہے، تیری کیا شان ہے
شافعِ اُمتاں سید المرسلیں، تو ہے سب سے حسیں — تجھ پہ قربان ہر اک مسلمان ہے، تیری کیا شان ہے

شانِ معراج میں حسنِ طرفین ہے، قاب قوسین ہے — عرشِ اعظم پہ تو رب کا مہمان ہے، تیری کیا شان ہے
تو حریص علیکم کی تصویر ہے، خود ہی تفسیر ہے — مومنوں پہ بڑا تیرا احسان ہے، تیری کیا شان ہے (۳۷۴)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ برگزیدہ ہستی صرف اور صرف حضورؐ کی ذات ہی ہے۔ جن کی ولادت پہ اہل عرش و فرش نے خوشیوں کے شادیانے بجائے، اُن کے ایک اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا، اُن کے رُخِ انور سے شمس و قمر و انجم نے روشنی پائی، عرب ہو یا عجم ہر جا اُنہی کے چرچے ہیں اور اُنہی کی حکمرانی ہے، اُنہی کے افکار سے نکتہ وروں نے نکتہ وری پائی ،:

گئی زحمت ہوئی رحمت ہے جب سرکارؐ کی ہر سُو — بڑی عظمت ہے رب کے لاڈلے شہکار کی ہر سُو
ولادت پر زمیں و آسماں پر ہو گئی رونق — ہوئی توقیر دنیا میں شہِ ابرار کی ہر سُو
قمر توڑا ہے پھر جوڑا اشارے کا اثر دیکھو — رُخِ پُرنور سے پائی ضیا ہے چاند سورج نے
ہوئی شہرت رسول پاکؐ کے آثار کی ہر سُو — ہوئی ہے روشنی اُن کے رُخِ انوار کی ہر سُو (۳۷۵)

مخلوقِ الٰہی پہ احساناتِ حضورؐ

آپ کے سبب ہمیں اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں اگر ہم اُن کا شمار کرنے بیٹھ جائیں تو ممکن ہے ہماری عمریں تو بیت جائیں لیکن اُن نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ محمد امین ساجد سعیدی نے بڑی خوب صورتی سے اُن طرح طرح کی نعمتوں کو بیان کیا جنہیں احساناتِ حضورؐ سے بھی موسوم کیا جاسکتا ہے:

اور کیا چاہیے مل گیا ہم کو رب، آپ ہی کے سبب — خوبصورت ہمارا ہے حسنِ طلب، آپ ہی کے سبب
عورتیں، بیٹیاں، جو غلامان تھے، سب پریشان تھے — ہر سُو ظلم و ستم تھا گیا سارا دب، آپ ہی کے سبب
رونقیں، رفعتیں، عظمتیں مل گئیں، ظلمتیں ہل گئیں — دیں نے سکھلا دیے بہتریں سارے ڈھب، آپ ہی کے سبب
بخششیں، نعمتیں، رحمتیں، برکتیں، رونقیں، عزتیں — جو بھی انعام تھے مل گئے ہم کو سب، آپ ہی کے سبب (۳۷۶)

اسم محمدؐ

محمد امین ساجد سعیدی کے حضورؐ کے ذاتی اسم، اسم محمدؐ پر تخلیقی تجربات کرتے ہوئے اپنے کلام کا حصہ بنایا:

مرے سامنے بس جمالِ محمدؐ — زمانے میں پھیلے کمالِ محمدؐ

بسوئے اُمیہ ، ابو بکر بولے ہمارے جناب بلالِ محمدؐ
ابو بکر عثماں عمر مرتضیٰ سب بنے پیروی میں جمالِ محمدؐ
بڑے مرتبے عظمتوں خوبیوں میں سراپا بنے باکمالِ محمدؐ (۳۷۷)

دوسرے مقام پر شاعر نے محمد کے ساتھ مصطفیٰ کا بھی اضافہ کر دیا۔ جس کی مثال ملاحظہ ہو:

کرم کے ابر ہیں چھائے، محمد مصطفیٰؐ آئے ہوئے انوار کے سائے، محمد مصطفیٰؐ آئے
غریبوں، بے کسوں، بے آسرا، بے بس یتیموں نے سکونِ قلب ہیں پائے،: محمد مصطفیٰؐ آئے
بلالِ وقت کو کہ دو ستم مٹ کے رہے گا سب وہ اب مسرور ہو جائے، محمد مصطفیٰؐ آئے
پریشاں ہونے والوں کو سنادو مژدہ فرحت کوئی دل میں نہ غم کھائے محمد مصطفیٰؐ آئے (۳۷۸)

معجزات مبارکہ

امین ساجد سعیدی نے حضورؐ کی ذات مبارکہ کے معجزات کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے جن میں سے چند کا تذکرہ ذیل ہے:

نبیؐ سے عرض لقمہ کر رہا تھا مرے اندر تو سم ڈالا ہوا ہے (۳۷۹)
شمس موڑا ہے کبھی توڑ کے جوڑا ہے قمر کفر حیراں کہ اشارت کے اندر کیا ہے
زلف واللیل میں جب چہرہء انور دیکھا تب سمجھ آیا کہ دن رات کے اندر کیا ہے
عقل حیرت میں ہے انگشت سے چشمے جاری کوئی بتلائے کہ اس ہاتھ کے اندر کیا ہے
بند مٹھی سے ابو جہل نے کلمہ ہے سنا وہ پریشان کہ ذرات کے اندر کیا ہے (۳۸۰)

جوازِ نعت

نعت رسول مقبول کہنا، پڑھنا اور سننا ایک مقدس اور بابرکت عمل ہے۔ قریباً ہر نعت گو شاعر کے پیشِ نظر یہی نیت ہوتی ہو گی لیکن بعض شعرا نے اس کا الگ الگ جواز بھی پیش کیا ہے اور اس سے جو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں ۔خاص طور پر انہیں اپنا مطمع نظر بنایا ہے۔ محمد امین ساجد نے اس بابت جو کچھ گزارشات پیش کیں ملاحظہ ہوں:

پڑھتا ہوں نعت جب میں رسالت مآب کی
میرے لبوں سے آتی ہے خوشبو گلاب کی
نعتِ نبیؐ سنا کے میں جاؤں گا خُلد میں
دھمکی مجھے نہ دے کوئی واعظ عذاب کی (۳۸۱)

سکونِ قلب پانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں
غموں کو بھول جانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں
نبی کے عشق کی مشعل لحد میں کام آئے گی
یہی مشعل جلانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں
نہیں اعمال دامن میں ندامت ہی ندامت ہے
ندامت کو مٹانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں
کسی جادو سے منتر سے نہیں کچھ واسطہ مجھ کو
بلاؤں کو بھگانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں (۳۸۲)

عاشقِ رسولؐ کی آنکھیں

ایک عاشقِ رسول کی آنکھیں کیا تقاضا کرتی ہیں اور وہ ہر وقت کس کے آنے اور دید پانے کی منتظر رہتی ہیں اس حوالے سے شاعر نے رسول اللہؐ کے عاشق کی آنکھوں کو اپنا موضوع بنایا ہے اور معاصر نعت گو شعراء کے ہاں ایسی مثالیں کم کم ملتی ہیں۔ محمد امین ساجد سعیدی نے آنکھوں کے حوالے سے جو گل کاریاں کیں۔ وہ قابل داد ہیں۔ ملاحظہ ہو:

سبز گنبد سے جو اک پل نہ جدا ہوں آنکھیں
میرے سرکارؐ مجھے ایسی عطا ہوں آنکھیں
نزع کے وقت ملے ان کی زیارت کا شرف
لب ہوں خاموش مرے محوِ ثنا ہوں آنکھیں
یاد کر کے جو مدینہ نہ بہائیں آنسو
ایسی آنکھوں سے تو بہتر ہے کہ نا ہوں آنکھیں
میرے سرکارؐ کرم اتنا لحد میں کرنا
سبز گنبد ہو میرے سامنے وا ہوں آنکھیں (۳۸۳)

دوسرے موقع پر آنکھوں کو موضوعِ نعت بناتے ہوئے امین ساجد محوِ سخن ہیں:

عکس اک بن گیا ہے آنکھوں میں
روضہء مصطفی ہے آنکھوں میں
آ کھڑا ہوں حضورؐ کے در پر
کیا بتاؤں کہ کیا ہے آنکھوں میں
اب تو آنکھوں میں کچھ نہیں جچتا
جب سے طیبہ بسا ہے آنکھوں میں (۳۸۴)

حضورؐ خاتم النبین ہیں

امین ساجد سعیدی کی نعتیہ شاعری میں اُنہوں نے بعض عقائد اسلام کو بھی اپنے نعتیہ کلام کا موضوع بنایا۔ عقیدہ ختم نبوت امین ساجد کی نعتیہ شاعری کا بنیادی جزو ہے۔اس موضوع کو اُنہوں نے ردیف کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔عقیدہ ختم نبوت چونکہ دورِ حاضر کی شدید ضرورت ہے کیوں کہ فتنہ قادیانیت نے اُمت مسلمہ کو اس حوالے سے کافی نقصان پہنچایا۔البتہ اہل اسلام میں بہت سے علماء نے اس فتنے کے آگے تحریری و تقریری بند باندھے۔ امین ساجد سعیدی جو ایک بالغ نظر و فکر شاعر ہیں انہوں نے موجودہ دور میں خاص ضرورت محسوس کی سو اُنہوں نے اس موضوع کو بھی حتی المقدور احاطہ نظم میں لاتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی بحالی اور تشہیر و ترویج میں اپنا حصہ ڈالا۔اُن کا عقیدہ ختم نبوت ملاحظہ ہو:

سرِ اقدس پہ تاج اُن کے سجا ختمِ نبوت کا ۔۔۔ ازل سے تا ابد ڈنکا بجا ختمِ نبوت کا
نبی کی شان میں قرآن کی یہ نص بتاتی ہے ۔۔۔ عطا اُن کو ہوا ہے مرتبہ ختمِ نبوت کا
غلام احمد کے منصوبے ہوئے ناکام سب کے سب ۔۔۔ دمِ آخر اُسے جو خوف تھا ختمِ نبوت کا
کئی کذاب آ کے مٹ گئے حالات کے ہاتھوں ۔۔۔ کبھی وہ کر سکے نہ سامنا ختمِ نبوت کا (۳۸۵)

حضورؐ کی ذات مبارکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے

قرآن پاک میں بھی اللہ تعالی نے نبیؐ پاک کو رحمت اللعالمین کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔امین ساجد سعیدی نے بھی اس موضوع کو قلمبند کیا ہے اور بڑے خوب صورت انداز میں جزو آیت کا استعمال کرتے ہوئے اپنے جذبات کی ترجمانی کی ہے:

آپ سا کوئی نہیں، یا رحمۃ اللعالمینؐ ۔۔۔ آپ ہیں ماہِ مبیں، یا رحمۃ للعالمینؐ
حُسنِ یوسف کی قسم ایسا بنایا آپؐ کو ۔۔۔ سب حسینوں سے حسیں، یا رحمۃ للعالمینؐ
دم بخود ہیں آپ کے در پہ شہنشاہِ جہاں ۔۔۔ خم ہوئی سب کی جبیں، یا رحمۃ للعالمینؐ
لامکاں پہ ہے کھلا عقدہ شبِ معراج میں ۔۔۔ آپؐ ہیں حق کے قریں، یا رحمۃ للعالمینؐ (۳۸۶)

التجائے امداد بر حالِ زارِ اُمت

محمد امین ساجد سعیدی کا شمار ایسے معاصر شعراء میں ہوتا ہے جو صاحبِ دردِ دل شاعر ہیں۔ خنجر کسی پہ چلے درد اُن کے جگر میں ہوتا ہے۔ وہ شب و روز اُمت مسلمہ کی حالتِ زار دیکھ دیکھ کر کفِ افسوس ملتے ہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے۔ طاغوتی قوتیں اس امت کو اپنے ابلیسی تارِ عنکبوت میں جکڑتی چلی جارہی ہیں۔ ایک ہمارے حکمراں ہیں کہ جو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اہلِ مغرب کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ سو امین ساجد کے مشاہدے میں جب ایسی صورت حال آتی ہے تو وہ بارگاہ نبوی میں التجا کرتے ہیں کہ اس اُمت مسلمہ کی مشکل گھڑی میں کوئی چارہ جوئی کی صورت پیدا ہو۔ اگرچہ یہ موضوع اُن کے ہاں کم ملتا ہے لیکن اُمت مسلمہ کے ابتر حالات کو انہوں نے بارگاہ اقدس میں پیش ضرور کیا ہے:

ہو چشمِ کرم اُمتِ نادار پہ آقا ؐ — سنگین ہوئے جاتے ہیں حالات مسلسل (۳۸۷)

بے حال، کڑا وقت پریشان ہے اُمت — ہر آنکھ ہے نم لب پہ دعا شاہِ مدینہ ؐ (۳۸۸)

آئی ہوئی اُمت پہ مصیبت کی گھڑی ہے — اس وقت ضرورت تری رحمت کی پڑی ہے (۳۸۹)

جمالِ گنبدِ خضریٰ

امین ساجد سعیدی نے جمالِ گنبدِ خضریٰ سے متعلق بہت خوب صورت خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کہ اُنہوں نے گنبدِ خضریٰ کی خوبصورتی کو آنکھوں میں بسا رکھا ہے۔ اُن کے دل میں بھی عکس نقش ہے۔ دنیا کی کوئی اور خوب صورتی اُن کی نگاہوں میں نہیں جچتی۔ بس وہ ہر پل گنبدِ خضریٰ کی یادوں میں گم رہتے ہیں:

نگاہوں میں بسایا ہے جمالِ گنبدِ خضری — دھڑکتے دل میں پایا ہے جمالِ گنبدِ خضریٰ

نظارے اور بھی کچھ دیدنی ہیں شہر طیبہ کے — مجھے تو کھینچ لایا ہے جمالِ گنبدِ خضری

بڑھایا ہے فلک سے اس زمیں کا رتبہ اللہ نے — مدینے میں سجایا ہے جمالِ گنبدِ خضری (۳۹۰)

حُبِ اہلبیت

امین ساجد سعیدی نے اپنے کلام میں اہلبیت سے اپنی خصوصی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہ اہلِ بیت کی قربانیوں اور کاوشوں کا ہی ثمرہ ہے کہ آج ہم دین الٰہی سے واقف ہیں اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ سانحہ کربلا اس بات کی بین دلیل ہے۔ حضرت امام حسین نے سر داد نہ داد دست در دستِ یزید

کے مصداق اپنا سر تو یزید کو دے دیا لیکن ہاتھ یزید کے ہاتھ میں نہ دیا۔ وہ حق کے لئے باطل کے سامنے ڈٹ گئے اور اپنی جان تک راہِ حق میں قُربان کر ڈالی۔ امین ساجد نے اسی بنا پر اس پاکیزہ و نورانی گھرانے کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

میں بندہء اولادِ علی پنجتنی ہوں — اے گردشِ دوراں تو مرا کچھ تو حیا کر (۳۹۱)

یہ وہ دیں ہے جس کے لئے کربلا میں — نبیؐ کے نواسے نے گردن کٹا لی (۳۹۲)

ذکرِ آلِ نبیؐ کی برکت سے — ہر دعا ہی قبول ہوتی ہے (۳۹۳)

ہم کو ملا ہے آیتِ تطہیر سے ثبوت — پاکیزگی و شرم کی پیکر بتول ہے (۳۹۴)

بھرم بنا ہے زمانے میں پانچ تن سے مرا — نبی، حسین، علی، فاطمہ، حسن سے مرا (۳۹۵)

روضہ رسولؐ کی جالیاں

امیں سعیدی نے روضہ رسولؐ کی جالیوں کو اپنا موضوع بناتے ہوئے بارگاہ رسالت میں اپنی دیرینہ خواہشات کو پیش کیا ہے۔ وہ سرکارؐ مدینہ سے ملتمس ہیں کہ انہیں مدینہ طیبہ میں اذنِ حاضری بخشیں تاکہ وہ عاجز روضہ رسولؐ کی جالیوں کے روبرو آپ کو اپنا حال دل بیان کر سکے۔ چونکہ وہ نعت گو اور نعت خوان بھی ہے سو وہ بالمشافہ سرکارؐ کو اپنی نعتیں سنانا چاہتا ہے:

جانِ رحمت کا بلانا جالیوں کے سامنے — اُن کو حالِ دل سنانا جالیوں کے سامنے

مصطفےٰ کی بارگاہ ہو گا یہ تجھ کو نصیب — پھول نعتوں کے سجانا جالیوں کے سامنے

زائر ارضِ مدینہ اس منور شہر میں — دیپ پلکوں پہ جلانا جالیوں کے سامنے

ہر تمنا عرض کر دینا لبِ خوش سے — دل کی دھڑکن سے بتانا جالیوں کے سامنے (۳۹۶)

درودوسلام

امین ساجد سعیدی کے ہاں درودوسلام کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں سے صرف دو پر اکتفا کیا جارہا ہے:

مرے مصطفی مرے مجتبیٰ تریؐ رحمتوں کو سلام ہو — تری بے حساب ہیں شفقتیں تریؐ شفقتوں کو سلام ہو

تری ذات رب کے قریب ہے، ترا اونچا سب سے نصیب ہے — ہوئیں لامکاں پہ جو قربتیں اُنہی قربتوں کو سلام ہو

جہاں عقل انساں تمام ہے، تریؐ ابتدا کا مقام ہے — ترا چرچا عرش پہ عام ہے، تریؐ رفعتوں کو سلام ہو

پڑھا جب بھی میں نے درود ہے، ہوا رحمتوں کا ورود ہے
مری مشکلیں ہوئیں حل سبھی، تری رحمتوں کو سلام ہو (۳۹۷)

ہے لبوں پر صبح و شام، آپؐ پر لاکھوں سلام
بھیجتے ہیں سب غلام، آپؐ پر لاکھوں سلام
اس وظیفے کی فضیلت کس طرح سے ہو بیاں
بن گئے ہیں اس سے کام، آپؐ پر لاکھوں سلام
مومنوں کے لب پہ ہے اور آپؐ کی ہے بارگاہ
سیدِ خیر الانام، آپؐ پر لاکھوں سلام
صاحبِ معراج ہیں اور صاحبِ تاج آپؐ ہیں
آپ کا اعلیٰ مقام، آپؐ پر لاکھوں سلام (۳۹۸)

11۔ محمد حنیف نازش قادری کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

دور حاضر کے وہ نعت گو شاعر ہیں جو سلاسل تصوف میں سے سلسلہ قادریہ سے تعلق و نسبت رکھتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں ہمیں ایک خاص قسم کی چاشنی ملتی ہے جو صوفی شعرا کے ہاں ہوتی ہے۔ انہوں نے موضوعاتی سطح پر اردو نعت کو بہت کچھ دیا۔ بیک وقت کئی موضوعات کو انہوں نے نعت میں برتا ہے۔ چند موضوعات پر تذکرہ ذیل ہے۔

حضورؐ مختار کل نبیؐ ہیں

حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی شانوں سے نوازا۔ آپ کی افضلیت قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے جن نبوی اور شخصی اوصاف سے متصف فرمایا اور جو معجزات عطا کئے وہ آپ سے پہلے کسی نبیؐ و رسول کو عطا نہیں کئے گئے۔ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے خزانوں اور اس کی نعمتوں کے قاسم ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنا کر بھیجا۔ آپ کو یہ اختیار ہے کہ کسی بھی شخص کے ساتھ جیسا چاہیں معاملہ فرمائیں۔ کسی کو جرأت سوال کی اجازت نہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے اختیار و تصرف کی حدود اس قدر وسیع ہیں کہ جن و انس کے علاوہ اس کائنات کی دیگر تمام مخلوقات بھی رسول اللہؐ کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں۔ حضورؐ جس کو جو چاہیں حکم فرمائیں۔ کسی مخلوق کے پاس اتباع حکم کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ نعت گو شاعر محمد حنیف نازش قادری نے نبیؐ کریمؐ کی حیات طیبہ میں رونما ہونے والے ایسے کئی محیر العقول واقعات کی طرف اشارہ کر کے اختیار مصطفیٰؐ کی حدود کی نشان دہی کی ہے:

وہ جو چاہیں چاند کو توڑ دیں، انہیںؐ اختیار دیا گیا
وہ پھر اس کے ٹکڑوں کو جوڑ دیں، انہیںؐ اختیار دیا گیا
کسی اُمتی کو سقر کے رُخ لئے جا رہے ہوں ملائکہ
تو پکڑ کے خلد کو موڑ دیں، انہیںؐ اختیار دیا گیا

جو علیؓ کی عصر قضا ہوئی تو وہ وقت پر ہی ادا ہوئی چھپے آفتاب کو موڑ دیں، انہیںؐ اختیار دیا گیا
وہ نبیؐ کی مٹھی کا معجزہ کہ وَمَارمَیت کہے خُدا وہ نگاہ کفر کی پھوڑ دیں، انہیںؐ اختیار دیا گیا (۳۹۹)

حضورؐ کے الطاف عمیم

شاعر نے نسل آدم پر حضورؐ کے کئے جانے والے عام الطاف و اکرام کو بھی موضوع بنایا ہے اور بتایا ہے کہ حضورؐ خود ہی سراپا کرم تھے سو کوئی سرکارؐ سے طالب لطف و کرم ہوا نہ ہوا سرکارؐ سب کو نوازتے گئے اپنے پرائے، سجن دشمن سب لطف و کرم سے مستفید ہوتے گئے:

کیا کہیں کس کس پہ ہے کتنا کرم ہیں مرے سرکارؐ سرتاپا کرم
کیا مکاں ، کیا لامکاں ، کیا ماسوا سب جہانوں پر ہے آقاؐ کا کرم
جاں کے دشمن کو ملیں رحمت کے پھول ایسا جود ، ایسی عطا ، ایسا کرم
دو جہاں سرکارؐ کے زیر نگیں ذرے ذرے میں نہاں اُن کا کرم (۴۰۰)

ورفعنالک ذکرک

ورفعنالک ذکرک قرآنی سورت الم نشرح کی ایک آیت مبارکہ ہے۔ جس میں حضورؐ کے ذکر خیر کو تمام زمانوں میں اللہ تعالیٰ نے بلند کرنے کی بشارت دی ہے۔ حنیف نازش قادری نے بھی اسی حوالے سے اپنے خیالات کو منظوم اظہار بخشا ہے۔ وہ محو سخن ہیں:

سارے ادوار تیرے، سارے زمانے تیرےؐ یا نبی مرتبے ہر عہد نے مانے تیرےؐ
محفل گل ہو کہ ہو بزم نجوم و مہتاب فرش پہ، عرش پہ، ہر جا ہیں ترانے تیرےؐ
دینے والا ہے خُدا ، بانٹنے والا تُو ہے دین و دنیا کے ہیں جتنے بھی خزانے، تیرےؐ
ہر گھڑی شان تری پہلی گھڑی سے بڑھ کر گونجتے رہتے ہیں ہر آن ترانے تیرےؐ (۴۰۱)

ولادت رسولؐ سے پہلے دنیا کا منظر

شاعر نے نبی کریمؐ کی پیدائش سے پہلے دنیا کے منظر کو بھی بیان کیا ہے کہ جب سرکارؐ دو عالمؐ کی پیدائش نہیں ہوئی تھی اُس وقت یہ دنیا کتنی بے رنگ و بے کیف تھی۔ گلوں میں خوشبو نہ تھی، دھوپ، چاندنی وغیرہ کچھ بھی نہ تھا:

بے رنگ تھا جہاں کا چمن آپؐ کے بغیر
بے باس تھے گلوں کے بدن آپؐ کے بغیر
معمورہ جہاں میں اُداسی تھی ہر طرف
رونق کہاں تھی شاہ زمن آپؐ کے بغیر
کیا دھوپ، کیسی چاندنی، کیا نور، کیسی ضو
پھیکی تھی ایک ایک کرن آپؐ کے بغیر
قوس قزح ہو، چاند ہو، تارے ہوں، پھول ہوں
ملتی نہیں کسی کو پھبن آپؐ کے بغیر (۴۰۲)

حضورؐ کے معجزات باہرات

حضورؐ کی حیات طیبہ کا اگر باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو حضورؐ کی ساری زندگی ولادت باسعادت سے لے کر وصال باکمال تک سب معجزہ ہی معجزہ تھی۔ کبھی آپؐ نے شیر خوارگی میں چاند کو اپنے اشارہ انگشت سے کھلایا، کبھی اسے توڑا، کبھی جوڑا، کبھی درختوں کو اپنے پاس بلایا، کبھی چرندوں اور پرندوں نے آپ کو شکایت کی، کبھی شجر و حجر نے آپ کے حکم پہ کلمہ پڑھا۔ کبھی ڈوبے سورج کو لوٹا کر حضرت علی کی قضائے عصر کو ادائے عصر کیا۔ الغرض آپ کی سیرت طیبہ کا کوئی بھی موڑ ایسا نہیں جہاں آپؐ کی ذات مبارکہ سے کوئی معجزہ رونمانہ ہوا۔ شاعر نے اسی جانب اشارہ کیا اور مختلف معجزات حضورؐ کو دائرہ نظم میں لایا۔

آتا ہے بلا چون وچرا اچل کے جڑوں پر
بلوائیں شجر کو بھی جو سلطان حرم پاس (۴۰۳)
حکم مانے شجر دے شہادت حجر
یہ شجر معجزہ، وہ حجر معجزہ
نیند میں دل پیمبر کا بیدار رہے
عالم نوم خیر البشر معجزہ
منبر چوب کو زندگی بخشی
میرے آقاؐ کا ہے زندہ تر معجزہ
بن گیا اُن کی اُنگلی کے اعجاز سے
رجعت شمس و شق القمر معجزہ (۴۰۴)
ادھر لب ہائے سرور بولتے ہیں
ادھر مٹھی میں کنکر بولتے ہیں
کبھی آکر فغاں کرتی ہے چڑیا
کبھی کانوں میں اُشتر بولتے ہیں
ادب ملحوظ رکھتے ہیں نبیؐ کا
حرم میں جب کبوتر بولتے ہیں (۴۰۵)

اللہ اور محمدؐ اتصال ذوات

باب اول میں بھی یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضورؐ کو متعدد ایسے ناموں سے پکارا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی استعمال فرمائے۔ جن میں رؤف، رحیم اور کریم وغیرہ شامل ہیں۔ محمد حنیف نازش

قادری نے اُردو نعت میں یہ الگ نمونہ شعر میں پیش کیا جس میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمدؐ کے حوالے سے اتصال ذات کو موضوع بنایا:

وہ ذات العلا ہے، یہ مصطفی ہے، کریم یہ بھی کریم وہ بھی　　خُدا ہے وہ، یہ خدا نما ہے، کریم وہ بھی کریم یہ بھی
نہ اُس کی حد ہے نہ اِس کی حد ہے، نہ اُس کا ثانی نہ اِس کا ثانی　　وہ ذات ہے اور یہ آئینہ ہے، کریم وہ بھی کریم یہ بھی
جو اُس کی مرضی وہ اِس کی منشا بتا رہا ہے یہ حرف یُوحٰی　　وہ اِس کے ہونٹوں سے بولتا ہے، کریم وہ بھی کریم یہ بھی
سجود اُس کے، درود اِس کا، دلیل اُس کی، وجود اِس کا　　وہ مدعا ہے یہ راستہ ہے، کریم وہ بھی کریم یہ بھی (۴۰۶)

روضہ رسولؐ کی جالیوں کو دیکھنے سے پہلے اور بعد کی کیفیت

رسول اکرمؐ کے روضہ مبارک کی جالیوں کی زیارت سے پہلے شاعر کے دل میں کیا ارمان مچلتے رہے اور وہ اُس لمحے کے بارے میں کیا کیا سوچتا رہا کہ جب اُسے جالیوں کا دیدار نصیب ہو گا تو وہ انہیں سینے سے لگالے گا اور بوسہ دے گا۔ اُس کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہو رہی ہو گی وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے رو بھی رہا ہو گا اور اپنے مقدر پہ ناز بھی کرے گا کہ اس کے باوجود سرکار دوعالمؐ نے اُس پر کرم کیا اور اُسے اپنے روضے کی زیارت کے لئے منتخب فرمایا شاعر کا اظہار خیال ذیل ہے:

سامنے اپنے جو پاؤں گا سنہری جالی　　بڑھ کے سینے سے لگالوں گا سنہری جالی
میں سیہ کار مرے ہاتھ گنہ آلودہ　　کیسے ان ہاتھوں سے تھاموں گا سنہری جالی
سامنا کیسے کروں گا میں شہ والا کا　　اوٹ سے اشکوں کی دیکھوں گا سنہری جالی
مژدہ آقاؐ سے شفاعت کا نہ جب تک پاؤں　　تب تلک میں نہیں چھوڑوں گا سنہری جالی (۴۰۷)

روضہ رسولؐ کی جالیوں کی زیارت کے بعد جب شاعر کو جالیوں کی زیارت ہوئی تو اُس کی کیفیت کیا تھی۔ اُسے بیان کرتے ہوئے محو سخن ہے۔

خود کو جب پایا، سنہری جالیوں کے سامنے　　کیا سرور آیا، سنہری جالیوں کے سامنے
میرے آقاؐ نے کرم کی کر دی مجھ پر انتہا　　مجھ کو بلوایا، سنہری جالیوں کے سامنے
فیض کا، رحمت کا، بخشش کا، عطا کا، پیار کا　　در کھلا پایا، سنہری جالیوں کے سامنے (۴۰۸)

شاعر کا بچپن

اردو نعت میں محمد حنیف نازش قادری نے موضوعاتی سطح پر اردو نعت کو جو اک نیا موضوع دیا وہ اُن کا اپنا بچپن ہے۔اُنھوں نے اپنے بچپن کے گھریلو ماحول کا نقشہ نعت گوئی میں پیش کیا اور بتایا کہ رسول اللہؐ کی ذات سے محبت تو اُسے بچپن کے دور میں ہی سکھائی گئی تھی اور اسے بچپن کے زمانے سے ہی یہ شوق تھا کہ وہ مدینے کی جانب سفر کرے اور روضہ رسولؐ پر حاضری دے۔

جام حب شہ کونینؐ پیا بچپن سے　　نعت کا قلب میں روشن دیا بچپن سے
سوزن ذکر نبیؐ کا رفو کرتی رہی　　غم کے ہر چاک کو اس طرح لیا بچپن سے　(۴۰۹)
میرے آقاؐ کا رہا مجھ پہ کرم بچپن سے　　ان کی توصیف کا تھاما ہے قلم بچپن سے
میں نے ناموس پیمبرؐ کی حفاظت کے لئے　　صدق نیت سے اُٹھائی ہے قسم بچپن سے　(۴۱۰)
بس رہا ہے مری آنکھوں میں وہ در بچپن سے　　ہوں مدینے کی طرف محو سفر بچپن سے
خاک طیبہ کی قسم دل میں بسا رکھا ہے　　اپنے سرکارؐ کا وہ نور نگر بچپن سے
کیوں نہ اولاد ہو ناموس پیمبرؐ پہ نثار　　حب احمدؐ کا ملے درس اگر بچپن سے　(۴۱۱)

اُمت مسلمہ کا استغاثہ

حنیف نازش قادری چونکہ سلسلہ تصوف سے بھی وابستہ ہیں ۔تصوف وہ منشور حیات ہے جو ایک صوفی کو دردمندی اور انسان دوستی کا درس دیتا ہے۔صوفی وہی ہوتا ہے جو دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب کا بھلا سب کی خیر طلب کرتا ہے۔جب صوفی ایک شاعر بھی ہو تو وہ اپنے کلام میں ساری انسانیت کی ترجمانی کرتا ہے۔اُس کی طلب، طلبِ خویش کی بجائے طلب درویش ہوتی ہے۔حنیف نازش قادری نے اپنی نعتیہ شاعری میں اُمت مسلمہ کے دکھ درد کو حضورؐ کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عالم اسلام میں جہاں کہیں اہل اسلام پر طاغوتی طاقتیں ظلم وستم ڈھا رہی ہیں ان کے لئے آزادی طلب کی۔

کرم ہو آقاؐ کہ پس رہا ہے عراق وکشمیر کا مسلماں　　کہیں فلسطیں کی سرزمیں پہ ستم کے پنجے گڑے ہوئے ہیں　(۴۱۲)

سرکارؐ ہمیں جرأت شبیرؓ عطا ہو　　مفتاح سرافرازی کشمیر عطا ہو

ہم دہر میں غالب رہیں اے سید والاؐ
اُمت کو بھی اب خلعت توقیر عطا ہو
دیکھا تھا جو اک خواب شریعت کا سلف نے
اس ملک میں اُس خواب کی تعبیر عطا ہو (۴۱۳)

سرکارؐ زبوں حالیٔ اُمت ہے بہت
اک چشم عنایت کی ضرورت ہے بہت
اے کشتیٔ اُمت کے نگہبان کرم
اس مرتبہ طوفان میں شدت ہے بہت
ارزاں ہے بہت خون مسلماں آقاؐ
اغیار کی اس دہر میں دہشت ہے بہت (۴۱۴)

قرآنی آیات کے حوالے

شاعر نے اپنے نعتیہ کلام میں جابجا قرآنی حوالے استعمال کئے ہیں۔ ان کی پوری پوری نعتیں قرآنی آیات سے سجی ہوئی ہیں:

حرف ماینطق ہے شاہ کی گفتار کی بات
مارمیت ہے ید احمد مختار کی بات
ہے نظر آپ کی مازاغ تو لب ہیں یُوحیٰ
اور واللیل ہے زلفِ شہ ابرار کی بات
کہہ کے والشمس بیاں آپ کے چہرے کا ہوا
اور لااُقسم ہے قریہ ٔ کائنات کی بات
سینہ ٔ پاک ہے مصداق الم نشرح کا
اور والفجر ہے آئینہ رخسار کی بات (۴۱۵)

وہ ردا اُوڑھیں تو تحریر کرے مدثر
اور بولیں تو کہے وحی یُوحیٰ قرآن (۴۱۶)

کہے ہے آیت خیر لک من الاولی
کہاں تک آپ کی حد ہے کسی کو کیا معلوم (۴۱۷)

سارا قرآن مبیں، الحمد سے والناس تک
نعت ختم المرسلیں، الحمد سے والناس تک (۴۱۸)

زائر مدینہ سے خطاب اور آداب طیبہ کی تلقین

شاعر نے زائر مدینہ سے ہم کلام ہوتے ہوئے یہ تاکید کی ہے کہ وہ زیارت طیبہ کرتے ہوئے آداب مدینہ کا خاص خیال رکھے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پائے مصطفیٰؐ کا لمس موجود ہے اور اس کی کیاریاں بہشت کی کیاریاں ہیں۔ یہاں صبح و مسا ستر ستر ہزار فرشتے بہ غرض سلام آتے ہیں۔ یہ بارگاہ رسالتؐ ہے یہاں وہ اپنا انداز تکلم دھیما اور مودب رکھے کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ اس کی شب و روز کی کمائی ایک آن میں لُٹ جائے اور اُسے خبر بھی نہ ہو۔

صد مبارک ہو تجھے دید دیارِ طیبہ
جاگزیں دل میں رہے عزو وقارِ طیبہ
اے مدینے کے مسافر! تیری عظمت کے نثار
تیرے بختوں میں ہوئی راہ گزارِ طیبہ (۴۱۹)

زائرِ کوئے جناں ! آہستہ چل
دیکھ آیا ہے کہاں ، آہستہ چل
جیسے جی چاہے جہاں میں گھوم پھر
یہ مدینہ ہے، یہاں آہستہ چل
لمس پائے مصطفیٰ ؐ کے فیض سے
زمیں ہے آسماں ، آہستہ چل (۴۲۰)

شانِ اہلِ بیتِ اطہار

اہل بیت سے محبت بہت ضروری ہے ایمان کا حصہ ہے۔ اس لئے ہمارے تمام شعراء نے اہل بیت کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔شاعر نے بھی اہل بیت کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کیا ہے:

اہلِ بیتِ نبوی ؐ شان جدا رکھتے ہیں
دشمن جاں کے لئے لب پہ دعا رکھتے ہیں
ملک الموت نہیں آتا اجازت کے بغیر
سائلوں کے لئے دروازہ کھلا رکھتے ہیں
چاہتا خود ہے رضا اُن کی خدائے واحد
جو سدا پیشِ نظر اِن کی رضا رکھتے ہیں
یہ گھرانا ہے سخاوت کا نشانِ اول
کتنے خوش بخت ہیں جو ان کی ولا رکھتے ہیں (۴۲۱)

درود و سلام

محمد حنیف نازش قادری نے باقی موضوعات کے علاوہ نبی پاک ؐ کی بارگاہ میں درود وسلام کو بھی برتا ہے ۔اُنہوں نے درود سلام کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بروز حشر امت محمدیؐ کے سر پہ سایہ بن کر سامنے آئے گا اسے معمولی مت سمجھا جائے۔یہ سنت الٰہی وقدسی ہے اس لئے مومنین کو بھی اس کا جاری رکھنا ضروری ہے۔جو اجر وثواب کا موجب بھی ہے اوراس سے حصول برکات کا سلسلہ بھی چلتا رہتا ہے۔اُن کے درود و سلام کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

التجاؤں کا وسیلہ ہے درود اور سلام
حشر کی دھوپ میں سایہ ہے درود اور سلام
کلکِ مدحت سے بصد حسنِ عقیدت میں نے
قلب کی لوح پہ لکھا درود اور سلام
میری پونجی، مرا سرمایہ، مرا راس المال
میرے ایماں کا تقاضا ہے درود اور سلام

آیت پاک یصلون صدا دیتی ہے — قدسیوں کا بھی وظیفہ ہے درود اور سلام (۴۲۲)
رہبر دوراں سرور عالم، صلی اللہ علیہ والہ وسلم — خواجۂ گیہاں نور مجسم، صلی اللہ علیہ والہ وسلم
خوشبو ان کی گلشن گلشن بھیک ہے ان کی دامن دامن — ٹھنڈک ان کی شبنم شبنم، صلی اللہ علیہ والہ وسلم
ان کے سفینے ساحل ساحل چرچے ان کے منزل منزل — تذکرہ اُن کا موسم موسم، صلی اللہ علیہ والہ وسلم (۴۲۳)

وہ جود و رحمت کے ہیں سمندر درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر — عطا و مہر و سخا کے پیکر درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر
یہی ہے معمول قدسیوں کا، خدا نے قرآں میں ہے یہ لکھا — کہ بھیجتا ہے خدائے برتر درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر
پرند جب منہ سے بولتے ہیں جب اپنی چونچوں کو کھولتے ہیں — تو پڑھتے رہتے ہیں وہ بھی اکثر درود اُنؐ پر سلام اُن پر
دنا کی منزل پہ جانے والے وہ بوجھ سب کا اُٹھانے والے — ہمارے آقاؐ حبیب داورؐ، درود اُن پر سلام اُن پر (۴۲۴)

12۔یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعت کا فکری مطالعہ

موجودہ دور کے نعت گو شاعر یوسف راہی چاٹگامی کی اردو نعت کا مطالعہ کرتے ہوئے جو نعتیہ موضوعات ملتے ہیں۔ ذیل ہیں۔

مقام مصطفیؐ

یوسف راہی چاٹگامی کے ہاں نعتیہ شاعری میں ہمیں جو پہلا بڑا موضوع ملتا ہے۔ وہ مقام مصطفیؐ ہے۔ یوسف راہی کہتے ہیں کہ حضورؐ سرور بنی آدم کی ذات مبارکہ کی شان رفعت اور مقام رفیع کا اندازہ پوری کائنات میں کسی انسان کماحقہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی شان و مقام ذات خداوندی ہی بہتر جانتی ہے۔ ان کے مقام و مرتبے کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ عرشی و فرشی تمام مخلوقات عالم ان کے مقام رسالت و نبوت سے نہ صرف آگاہ ہیں بلکہ سر تسلیم بھی خم کرتے ہیں۔ اُن کی مثل و مثال اور ثانی و سایہ نہیں ملتا۔ سب سلاطین و ملائک، جن و انس سب ان کے در کے گدا ہیں۔ آپؐ حبیب خداؐ اور دو عالم کے والی ہیں کونین میں انہی کی شان عالی ہے۔

ہمسر کہاں سے لائے کوئی آپ کا حضورؐ — دونوں جہاں میں برتر و اعلیٰ ہیں آپؐ ہی (۴۲۵)
خدا سے پوچھیے شان محمدؐ — وہی ہے مرتبہ دان محمدؐ (۴۲۶)

اُسوۂ حسنہ حضورؐ

اسوۂ حسنہ کے موضوع میں شاعر نے حضورؐ سید عالمؐ کے مختلف خیر الامور کو منظوم کرتے ہوئے امت رسولؐ کے لئے حضورؐ روح روان عالم کی عملی زندگی کی متعدد مثالیں پیش کیں گویا شاعر نے اپنی نعت گوئی سے معاشرے میں اصلاح فرد کا کام بھی لیا ہے۔ حضورؐ دلیل کعبہ مقصود اپنی حیات طیبہ میں ایک صاحب خلق عظیم، غمگسار و دستگیر، چارہء بے کساں و سراج منیر، جلوہ ربانی و تفسیر آیات قرآنی ضیائے علم و شعور و دلیل رب غفور تھے۔ آپ مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا کرتے تھے۔ کافروں نے بھی آپ کے کردار کو دیکھ کر ایمان لایا تھا۔ حضورؐ کی سیرت طیبہ میں آپ کا ہر ہر عمل امت کے لئے روشنی ہے۔

خلق عظیم کی تو تصویر آپؐ ہی ہیں	احکام رب کی بے شک تفسیر آپؐ ہی ہیں (۴۲۷)
وہی ہیں پسینے کے مٹنے سے پہلے	عطا محنتوں کی جزا کرنے والے (۴۶۸)
مذہب کو اپنے تج کے ہوئے داخل حرم	دیکھی جو کافروں نے مروت رسولؐ کی (۴۲۹)
کب نادار کوئی لوٹا ہے اُن کے در سے	ہو گی اُمید پُوری دل سے اُنھیں صدا کر (۴۳۰)

حسن مصطفیؐ

یوسف راہی خوب خوباں جان جاناں حضورؐ سید عالمؐ فخر یوسف کنعاں کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ دونوں جہاں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل نبیؐ ہیں جن پہ حضرت یوسف ہی نہیں بلکہ جنت کے حور و غلمان بھی رشک کرتے ہیں۔ عرش و فرش پر حسن مصطفیؐ کے ہر جا چرچے ہیں۔ کائنات کی ہر شے انہیں کے نور سے روشن ہے ہر جا انہیں کے جلوے ہیں۔ آپ اگر کسی ویرانے میں تشریف لے جائیں وہ بھی رشک جناں بن جائے ہے۔

دونوں جہاں میں حسن سراپا ہیں آپؐ ہی	بے شک فروغ عرش معلا ہیں آپؐ ہی (۴۳۱)
جس پہ قرباں ہیں ملائک جس پہ حوریں ہیں فدا	دیکھ لو جا کر وہ حسن بے مثال مصطفیؐ (۴۳۲)
آپؐ کے جلوؤں کی آب و تاب سے	بن گئیں رشک جناں ویرانیاں (۴۳۳)

عاشقانِ رسولؐ

یوسف راہی نے اپنی نعتیہ شاعری میں عاشقانِ رسولؐ کو بھی اپنا عنوان بنایا اور ایک عاشقِ رسولؐ کی شان اور اس کی اہمیت بیان کی۔ اُن کے نزدیک ایک عاشقِ رسولؐ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جس شخص کے سینے میں عشقِ رسولؐ جیسی دولت موجود ہے۔ اُسے دنیاوی حب وجاہ اور مال ومتاع کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک سچا عاشق جو حضورؐ کا غلام ہے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب وکامران ہے۔ اُسے صرف دنیاوی مصائب و آلام سے ہی نجات نہیں مل جاتی بلکہ بروزِ قیامت بھی اُسے کوئی رنج وغم نہ ہوگا۔ اُس کی عظمت سلاطین جہاں سے بھی زیادہ ہے۔

سلاطیں سے بھی عظمت میں سوا ہیں — ذرا دیکھو غلامانِ محمدؐ (۴۳۴)

حاصل ہے سند ہم کو آقاؐ کی غلامی کی — دنیا بھی ہماری ہے عقبیٰ بھی ہمارا ہے (۴۳۵)

دنیا کے خزانوں کی ضرورت نہیں مجھ کو — دولت ہے مری دولتِ سلطانِ مدینہ (۴۳۶)

حضورؐ وجہِ تخلیقِ کائنات

یہ کائنات اور اس کی ہر شے کی تخلیق حضور نبی کریمؐ کی وجہ سے ہوئی ہے اس بارے میں یوسف راہی اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

تخلیقِ کائنات کا باعث ہیں آپ ہیؐ — یہ بات ہے خدا کی زباں سے کہی ہوئی (۴۳۷)

وہیؐ نورِ اول وہیؐ نورِ آخر — وہیؐ ابتداء ہیں وہیؐ انتہا ہیں (۴۳۸)

اُنھیںؐ سے اُجالا ہے سارے جہاں میں — وہ شمس الضحیٰ ہیں وہ بدرالدجیٰؐ ہیں (۴۳۹)

مدینہ طیبہ

عاشقانِ رسولؐ مدینہ طیبہ سے خاص محبت رکھتے ہیں کیونکہ مدینہ شریف حضورؐ کی جائے ہجرت و مسکن و مدفن ہے روضہ رسولؐ اسی سرزمیں پہ ہے۔ نعت گو شعراء نبی کریمؐ کی نسبت کی بناء پر مدینے کی سرزمیں، مدینے کے شام و سحر، لیل ونہار، مدینے کے گل وگلزار اور مدینے کے راہ وخار کے علاوہ مدینے کے کوچہ و بازار کو خاص طور سے اپنا موضوع بناتے ہیں۔ یوسف راہی نے بھی اسی انداز بیان کو اپنایا اور مدینہ مبارک سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار ذیل انداز میں کیا ہے:

مدینہ کہ فردوس رُوئے زمیں ہے　　مدینے میں ہیں تاجدارِ مدینہؐ (۴۴۰)
سرمہ خاک مدینہ کا اثر راہی کہوں　　مجھ کو وہ حُسن پس پردہ نظر آنے لگا (۴۴۱)

شفاعت رسول اللہؐ بروز قیامت

قرآنی تعلیمات اور احایث نبویہ کی روشنی میں امت مسلمہ کا یہ اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضورؐ نبی کریمؐ شفیع المذنبین بروز حشر اپنے گناہ گار اُمتیوں کی بارگاہ خداوندی میں شفاعت فرمائیں۔اور اللہ تعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی (۴۴۲) کے قرآنی وعدے کے مطابق آپ کو معاملہ امت میں راضی کرے گا ۔یوسف راہی کہتے ہیں:

گزری ہے جن کی عمر گناہوں میں رات دن　　محشر میں پائیں گے وہ شفاعت رسولؐ کی (۴۴۳)

ولادت حضورؐ

ولادت رسول کریمؐ اہل ایمان کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔رسول معظم حضرت محمدؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے بہت بڑا انقلاب آیا۔دنیا سے کفروشرک کی اندھیاریاں رخصت ہوئیں۔نور ایمان نے جگہ پائی قلوب انساں جگمگائے۔بھٹکے مسافروں نے منزل مقصود کو پایا۔حضورؐ اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی دعا، اپنی والدہ حضرت آمنہ کے مہ لقا، رسول ہاشمی، محبوب خدا، پیکر جود وسخا، بدرالدجی ،شاہ زمن، نورالہدی، ختم المرسلین وامام الانبیاء تھے۔شاعر نے ذیل انداز میں ان تمام حقائق کو نظم کیا ہے:

اک عجب روشنی سی پھیل گئی کائنات میں　　آیا جو وقت شاہ زمنؐ کے ظہور کا (۴۴۴)
خلیل اللہ کے دل کی دعا تشریف لاتے ہیں　　نگاہ آمنہ کے مہ لقاؐ تشریف لاتے ہیں
مبارک ہو کہ محبوب خداؐ تشریف لاتے ہیں　　رسول ہاشمی صل علیؐ تشریف لاتے ہیں
سوالی آپؐ کے در سے کبھی خالی نہ جائے گا　　جہاں میں پیکر بذل وسخاؐ تشریف لاتے ہیں (۴۴۵)

ذات حضورؐ باعث تکمیل دین

حضورؐ کی آمد سے قبل جتنے انبیاء ورسل دنیا میں تشریف لائے۔اُن میں سے بہت سے صاحب کتاب وشریعت بھی تھے سب کا مدعا دعوت حق کی ترویج و تنفیذ تھا لیکن کسی نبیؐ و رسول کی کتاب و شریعت حتمی و آخر

نہیں تھی ۔ یہ مقام صرف ہمارے نبیؐ حضورؐ کو حاصل ہوا کہ آپؐ کو جو شریعت عطا فرمائی گئی وہ تمام سابقہ شرائع کا نہ صرف عرق ہے بلکہ ان کو منسوخ کرنے والی بھی ہے ۔ حضورؐ کی آمد پہ اس شریعت کو مکمل کر دیا گیا۔ اب تا قیامت اسی پہ عمل ہوتا رہے گا۔ یہ کبھی منسوخ نہ ہو گی۔ یوسف راہی کہتے ہیں :

اُنھیںؐ پہ تکمیل دیں ہوئی ہے　　کہ ہیں وہیؐ آخری پیمبرؐ (۴۴۶)
ابد ہے نبوت فقط آپؐ کی　　رہے گی شریعت فقط آپؐ کی (۴۴۷)
اللہ کے بعد آپ ہی کی ذات ہے عظیم　　بے شک شریعت آپ ہی کی لازوال ہے (۴۴۸)

ذکر رسول پاکؐ

یوسف راہی نے نبیؐ کریم کے ذکر مبارک کو بھی خاص طور سے اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کی ذات ایسی معزز و محترم ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر خود قرآن میں فرمایا اور یہ ذکر اتنی برکت والا ہے کہ سارے غم مٹا دیتا ہے اور ذاکر کو ایک خاص لذت و سرور عطا کرتا ہے:

ذکر اُنؐ کا ہے زندگی میری　　لب پہ شام و سحر محمدؐ ہے (۴۴۹)
اک روشنی سی پھیل گئی ہے وجود میں　　کیف و سرور پوچھو نہ ذکر حضورؐ کا (۴۵۰)

واقعہ معراج

شاعر واقعہ معراج کو مقام مصطفیٰؐ کی معراج قرار دیتا ہے جہاں اس سے حضورؐ کے مقام و مرتبے کی خبر ہوتی ہے وہاں بشر کی رفعت و بلندی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ تمام مخلوقات میں سے انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جو اس مقام رفیع کو پا سکا۔ در حقیقت اگر دیکھا جائے کہ واقعہ معراج کی شب سردار ملائکہ حضرت جبرائیل امیں کا مقام سدرہ پہ جا کر رک جانا اور نبیؐ کریم کا وہاں سے عرش معلیٰ تک تنہا سفر کرنا یہ ان فرشتوں کے اعتراض کا جواب بھی تھا کہ یہ زمیں میں خون ریزیاں کرے گا۔ یوسف راہی کہتے ہیں:

عرش اعظم پر اکیلے چل کے سدرہ سے گئے　　دیکھ کر جبریل ششدر رہیں کمال مصطفیؐ (۴۵۱)
فرش سے عرش تک کبھی کوئی بشر کہاں گیا　　دیکھ کہ دنگ ہیں ملک اوج کمال آپ گا (۴۵۲)

خواہش دیدار مصطفیؐ

شاعر کہتا ہے کہ یارسول اللہؐ! آپ کے عشق میں مبتلا ہوں۔ آپؐ کی زیارت چاہتا ہوں لیکن کوئی سبیل نہیں بن رہی خدارا کرم فرمائیں۔ آپ کے عشق میں جو داغ جدائی ملے وہ کسی نگینے سے بھی زیادہ روشن ہیں۔ اب میرے دل میں تاب جدائی نہیں بس کرم فرمائیں کہ میری خواہش دیدار بر آئے:

دیدار کی تمنا جلوؤں کی آرزو میں ٹھہری ہے روح تن سے میری لبوں پہ آکر (۴۵۳)
دیدار کا طالب ہوں یہی عرض ہے میری للہ! کسی شب کو مرے خواب میں آئیں (۴۵۴)

قرآن میں نعت رسول مقبولؐ

بے شک قرآن کریم نعتیہ موضوعات کا بہترین اور مستند ماخذ ہے۔ قرآن میں کئی مقامات پر ہمیں نبی کریمؐ کی شان بیان ہوئی ملتی ہے۔ یوسف راہی نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے:

باور نہ ہو تو قرآن خود پڑھ کے دیکھ لو تم توصیف کر رہا ہے رحمان مصطفیؐ کی
سمجھیں گے اس کو پڑھ کے بے شک سمجھنے والے عظمت بتا رہا ہے قرآن مصطفیؐ کی (۴۵۵)

استغاثہ

اس موضوع کے تحت شاعر نے نبیؐ کریمؐ کی بارگاہ میں اپنی بعض انفرادی اور اجتماعی مشکلات اور مسائل پر حضورؐ سے امداد چاہی ہے۔

صبا پہلے جا کر سلام اُنؐ سے کہنا ازاں بعد میرا پیام اُنؐ سے کہنا
نہیں جز فغاں کوئی کام اُنؐ سے کہنا مرا حال پنہاں تمام اُنؐ سے کہنا
شب و روز رہتی ہیں بے خواب آنکھیں ہوئیں مجھ پہ نیندیں حرام اُنؐ سے کہنا
طلب گار ہوں مہربانی کا میں بھی وہ ہیں مہرباں لاکلام اُنؐ سے کہنا (۴۵۶)
گم نہ ہو جاؤں تاریکیوں میں ایک دن کیجیے مرے لئے للہ پیدا روشنی (۴۵۷)
بکھر نہ جاؤں کہیں میں غبار کی صورت سمیٹ لیں مجھے اپنے کرم کی بانہوں میں (۴۵۸)

حضورؐ سید عالمؐ کی ذات کے متعلق

اس نعتیہ عنوان کے تحت شاعر نے نبی کریمؐ کی ذات بابرکات کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جو ذیل ہے:

آپؐ کی ذات ہے خاص رب کا کرم — آپ خیر البشر آپ خیر الامم ؐ (۴۵۹)
سراج منیر آپ ؐ کی ذات ہے — دوامی ہے حکمت فقط آپ ؐ کی
خدا کی مدد آپ ؐ کی ذات ہے — ہے رب کی حمایت فقط آپ ؐ کی
نہیں آپ ؐ سے بڑھ کے کوئی عظیم — مقدم ہے عظمت فقط آپ ؐ کی (۴۶۰)
آپ ؐ ہیں ممدوح رب ذوالکرم — کس زباں سے اب تعریف کریں ہم (۴۶۱)

ذاتی و شخصی حوالے

یوسف راہی کی نعتیہ شاعری میں اپنی ذات اور دیگر معتبر شخصیات سے متعلق جو حوالے ملتے ہیں۔ وہ بلا تبصرہ شامل کئے جارہے ہیں۔

مجھے اس بات پر ہے فخر راہی — کہ میں ہوں عاشق زار محمد ؐ (۴۶۲)
مرا نام بھی نمایاں ہے اُنہی میں — جو ہیں جان اُن ؐ پر فدا کرنے والے (۴۶۳)
حیرت زدہ ہیں مانی و بہزاد دیکھ کر — بے مثل شاہکار زمانہ ہیں آپ ؐ ہی (۴۶۴)
انہیں ؐ کی ذات ناز فاطمہ ہے — وہی ؐ ہیں نازش حسنین و حیدر (۴۶۵)

اسماء مبارکؐ

حضورؐ کے جن ذاتی و صفاتی اسماء گرامی کو یوسف راہی نے اپنا موضوع بنایا ملاحظہ ہوں:

سنو کہ میرے حضورؐ کیا ہیں — وہ مصطفیٰ ؐ ہیں وہ مجتبیٰ ؐ ہیں
نہیں ہے اوصاف کی کوئی حد — وہی ؐ ہیں احمد ؐ وہی محمد ؐ
وہی ؐ مزمل ؐ وہی مدثر ؐ — وہی ؐ ہیں طیب ؐ وہی ہیں طاہر
کرے بھی کیا کوئی کیا اُن ؐ کی تحسیں — وہی ؐ ہیں طہٰ ؐ وہی ہیں یسٰیں

وہیؐ ہیں صادقؐ وہی مصدقؐ وہیؐ ہیں مضبوط مرکز حقؐ
انھیں رؤفؐ و رحیمؐ کہیے سحاب خلق عظیمؐ کہیے
وہیؐ ہیں راہیؐ امیں و صادقؐ وہیؐ واحد حکیم و حاذقؐ (۴۶۶)

احساناتِ رسول پاکؐ

حضور نبیؐ معظم کی آمد سے پہلے اہل عرب بہت ابتر حالات میں تھے۔ اُن کا مذہبی، سیاسی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی نظام حیات انتہائی دگر گوں تھا۔ حضورؐ کے تشریف لانے سے ہر چیز کی کایا پلٹ گئی۔ اس ساری صورت حال کو یوسف راہی یوں منظوم کرتے ہیں:

جب حضورؐ آئے جہاں میں روشنی ہونے لگی اب عالم میں حقیقی بندگی ہونے لگی
ہر بشر کی زندگی میں روشنی ہونے لگی ختم اس بزم جہاں سے تیرگی ہونے لگی
گمرہی کی ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں ہر طرف آمد سرکارؐ سے تابندگی ہونے لگی
دین حق کی اصل صورت بخش دی سرکارؐ نے دین حق سے ہر بشر کو آگہی ہونے لگی (۴۶۷)

درود و سلام

یوسف راہی نے جو بارگاہ رسالت میں درود و سلام پیش کیا چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اے عملدار مدینہ الصلوٰۃ والسلام رونق عرش معلیٰ الصلوٰۃ والسلام
آپؐ ہی سے لطف دنیا الصلوٰۃ والسلام آپؐ ہی سے عیش عقبیٰ الصلوٰۃ والسلام
بے کناروں کے کنارا الصلوٰۃ والسلام بے سہاروں کے سہارا الصلوٰۃ والسلام
آپؐ ہی سب کے مسیحا الصلوٰۃ والسلام آپؐ ہی دکھ کے مداوا الصلوٰۃ والسلام
آپؐ ہی بخشش کے دریا الصلوٰۃ والسلام آپؐ کی توصیف ہو کیا الصلوٰۃ والسلام
آنکھ میں آنسو، زباں میں تاب گویائی نہیں کیا کہے راہی بچارا الصلوٰۃ والسلام (۴۶۸)

اشتراکات واختلافات

باب ہذا میں فکری مطالعہ کے دوران شامل کئے گئے معاصر نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام میں ہمیں کل 53 موضوعات ملتے ہیں جو نذر سخن کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ۸ موضوعات میلاد رسول اللہؐ، مدینہ طیبہ، شعراء کے ذاتی احوال کا تذکرہ، حب اہل بیت، درود و سلام، حضورؐ کی ذاتِ مبارکہ، استغاثہ (ذاتی، ملی) کے علاوہ حضورؐ کے احسانات فکری سطح پر معاصر شعراء کے ہاں مشترک ملتے ہیں جبکہ دیگر تمام موضوعات میں سے سراپا حضورؐ، اسمائے مبارک، دیدار مصطفیٰؐ کی خواہش، حضورؐ ذات تخلیق اوّل، حضورؐ نبیٔ اول، مجسم قرآن، مسجودِ ملائک، کریم النفس نبیؐ، جوامع القلم، حضورؐ کا غیر معمولی رعب و دبدبہ، برکاتِ ولادتِ حضورؐ، روحانی تجربات و مشاہدات، عشق رسولؐ کے ظاہری و باطنی کمالات، ذاتی احوال و کیفیات، معرفتِ الٰہی، رویائے صادقہ، فلسفۂ اطاعت، نصاب نعت، معرفت حضورؐ، مقامی حوالے، عصر حاضر کے مسائل کا حل، حضورؐ شفیع المذنبین، حضورؐ بطور شارع اسلام، حضورؐ کا علم غیب، توفیق نعت کی طلب، معجزات رسولؐ ذکر رسول پاکؐ، عشق رسول اللہؐ، درود پاک، حضورؐ کی شان فقر، بارہ ربیع الاوّل، روضہ رسولؐ، قرآنی آیات، اسوۂ رسول پاکؐ، عاشقان مصطفیٰؐ، مسافرِ مدینہ سے خطاب، ولادت سے قبل و بعد کا منظر، حضورؐ کا عسکری کردار، اصلاحِ فرد، حضورؐ مختارِ کل، اتصال ذوات، مقام مصطفیٰؐ، حسن مصطفیٰؐ اور قرآن پاک میں نعت رسولؐ انفرادی سطح پر برتے گئے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اشفاق احمد، غوری، زرنابِ مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۸۹

۲۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۳۰ سورت التین آیت ۴، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۱۱

۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نُور، حلقہ اہل قلم پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۷۸

۴۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۵۲

۵۔ ایضاً، ص ۱۶۴

۶۔ ایضاً، ص ۱۷۸

۷۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۹

۸۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۹۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۷۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۳۷

۱۲۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۹

۱۳۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۵۳

۱۴۔ ادیب رائے پوری، مدارج النعت، نعت اکیڈمی، فروری ۱۹۸۲ء، ص ۱۰۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۹۱

۱۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۰

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۰

۱۸۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۹۵

۱۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۸

۲۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۸

۲۱۔ ایضاً، ص ۷۸

۲۲۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، خصائصِ مصطفیٰؐ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۳ء، ص ۳۲

۲۳۔ ایضاً، ص ۳۳

۲۴۔ ایضاً، ۳۳

۲۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۳۶
۲۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۲
۲۷۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۶۲
۲۸۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۱
۲۹۔ ایضاً، ص ۹۳
۳۰۔ ایضاً، ص ۵۵
۳۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۲
۳۲۔ ایضاً، ص ۹۸
۳۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۹۲
۳۴۔ ایضاً، ص ۱۶۴
۳۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۰
۳۶۔ ایضاً، ص ۵۱
۳۷۔ ایضاً، ۱۹۰
۳۸۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۴
۳۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۹۹
۴۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۳
۴۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۶
۴۲۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۹۴
۴۳۔ ایضاً، ص ۲۷
۴۴۔ ایضاً، ص ۱۷۶
۴۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۷
۴۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۹
۴۷۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۴۳
۴۸۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۲۰۰
۴۹۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۵۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۵۰
۵۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مر کز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۸
۵۲۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۷۹
۵۳۔ احمد رضا خان، امام، کنزالایمان، پارہ ۳۰ سورت الم نشرح، آیت ۴، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص
۵۴۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۹۳
۵۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۸۹
۵۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مر کز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۱
۵۷۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۳۳
۵۸۔ ایضاً، ص ۴۶
۵۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مر کز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۹۱
۶۰۔ ایضاً، ص ۱۲۸
۶۱۔ ایضاً، ص ۱۰۴
۶۲۔ ایضاً، ص ۱۸۹
۶۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۱
۶۴۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مر کز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۶۸
۶۵۔ ایضاً، ص ۱۰۲
۶۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۰۱
۶۷۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۳۲
۶۸۔ ایضاً، ص ۵۰
۶۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۵۷
۷۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مر کز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۶۰
۷۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۹
۷۲۔ ایضاً، ص ۶۵
۷۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۴
۷۴۔ ایضاً، ص ۱۶۸

۷۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مر کز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۵۶

۷۶۔ ایضاً، ۱۰۵

۷۷۔ ایضاً، ص ۱۲۱

۷۸۔ ایضاً، ص ۱۷۶

۷۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۲۱

۸۰۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۴

۸۱۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۴۸

۸۲۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۲۴

۸۳۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء،، ص ۱۳

۸۴۔ ایضاً، ص ۳۷

۸۵۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۵

۸۶۔ محمد طاہر قریشی، ڈاکٹر، ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر ط، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۲۴

۸۷۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۵۲

۸۸۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۸۹۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء ص ۱۲۲

۹۰۔ ایضاً، ص ۱۰۸

۹۱۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۷۷

۹۲۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، فی خزائن العرفان، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۲۸۵

۹۳۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۴

۹۴۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء،، ص ۱۶۸

۹۵۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء،، ص ۱۲۳

۹۶۔ ایضاً، ص ۲۵

۹۷۔ ایضاً، ص ۴۳

۹۸۔ ایضاً، ص ۱۰۹

۹۹۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۷۸

۱۰۰۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل۲۰۱۹ء، ص ۳۴

۱۰۱۔ ایضاً، ص۸۷

۱۰۲۔ ایضاً، ص ۱۲۳

۱۰۳۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۱۹ء، ص ۱۵۲

۱۰۴۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل۲۰۱۹ء،،۹۶

۱۰۵۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۱۹ء، ص ۱۶۳

۱۰۶۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل۲۰۱۹ء، ص ۱۰۱

۱۰۷۔ ایضاً، ص۱۰۹

۱۰۸۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۲۲ء، ص ۴۵

۱۰۹۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل۲۰۱۹ء، ص۸۸

۱۱۰۔ ایضاً، ص۹۶

۱۱۱۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۱۱۲۔ ایضاً، ص۱۱۶

۱۱۳۔ ایضاً، ص ۶۰

۱۱۴۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۱۹ء، ص۹۸

۱۱۵۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۲۲ء، ص۶۱

۱۱۶۔ ایضاً،

۱۱۷۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۱۹ء، ص ۱۷۲

۱۱۸۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۲۲ء، ص۶۸

۱۱۹۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۱۹ء، ص۱۵۹

۱۲۰۔ ایضاً، ص۶۱

۱۲۱۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل۲۰۱۹ء، ص ۱۳۲

۱۲۲۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر۲۰۱۹ء، ص ۱۳۶

۱۲۳۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۱۲۴۔ ایضاً، ص ۱۸۰

۱۲۵۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۵۹

۱۲۶۔ ایضاً، ص ۸۳

۱۲۷۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۱۲۸۔ ایضاً، ص ۸۷

۱۲۹۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۱

۱۳۰۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۲

۱۳۱۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۲

۱۳۲۔ ایضاً، ص ۱۴۲

۱۳۳۔ ایضاً، ص ۱۹۴

۱۳۴۔ ایضاً، ص ۱۴۷

۱۳۵۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء،، ۸۵

۱۳۶۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء،، ۹۵

۱۳۷۔ ایضاً، ۸۳

۱۳۸۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء ص ۶۵

۱۳۹۔ ایضاً، ص ۱۲۱

۱۴۰۔ ایضاً، ص ۸۷

۱۴۱۔ ایضاً، ص ۱۳۱

۱۴۲۔ ایضاً، ص ۲۹،۳۰

۱۴۳۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۱۴۴۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۱۴۵۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء،، ص ۱۰۳

۱۴۶۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۵۵

۱۴۷۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۰۶

۱۴۸۔ ریاض مجید، رجحان ساز مجموعہ نعت، مشمولہ نورِ مبیں، ص ۱۱

۱۴۹۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۵۳

۱۵۰۔ ایضاً، ص ۷۷

۱۵۱۔ ایضاً، ص ۳۲

۱۵۲۔ ایضاً، ص ۳۴

۱۵۳۔ ایضاً، ص ۴۱

۱۵۴۔ ایضاً، ص ۶۲

۱۵۵۔ ایضاً، ص ۶۸

۱۵۶۔ ایضاً، ص ۶۵

۱۵۷۔ ایضاً، ص ۲۱

۱۵۸۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۸۸

۱۵۹۔ ایضاً، ص ۱۷۰

۱۶۰۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۶۲

۱۶۱۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۱۶۲۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۹

۱۶۳۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۷

۱۶۴۔ ایضاً، ص ۵۵

۱۶۵۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۶

۱۶۶۔ ایضاً، ص ۹۸

۱۶۷۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۱۶۸۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۱۶۹۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۶۰

۱۷۰۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۷۸

۱۷۱۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۱۷۲۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۱

۱۷۳۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۶

۱۷۴۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۸۴

۱۷۵۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء،، ص ۹۴

۱۷۶۔ ایضاً، ص ۲۶

۱۷۷۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۴۷

۱۷۸۔ ایضاً، ص ۶۵

۱۷۹۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۸۰

۱۸۰۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۱۸۱۔ ایضاً، ص ۶۷

۱۸۲۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۰

۱۸۳۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۵

۱۸۴۔ ایضاً، ص ۱۷۶

۱۸۵۔ ایضاً، ص ۱۷۹

۱۸۶۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۱۱،

۱۸۷۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۵۱

۱۸۸۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۷۴

۱۸۹۔ ایضاً، ص ۲۲

۱۹۰۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹرپرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۴۳

۱۹۱۔ ایضاً، ص ۹۳

۱۹۲۔ ایضاً، ص ۹۶

۱۹۳۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۱۷

۱۹۴۔ ایضاً، ص ۳۱

۱۹۵۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹرپرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء،، ص ۸۷

۱۹۶۔ ایضاً، ص ۴۹

۱۹۷۔ ایضاً، ص ۸۸

۱۹۸۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۸۱

۱۹۹۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹرپرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۹۷

۲۰۰۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹرپرائزز، جون ۲۰۰۷ء، ص ۳۲

۲۰۱۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۲۰۲۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۲۰۳۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۸۹

۲۰۴۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۲۰۵۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹرپرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۱۱۴

۲۰۶۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۲۰۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۲۰۸۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۹

۲۰۹۔ ایضاً، ص ۱۰

۲۱۰۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیٰؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۱

۲۱۱۔ رشید محمود، راجا، کتابِ نعت، مکتبہ ایوان نعت، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۷۷

۲۱۲۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء ص ۱۲

۲۱۳۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۸۴

۲۱۴۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیٰؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۱۰۱

۲۱۵۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۶۸

۲۱۶۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیٰؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۹۳

۲۱۷۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء ص ۲۷

۲۱۸۔ ایضاً، ص ۳۰

۲۱۹۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیٰؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۴

۲۲۰۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۲۲۱۔ رشید محمود، راجا، اقامتِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور،، ۲۰۱۲ء، ص ۳۹

۲۲۲۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۵

۲۲۳۔ ایضاً، ص ۴۰

۲۲۴۔ ایضاً، ص ۳۲

۲۲۵۔ ایضاً، ص ۳۳

۲۲۶۔ ایضاً، ص ۴۷

۲۲۷۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف میں جمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۱۱۵

۲۲۸۔ ایضاً، ص ۱۲۳

۲۲۹۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۴

۲۳۰۔ ایضاً، ص ۳۶

۲۳۱۔ ایضاً، ص ۱۶

۲۳۲۔ ایضاً، ص ۲۱

۲۳۳۔ ایضاً، ص ۲۴

۲۳۴۔ ایضاً، ص ۳۴

۲۳۵۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف میں جمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۲۵

۲۳۶۔ رشید محمود، راجا، دیارِ نعت، مکتبہ ایوان نعت، لاہور، ۲۰۲۰ء ص ۱۱

۲۳۷۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیؐ، پبلشنگ ہاوس یونیورسٹی آف میں جمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲

۲۳۸۔ رشید محمود، راجا، نیازِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، ۲۰۰۵ء ص ۴۹

۲۳۹۔ رشید محمود، راجا، کتاب نعت، مکتبہ ایوان نعت، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۸۱ / ۸۲

۲۴۰۔ ایضاً، ص ۸۳ / ۸۴

۲۴۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷

۲۴۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۳۰

۲۴۳۔ ایضاً، ص ۲۵

۲۴۴۔ ایضاً، ص ۱۳

۲۴۵۔ ایضاً، ص ۲۳

۲۴۶۔ ایضاً، ص ۳۷

۲۴۷۔ ایضاً، ص ۴۱

۲۴۸۔ ایضاً، ص ۵۷

۲۴۹۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، پر تو نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، مئی ۲۰۱۳ء ص ۵۱

۲۵۰۔ ایضاً، ص ۵۴

۲۵۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء،، ص ۸۱

۲۵۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صبائے نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۷

۲۵۳۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، راحتِ جاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۲ء، ص ۳۵

۲۵۴۔ ایضاً، ص ۲۴

۲۵۵۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء،، ص ۱۰۷

۲۵۶۔ ایضاً،

۲۵۷۔ رفیع الدین ذکی، قریشی،: جمالِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۳۷

۲۵۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صدائے دل، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جون ۲۰۱۰ء، ص ۱۹

۲۵۹۔ ایضاً، ص ۵۴

۲۶۰۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، عنایات کی کلیاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۶ء، ص ۳۷

۲۶۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، تذکارِ تہامی، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۳ء، ص ۱۳۵

۲۶۲۔ ایضاً، ص ۱۴

۲۶۳۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۸۵

۲۶۴۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۴۷

۲۶۵۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صبائے نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۰۵

۲۶۶۔ ایضاً، ص ۱۰۷

۲۶۷۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، ثمرات نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء، ص ۶۳

۲۶۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صدائے دل، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جون ۲۰۱۰ء، ص ۸۷

۲۶۹۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، راحتِ جاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۲ء، ص ۹۹

۲۷۰۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء،، ص ۱۳۳

۲۷۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، راحتِ جاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۲ء، ص ۱۴۳

۲۷۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صدائے دل، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جون ۲۰۱۰ء، ص ۱۴۳

۲۷۳۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، تذکارِ تہامی، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۳ء،، ص ۱۴۳

۲۷۴۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۱۵۳

۲۷۵۔ نورالحسن نیر، کاکوروی، نُور اللغات جلد اوّل، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون۲۰۱۹ء، ص ۲۹۵

۲۷۶۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم،، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۵

۲۷۷۔ ریاض حسین، چودھری، کشکولِ آرزو، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۷۰

۲۷۸۔ ایضاً، ص ۱۴۷

۲۷۹۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم،، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء،، ص ۵۶

۲۸۰۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۴۲/۴۳

۲۸۱۔ ایضاً، ص ۹۱

۲۸۲۔ ریاض حسین، چودھری، غزل کاسہ بکف، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۹۴

۲۸۳۔ ریاض حسین، چودھری، کشکولِ آرزو، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۴۴

۲۸۴۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۸۷

۲۸۵۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم،، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۳۲

۲۸۶۔ ایضاً، ص ۵۷

۲۸۷۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۴۶

۲۸۸۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم،، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۶۰

۲۸۹۔ ایضاً، ص ۶۵

۲۹۰۔ ایضاً، ص ۹۷

۲۹۱۔ ایضاً، ص ۱۱۷

۲۹۲۔ ریاض حسین، چودھری، غزل کاسہ بکف، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۵

۲۹۳۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم،، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء،، ص ۶۶

۲۹۴۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء،، ص ۲۰۰۹ء، ص ۶۱

۲۹۵۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹرپرائزز، لاہور،، ۲۰۱۴ء، ص ۷۷

۲۹۶۔ ایضاً، ص ۸۲

۲۹۷۔ ریاض حسین، چودھری، طلوعِ فجر، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۱۴ء ص ۱۹

۲۹۸۔ ایضاً، ص ۲۳

۲۹۹۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء،، ص ۱۶۲

۳۰۰۔ ایضاً، ص۱۴۹

۳۰۱۔ ایضاً، ص۸٦

۳۰۲۔ ایضاً، ص۴۴

۳۰۳۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم،، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص۸۸

۳۰۴۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء،، ص۲۰۰۹ء ص۸۵

۳۰۵۔ ایضاً، ص۸۸

۳۰٦۔ ایضاً، ص۱۰۸

۳۰۷۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۱۴ء، ۳۵

۳۰۸۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹر نیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص۴۲

۳۰۹۔ ایضاً، ص۱۴۹

۳۱۰۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص۴۸

۳۱۱۔ ایضاً، ص۵۰

۳۱۲۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص۷۸

۳۱۳۔ عزیز احسن، اُمید طیبہ رسی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص٦۱

۳۱۴۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص٦٦

۳۱۵۔ ایضاً، ص٦۷

۳۱٦۔ ایضاً، ص۸۰

۳۱۷۔ ایضاً، ص۱۰۴

۳۱۸۔ ایضاً، ص۱۰۱

۳۱۹۔ ایضاً، ص۱۵۹

۳۲۰۔ عزیز احسن، سیل حبِ رسولؐ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص۳

۳۲۱۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص۱۵۴

۳۲۲۔ ایضاً، ص۱۱۸

۳۲۳۔ ایضاً، ص۱۲۱

۳۲۴۔ ایضاً، ص۱۱۳

۳۲۵۔ عزیز احسن، اُمید طیبہ رسی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص ۸۹
۳۲۶۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۴۹
۳۲۷۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء ص ۱۵۱
۳۲۸۔ گہر اعظمی، سرورِ کائناتؐ، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص ۶۷
۳۲۹۔ ایضاً، ص ۹۳
۳۳۰۔ ایضاً، ص ۹۵
۳۳۱۔ ایضاً، ص ۱۶۷
۳۳۲۔ ایضاً، ص ۲۰۰
۳۳۳۔ ایضاً، ص ۲۵۲
۳۳۴۔ ایضاً، ص ۲۷۲
۳۳۵۔ ایضاً، ص ۲۹۱
۳۳۶۔ ایضاً، ص ۳۳۲
۳۳۷۔ ایضاً، ص ۳۳۷
۳۳۸۔ ایضاً، ص ۴۱۵
۳۳۹۔ گہر اعظمی، حضورؐ میرے، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱، ص ۱۳۳
۳۴۰۔ ایضاً، ص ۵۱
۳۴۱۔ ایضاً، ص ۸۷
۳۴۲۔ ایضاً، ص ۲۶
۳۴۳۔ گہر اعظمی، منظوم تذکرہ انبیاء اکرام، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء ص ۲۹۲
۳۴۴۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۳۷
۳۴۵۔ محمد اقبال، نجمی، عبد کامل، ایوان حمد و نعت پاکستان، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۷۹
۳۴۶۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۳۶
۳۴۷۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۳۴
۳۴۸۔ محمد اقبال، نجمی، انوارِ مدینے کے، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷
۳۴۹۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء،، ص ۵۵

۳۵۰۔ ایضاً، ص ۳۹

۳۵۱۔ محمد اقبال، نجمی، بہارِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۲۷

۳۵۲۔ محمد اقبال، نجمی، انوارِ مدینے کے، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۲۹

۳۵۳۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۲۵

۳۵۴۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۹

۳۵۵۔ ایضاً، ص ۹۸

۳۵۶۔ محمد اقبال، نجمی، بہارِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۰

۳۵۷۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۵

۳۵۸۔ محمد اقبال، نجمی، گلہائے سلام، فروغ ادب اکادمی گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء ص ۱۱۹

۳۵۹۔ ایضاً، ص ۱۵

۳۶۰۔ ایضاً، ص ۱۹

۳۶۱۔ ایضاً، ص ۴۹

۳۶۲۔ ایضاً، ص ۵۲

۳۶۳۔ محمد اقبال، نجمی، عبد کامل، ایوان حمد و نعت پاکستان، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۵۳

۳۶۴۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۱۷

۳۶۵۔ ایضاً، ص ۸۵

۳۶۶۔ ایضاً، ص ۱۵۳

۳۶۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۷۶

۳۶۸۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۳۲

۳۶۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۵

۳۷۰۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۳۷۱۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۳۵

۳۷۲۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۴۲

۳۷۳۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۸۵

۳۷۴۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۸۷

۳۷۵۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور،۲۰۱۹ء، ص۶۹

۳۷۶۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء،، ص ۴۲

۳۷۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور،۲۰۱۹ء، ص۵۸

۳۷۸۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۵۸

۳۷۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۴۷

۳۸۰۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۳

۳۸۱۔ ایضاً، ص ۳۴

۳۸۲۔ ایضاً، ص۸۹

۳۸۳۔ ایضاً، ص ۹۰

۳۸۴۔ ایضاً، ۱۶۳

۳۸۵۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور،۲۰۱۹ء،، ص۹۹

۳۸۶۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۴۶

۳۸۷۔ ایضاً، ص ۸۰

۳۸۸۔ ایضاً، ۹۰

۳۸۹۔ ایضاً، ص ۱۵۹

۳۹۰۔ ایضاً، ۵۲

۳۹۱۔ ایضاً، ص ۶

۳۹۲۔ ایضاً، ۶۷

۳۹۳۔ ایضاً، ص ۴۳

۳۹۴۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۲۷

۳۹۵۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲

۳۹۶۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۳۹۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۰

۳۹۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۷

۳۹۹۔ ایضاً، ص ۴۳

۴۰۰۔ ایضاً، ص ٦٦

۴۰۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱٦

۴۰۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۷۸

۴۰۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۵٦

۴۰۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۵

۴۰۵۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۹۱

۴۰٦۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء ص ۵۵

۴۰۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱٦۴

۴۰۸۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۴۰۹۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۴۱۰۔ ایضاً، ص ۱۳۷

۴۱۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۱

۴۱۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۸۱

۴۱۳۔ ایضاً، ص ۲۵۱

۴۱۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۴۸

۴۱۵۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۹۰

۴۱٦۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۷

۴۱۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۴۰

۴۱۸۔ ایضاً، ص ۲۵۸

۴۱۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۵

۴۲۰۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۲۳۱

۴۲۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۴۵

۴۲۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ٦۷

۴۲۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۷

۴۲۴۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ٦۰

۴۲۵۔ ایضاً، ص ۲۷

۴۲۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۶۵

۴۲۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۵۴

۴۲۸۔ ایضاً، ص ۷۹

۴۲۹۔ ایضاً، ص ۵۸

۴۳۰۔ ایضاً، ص ۵۹

۴۳۱۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۴۳۲۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۴۳۳۔ ایضاً، ص ۲۷

۴۳۴۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۴۳۵۔ ایضاً، ص ۵۵

۴۳۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۵۶

۴۳۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۸۲

۴۳۸۔ ایضاً، ص ۸۱

۴۳۹۔ ایضاً، ص ۵۲

۴۴۰۔ ایضاً، ص ۷۸

۴۴۱۔ احمد رضا خان، امام، کنز الایمان، پارہ ۳۰ سورت الضحیٰ آیت ۵، مکتبہ المدینہ، کراچی، فروری ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۰۸

۴۴۲۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۶۴

۴۴۳۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۸۴

۴۴۴۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۶۹

۴۴۵۔ ایضاً، ص ۱۰۷

۴۴۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۶۹

۴۴۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۴۴۸۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء،، ص ۳۰

۴۴۹۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۸۴

۴۵۰۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۱۳۰

۴۵۱۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۱۰۲

۴۵۲۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۵۷

۴۵۳۔ ایضاً، ۱۳۷

۴۵۴۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۴۵۵۔ ایضاً، ص ۴۳

۴۵۶۔ ایضاً، ۱۲۸

۴۵۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۸۵

۴۵۸۔ ایضاً، ۵۱

۴۵۹۔ ایضاً، ص ۵۰

۴۶۰۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء،، ص ۶۵

۴۶۱۔ ایضاً، ص ۳۴

۴۶۲۔ ایضاً، ص ۵۴

۴۶۳۔ ایضاً، ص ۶۰

۴۶۴۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۴۶۵۔ ایضاً، ص ۸۳ تا ۸۷

۴۶۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۵۳

۴۶۷۔ ایضاً، ص ۶۹

۴۶۸۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء،، ص ۹۶

باب سوم

معاصر اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

نعت ایک ایسی صنف ادب ہے جسے سدا بہار کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اسے ہر طرح کی ہیئت میں کہا جا سکتا ہے۔ دراصل یہ ایک موضوعاتی صنف ہے اور اس کے لئے کسی ہیئت کی کوئی قید نہیں۔ یہ جس ہیئت میں بھی ہو گی اپنے موضوع کی وجہ سے پہچانی جائے گی۔ اس کے فروغ کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ ہیئتوں میں نعتیہ تجربات کئے جائیں۔ عصر حاضر میں بہت سے نعت گو شعراء کے ہاں یہ ہیئتی تجربات ملتے ہیں۔ اس باب میں اردو نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری کا ہیئتی مطالعہ کیا جائے گا۔ تمام ہیئتوں کی تعریفات باب اول میں دی گئی ہیں۔ جن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ باب سوم میں صرف مثالوں پر اکتفا کیا جائے گا۔

ا۔ اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

اشفاق احمد غوری کی نعتیہ شاعری زیادہ تر غزل کی ہیئت میں ہے۔ غزل کے علاوہ مثنوی، مربع، مسمط مربع سی حرفی اور آزاد نظم کی ہیئتیں بھی ملتی ہیں۔ جن کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

غزل کی ہیئت میں نعت

سوسن و سنبل و لالہ کی پھبن شاہِ زمن ؐ　　آپ کے دم سے ہے آباد چمن، شاہِ زمن ؐ
حاضری دیتی ہے ہر روز تری چوکھٹ پر　　ماہ و خورشید کی ہر ایک کرن شاہِ زمن ؐ
مجھ خطاکار و سیاہ کار پہ ہر دم تیرا　　ابرِ الطاف رہا سایہ فگن شاہِ زمن ؐ
تیرے اقوال ہیں افسردہ دلوں کی تسکین　　باعث کیف ترا شیریں سخن شاہِ زمن ؐ (۱)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

اے وجہِ تب و تاب جہاں روحِ دو عالم　　اے کاشفِ اسرارِ نہاں صلِ وسلم
اے صاحبِ الطاف و کرم والیء کونین　　بھیگے ہیں کئی بار تری یاد میں دو نین
بہتی ہے رگوں میں تری چوکھٹ کی غلامی　　سینے میں دھڑکتا ہے ترا اسمِ گرامی (۲)

نعتیہ مثنوی بلحاظ الف بائی ترتیب

اس مثنوی اور عام مثنوی میں یہ فرق ہے کہ اس مثنوی میں ہر شعر کی ردیف بالترتیب حروف تہجی پر ختم ہوتی ہے۔ شعر ذیل ہیں:

آ	خواہشِ دید! کبھی حیطۂ ادراک میں آ	خواب کو خُلد بنا، دیدۂ نمناک میں آ
ا	میرے سینے میں دھڑکتی ہے مدینے کی دعا	زیست باقی ترے قدمیں میں جینے کی دعا
ب	تیرے دربار میں لایا ہوں فقط حرفِ طلب	تیرے شایان نہیں گرچہ مرا ظرفِ طلب
پ	باغِ کونین کے ہر پھول کی مہکار ہیں آپ	ربِ طرفین کی تخلیق کے شہکار ہیں آپ
ت	ذکر درہم کا زباں پر ہے نہ دینار کی بات	ہے تو بس سنگِ درِ سیدِ ابرار کی بات
ٹ	حجرہ دل میں ہوئی اُن کے قدم کی آہٹ	ہر طرف ہونے لگی ابرِ کرم کی آہٹ
ث	آپ ہیں بے کس و نادار کے تنہا وارث	بے نوا اور گنہگار کے تنہا وارث
ج	دے ہمیں اپنی محبت کا اطاعت کا سراج	تا کہ مل جائے ہمیں قبر میں راحت کا سراج
چ	اوجِ قرآن میں لکھی ہوئی ہر نعت بھی سچ	سیرتِ صاحبِ قوسین کی ہر بات بھی سچ
ح	تیری چوکھٹ کو ترستا ہے نمِ قوسِ قزح	گنبدِ سبز کی خاطر ہے خمِ قوسِ قزح
خ	ہے مدینے کی طرف میرے خیالات کا رُخ	مدحِ سرور کی طرف ہے مرے نغمات کا رُخ
د	بے عدد ذاتِ محمدؐ پہ سلام اور درود	وقتِ آخر بھی زباں پر ہو یہ نام اور درود
ڈ	بچ نہیں سکتا کسی طور بھی عامی پہ گھمنڈ	پھر بھی کرتا ہوں محمدؐ کی غلامی پہ گھمنڈ
ذ	نعت لکھنے کے لئے کام جو آیا کاغذ	میں نے آنکھوں سے کبھی دل سے لگایا کاغذ
ر	جب بھی آتا ہے تصور میں حرا کا منظر	میری آنکھوں سے ٹپکتا ہے دعا کا منظر
ڑ	اے دلِ تیرہ شباں مہبطِ انوار سے جڑ	رشکِ فردوس کے ہر کوچہ و بازار سے جڑ
ز	مرکزِ دل میں دھڑکتا ہے سدا گنبدِ سبز	بامِ نزہت پہ چمکتا ہے سدا گنبدِ سبز
س	حشر کے روز عطا سایہ دیوار ہو بس	واں مری جائے پنہ آپ کا دربار ہو بس
ش	دل میں یوں بس گئی ہے گنبدِ اخضر کی کشش	اب نظر آتی نہیں ہے کسی منظر کی کشش
ص	ہر نبی خاص ہے محبوبِ خداؐ خاص الخاص	ساری مخلوق میں رتبہ ہے جدا خاص الخاص

ض رشکِ خورشید وجہاں تاب ہیں اُنؐ کے عارض   رنگ اور نور کے اسباب ہیں اُنؐ کے عارض

ط حشر میں شافعِ محشرؐ کا ملے سات فقط   یاد رہ جائے سنانے کو کوئی نعت فقط

ظ ہیں مرے نامہ اعمال میں توصیف کے لفظ   صاحبِ کوثر و تسنیمؐ کی تعریف کے لفظ

ع میرے آقا مرے داتا مرے سرورؐ ہیں رفیع   میرے مولا مرے صاحب مرے پرورؐ ہیں رفیع

غ تیرگی چاہتی ہے نکہت ونزہت کے چراغ   یعنی سرکار دو عالمؐ کی محبت کے چراغ

ف دل جھکا رہتا ہے ہر وقت مدینے کی طرف   پھونک دو اسمِ محمدؐ مرے سینے کی طرف

ق عنبر و عود کی خوشبو سے معطر ہیں ورق   مدحت نورِ مجسمؐ سے منور ہیں ورق

ک دیکھ کے سرورِ کونینؐ کے تلوے کی چمک   ہے خجل ماہِ جہاں تاب کے جلوے کی چمک

گ دیکھ لوں گنبدِ خضرا وہ مثالی خوش رنگ   چوم لوں روضہ سرکارؐ کی جالی خوش رنگ

ل شافع حشرؐ کی چوکھٹ پہ کھڑا ہے سائل   بخشش و جود و کرم مانگ رہا ہے سائل

م کیجئے مجھ پہ کرم سرور و سلطانِ حرم   پھر بنا لیجے مجھے زائر و مہمانِ حرم

ن لائقِ شان نہیں حرفِ کہن شاہِ زمنؐ   دے کوئی حرف نیا بہرِ سخن شاہِ زمنؐ

و یا نبیؐ ایک جھلک مجھ کو دکھانے آؤ   میری سکرات کو آسان بنانے آؤ

ہ خالقِ کل کا ہے شہکار نبیؐ کا چہرہ   دونوں عالم میں نہیں دوسرا ایسا چہرہ

ی ہو جو مقبول ترےؐ در پہ سلامی میری   مستند ہوگی سر حشر غلامی میری

ے جب بھی اشفاق غمِ ہجر ستانے آئے   نعت کے حرف مجھے غم سے بچانے آئے (۳)

نعت در ہیئت مربع

ہادی و رہبر سرورِ عالم   صلی اللہ علیہ و سلم
ماہِ رسالت نورِ مجسم   صلی اللہ علیہ و سلم

جود و سخا کے مہرِ منور   کوئی نہیں ہے آپ کا ہمسر
آپ سراپا لطفِ مجسم   صلی اللہ علیہ و سلم (۴)

نعتیہ مربع بلحاظ الف بائی ترتیب:

اس ہیئت میں اشفاق احمد غوری کی ایک نعت ملتی ہے۔ جن میں انہوں نے ہر بند کے آخر میں یہ التزام رکھا ہے کہ اردو ر قافیہ حروفِ تہجی پر ختم ہو۔ شعر ملاحظہ ہو:

آ
آدف بجاتے قلب کی دھڑکن میں آ　　غرفہء احساس کے درپن میں آ
روح کو دے وصل کی آسودگی　　یارسول اللہؐ! انتَ قِبلتی

ا۔
فکر و فن کو توشہ گوہر ملا　　لفظ کو توصیف کا ساگر ملا
مٹ گئی ہے حرف کی تشنہ لبی　　یارسول اللہؐ! انت قبلتی

ب۔
آپ ہیں کون و مکاں کی تاب وتب　　آپؐ ہیں الطافِ ربی کا سبب
آپؐ کی ہے دوجہاں پر صاحبی　　یارسول اللہؐ! انت قبلتی

پ۔
ہجر میں فرمائیں گے تخفیف آپؐ　　جب لحد میں لائیں گے تشریف آپؐ
گر کے قدموں میں کہوں گا بس یہی　　یارسول اللہؐ! انت قبلتی

ت۔
آپؐ سے ہے زندگانی کو ثبات　　آپؐ ہیں تو سانس لیتی ہے حیات
آپؐ تھے معراج پر تو رک گئی　　یارسول اللہؐ! انت قبلتی

ٹ۔
ہے مری فردِ عمل میں صرف کھوٹ　　آپؐ کی مل جائے روزِ حشر اوٹ
وردِ لب ہوگا وظیفہ بس یہی　　یارسول اللہؐ! انت قبلتی

ث۔
آج ہیں پلکیں مری اشکوں سے لیث　　آنکھ میں موجود ہیں امطارِ غیث
آپؐ کی چوکھٹ پہ لگی ہے جھڑی　　یارسول اللہؐ! انت قبلتی

ج۔ آپؐ کی مدحت کو دیتا ہوں رواج — کچھ نہیں اس کے علاوہ کام کاج
نعت میں گزرے گی اب تو ہر گھڑی — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

چ۔ آپؐ کی ہے سیرتِ ضو بار سچ — آپؐ کا ہر نقطہ گفتار سچ
یہ حقیقت مانتے ہیں غیر بھی — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

ح۔ ہیں صحابہ کے یہ اقوالِ صحیح — آپؐ ہیں کونین میں سب سے صبیح
آپؐ سا کوئی نہیں ہوگا کبھی — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

خ۔ کہہ دیا اللہ نے اے ماہ رخ — پھیر لیں سوئے حرم ذی جاہ رخ
آپؐ کی جان پھرے سب مقتدی — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

د۔ منبعِ علم و ادب عقل و خرد — خوب صورت آپ کے ہیں خال وخد
دل کش و رعنا ہے صورت موہنی — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

ڈ۔ دو جہاں اس زاویے پر ہیں اکھنڈ — آپؐ کے تذکار سے پڑتی ہے ٹھنڈ
آپؐ ہیں وجہِ قرارِ سرمدی — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

ذ۔ جسم و جاں پر ہے شریعت کا نفوذ — روح پر تیری عقیدت کا نفوذ
فکر ہت گرویدہ و شیدا تری — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

ر۔ چھوڑ آتے تھے زمیں اپنی، شجر — لا الہ کا ورد کرتے تھے حجر
آپؐ کی آواز سن کے رس بھری — یا رسول اللہؐ ! انت قبلتی

ز۔ آپ ؐ کو اللہ نے بخشا فراز — آپ ؐ قاسم اور مختار و مجاز
مقتدر ہیں بحر و بر پر واقعی — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ڑ آپ ؐ کی جس کو عطا ہو جائے آڑ — چھو نہیں سکتا اسے دوزخ کا بھاڑ
مل گئی اس کو نجاتِ اُخروی — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

س۔ جز معاصی کچھ نہیں ہے میرے پاس — آپ ؐ کی شانِ شفاعت پر ہے آس
آپ ؐ ہی فرمائیں گے مجھ کو بری — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ش۔ ہم نے چاہے جو بھی رکھی ہو روش — کھینچ لیتی ہے مدینے کی کشش
آپ ؐ کی اُلفت نے کی ہے رہبری — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ص۔ میں بھی دربارِ اطہر کا حریص — رونقِ کوئے معطر کا حریص
پھر حضوری کی تڑپ دل چھو گئی — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ض۔ حسرتِ دیدار ہے میرا مرض — مجھ کو ہے بس ایک جلوے کی غرض
بندہ اس اعزاز کا ہے ملتجی — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ط۔ خدمتِ مدحت کا حاصل ہے نشاط — آپ ؐ سے رہتا ہے ربط و ارتباط
وجہِ اطمینان ہے یہ نوکری — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ظ۔ اس مسمط سے جڑا ہر ایک لفظ — آپ ؐ ہی کی ہے عطا ہر ایک لفظ
آپ ؐ ہی کی ہے یہ بندہ پروری — یارسول اللہ ؐ ! انت قبلتی

ع۔ صبحِ صادق کی گھڑی بارہ ربیع
عاصیوں کے واسطے آئے شفیع
طلعتوں سے بھر گئی تیرہ شبی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

غ۔ کردیے روشن عقیدت کے چراغ
بھر لئے آبِ محبت سے ایاغ
تب کہیں یہ نعت کی دولت ملی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

ف۔ پھر ملا ہوتا حضوری کا شرف
خم جبیں ہوتی مواجہ کی طرف
چشمِ پُرنم جالیوں کو چومتی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

ق۔ میری ماں دیتی تھی اکثر یہ سبق
اسمِ احمد ؐ سے ہے روشن ہر طبق
اور پھر وہ ایک جملہ بولتی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

ک۔ یاد آتی ہے مدینے کی سڑک
میں جسے کہتا ہوں رشکِ ہر فلک
اک گلی جس میں ہے کوئے خلد کی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

گ۔ دیکھ کر پیشانیء اطہر کا رنگ
طلعتِ مہرِ منور بھی ہے دنگ
سر جھکا کر چاندنی کہنے لگی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

ل۔ آپ ؐ کو بخشا گیا اوجِ کمال
آپ ؐ کا سورج نہ دیکھے گا زوال
آپ ؐ کو رفعت ملی ہے دائمی
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

م۔ آپ ؐ اگر فرمائیں گے دل ہر خرام
جی اُٹھے گا جاں بہ لب ادنیٰ غلام
کشتِ دل ہو جائے گی پل میں ہری
یارسول اللہ ؐ ! انت قمر لیلتی

ن۔ دیکھ لے گر آپؐ کا رنگِ حَسن — سر بہ خم ہو جائے حُسنِ نسترن
اور پکارے نیلوفر کی ہر کلی — یارسول اللہؐ ! انت قربانی

ں میں خس و خاشاک سے بھی کمتریں — ایک مٹھی خاک پیوندِ زمیں
بس یہی وجہِ فضیلت ہے مری — یارسول اللہؐ ! انت قربانی

و۔ اے شہِ جود و عطاء اکرام خو — کوثر و تسنیم کا دے کر سبو
دور فرما دیجئے تشنہ لبی — یارسول اللہؐ ! انت قربانی

ہ۔ میرے آقاؐ ! رشکِ ماہِ نیم ماہ — مجھ اماوس بخت پر کیئے نگاہ
دیجے اک لمعہ آسودگی — یارسول اللہؐ ! انت قربانی

ی۔ نکہتِ گل سر نہادہ رہ گئی — بوئے گل بادِ صبا سے کہہ گئی
آپؐ کے عارض ہیں روحِ تازگی — یارسول اللہؐ ! انت قربانی

ے۔ آپؐ کا جو نعت گو اشفاق ہے — آپؐ کے دیدار کا مشتاق ہے
دست بستہ کہہ رہا ہے بس یہی — یارسول اللہؐ ! انتَ قربانی (۵)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

اگر حبیبِؐ خدا نہ ہوتے
یہ پھول کلیاں
یہ پیڑ پودے

یہ پیڑ پودوں پہ گرتی شبنم
یہ رنگ و بُوئے بہارِ گلشن
یہ ابرِ باراں
یہ اُڑتے بادل
برستی بارش
دھنک کے رنگوں کی دلنشینی
یہ دُھوپ، سورج
یہ چاند تارے
زمیں، فلک
یہ حسیں نظارے
یہ کوہساروں کے رنگ سارے
کہیں نہ ہوتے
اگر حبیب خدا نہ ہوتے (۶)

اشفاق احمد غوری کا نعتیہ گیت

اشفاق احمد غوری کے ہاں ہمیں ایک نعتیہ گیت کا تجربہ بھی ملتا ہے۔ جس کی ہیئت تو غزل کی ہے لیکن اس کے الفاظ اردو اور ہندی دونوں طرح کے ہیں۔ جس کے سبب اس میں خوب چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اشفاق احمد غوری کا یہ نعتیہ گیت اُن کے نعتیہ شعری مجموعے صراطِ حسان میں موجود ہے::

من موہن کی یاد میں ہر پل ساون بن کر برسے نیناں　　تاک رہے ہیں راہ پیا کی لڑ کپنے سے ترسے نیناں
تڑپ رہے تھے دکھ کے کارن دید کی آشا میں بے کل　　چوکھٹ پر دھر کے آیا ہوں گھائل تھے اندر سے نیناں
سیاں جی بس ایک نجر اس دکھیارے کی اور بھی ہو　　جی جائیں گے ایک ہی پل میں تمری ایک نجر سے نیناں
دکھ سکھ گھر تیاگ کے سجناں تورے نگر میں آن بسے ہیں　　دوجگوا میں کون ہے ان کا جائیں کہاں اس در سے نیناں
پیتم سونا پیتم ہیرا اور نیناں بے مول کی ماٹی　　ٹوٹ نہ جاوئے کا چا سپنا جاگت ہیں اس ڈر سے نیناں (۷)

اشفاق احمد غوری نے اگرچہ غزلیہ ہیئت کو اردو نعت کے لئے بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔ ان کے ہاں جتنی بھی ہیئتیں ملتی ہیں ان سب میں انہوں نے جو کامیاب تجربے کئے ہیں وہ نعتیہ گیت، الف بائی ترتیب اور غزل کی ہیئت میں نعت کہنے کے ہیں۔ موجودہ دور میں نعتیہ گیت کہنے والے وہ منفرد شاعر ہیں۔

2- تابش کمالؔ کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ:

تابش کمالؔ نے اردو نعت گوئی میں جن ہئیتوں کو برتا ہے۔ اُن میں غزل کی ہئیت، مربع، مسدس، آزاد نظم، قطعہ، ماہیا کے علاوہ نعتیہ گیت کی اور ذکری کی ہئیتیں ہیں۔ ان کے زیادہ تر ہیئتی تجربات خیر الوریؐ نعتیہ مجموعہ میں شامل ہیں۔ تابش کمالؔ کے ہیئتی تنوع کے بارے میں محمد اظہار الحق لکھتے ہیں:

> ”نعت کا یہ مجموعہ خیر الوریؐ پڑھتے وقت جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ہیئت کا تنوع ہے۔ روائتی غزل کی صورت میں خوبصورت نعتوں کے علاوہ تابش کمالؔ نے شعر کی دیگر اصناف میں بھی گلہائے عقیدت نچھاور کئے ہیں۔ مسدس کی شکل میں بھی نعت کہی ہے۔ اس جادہ محبت میں صنعت توشیح بھی آزمائی ہے۔ سی حرفی تو نہیں مگر اس سے ملتی جلتی صورت بھی نظر آرہی ہے۔ اور تو اور گیت کی شکل میں بھی نعتیں کہیں ہیں۔ تابش کمالؔ نے آزاد نظم میں بھی نعت کہی ہے۔ قدیم ریختائی اردو میں بھی ان کے ہاں نعتیں نظر آرہی ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ نعتیہ ماہیئے بھی اس مبارک مجموعے خیر الوریؐ میں شامل ہیں۔ کم از کم میں نے نعتیہ ماہیے پہلی بار دیکھے ہیں۔ ہمارے شعری ادب میں قطعۂ تاریخ کہنے کی بھی بہت مضبوط اور دلکش روایت ہے۔ شعرا اپنے پیاروں کی وفات اور اپنے بچوں کی پیدائش پر قطعہ ہائے تاریخ کہتے آئے ہیں مگر آفرین ہیں تابش کمالؔ پر کہ اس نوعِ شعر میں بھی انہوں نے دربارِ رسالت کی دہلیز کو نہیں چھوڑا۔ اس حوالے سے بھی ان کے ٹھکانے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہی ہیں۔ سچ پوچھئے تو تابش کمالؔ پر رشک آتا ہے کہ غزل ہے یا گیت محبوب انکا ایک ہی ہے۔“ (۸)

غزل کی ہئیت میں نعت:

نئے سُخن کی زمیں وں میں پُھول کھلتے ہیں ادب کی شرط پہ سینوں میں پُھول کھلتے ہیں
چمک رہی ہے جو ہر حرف میں یہ نعت کی لو اسی طرح کے قرینوں میں پُھول کھلتے ہیں
رواں دواں ہے ہر اک موج آپؐ کی جانب عقیدتوں کے سفینوں میں پُھول کھلتے ہیں

یہ فیضِ شاہِ مدینہ ؐ نہیں ہے تو کیا ہے　　　سفر مہکتا ہے زینوں میں پھول کھلتے ہیں (۹)

غزل کی ہئیت میں نیا تجربہ بلحاظ الف بائی ترتیب:

تابش کمالؔ نے اردو نعت کی تاریخ میں پہلی بار ایک نیا تجربہ کیا ہے۔ اُنھوں نے ایک نعت حروفِ تہجی کی ترتیب سے کہی ہے۔ جس کا اختصاص یہ ہے کہ اس نعت کے ہر شعر کے دونوں مصرعے بالترتیب حروف تہجی کے مخصوص حرف سے آغاز ہوتے ہیں۔ اس میں خاص بات یہ بھی ہے کہ قافیہ وردیف کا اہتمام بھی ہے اور کوئی قافیہ دوبارہ استعمال نہیں ہوا۔ مثال دیکھیے:

ا ۔ ارواح پر، دلوں پہ حکومت حضورؐ کی　　　الطاف و مہربانی، عنایت حضورؐ کی
ب ۔ بدر و حنین و اُحد میں دیکھے غنیم نے　　　بے باک طور اور شجاعت حضورؐ کی
پ ۔ پت جھڑ سوا تھا دہر میں دیکھا کسی نے کیا　　　پیغام تازہ لائی ولادت حضورؐ کی
ت ۔ تیرہ شبی کا راج تھا ہر سو جہان میں　　　تاحشر ہے جہاں میں بصیرت حضورؐ کی
ٹ ۔ ٹہنی پہ پھول، پھول میں خوشبو ہے آپؐ سے　　　ٹوٹا ہوا یہ چاند اشارت حضورؐ کی
ث ۔ ثانی نہیں ہے آپؐ کا ایمان ہے مرا　　　ثابت ہے، جاوداں ہے نبوت حضورؐ کی
ج ۔ جن و بشر، ملائکہ سب آپ کے غلام　　　جارُوب کش ہے ساری ہی خلقت حضورؐ کی
چ ۔ چاروں طرف ہے نور کا سیلاب موجزن　　　چشمِ زماں پہ نقش بصارت حضورؐ کی
ح ۔ حاتم سے لاکھ دستِ کشادہ جہان میں　　　حیرت سے دیکھتے ہیں سخاوت حضورؐ کی
خ ۔ ختمِ رسل کی شان میں ہم کیا رقم کریں　　　خالق نے خود بتائی ہے رفعت حضورؐ کی
د ۔ داد و عطا کے باب ہیں دائم کھلے ہوئے　　　دائم پکارتی ہے اطاعت حضورؐ کی
ڈ ۔ ڈالی نگاہِ پاک تو سورج پلٹ گیا　　　ڈُوبے کو موڑ لانا مشیت حضورؐ کی
ذ ۔ ذکر و درود جاری ہے کون و مکان میں　　　ذاتِ احد کا حکم، تلاوت حضورؐ کی
ر ۔ رونق ہے کائنات کی صدقے میں آپ کے　　　رفتارِ دوجہان، بدولت حضورؐ کی
ز ۔ زادِ سفر درود کا رکھیے درونِ دل　　　زیبائی خیال ہو عظمت حضورؐ کی
س ۔ سرسبز و بامراد ہوں میں صرف اس لئے　　　سر پر تنی ہے چادرِ شفقت حضورؐ کی
ش ۔ شاہِ دیار پاک کی بزمِ جلیل میں　　　شاداب و پرسکون ہے اُمت حضورؐ کی

ص ۔ صل علیٰ کی باس مہکتی ہے سانس میں | صبحِ ازل سے پائی ہے نکہت حضورؐ کی
ض ۔ ضعفِ زباں ہے ورنہ دکھاتا حروف سے | ضو باریٔ حضورؐ ، معیت حضورؐ کی
ط ۔ طاری ہے دل پہ سوچ کے اک مستقل ملال | طائف کی وادیوں میں وہ حالت حضورؐ کی
ظ ۔ ظلمات سے پناہ کو یومِ نشور تک | ظاہر میں بھی ہے سب کو ضروت حضورؐ کی
ع ۔ علم و عمل کا کام نہیں ہے صراط پر | عشاق واسطے ہے شفاعت حضورؐ کی
غ ۔ غارِ حرا میں طائرِ سدرہ کی حاضری | غربت میں غالب آئی شریعت حضورؐ کی
ف ۔ فرشِ زمیں پہ عجز کا دامن نہ چھوڑیے | فرمانِ آخریں ہے، ہدایت حضورؐ کی
ق ۔ قربان اُن کے نام پہ جن کو تمام عمر | قائد ملے حضورؐ سے، قربت حضورؐ کی
ک ۔ کام آئے گا بروزِ حساب آپ کا کرم | کربِ اجل میں مہر و محبت حضورؐ کی
گ ۔ گلہ آئے نعت دل میں مہکتے رہیں سدا | گلشن کے پات پات پہ مدحت حضورؐ کی
ل ۔ لازم ہے اس دیار میں پاکیزگیٔ دل | لائی ہے اس مقام پہ نکہت حضورؐ کی
م ۔ معلوم کیا ہوں آپکے درجات خلق کو | مالک ہی جانتا ہے حقیقت حضورؐ کی
ن ۔ نعلینِ پاک رات کو تابش عطا ہوئے | نخلِ نصیب میں تھی زیارت حضورؐ کی
و ۔ وقتِ وداع گویا نئی زندگی ملی | وارد ہوئی جو دل پہ بشارت حضورؐ کی
ہ ۔ ہجرِ نبی کو سوچ کے آنکھیں ہیں شبنمی | ہر آن دل دکھاتی ہے ہجرت حضورؐ کی
ی ۔ یہ التجائے سائلِ تابش کمالؔ ہے | یومِ جزا ہو روح کو نسبت حضورؐ کی (۱۰)

مربع کی ہئیت میں نعت

تابش کمالؔ کے ہاں ہمیں مربع کی ہئیت میں ایک نعتیہ سلام ملتا ہے۔ جس کے دو بند ذیل ہیں:

جس نے قدرت کے گھر میں اُجالا کیا
جس نے مکہ کا رتبہ دوبالا کیا
اُس چراغِ حرم پر درود و سلام
ذاتِ شاہِ اُمم پر درود و سلام

جن کی مُٹھی میں کلمہ پڑھیں سنگ بھی
جن کے دم سے بنے نکہت و رنگ بھی
اُن کے جاہ و حشم پر درود و سلام
ذاتِ شاہِ اُمم پر درود و سلام (۱۱)

مسدس کی ہئیت میں نعت

تابش کمالؔ کے ہاں ہمیں جو نعتیہ مسدسیں ملتی ہیں وہ ترکیب بند میں ہیں۔ایک مسدس کے کچھ بند درج کئے جارہے ہیں۔

آپ وجہِ دوجہاں، آپ شفیعِ محشر
ہم کہاں، آپ کہاں، آپ شفیعِ محشر

آپ سردارِ جناں، آپ شفیعِ محشر
لامکاں اور مکاں، آپ شفیعِ محشر

یہ حقیقت ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی
آپ امیں، آپ کی توصیف نہیں ہو سکتی (۱۲)

آزاد نظم کی ہئیت میں نعت

میم کا اذن ہے
یہ مسافت، لطائف، تخائف، دعا
میم کا اذن ہے
آسماں آسماں آتے جاتے ہوئے مجھ کو احساس تھا
میرے سر پر کوئی ہاتھ ہے
کوئی نوری کفِ دست
جس پر دھرے ہیں زمانوں کے اسرار،
آتی رُتوں، وقت کے زاویے،
گزری گھڑیوں کی ہر داستاں

میں سہولت سے چلتا رہا
جیسے کوئی ہنڈولا صدا کے بغیر آسمانوں سے آگے
ابد کی حدوں سمت جاتا رہے
آنے جانے کے سب مرحلے لحنِ داؤد کے ساتھ کٹتے رہے
میم کا اذن تھا
اُس تحیر کدے میں جہاں آدمی کا گزر تک نہیں
ذکرِ صل علیٰ میری تعظیم کا اذن تھا
میم کا اِذن تھا (۱۳)

قطعہ کی ہئیت میں نعت

تابش کمالؔ کے ہاں ہمیں نعتیہ موضوعات کے حامل کئی قطعات ملتے ہیں۔ ایک قطعہ ذیل ہے:

میلادالنبی

جہاں میں آپ سے پہلے خزاں تھی، جہل تھا اور کفر — شعورِ حسن رہ آیا تو منزل ہی سے آیا ہے
بہاریں قطعہ ہے تابش محمدؐ کی ولادت کا — پیامِ فصلِ گل، انسانِ کامل ہی سے آیا ہے (۱۴)

نعتیہ گیت

نعتیہ گیت کہتے ہوئے شاعر نے جو ہئیت استعمال کی وہ غزل ہی کی ہئیت ہے لیکن اس کا رنگ وروپ، زبان وبیان سب گیت کا ہی ہے۔:

چندا کی لو، پھولوں کا نم صلی اللہ علیہ وسلم — دل پر ہلکی ہلکی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ سائیں پاک گواہی، سدا جئیں گے سچ کے راہی — اے میری سانسوں کے محرم صلی اللہ علیہ وسلم
میرے دوارے آئیں نبی جی، میرا مان بڑھائیں نبی جی — کوئی دوا اور کوئی بھی دم، صلی اللہ علیہ وسلم
ہستی قصہ ہے طولانی، آپ کا گھر اور در لاثانی — آپ کے ساتھ ہیں خوشیاں اور غم، صلی اللہ علیہ وسلم
سانسوں سانسوں بہتے جائیں، خاموشی سے کہتے جائیں — دل اور دریا دونوں باہم، صلی اللہ علیہ وسلم
کوسوں دور ہے اک دن میلہ صدیوں کا رس اک البیلا — زخموں اور دکھوں کا مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم
موری بنتی ایک نبی جی، موری گنتی ایک نبی جی — تابش ایک ہی در ہے محکم، صلی اللہ علیہ وسلم (۱۵)

ذکری کی ہئیت میں نعت

تابش کمالؔ کے کلام میں جو نظم ذکری کی ہئیت میں نعت ملتی ہے چھوٹی بحر میں ہے۔اس میں ہلکے پھلکے اوزان اور مترنم الفاظ استعمال ہیں جب کہ صوفیانہ مضامیں بیان کئے گئے جس میں روحانی کیفیات، مرشد کی تعریف اور اللہ و رسولؐ کا ذکر کیا گیا۔قوال ان ذکری نظموں کو محفل سماع میں گا بھی سکتے ہیں۔ذکری کو چکری اور گجری بھی کہا جاتا ہے۔تابش کمالؔ کے کلام سے نعتیہ ذکری کی مثال ذیل ہے:

احساس کے آنگن میں
آنکھوں کے دریچوں میں
پھرتی ہیں وہی شکلیں
روشن ہیں وہی منظر
جو رحمتِ باری سے
جو احمدؐ ِ مرسل کے
صدقے میں کھلے مجھ پر
وہ نور کے ہلکورے
مرمر سے سجے تختے
واللیل کے وہ جھولے
اس دل کو نہیں بھولے
لوٹ آیا مگر اب تک
دل نور کی وادی میں
رقصندہ و شاداں ہے
یہ حسن کا فیضاں ہے
یہ عشق کا احساں ہے
احساس کے آنگن میں
ایمان کی کیاری میں
خوشبو کے ہنڈولے ہیں (۱۶)

نعتیہ ماہیے

تابش کمالؔ نے نعتیہ ماہیوں میں بھی کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔اگرچہ نعتیہ ماہیے توانہوں نے زیادہ نہیں کہے لیکن اُن کا انداز بتاتا ہے کہ اگر وہ اس صنف کو باقاعدہ اپنائیں تو منفرد مقام پائیں گے۔اُن کے نعتیہ ماہیوں کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

کیا اسمِ محمدؐ ہے
خوشبو ہے مدینے میں، یہ جسمِ محمدؐ ہے

دیوار میں در آیا
جب نام لیا اُن کا کعبہ میرے گھر آیا

دم ساز محمدؐ کی
روشن سینے میں آواز محمدؐ کی

یک بار خدا بولا
صحرا کی خموشی میں، جب صل علیٰ بولا

قربان مدینے پر
حاضر ہیں حضوری میں، دل جان مدینے پر

دیوانوں سے کیا باتیں
کیں شمعِ نبوت نے، پروانوں سے کیا باتیں

جب یاد حرا آئے
آنکھوں کے تصور میں، اقرا کی صدا آئے

قرآن ملا اُن سے
انسان کو جینے کا، سامان ملا اُن سے

آثار کھجوروں کے
کب پیڑ بتاتے ہیں، آزار کھجوروں کے

طائف کی ہوا آئی
سرکارؐ کی رحمت سے، آوازِ دعا آئی

ہمدرد محمدؐ کے
ہر ایک نے بانٹے تھے، دکھ درد محمدؐ کے (۱۷)

تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام میں استعمال ہونے والی شعری ہیئتوں کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جس ہیئت کو بھی نعت کے لئے برتا وہ اس میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔

3۔ حفیظ تائب کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

حفیظ تائب کے ہاں ہمیں متعدد نعتیہ شعری ہیئتیں ملتی ہیں لیکن دیگر شعراء کی طرح ان کے نعتیہ کلام میں بھی زیادہ ہیئت غزل کی ہی ملتی ہے۔ حفیظ تائب نے جن شعری ہیئتوں کو استعمال میں لایا اُن، میں غزل، فرد، مثنوی، ثلاثی، مربع، مسدس، معشر، ترکیب بند، ترجیع بند اور قطعہ کی ہیئتیں شامل ہیں:

غزل کی ہیئت میں نعت

حالِ زار من بہ بیں، یارحمتہ للعالمیںؐ بہرِ رب للعالمیں، یارحمتہ للعالمیںؐ
ایک مدت سے ہے بارانِ کرم کی منتظر میرے دل کی سرزمیں، یارحمتہ للعالمیںؐ
کب ملے گا تیری مسجد میں اِسے اِذنِ سجود سخت بے کل ہے جبیں، یارحمتہ للعالمیںؐ (۱۸)

فرد کی ہیئت میں نعت

تائب کہ جو مداحِ شہنشاہِ عرب ہے   وہ ساری خدائی کے لئے خیر طلب ہے (۱۹)

صاحبِ صدق وصفا اے تاجدارِ انبیاءؐ   اے حبیبِ کبریا، اے تاجدارِ انبیاءؐ (۲۰)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

اے جمالِ عمل، اے شانِ سُخن   رشکِ گلشن ہو بیابانِ سُخن

میری قسمت میں ہو تائید تری   کاش کر پاؤں میں تقلید تری (۲۱)

مثلث کی ہیئت میں نعت

مثلث کو حفیظ تائب نے کوثریہ کا نام دیا اور اس کے تینوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم وزن کر دیے یوں ایک نئ ہیئت بنائی جب کہ مثلث یا ثلاثی میں یہ شرط نہیں تھی۔

خیرِ کثیر اعزازِ پیمبر   فرماتا ہے معطی اکبر
انا اعطینک الکوثر (۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم   بعدہٗ، نعتِ رسولِ کریمؐ
جن کو ملا رتبہ خلقِ عظیم (۲۳)

مربع کی ہیئت میں نعت

آنکھوں کو جستجو ہے تو طیبہ نگر کی ہے   دل کو جو آرزو ہے تو خیر البشر کی ہے

جلوے بسے ہیں آنکھ میں ماہِ حجاز کے   اب کیا مری نگاہ میں تابش قمر کی ہے (۲۴)

مسبع کی ہیئت میں نعت

گنبدِ خضرِ مزار کا چراغ   عشقِ نبی کا داغ داغ
قلب نہ کیوں ہو باغ باغ   پائے حرم کا جب سراغ
آئے نہ لب پہ کیوں صدا   صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد (۵۲)

ترجیع بند کی ہیئت میں نعت

رُوح مری ہے پُر سکوں   قلب مرا ہے مطمئن
ذکرِ نبی لبوں پہ ہے   بیٹھتے اُٹھتے رات دن
صل علیٰ نبینا، صل علیٰ محمد   آپ ہیں وجہِ کُن فکاں
پردہ کشائے لامکاں   مدح بہ لب ہیں قدسیاں   (۲۶)

ترکیب بند کی ہیئت میں نعت

مقصودِ کائنات دیارِ حبیبؐ ہے   ملجائے شش جہات دیارِ حبیبؐ ہے
طوفانِ شر سے ہر کوئی محفوظ ہے جہاں   وہ ساحلِ نجات دیارِ حبیبؐ ہے
دامن سے جس کے دورِ سعادت ہوا طلوع   وہ مطلعِ حیات دیارِ حبیبؐ ہے
وہ جس میں نور پاش حرم ہے حضورؐ کا   ارضِ تجلیات دیارِ حبیبؐ ہے
آثار جس میں خندق وبدر واُحد کے ہیں   وہ خطۂ ثبات دیارِ حبیبؐ ہے
ہر گوشہ اس کا مرجعِ لیل ونہار ہے   تاریخِ اہلِ حق کا وہ آئینہ دار ہے   (۲۷)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

ماضی و حال آپؐ سے پُر نور   آپؐ سے اعتبارِ مستقبل
آپؐ مثلِ چراغِ روشن ہیں   بر سرِ رہگزارِ مستقبل (۲۸)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

ازل سے رواں ہیں
رتوں کے سبک کارواں
لمحہ لمحہ نئی منزلوں کی طرف
لحظہ لحظہ نئی سرزمینوں کی دُھن میں
مہ وسال کی گردشوں کے جلو میں
ہواؤں کی رو میں
مگر ایک زریں اُفق

ہر مسافر کے ذہن و دل و جاں پہ چھایا ہوا ہے
وہ زریں اُفق آستانِ نبیؐ ہے
جہاں رفعتیں سر جھکائے ہوئے ہیں
جہاں فصلِ گل کا تبسم سمٹ کر امر ہو گیا ہے(۲۹)

حفیظ تائب کی اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ کرتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ وہ مختلف ہیئتوں میں نعت کہنے کا تجربہ رکھتے تھے۔ غزلیہ ہیئت کے علاوہ ترجیع بند، ترکیب بند ان کی پسندیدہ شعری ہیئتیں تھیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے تین مصرعوں کی ہیئت کے لئے سورۃ کوثر کی نسبت سے کوثریہ کا نام تجویز کیا۔

4۔ راجا رشید محمود کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

راجا رشید محمود کی نعتیہ شاعری میں بھی غزل کی ہیئت غالب ہے۔ علاوہ ازیں فرد، مستزاد، مصراعیہ، قطعہ اور گروہ بند نعتیہ ہیئتیں پائی جاتی ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت

جو احادیثِ نبی میں آئے اسرار و رموز — وہ خود اپنی ذات پر اِترائے اسرار و رموز
ہیں حبیب کبریا دانائے اسرار و رموز — اُن کا ہر فقرہ رہا انشائے اسرار و رموز
ہے کلامِ مصطفیٰ زیبائے اسرار و رموز — پڑھ کے اُس کو تُم بنو دانائے اسرار و رموز
نورِ آقا نے سبھی اُجلائے اسرار و رموز — قول ہر اک آپ کا، سمجھائے اسرار و رموز (۳۰)

فرد کی ہیئت میں نعت

پہنچا باغِ بہشت میں لاریب — جو بلایا گیا مدینے میں (۳۱)

ترجیع مصرع کی ہیئت میں نعت

یہ نام راقم کی اختراع ہے۔ اس ہیئت میں ایک ہی مصرع بار بار دہرایا جاتا ہے ترجیع بند کی مناسبت سے یہ نام دیا گیا ہے۔

خزانہ یقیں کا ہمیں مل گیا ہے — نگاہِ شہِ دیںؐ کا یہ معجزہ ہے
جہاں میں، جہاں بھی سکوں دیکھتے ہو — نگاہِ شہِ دیںؐ کا یہ معجزہ ہے

غلاموں نے آقاؤں سی پائی عزت — نگاہ شہ دیںؐ کا یہ معجزہ ہے
قبائل کے جھگڑے جو تھے، مٹ گئے — نگاہ شہ دیںؐ کا یہ معجزہ ہے
بہشتِ بریں ماں کے پاؤں تلے ہے — نگاہ شہ دیںؐ کا یہ معجزہ ہے (۳۲)

گروہ بند کی ہیئت میں نعت

اس ہیئت میں مطلع سے اگلے مصرعے کے بعد آنے والے شعر میں ایک ہی مصرعے کو دوبار دہرایا جاتا ہے پھر اس کے بعد ہر مصرعے کے بعد وہی ایک مصرع جو اوپر دوبار دہرایا گیا تھا بار بار لایا جاتا ہے۔

نسبتِ سرورِ کونین پہ اِٹھلاتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
خلعتِ اُلفت آقا مجھے پہناتی ہے
جب مدینے سے کوئی موج صبا آتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
بُوئے اخلاص جہاں بھر میں وہ پھیلاتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
لمس بھی اُس حضوری کا اشاراتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے (۳۳)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

عمل اچھے نہیں لیکن نبیؐ ہیں شافعِ محشر — شجر اُمید کا دیکھا بیابانِ تمنا میں
ہُمکتی خواہشیں پاتا ہوں میں طیبہ رسائی کی — میں جب بھی جھانک کر دیکھوں گریبانِ تمنا میں (۳۴)
پہلی ہی نظر گنبدِ خضرا پہ ہے پڑتی — سر اپنا وگرنہ شہِ خاور نہ جھکاتا
پاتا ہوں اُنھیں مالک و مختار جہاں کا — میں سر کو درِ شاہ پہ کیونکر نہ جھکاتا (۳۵)

مستزاد کی ہیئت میں نعت

میرے دل میں یہی صدق ہے جاگزیں　　　جب کہا رب نے، ہیں رحمتِ عالمیں
خا تم　ا لمر سلیں ؐ
جن پہ اتمامِ نعمت ہے تکمیلِ دیں　　　ہیں وہ تخلیق پہلی، نبی آخریں
خا تم　ا لمر سلیں ؐ　　　(۳۶)

مصراعیہ کی ہیئت میں نعت

ہو سامنے جو صبح و مسا اُسوہ نبی　　　راہِ یقیں دکھائے سدا اُسوہ نبی
غفرانِ معصیت کی دوا اُسوہ نبی　　　تنظیمِ زندگی کی بنا اُسوہ نبی
شمعِ ہدیٰ ہے، شمعِ خُدا اُسوہ نبی　　　ہے اہلِ دیں کو راہ نما اُسوہ نبی
ہے طاعتِ خدا کی بنا اُسوہ نبی　　　خوش بخت ہے وہ جس نے چنا اُسوہ نبی
زہاد کی نظر میں رہا اُسوہ نبی　　　منزل نمائے حُسنِ جزا اُسوہ نبی (۳۷)

راجارشید کی نعتیہ شاعری میں بھی غزل کی ہیئت کا زیادہ استعمال ملتا ہے اگرچہ ان کی نعتیں بہت طویل اور مشکل پیرائے میں ہوتی ہیں۔ راجارشید کی نعت گوئی میں ہمیں تین ہیئتیں ترجیع مصرع، مصراعیہ اور گروہ بند کی ہیئت ملتی ہے۔

5-رفیع الدین ذکی قریشی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

رفیع الدین ذکی کی اردو نعت میں مستعمل ہیئتوں کی تعداد چھے ہے۔ اُن کے ۲۸ نعتیہ مجموعے منظرعام پر آچکے ہیں لیکن جس ہیئت کا اُنھوں نے سب سے زیادہ استعمال کیا وہ غزل ہی ہے۔ غزل کے علاوہ اُنھوں نے فرد، مثلث، مخمس، قطعہ اور ہائیکو کی ہیئتوں میں نعتیہ نمونے ملتے ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت:

زیر تحقیق موضوع میں رفیع الدین ذکی کے ۱۷ نعتیہ مجموعے شامل کئے گئے ہیں۔ جن میں کل ۹۷۸ نعتیں شامل ہیں جو چند ایک سوا تمام غزل کی ہیئت میں ہیں۔ ان کی غزلیہ ہیئت میں نعت کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

اے سرورِ دیں رحمتِ سُلطانِ مدینہؐ ہو مجھ پہ نظر حضرتِ سُلطانِ مدینہ
عاداتِ پیمبر کی بھلا کیسے ہو تعریف بے مثل تھی ہر عادتِ سُلطانِ مدینہ
تا حشر رہیں گے وہ گنہگاروں کے حامی ایسے بھی ہوئی شہرتِ سُلطانِ مدینہ
دُشمن کے لئے بھی رہیں ہونٹوں پہ دعائیں کیا خُوب تھی یہ عادتِ سلطانِ مدینہ (۳۸)

فرد کی ہیئت میں نعت

جب جب بھی پڑھا اُن پہ درود اور دعا کی ہر بار ہوئی پوری ذکی! دل کی تمنا (۳۹)

مثلث کی ہیئت میں نعت

رفیع الدین ذکی کے ہاں سلام مثلث کی ہیئت میں کہا گیا ہے:

جن کا سراپا نوُرِ مجسم اُن کا سایہ عالم عالم
صلی اللہ علیہ وسلم
یاد آئے جو مدینہ اُن کا آنکھیں ہو جاتی ہیں پُرنم
صلی اللہ علیہ وسلم
میرے نبی سب خلق خدا سے افضل و اعلیٰ اور مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم
جن کی باتیں رب کی باتیں اُن کا شہرہ عالم عالم
صلی اللہ علیہ وسلم (۴۰)

مخمس کی ہیئت میں نعت

یہاں بھی رفیع الدین ذکی نے مخمس کی ہیئت میں سلام ہی کہا ہے البتہ چوتھے مصرعے کو اُنہوں نے ہر بند کے آخر میں دوبار دہرایا ہے:

رب نے ہے قرآن میں کہا جو بھی ہوا ہے آپ کا
میں بھی اُسی کا ہو گیا یا مصطفیؐ! یا مصطفیؐ!
یا مصطفیؐ! یا مصطفیؐ!
میں آپ کے در کا گدا پھیلائے جھولی ہوں کھڑا

ہو بھیک مجھ کو بھی عطا یا مصطفیؐ ! یا مصطفیؐ !
یا مصطفیؐ! یا مصطفیؐ! (۴۱)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

غزل کے بعد قطعہ ایسی ہیئت ہے جس میں رفیع الدین ذکی نے سب سے زیادہ نعت کہی ہے:

آستانِ شہ والا پہ رسائی مانگو — درِ سُلطانِ دوعالم کی گدائی مانگو
اسمِ احمد سے نہیں بڑھ کے وسیلہ کوئی — اس وسیلے سے ہر اک غم سے رہائی مانگو (۴۲)

جب شہنشاہِ مدینہؐ کا مدینہ دیکھا — موج زن چار طرف نُور کا دریا دیکھا
میرے سُوکھے ہوئے گلشن میں بہاریں آئیں — میں نے جس آن ذکی! گنبدِ خضرا دیکھا (۴۳)

ہائیکو کی ہیئت میں نعت

فرد کی طرح ہائیکو میں بھی رفیع الدین کے ہاں کوئی زیادہ نعتیں نہیں ملتی ہیں۔اُن کے ہاں صرف دو مثالیں سامنے آتی ہیں:

اے حبیبِ حق تعالیٰ اے رسول ہاشمیؐ
آپ کے در پر چلا آیا ہے با صد عاجزیہ
اور لفظِ دست بستہ ساتھ لایا ہے ذکی (۴۴)

عصیاں کی تمازت سے جل بجھتی ذکی! دنیا
ایسا جو نہ ہو پایا تو راز کُھلا ہم پر
بے سایہ کا سایہ ہی اس دنیا پہ ہے چھایا (۴۵)

رفیع الدین ذکی قریشی نے غزل، قطعہ، مثلث، مخمس اور ہائیکو کے تجربات کئے ہیں۔جن میں غزل کی ہیئت انہوں نے زیادہ استعمال کی۔

6-ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

ریاض حسین چودھری کی اردو نعتیہ شاعری میں ہمیں کئی شعری ہیئتوں میں تجربات ملتے ہیں۔ اُنھوں نے نہ صرف غزل کی ہیئت کو برتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فرد، مثنوی، ثلاثی، مربع، نظم معرا، سانیٹ ، مستزاد، آزاد نظم اور قطعہ کی ہیئتوں میں بھی کافی زیادہ کامیاب تجربات کئے ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت

ہر مکاں بھی، ہر زماں بھی آپؐ کے سائے میں ہے
روز و شب کی داستاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

دھوپ سے خائف سی رہتی ہے یہ کیوں خلقِ خدا
جب زمیں کیا آسماں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

تا ابد ہیں آپؐ کے ابرِ کرم کی وسعتیں
یہ جہاں بھی وہ جہاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

آپؐ کا حقِ تصرّف ہے ورائے آسماں
جلتی بجھتی کہکشاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے (۴۶)

فرد کی ہیئت میں نعت

سجا رکھی ہے دستر خوان پر اللہ کی ہر نعمت
مدینے کی کھجوریں پھر مدینے کی کھجوریں ہیں (۴۷)

ریاض، عشقِ نبی میں ڈوب کر میں نعت لکھتا ہوں
مرے ہمراہ ہوتے ہیں سمندر اُن کی رحمت کے (۴۸)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

یہ کون آیا کہ ہر شاخِ برہنہ مسکرا اُٹھی
یہ کون آیا کہ کشتِ دیدہ و دل لہلہا اُٹھی

یہ کون آیا کہ تشنہ آرزووں پر بہار آئی
ی ہ کون آیا کہ گلشن میں ہوائے مشکبار آئی

یہ کون آیا کہ انساں کا مقدر جاگ اُٹھا ہے
یہ کون آیا کہ عرش و فرش تک اک نور پھیلا ہے

یہ کون آیا کہ سجدے سے مچلتے ہیں جبینوں میں
یہ کون آیا کہ ٹھنڈک پڑ گئی پیاسی زمینوں میں

یہ کون آیا کہ پرچم کھل گئے توحیدِ باری کے
حضورِ خالقِ یکتا ہماری آہ و زاری کے

یہ کون آیا کہ حرفِ آگہی کو مل گئے معنی
یہ کون آیا کہ جس کی منتظر ساری خدائی تھی

یہ کون آیا کہ دستارِ سخن میں چاندنی اُتری
یہ کون آیا کہ غارِ روز و شب میں روشنی اُتری

ریاض اس پیکرِ انوار و رحمت کی ثنا لکھیے
اُسی کی ذاتِ اقدس کو محمد مصطفیؐ لکھیے (۴۹)

ثلاثی کی ہیئت میں نعت

زیرِ لب، قدمیں کی جانب، درِ سرکار پر
بن کے تصویرِ ادب پڑھتی ہو نعتِ مصطفیٰ
خُوشبُوئے خُلدِ نبی! تیرے مقدر کو سلام (۵۰)

مدینے کی گزرگہ میں چراغاں ہی چراغاں ہے
ہر اک ذرے کی آنکھوں میں تمناؤں کے لشکر ہیں
خدایا! اس گزرگہ کی مجھے گردِ سفر کردے (۵۱)

اس قدر اُن کی نوازش، اس قدر اُن کا کرم
اُن کے الطاف و کرم کی ہیں مسلسل بارشیں
میرا دامن تنگ ہے اُن کی عطائیں بے حساب (۵۲)

مربع کی ہیئت میں نعت

غمِ شب مٹانے کو جی چاہتا ہے
دیے پھر جلانے کو جی چاہتا ہے

کوئی ذکر چھیڑے دیارِ نبی کا
درِ مصطفیٰ پر کھڑی بے خودی کا
غبارِ رہِ پاک کی دل کشی کا
کہ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

جو اُترے ہیں دل کے سفینے سے ان کو
نفاست، محبت، قرینے سے ان کو

جو آئے ہیں زائر مدینے سے ان کو
گلے سے لگانے کو جی چاہتا ہے (۵۳)

نظم معریٰ کی ہیئت میں نعت

دبستانِ نور ریاض حسین چودھری کا۱۳واں نعتیہ مجموعہ ہے۔اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ کلی طور پر نظم معریٰ کی ہیئت میں ہے۔البتہ نظم معریٰ کی ہیئت میں ریاض حسین چودھری نے تھوڑی سی تبدیلی کی ہے۔ریاض مجید اپنے مضمون بہ عنوان ریاض حسین چودھری کی معریٰ حمد و نعت میں ریاض حسین چودھری کا ہی ایک قول نقل کرتے ہیں:

> "نظمِ معریٰ میں میں نے معمولی سی تبدیلی کی ہے وہ یہ کہ حمدیہ / نعتیہ نظم کے آخری دو مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہیں۔کوشش کی ہے کہ نظم کا سنٹرل مرکزی آئیڈیا اس آخری شعر میں سمٹ آئے"(۵۴)

نظم معریٰ کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

ہوا قلیل ہے شہرِ قلم کے آنگن میں

تمام سبز پرندوں پہ فرض ہے ہجرت
تمام خوشبوؤں، رنگوں پہ ہے سفر واجب
کھڑا ہوں کب سے میں تاریخ کے کٹہرے میں
گرفت شام کی مضبوط ہے اُجالوں پر
جلیں چراغِ ادب بھی مرے تصور میں
حضورؐ، لفظ کے باطن میں روشنی اُترے
حضورؐ، شہرِ قلم میں نئے چراغ جلیں
شبیہہِ حرفِ غلط شب کے گھُپ اندھیروں میں
بنا رہی ہے جہالت کی اَن گنت شکلیں
سو شاخِ لوح و قلم پر نکھار کیا آئے
کہیں سے حرفِ صداقت کی روشنی پھوٹے
ہوا قلیل ہے شہر قلم کے آنگن میں (۵۵)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

حضورؐ سارے زمانوں کا سرمدی چہرہ
حضورؐ
آیہء رحمت
حضورؐ

ابرِ کرم

میں تشنہ لب سرِ ساحل

تلاش میں ہوں ابھی

طلب مجھے ہے اُسی سیپ کی سمندر سے

کہ جس میں حمد و ثنا کے ہزار موتی ہوں

مثالِ اشکِ محبت گریں جو آنکھوں سے

شعورِ مدحت آقا کی ہو رمق جن میں

نئے اُفق پہ نئے زاویے سے لکھتے ہوں

حضورؐ

آیہ ءِ رحمت

حضورؐ

ابرِ کرم (۵۶)

سانیٹ کی ہیئت میں نعت

گلاب رُت رتجگے منائے

گدازِ عشق رسولؐ برحق، مرے حروفِ سخن کی شبنم

ہجومِ شمس و قمر ابھی تک اُفق اُفق سے گزر رہا ہے

برہنہ شاخِ دلِ حزیں پر گلاب رت رتجگے منائے

دھنک محاسن کی شب کے آنگن کی خامشی میں اُگی ہوئی ہے

وصال لمحوں کے سبز ہاتھوں میں مسکرائیں حروفِ تازہ

کھلے گی تشنہ لبوں پہ نعت نبیؐ کی روشن بیاض امشب

لبوں پہ اسمِ نبیؐ ازل سے سجا ہوا ہے سجا رہے گا

فراق و ہجر نبیؐ کا موسم حریمِ دل میں اُتر رہا ہے

قلم نے ہاتھوں میں تھام رکھا ہے آج حمد و ثنا کا پرچم

حریمِ فکر و نظر میں نعتِ نبیؐ کی محفل سجی ہوئی ہے

فصیلِ چشمِ گماں پہ مشعل یقیں کہ بادِ صبا جلائے

غلام زادوں کو حاضری کا شرف ملے گا، ریاض، امشب

ہے پرفشاں اب روش روش پر، ریاض، صبحِ وطن کا غازہ

ورق ورق پر بھی نام اُن کا لکھا ہوا ہے لکھا رہے گا (۵۷)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

اُن کے طفیل اُس نے کرم پر کرم کئے — میرے تمام لفظ چراغِ حرم کئے
شب بھر پڑھا درود رسالت مآب پر — ہونٹوں پہ روشنی نے ستارے رقم کئے (۵۸)
مملکت جس کی دل وجاں میں دوامی ٹھہری — دونوں عالم کی بقا جس کی غلامی ٹھہری
حرفِ آغاز ہوا جس کی قدم بوسی سے — حرفِ تکمیل بھی وہ ذاتِ گرامی ٹھہری (۵۹)

ریاض حسین چودھری معاصر اردو نعت میں ہیئتی تنوع کے حوالے سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں چار شعری ہیئتوں کو سب سے زیادہ استعمال کیا جن میں غزل، فرد، قطع اور ثلاثی شامل ہیں۔ جن میں ان کا زورِ قلم اپنے عروج پہ نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ نعتیہ سانیٹ بھی کہے ہیں۔

7۔ڈاکٹر عزیز احسن کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

معاصر شاعر ڈاکٹر عزیز احسن نے اپنی اردو نعتیہ شاعری میں غزل، فرد، مثنوی، مخمس، مسدس، آزاد نظم، قطعہ، اور ہائیکو کی ہیئتوں میں تجربات ملتے ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت:

ذرہ ذرہ مصطفیٰؐ سے چاہتا ہے روشنی — جانتے سب ہیں کہ بس اُن کی عطا ہے روشنی
اُنؐ کی تنویرِ رسالت نے بتایا خلق کو — دینِ حق کے ساتھ پیمانِ وفا ہے روشنی
نُورِ احمدؐ نے یہ قلب وذہن پر روشن کیا — کیسے ملتی ہے ہدایت اور کیا ہے روشنی
مہر وماہ وانجم وبرق وشرار وکہکشاں — ہیں تو سب روشن مگر دل کی جلا ہے روشنی (۶۰)

فرد کی ہیئت میں نعت

سرکارؐ کا لب پر مرے چرچا ہے تو میں ہوں — دل شہر میں طیبہ کا حوالہ ہے تو میں ہوں (۶۱)

احسن وہ زندگی تو کوئی معتبر نہیں — خُلقِ نبیؐ کا جس پہ مکمل اثر نہیں (۶۲)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

مثنوی ٴمہر رسالت

چھایا تھا جہاں پہ گھپ اندھیرا — ہر شے پہ تھا ظلمتوں کا ڈیرا
شمعِ رہِ خیر بجھ چکی تھی — چھائی ہوئی صرف تیرگی تھی
کمزوروں پہ ظلم ہو رہا تھا — دکھ، ورثہ ضعیف کا بنا تھا
عورت کا مقام کچھ نہیں تھا — فسق اور فجور ہر کہیں تھا
شر پھیلا تھا بحر اور بر میں — اندھیرا مچا تھا ہر نگر میں (۶۳)

مخمس کی ہیئت میں نعت

یاشہہِ دوسریٰ یاشہہِ دوسریٰ

یا شفیع الوریٰ یا نبی الھدیٰ ! — آپ ہی ابتداء آپ ؐ ہی انتہا
خاتم الانبیاء آپ ؐ کا تذکرہ — ہر زماں ہر جہت کر رہی ہے فضا
یاشہہِ دوسریٰ یاشہہِ دوسریٰ (۶۴)

مسدس کی ہیئت میں نعت

بنیاد پرست

اصل اسلام ہے اور ہے محکم بنیاد — دینِ اسلام مٹاتا ہے زمانے سے فساد
اہلِ دیں چاہتے ہیں دور وہ کر دیں الحاد — لیکن اغیار کی کوشش ہے یہ دیں ہو برباد
چاہتے ہیں کہ نہ اسلام کی بنیاد رہے — شہرِ اسلام کسی طور نہ آباد رہے
اصل خطرہ ہے اُنہیں پیروی سرورؐ سے
خوف ہے اُن کو رسالت کے مہ و اختر سے (۶۵)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

اُسؐ سے منسوب کروں
اُسؐ کی ہی نذر میں سب گزرانوں

یہ عقیدت کے گلاب اور سمن
جو ہے محبوبِ زمن
جو ہے مطلوبِ چمن
جو نبوت کا امیں ٹھہرا تھا
اس گھڑی!
جب کہ ابھی آدم بھی
آب اور گلِ سے نہیں گزرا تھا
کل بھی تھیں اُس کی طرف عشق کی نہریں جاری
آج بھی سیل عقیدت ہے اُسی سمت رواں
میں بایں دیدہ حیراں اُسی جانب نگراں
میرے ہر جذبہ اُلفت کا
وہی ؐ سرچشمہ
میرے احساس کی قندیل
اسی ؐ سے روشن
وہ ؐ شہِ دشت و دمن (٦٦)

ہائیکو کی ہیئت میں نعت

طیبہ کے موسم
جب جب مجھ کو یاد آئے
خوب ہوئی رم جھم

سعدی کے صدقے
آقا! میرے شعروں کی
خوشبو بھی مہکے

دُشمنِ جاں پہنچا
آقاؐ کے دربار میں تو
پھول بنا مہکا (۶۷)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

آپ ہی کی سیرت کے خدوخال ظاہر ہوں کاش اپنی آنکھوں سے وہ معاشرہ دیکھوں
دینِ حق کی خاطر سب اختلاف مٹ جائیں میں بھی اب اخوت کا وہ مظاہرہ دیکھوں (۶۸)

حضورؐ!میری طرف بھی نگاہِ لطف و کرم بنا رہی ہے نکما شکستہ پائی مجھے
فرازِ دیں سے گرا ہے جو کارواں تو عزیز قدم قدم پہ نظر آرہی ہے کھائی مجھے (۶۹)

عزیز احسن نے غزل کی ہیئت میں جو نعتیں کہیں ہیں ان میں عشقِ رسولؐ کی ترجمانی کی، قطع کی ہیئت میں شہر آشوب کا نوحہ بارگاہِ رسالت میں پیش کیا جبکہ آزاد نظم کی ہیئت میں انہوں نے معض مقامات پر اپنے ذاتی مسائل اور سیرت طیبہ کے واقعات کو بیان کیا۔ اور انہوں نے جو نعتیہ ہائیکو کہی ہے وہ اردو ماہیا کے انداز میں ہے۔

8۔ گہر اعظمی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

گہر اعظمی بھی موجودہ دور کے ایک نام ور نعت گو شاعر ہیں۔اُنھوں نے اپنی نعت گوئی کے دوران مختلف شعری ہیئتوں کو اپنے تجربات سے گزارا ہے۔جن میں غزل، مثنوی، مربع، دیوان، قطعہ، قطعہ بند کی ہیئتیں شامل ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت

محمد مصطفیٰؐ ہیں سر بسر پیکر شرافت کا اُنہیںؐ اللہ نے بھیجا بنا کر سایہ رحمت کا
ابد تک سلسلہ ہیں آپؐ ہی رشد و ہدایت کا تجلیِ دوعالم، آپ ہیں مقصود فطرت کا
مرقع عزم وہمت، فہم وادراک وفراست کا وہی ہیں منبع و مخزن، بصیرت اور فضیلت کا
مرے آقا کے سر پر ہے سجا سہرا شفاعت کا ہو دھڑکا پھر مجھے کیوں حشر کا، روزِ قیامت کا (۷۰)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

آپؐ کی نشو و نما محفوظ اور معصوم تھی — آسمانی تربیت بھی آپؐ کو حاصل رہی
جاہلیت کی نجاست سے رہے وہؐ دور ہی — اور رکھا دور اللہ نے بری عادت سے بھی
آپؐ حُسنِ خلق میں تھے برگزیدہ قوم میں — آپ کے سارے خصائل تھے حمیدہ قوم میں
مہر و الفت سے ہی تھے قلب و نظر آراستہ — پیش رکھتے تھے وہ اپنے راستی کا راستہ
ختم اُن کی ذات پر ہے عفت و شرم و حیا — محسنِ انسانیت اور معدنِ صدق و صفا
زندگی کا ہر ورق سادہ نہایت ہی حسین — آپؐ بچپن سے گنے جاتے تھے صادقؐ اور امیںؐ
عادتوں سے جاہلیت کے رہے تھے دور آپؐ — بکریاں بھی ہیں چرائیں اور رہے مزدور آپ
روزِ روشن کی طرح سارے ہی معمولات تھے — شان و رتبہ کے مطابق آپؐ کرتے بات تھے
خوش ادا طرزِ تکلم، خوش بیاں، شیریں مقال — روز مرہ زندگی میں رکھتے رشتوں کا خیال
بوجھ لوگوں کے اُٹھاتے کام آتے وقت پر — دستگیری پر یتامیٰ کی کڑی رکھتے نظر (۷۱)

مربع کی ہیئت میں نعت

یہ فرمایا نبیؐ نے ہے سبھی لوگوں میں وہ اچھا
جو اپنی بیوی سے ہمیشہ دُو بدو اچھا
یہ فرمایا صحابہ سے کہ میں ہر ایک سے بڑھ کر
ہوں اپنی بیویوں کے ساتھ خوش تر، نیک خُو اچھا

نبی جب گھر میں آتے تھے تو یہ معمول تھا اُن کا
برائے اہلِ خانہ آپ کے لب پر سلام آتا
سلام آہستگی سے رات میں کرتے تھے آنحضرت
کہ بیوی جاگتی ہو سُن لے، سوتی ہو تو جاگے نا (۷۲)

نعتیہ دیوان

ا ۔ زمانہ خود جو کہتا ہے، وہ لکھتا ہے قلم میرا — نہ کوئی اُن ؐ کے جیسا ہے، سرِ تسلیم خم میرا

ب بات صاف الفاظ میں ہے یہ بتاتی الکتاب — مرحبا، محبوبِ رب العالمیں ہیں آنجناب

پ مومنوں کے لئے سہارے آپ ؐ — شافعِ حشر ہیں ہمارے آپ

ت آبِ زر سے لکھو مجیب ؐ کی بات — پھر قلم سے اسی حبیب ؐ کی بات

ٹ دیکھتے آپ جب کہیں کھٹ پٹ — اُن میں کرواتے دوستی جھٹ پٹ

ث اُن ؐ پہ بھیجو درود اور سلام — اُن ؐ کا در مومنین کی میراث

ج دین کی مملکت پہ اُن ؐ کا راج — ہے نبوت کا اُن ؐ کے سر پر تاج

چ مہرباں اُن ؐ پہ تھا خدا، ہے سچ — جو اُنھوں ؐ نے کہا ہوا ہے سچ

ح مرحبا وہ دلوں کے ہیں فاتح — یہ حقیقت ہے صاف اور واضح

خ ثمرہ ہے نیک ونرم طبیعت کا آپ کی — زرخیز وہ زمیں ہوئی جو تھی سنگلاخ

د آپ موسی کی بشارت اور عیسی کی نوید — تھے کسی انسان کے نہ آپ شاگردِ رشید

ڈ غلاموں کا نہ آقا کے پتا ڈھونڈ — ملیں گے در پہ، جتنی بھی مچا ڈھونڈ

ذ رحمت و شانِ کبریا ؐ کاغذ — مظہرِ مہرِ مصطفیٰ ؐ کاغذ

ر مقام، عرشِ علیٰ کا نہ پا سکا کوئی اور — گئے حضورؐ جہاں تک نہ جا سکا کوئی اور

ڑ ہے ہمالہ سے بھی اُونچا اُن ؐ کی عظمت کا پہاڑ — کوئی کب انسانیت میں آپ ؐ کے جیسا پہاڑ

ز ذات اُن کی عقلِ کل، دانائے راز — نور سے سینہ مزین، دل گداز

ژ مسجدِ نبوی، خانہ کعبہ — ہیں مقدس ترین دونوں گاژ

س ذات اُن کی مقدس و اقدس ا — ان کا مداح ہر کس و ناکس

ش خیر عالم میں اُن کی پیدائش — ہیں دعائے خلیل کی خواہش

ص اس کے شاہد ہیں خود عوام الناس — ہیں محمد ؐ ہی حق کے پیرو خاص

ض — دوسرے انبیاء جس کے مجاز — آپ کے کارنامے ایسے بعض
ط — آپؐ کی تعلیم، منزل کے لئے — یہ ضروری ہے کہ ہو سیدھا صراط
ظ — دینِ اسلام کے قیامت تک — حکمِ ربی سے ہیں نبی حافظ
ع — سراسر جمع ہیں اتنے صنائع — بیاں کیوں کر ہوں آقا کے بدائع
غ — آپ عالی مرتبت، عالی نسب، عالی دماغ — رب نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہیں روشن چراغ
ف — روشنی اقصائے عالم میں ہوئی چاروں طرف — آپؐ کی بعثت سے دنیا کو ملا ایسا صدف
ق — آپ ہیں بے مثل لائق اور لیئق — ذات میں بے انتہا، بے حد، خلیق
ک — کہاں عاصی، کہاں وہ شاہِ لولاک — چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک
گ — ایک دم سادہ تھے شاہِ دوسرا کے رنگ ڈھنگ — کارنامے دیکھ کر ہوتی ہے اُن کے عقل دنگ
ل — میرا ہے معبود اللہ اور محمدؐ ہیں رسول — ہے دعا، ہو جائیں میری حمد اور نعتیں قبول
م — قرآن کی آیات ہیں اللہ کا پیغام — ہیں آپ نبی آخری، پیغمبرِ اسلام
ن — سارے نبیوں میں اُونچی، اعلیٰ شان — آپؐ سب سے عظیم تر انسان
و — ہیں آپ رحمتِ باری کا انتخاب لکھو — تمام نبیوں میں اعلیٰ ہیں آنجناب لکھو
ہ — یہاں رب کے فرستادہ نبی وہ — یہ ہے اعزاز کہ ہیں آخری وہ
ی — بے شک بلندیوں پہ ہے فہم و شعور کی — جس دل میں جاگزیں ہے محبت حضورؐ کی
ے — اُن کا ہم ہمتا بھلا کب دوسرا انسان ہے — آپ کی یکتا، یگانہ اس جہاں میں شان ہے (۷۳)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

ہے ولادت آپؐ کی اللہ کا اِک معجزہ — یہ شرف ان کا ہیں انسانوں میں سارے اولیں
وہؐ منارہ روشنی کا ہے حیاتِ طیبہ — جس کی کرنیں ضوفشاں تا حشر بروئے زمیں (۷۴)

عمر تھی آقاؐ کی میرے کُل فقط تریسٹھ برس — آپ ہوئے مبعوث جب تو عمر تھی چالیس سال
باقی تیئس سال میں کایا پلٹ دی عصر کی — ہر زمانے کے لئے وہ بن گئے روشن مثال (۷۵)

گہرا عظمی کی نعتیہ شاعری میں کچھ خاص ہیئتی تجربات نہیں ملتے لیکن ایک کام انہوں نے ضرور کیا ہے کہ قرآن و حدیث کے منظوم تراجم کے لئے جو ہیئت استعمال کی وہ نثری نظم کی ہیئت ہے جس سے اس ہیئت کو تقویت ملتی ہے۔ اور انہوں نے نبی کریمؐ کی سیرت کو بیان کرنے کے لئے مثنوی کی ہیئت استعمال کی جو ایک کامیاب تجربہ ہے۔

9۔ محمد اقبال حسین نجمی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

محمد اقبال نجمی کے اردو نعتیہ کلام میں برتی جانے والی شعری ہیئتوں میں کافی تنوع ہے۔ یہ اردو نعت کے وہ معاصر شاعر ہیں جنہوں نے ایک دو کے علاوہ قریباً دیگر تمام شعری ہیئتوں کو استعمال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے نعتیہ کلام میں ہمیں غزل، مثنوی، مثلث، مربع، مخمس، الف بائی ترتیب، سانیٹ، دوہا، رباعی اور ہائیکو، کی شعری ہیئتیں ملتی ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت:

رہے ہر گھڑی مرے پیار کو تری آرزو، شہِ دوسرا
ترے نام سے مری ذات کو ملے آبرو، شہِ دوسرا
تو قرار دے، تو نکھار دے، مری زندگی کو بہار دے
جو چلے سدا تری راہ پر وہی سرخرو، شہِ دوسرا
ترا راستہ ہی امان ہے، یہی روشنی کا جہان ہے
اِسی راستے کی سدا رہے مجھے جستجو، شہِ دوسرا
تری یاد میں جو بسر ہوئی، وہی زندگی، مری زندگی
ترے لطف سے ہی بھرا رہے یہ مرا سبو، شہِ دوسرا (۷۶)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

شان میں کامل محمد مصطفیٰؐ
ہادی برحق، امام الانبیا
آپؐ نے بتلائے رازِ زندگی
ہم کو بخشا سوز و سازِ زندگی
آپؐ کی ہر اک ادا ہے معتبر
آپؐ ہیں سرمایہء قلب و نظر
آپؐ بخشیں جانِ عالم کو سرور
آپؐ نے توڑا ہے شاہوں کا غرور
آپؐ کی خوشبو سے مہکا ہے جہاں
آپؐ نے آکر سجائے گلستاں (۷۷)

مثلث کی ہیئت میں نعت

سب ہی مراد پائیں، بھرتے ہیں جھولی خالی
سائل زمانہ سارا وہ ؐ ہیں جہاں کے والی
لاکھوں درود اُن ؐ پر، لاکھوں سلام اُن ؐ پر (۷۸)

مربع کی ہیئت میں نعت

جو ہیں نورِ خدا، جو رسولِ کریم
جو ہیں شاہِ عرب، جو ہیں دریتیم
جن کی رحمت کو پاتے ہیں سب خاص و عام
اُن کی خدمت میں لاکھوں کروڑوں سلام (۷۹)

مخمس کی ہیئت میں نعت

بشر اُن ؐ سا کوئی نہ دنیا میں آیا
سفر اُن ؐ سا کوئی بھی کرنے نہ پایا
وہ اطہر ؐ، وہ طاہر، وہ حاشر، وہ خاتم
رسولِ معظم، سلامُ ' علیکم
نبیء مکرم، سلامُ ' علیکم (۸۰)

نعتیہ مربع بلحاظ الف بائی ترتیب:

ا

تیرا جہاں ہے نقشِ پا
موسم وہاں ہے پیار کا
جس کی طلب ہے ارتقا
تیری طرف ہے دیکھتا

ب

قدرت کا تو ہے انتخاب

چا ہت کا لکھا تو نے با ب
پا یا سبھی نے تجھ سے فیض
ر حمت ہے تیر ی بے حسا ب

پ

ہے آ ر ز و میر ی ملا پ
ہے جستجو میر ی ملا پ
ہر د م ز با ں پر ہے د ر و د
ہے گفتگو میر ی ملا پ

ت

سب سے حسیں ہے تیر ی با ت
ا علیٰ ہی ا علیٰ تیر ی ذ ا ت
تو ہے خد ا کا و ہ ر سو ل
جو کہ ہے فخر ِ کا ئنا ت

ٹ

ہم میں پڑ ی ہے جب سے پھو ٹ
ر سی گئی ہے تیر ی چھو ٹ
سن لو ہما ر ی ا ب پکا ر
ہم تو گئے ا ند ر سے ٹو ٹ

ث

چننا مر ا تیر ی ؐ حد یث
پڑ ھنا مر ا تیر ی حد یث
خو شبو ہے تیر ی پا ت پا ت
سننا مر ا تیر ی ؐ حد یث

ج

تو ہے امر تو ہے سراج
دونوں جہاں پر تیرا راج
موسم تجھی سے خوش گوار
تیرے ہی بس میں ہر علاج

چ

گم صم مری رہتی ہے سوچ
صدمے کئی سہتی ہے سوچ
دیکھیں گے کب وہ آستاں
ہر پل یہی کہتی ہے سوچ

ح

دونوں جہاں کی تو ہے روح
کون و مکاں کی تو ہے روح
تیرے ہی دم سے زندگی
اس کارواں کی تو ہے روح

خ

بدرالدجی ہے تیرا ﷺ رُخ
شمس الضحی ہے تیرا ﷺ رُخ
روشن ہیں اس سے قلب و جاں
نُورِ خدا ہے تیرا ﷺ رُخ

د

حسنِ چمن تیرا ﷺ وجود
تجھ ﷺ سے سحر کی ہے نمود
پستی کو بخشا ہے فراز
تُو ﷺ نے ہی توڑا ہے جمود

ڈ

توڑے عدو کے سب گھمنڈ
شخصی نمو کے سب گھمنڈ
ہم سے کہی یہ پیاری بات
چھوڑو لہو کے سب گھمنڈ

ذ

سیرت تری کا ہو نفاذ
حکمت تری کا ہو نفاذ
تجھ پر فدا ہوں ہم سبھی
چاہت تری کا ہو نفاذ

ر

روشن تری ہے رہ گذر
تجھ سے درخشاں ہر نگر
ذرے گھر جو ہیں بن
تیرے ہی دم سے معتبر

ڑ

تو نے دیا تھا چاند توڑ
سورج دیا تھا تُو نے موڑ
تُو ﷺ ہے سراپا معجزہ
ہم کو دیا ہے رب سے جوڑ

ز

تُو ہے سخی مجھ کو نواز
تیری عطا پر مجھ کو ناز
تجھ پر درود آقا مدام

پڑھتا رہوں یہی نماز

س

ذکرِ نبیؐ ہے جن کو راس

اُن کے دلوں میں ہے مٹھاس

منزل کی ہو جن کو تلاش

آئیں وہ چل کے تیرے پاس

ش

دنیا تھی جیسے سرد لاش

شدت سے تھی یہ بدقماش

سب ہی جہالت کے پہاڑ

توُ نے کئے ہیں پاش پاش

ص

توُ نے پلا کے جامِ خاص

یک جا کئے ہیں عام و خاص

دیتا ہے جو لطفِ دوام

تیرا ہی وہ ہے نامِ خاص

ض

جانِ شجر تیرا ہی فیض

حسنِ ثمر تیرا ہی فیض

توُ نے دیا سب کو وقار

رنگِ اثر تیرا ہی فیض

ط

مدحت کی مجھ میں کب بساط

مقصد دلوں کا ہے نشاط

تیرا جو اُسوہ پاک ہے
حق و یقیں کی ہے صراط

ظ

تیری ثنا ہے لفظ لفظ
تیری ضیا ہے لفظ لفظ
پہلو ہیں اس میں سب نئے
تیری عطا ہے لفظ لفظ

ع

ماہِ حسین کا ہے طلوع
جانِ یقین کا ہے طلوع
فارس میں شعلے بجھ گئے
مہرِ مبیں کا ہے طلوع

غ

سارے ہنر تیرے چراغ
روشن نظر تیرے چراغ
اُن سے فروغ چشمِ زیست
جانِ قمر تیرے چراغ

ف

نورِ یقیں تیری طرف
نظریں اُٹھیں تیری طرف
تیرے سوا ہے سب غلط
راہیں چلیں تیری طرف

ق

روشن ترا ہے ہر سبق

پڑھتا ہوں میں اک اک ورق
پھیلا ہے ہر جا تیرا نور
کھلتی رہے تجھ سے شفق

ک

کلیوں میں ہے تیری مہک
تاروں میں ہے تیری چمک
نظریں اُٹھائیں جس طرف
دیکھیں وہیں تیری جھلک

گ

ہم کو دیے چاہت کے رنگ
تُو نے اُتارے دل سے زنگ
بخشی ہمیں ایسی حیات
جس نے کیا دنیا کو دنگ

ل

راہِ ہدی تیرے اُصول
منزل نما تیرے اُصول
اِن سے سبھی ہوں فیض یاب
عقدہ کشا تیرے اُصول

م

ہم پر رہے تیرا کرم
بستا رہے تیرا حرم
تیری عطاؤں نے رکھا
میری خطاؤں کا بھرم

ں

کوئی نہیں تجھ سا حسیں
باتیں تری ہیں دل نشیں
تیری مہک ہے چار سُو
تُو ہے رسولِ آخریں

و

تیری ازل سے آرزو
تیری ابد میں جستجو
لائق ثنا کے تیری ذات
تجھ سے ہماری آبرو

ہ

سارے نجوم و مہر و ماہ
آقا تری ہیں گردِ راہ
بردے ترے ہیں سر بلند
سب سے نڈر تیری سپاہ

ی

تجھ سے ہوئی ہے روشنی
تجھ سے ہی نکھری چانی
مدحت تری میرا وقار
اِس سے ہے ساری تازگی

ے

صبحِ درخشاں تجھ سے ہے
شامِ فروزاں تجھ سے ہے
دشتِ جہاں میں خیمہ زن
فصلِ بہاراں تجھ سے ہے (۸۱)

سانیٹ کی ہیئت میں نعت

راستے یہ اندھے تھے آپ جب نہ آئے
آپ نے کئے جاری آ کے نور کے چشمے
نفرتوں میں پلتے تھے جب آئے نہ آئے تھے
پیار کے طریقے سب آپ نے بتائے تھے
جام اپنی رحمتوں کا آپ ہی نے بخشا ہے
نور اپنی سیرت کا آپ ہی نے بانٹا ہے
جھونکا اپنی چاہت کا آپ ہی نے بھیجا ہے

آ کے سارے لوگوں کو آپ نے دیئے رتبے
لوگ جیسے گونگے تھے آپ جب نہ آئے تھے
پیار کے سلیقے سب آپ نے سکھائے تھے
بچے دفن کرتے تھے آپ جب نہ آئے تھے
آپ ہی کے آنے سے فیض یاب ہم ہوئے
لے کے آپ سے کرنیں آفتاب ہم ہوئے
چھو کے آپ کا دامن کامیاب ہم ہوئے (۸۲)

دوہے کی ہیئت میں نعت

آپؐ کے آنے سے ہے پائی دنیا نے معراج
آپؐ نے رکھی آ کے سارے کمزوروں کی لاج

آپؐ کے در پر جا کر جس نے پڑھا ہے پاک سلام
اُس نے آپؐ کے ساتھ کیا ہے آقاؐ خوب کلام

آپؐ کی رحمت کے سایے میں دوں یہ عمر گزار
دل یہ چاہے میرے دن اب گزریں اُسی دوار

میں بھی جالی روضے والی آنکھوں سے لوں چوم
پا کر یہ انمول خزینہ میں جاؤں گا جھوم

بانٹ رہی ہے خوشیاں آپؐ کے ہونٹوں کی مسکان
سب سے اُونچی، ارفع، اعلیٰ، آقا آپؐ کی شان

آپؐ کی رحمت کے پھولوں سے مہکے یہ احساس
آپ کے آنے سے ہی بجھی ہے میرے دل کی پیاس (۸۳)

ماہیے کی ہیئت میں نعت

ہر قول ہوا روشن
اُس نطق سے جو نکلا
وہ بول ہوا روشن

دشمن بھی حوالے دے
وہ ماہِ نبوتؐ تو
ذہنوں کو اُجالے دے

کیا رنگِ ضیا بخشا
سرکارِ مدینہؐ نے
عرفانِ خدا بخشا

ہم خود کو جلا دیں گے
سیرت کے چراغوں سے
دنیا کو ضیا دیں گے

وہ نام اُجالا ہے
اُس نام کو جپنے کا
انعام اُجالا ہے

میں بخت سنواروں گا
مشکل جو پڑے مجھ کو
آقا کو پکاروں گا (۸۴)

ہائیکو کی ہیئت میں نعت

چاند کو توڑ دے! یہ کہتے ہیں
ان کو شاید خبر نہیں اتنی
یہ کھلونا ہے تیرے بچپن کا

میں نے آنا ہے، مجھ کو آنے دے
اپنی چوکھٹ پہ دل جھکانے دے
ٹوٹ جائے نہ ڈور سانسوں کی

بات کرتا ہوں جب مدینے کی
سوچ وادی میں پھول کھلتے ہیں
مجھ پہ آئے بہار کا موسم (۸۵)

رباعی کی ہیئت میں نعت

میں نعت کی تکمیل کروں گا کیسے دل نور کی قندیل کروں گا کیسے
لفظوں کے ستارے میں بنالوں لیکن اُس حسن کو تمثیل کروں گا کیسے

نکھرے ہیں مرے لفظ ضیا کی صورت چلتی ہے میری سانس صبا کی صورت
توصیفِ نبی ؐ سے ہوا عالم ایسا مہکی ہے مری خاک حنا کی صورت (۸۶)

محمد اقبال حسین نجمی نے معاصر شعرا میں سے سب سے زیادہ شعری ہیئتیں استعمال کی ہیں۔ خاص کر وہ پہلے معاصر شاعر ہیں جنہوں نے نعت کے لئے دوحہ کی ہیئت کو استعمال کیا اور کامیاب نعتیہ دوحے کہے لیکن جس طرح پنجابی دوحے کے ادب میں چاشنی ہوتی ہے وہ ان کے اردو دوحے میں نہیں ملتی مگر اس کے باوجود محمد اقبال

حسین نجمی آردو نعتیہ دوے میں اپنا ممتاز مقام رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس جانب پہلا قدم اٹھانے والے نعت گو شاعر ہیں۔

10۔ محمد امین ساجد سعیدی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

محمد امین ساجد سعیدی نے بھی مختلف ہیئتوں میں نعتیہ تجربات کئے ہیں۔اُن کے ہاں ایک نیا ہیئتی تجربہ مستزاد کی صورت میں ملتا ہے۔ان کے ہاں ہمیں غزل، مخمس، مستزاد، قطعہ، آزاد نظم اور ماہیے کی ہیئتیں ملتی ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت

غزل کی ہیئت میں امین ساجد سعیدی نے کامیاب تجربے کے ہیں۔یہ ہیئت اُن کے نعتیہ کلام میں غالب ہے۔:غزل کی ہیئت میں ایک مثال ذیل ہے:

ہر گھڑی ہی تذکرہ ہے سید الکونینؐ کا ۔۔۔ دو جہاں شیدا ہوا سید الکونینؐ کا
رات دن اُن کے سوالی ہیں شہنشاہ و گدا ۔۔۔ ہر طرف جود و سخا ہے سید الکونینؐ کا
صحنِ اقصیٰ رات کو دیکھا رُسل کہنے لگے ۔۔۔ شان خورشیدِ لقا ہے سید الکونینؐ کا
خوں، عدو، وادی، طائف، ناضرر، کی ہے دعا ۔۔۔ کتنا عالی حوصلہ ہے سید الکونینؐ کا (۸۷)

مخمس کی ہیئت میں نعت

مخمس کی ہیئت میں امین ساجد نے جو نعت کہی ہے۔دراصل وہ امام احمد رضا خان بریلوی کی نعت کی تضمین پر ہے۔ملاحظہ ہو:

دل جاگتا ہے اُن کا جس وقت روئی آنکھیں ۔۔۔ اُمت کے غم میں چھم چھم اُن کی بھر آئی آنکھیں
آغوش میں نواسہ، نانا کی روئی آنکھیں ۔۔۔ جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں (۸۸)

مستزاد کی ہیئت میں نعت

مستزاد کے لغوی معانی بڑھے ہوئے کے ہیں جب کہ شاعری میں اس سے مراد یہ ہے کہ جب شاعر کوئی شعر کہتے ہوئے اُس کے ہر مصرعے کی مناسبت سے ایک جزو اضافی کہہ دیتا ہے جس کے ملنے سے ہر مصرعے کے مفہوم میں خوب صورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اضافی جزو نہ بھی ہو تو اصل مصرعے کے مفہوم پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بیدم وارثی کے ہاں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ ایک کا تذکرہ قابل ملاحظہ ہے :

شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن بنی	اے نگارِ مدنی
کب تک آخر رہوں میں تختہ مشق ارنی	تابکے نعرہ زنی
شب تیرہ ترے گیسو کے مقابل گر آئے	ابھی منہ فق ہو جائے
لب لعلمیں سے خجل ہو کے عقیق یمنی	چاٹے ہیرے کی کنی
قد بے سایہ سے اُٹھتی نہیں پھولوں کی قبا	نور ہی کی ہو ردا
بار خاطر تنِ نازک پہ ہے گل پیرہنی	بل ہے نازک بدنی
دست نقاش ازل نے جو سراپا کھینچا	اور بنایا خاکا
بول اُٹھا پیکر بے روح کہ اللہ غنی	خوب تصویر بنی
دولت دید سے دوری میں بھی محروم نہیں	دونوں مغموم نہیں
بیدم وارثی ہو کہ اویس قرنی	ہیں مقدر کے دھنی (۸۹)

امین ساجد سعیدی نے بھی یہ دعوی کیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے دو نعتیہ مجموعوں تجلی حسنِ ازل اور اے سید لولاک میں اس ہیئت کو برتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو امین ساجد سعیدی کا تجربہ بیدم وارثی کے تجربے سے مختلف ہے۔ انہوں نے پہلے مصرعے میں جس جزو کا اضافہ کیا ہے۔ اُسے ہی ہر شعر کے آخر میں دوبارہ استعمال کر دیا۔ اور ہر شعر کے پہلے مصرعے میں مصرعے کے قافیہ کی نسبت سے اضافہ کیا ہے۔ البتہ امین ساجد کا یہ تجربہ بھی قابلِ داد ہے کہ عصر حاضر میں فی الحال انہوں نے ہی اس کو زیادہ برتا ہے۔ اس ضمن میں اُن کی دو نعتیں ملاحظہ ہوں:

بس آپ کے ہی عشق سے معمور ہو سینہ، اے شاہ مدینہ	ورنہ یہاں دشوار ہوا جاتا ہے جینا، اے شاہِ مدینہ ؐ
ہے آپ کو ہر وقت مصائب میں پکارہ، مل جائے کنارہ	حالات کے گرداب میں میرا سینہ، اے شاہِ مدینہ ؐ

ڈر سکتا نہیں وہ کسی طوفانِ جہاں سے، اور دُشمن جاں سے
جس دل میں ہے عشق اور عقیدت کا خزینہ، اے شاہِ مدینہؐ
پُر نور فضا خوب ہے، رونق ہے اماں ہے، رحمت کا سماں ہے
آ جاتا ہے جب جشنِ ولادت کا مہینہ، اے شاہِ مدینہؐ
محصور اسے اپنی عنایات میں رکھنا، اوقات میں رکھنا
جائے یہ غلام اور کسی در پہ کبھی نہ، اے شاہِ مدینہؐ (۹۰)

گھر بار سجا کر تو شب و روز کیا کرے، توصیفِ پیمبرؐ
ہے صلِ علیٰ دل میں تو ہے نعت زباں پر، توصیفِ پیمبرؐ
انساں کو اگر چاہیے تسکین کی دولت، اور عزت و راحت
پھر حسن عقیدت سے کرے روز وہ گھر گھر، توصیفِ پیمبرؐ
شاہانِ جہاں کے وہ قصیدے کیوں پڑھیں گے، وہ ان سے اڑیں گے
کرتے ہیں ادب جو سحر شام گدا گر، توصیفِ پیمبرؐ
ہر ایک مقام ارفع و اعلیٰ ہیں وہ پاتے، جس سمت ہیں جاتے
یہ ورد جو کرتے ہیں ولی، غوث، قلندر، توصیفِ پیمبرؐ
منظر جو حسیں گنبدِ خضریٰ کا عجب ہے پرواز ادب ہے
کرتے ہیں اسی حسن غٹرغوں میں کبوتر، توصیفِ پیمبرؐ (۹۱)

قطعہ کی ہیئت میں نعت

امین ساجد نے نعتیہ قطعے میں بھی دو طرح کے تجربات کئے ہیں۔ ایک تو سادہ قطعہ ہے جو عام روایتی انداز میں کہا جاتا ہے اور دوسرا وہ نعتیہ قطعہ ہے جس میں اُنہوں نے مستزاد کی ہیئت استعمال کی ہے۔ دونوں کی مثالیں ذیل ہیں:

پڑتی ہے نظر ماضی کے اوراق پہ جس دم
آنکھوں میں اُترتا ہے ندامت کا سمندر
سرکار کی نسبت کا سہارا تو ہے ساجد
قطرے کو بنا دیتے ہیں رحمت کا سمندر (۹۲)

اس آس پہ جیتے جائیں گے، جب آپ ہمیں بلوائیں گے
اشکوں سے حال سنائیں گے، جب آپ ہمیں بلوائیں گے
الہام کی رم جھم برسے گی، ہم صلِ علیٰ کے نغموں سے
نعتوں کی بزم سے جائیں گے، جب آپ ہمیں بلوائیں گے (۹۳)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

امیں سعیدی کی نعتیہ آزاد نظم ملاحظہ ہو:

پیغام مرا اے بادِ صبا
جاتے ہوئے طیبہ لے جانا
رو، رو کے کہانی
درد بھری

بطحا کے مکیں سے کہہ دینا
اک دیوانے کو بلوائیں
بے کار ہنر نہ آوت ہے
اعمال سے خالی دامن ہے
حالات کے صدمے سہتا ہے
وہ حاصل پور میں رہتا ہے
اور نعتِ نبی بس کہتا ہے(۹۴)

نعتیہ ماہیے

امین ساجد سعیدی موجودہ دور کے معروف نعت خوان و نعت گو شاعر ہیں اُنہوں نے نعتیہ ماہیے بھی کہے ہیں:

قسمت کا ستارہ ہے
سرکارِ دو عالم کا ہم کو بھی سہارا ہے
غمگین ہو جاتے ہیں
ہو جائے کرم آقا حالات ستاتے ہیں
رحمت کا مہینہ ہے
مٹتے ہیں غم اس کے جس دل میں مدینہ ہے
سرکارؐ کی باتیں ہیں
دل کی دھڑکن میں بس آپ کی نعتیں ہیں
میلاد مناتے ہیں
خوش بخت ہیں وہ جن کو سرکار بلاتے ہیں (۹۵)

11۔ محمد حنیف نازش قادری کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

اردو نعتیہ شاعری میں ہیئتی تنوع کے حوالے سے محمد حنیف نازش قادری بھی کسی سے کم نہیں ہیں اس ضمن میں انہوں نے بھی اپنی شعری و ہیئتی مہارت سے اردو نعتیہ ادب میں اپنی انفرادیت قائم کی۔ اُنہوں نے نعت گوئی کے دوران غزل، مثنوی، مثلث، مخمس، مسدس، قطعہ، آزاد نظم اور ماہیے کی ہیئت کو اپنا تختہ مشق بنایا۔ محمد عارف، محمد حنیف نازش قادری کی مختلف ہیئتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

”حنیف نازش قادری نے صنفِ نعت کے عمیق سمندر میں غوطہ زن ہو کر اردو نعت کے فنی امکانات کو ابد العباد کر دیا ہے۔ وہ نعت کے ہیئتی اور فنی مزاج میں شعوری التزام سے تبدیلیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ان کی زمیں یں، ان کے قوافی ردائف اور بحور لائقِ توجہ ہیں۔“(۹۶)

غزل کی ہیئت میں نعت

میرے بختوں میں مدحت کا موتی رہے، نعت ہوتی رہے
نوکِ خامہ یہ موتی پروتی رہے، نعت ہوتی رہے

ہے تمنا کہ ہو وہ سفر یا حضر، ہو وہ دفتر کہ گھر
دل پسیجا رہے، آنکھ روتی رہے، نعت ہوتی رہے

جہل کی تیرگی سے نکالے مجھے، یوں سنبھالے مجھے
دل میں دانائی کے بیج بوتی رہے، نعت ہوتی رہے

ماننے والے نام نبیؐ چومتے اور رہیں جھومتے
خارِ منکر کے دل میں چبھوتی رہے، نعت ہوتی رہے (۹۷)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

ایک شب تھے جلوہ فرما سرورِ کون و مکاں
چودھویں کی رات تھی روشن تھا سارا آسماں

تھا منور بدرِ کامل پوری آب و تاب سے
اور ادھر سرکار کا چہرہ تھا اس کے سامنے

اک صحابی دیکھتا گاہے اُدھر گاہے ادھر
اور پھر بے ساختہ اس نے کہا یوں بول کر

اس طرف جو جلوہ فرما آمنہ کا چاند ہے
آسماں کے چاند کی چھب اُس کے آگے ماند ہے

کہکشاں، شمعیں، ستارے اور یہ شمس و قمر
اُن کے در پہ نور کی خاطر ہیں خود دریوزہ گر

رکھ سدا نازش تصور میں جمالِ مصطفیٰؐ
اور ہو لب پہ ترے صل علیٰ صل علیٰ (۹۸)

مربع کی ہیئت میں نعت

پڑھیے درود پائیں گے ایمان تازگی
پڑھیے درود آئے گی سینوں میں روشنی
پڑھیے درود ہو گی مدینے کی حاضری
صلوا علی النبی ، صلوا علی النبی (۹۹)

مخمس کی ہیئت میں نعت

یہ مخمس صنعت تضمین میں ہے۔ اس کے ہر بند کے آخری دو مصرعے یعنی ہر بند کا آخری شعر امام احمد رضا خان بریلوی کا ہے جسے تضمین کے طور پر استعمال کیا گیا۔

ہے لوا الحمد اک ندرت رسول اللہؐ کی
ہو گی جس کے سائے میں اُمت رسول اللہؐ کی (۱۰۰)

اللہ اللہ عظمت و شوکت رسول اللہؐ کی
عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہؐ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہؐ کی

مسدس کی ہیئت میں نعت

جا بجا تھی ایک ہاہا کارِ زیرِ آسماں چل رہی تھی ظلم کی تلوار زیرِ آسماں
ہر کوئی تھا درپئے آزار زیرِ آسماں مرحلہ تھا زیست کا دشوار زیرِ آسماں
لمحہ رحمت تھا پھر درکار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث تب سرکار زیرِ آسماں (۱۰۱)

آزاد نظم کی ہیئت میں نعت

سلام اُس پر کہ جس نے ایماں کا نور بخشا
سرور بخشا
دلوں کو جس نے شعور بخشا
سکونِ جاں دُور دُور بخشا
خزانے جو بھی چھپے ہوئے تھے
اُنہیں بھی آکر ظہور بخشا
کوئی ندامت کے اشک لایا جو اُس کے در پر
خطا نبھائی، قصور بخشا
سلام اُس پر کہ وہ ہے صادق، امیں ہے وہ
یقین ہے وہ
دلوں کا مسند نشین ہے وہ
نگاہ میں بھی مکین ہے وہ (۱۰۲)

نعتیہ قطعات

کیسے میں آپؐ کے اوصافِ حمیدہ لکھوں　　رنگ و رعنائی و بوئے گل چیدہ لکھوں
آپؐ توفیق اگر بخشیں تو پھر ممکن ہے　　آپؐ کا سرورِ دیں میں بھی قصیدہ لکھوں　(۱۰۳)

نعتیہ ماہیے

تک شانِ نبی زیرک
رب فرماتا ہے
ورفعنا لک ذکرک

معراج کی رات آئی
پانچ نمازوں کی
لے کر سوغات آئی　(۱۰۴)

محمد حنیف نازش قادری کی تمام نعتوں میں صوفیانہ رنگ ملتا ہے۔ ان کے اکثر مجموعے غزل کی ہیئت میں ہیں اور اس کے علاوہ انہوں نے نعتیہ ماہیے کہے ہیں جو ان کا ایک کامیاب تجربہ تھا۔

12۔ یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ

یوسف راہی چاٹگامی کا تعلق بھی اردو شعرا کے اُس قبیلے سے ہے۔ جس نے اردو ادب میں زندہ رہنے کے لئے مدح رسولؐ کو ہی اپنے لئے کافی جانا سو اُنہوں نے بڑی عقیدت اور محبت سے اردو نعت کی صنف کو اپنا حرزِ جاں بنایا۔ نہ صرف یہ بلکہ مختلف ہیئتوں میں بھی نعت کہی اور علاوہ ازیں اردو نعت کے میدان میں ایک نئی ہیئت نعتیہ چوکھمبی کی بنیاد بھی رکھی جس کے بارے میں محسن اعظم محسن ملیح آبادی لکھتے ہیں:

> ''یوسف راہی چاٹگامی عہدِ حاضر کے ان ذہین شعرا میں سے ہیں جن میں اختراعی شعور پایا جاتا ہے۔ یوسف راہی نے ایک نئی صنف سخن چوکھمبی اختراع کی ہے۔ اردو اصنافِ سخن میں قطع چار مصرعوں کی ایک صنف پہلے موجود تھی۔ شاعرِ موصوف نے روائتی قطع کی ہیئت بدل کر چوکھمبی اختراع کی ہے۔ روائیتی قطعے اور چوکھمبی میں فرق یہ ہے کہ چوکھمبی کے چاروں مصرعے مقفیٰ ہوتے ہیں چاہیں تو ردیف کا بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ چوکھمبی کی بحر

مخصوص کر دی گئی ہے یعنی بحرِ متقارب، مثمن سالم یا محزوف کی ہیں۔ محزوف میں چو کھمبیاں تخلیق کی ہیں۔ چو کھمبیوں کے پہلے مجموعے میں معاشرہ عمل، حیات و کائنات کے مضمونی موضوعات پر بڑی اعلیٰ چو کھمبیاں تخلیق کر کے اردو ادب کے خزانے میں اضافہ کیا ہے۔ وہ چو کھمبیاں جناب یوسف راہی چاٹگامی کی شاعرانہ طباہی کی شہادت دیتی ہیں" (۱۰۵)

اُن کے ہاں ذیل ہیئتوں میں نعتیہ تجربات ملتے ہیں۔ غزل، مثنوی، مربع اور مخمس کے علاوہ نعتیہ چو کھمبی اب ہم ان ہیئتوں کی نعتیہ مثالوں کا ملاحظہ کرتے ہیں۔

غزل کی ہیئت میں نعت

تا ابد روشن رہیں گے اُن کی عظمت کے چراغ
ہیں دوامی روشنی اُن ہی کی سیرت کے چراغ

جو بھی روشن کرتا ہے اُن کی محبت کے چراغ
جلتے ہیں اُس کے دل وجاں میں صداقت کے چراغ

کیسے بجھ جائیں بھلا اُن کی ضمانت کے چراغ
حکمِ رب سے ہیں جلے اُن کی حمایت کے چراغ

ایک دن بجھ جائے گا ہر اک چراغِ آگہی
دل میں روشن رکھو بس اُن ہی کی اُلفت کے چراغ (۱۰۶)

مثنوی کی ہیئت میں نعت

سنو کہ میرے حضورؐ کیا ہیں
وہ مصطفیٰؐ ہیں وہ مجتبیٰ ہیں

نہیں ہے اوصاف کی کوئی حد
وہی ہیں احمد وہی محمد

وہی مزمل، وہی مدثر
وہی ہیں طیب، وہی ہیں طاہر

کرے بھی کیا کوئی ان کی تحسین
وہی ہیں طٰہٰ، وہی ہیں یسیں

اُنھیں پہ حسانؓ وکعبؓ نازاں
اُنھیں کی مدحت نشاط ساماں

یہ ہے اُسی بردکی بڑائی
شفا بوصیری نے جس سے پائی (۱۰۷)

مربع کی ہیئت میں نعت

یہ نعتیہ سلام ہے جو یوسف راہی نے مربع کی ہیئت میں کہا ہے۔اس کے پانچ بند ہیں۔

السلام اے سارے نبیوں کے امام
السلام اے مرسلِ ربِ انام
آپ ہی کی ذات پر ہے دیں تمام
آپ ہی کی ہے نبوت کو دوام (۱۰۸)

مخمس کی ہیئت میں نعت

یوسف راہی نے مخمس کی ہیئت میں یہ سلام کہا ہے جس کے ہر بند کے آخری دو مصرعے یعنی آخری شعر امام احمد رضا خان کے مشہور زمانہ سلام سے بہ طور تضمین لئے گئے ہیں۔اس کے چودہ بند ہیں۔ایک بند ملاحظہ ہو:

ہوں دوامی رسالت پہ لاکھوں سلام ہوں دوامی نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر نفس اُن کی عظمت پہ لاکھوں سلام مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام (۱۰۹)

چوکھمبی کی ہیئت میں نعت

چوکھمبی دو لفظوں چو اور کھمبی کا مجموعہ ہے چو کا معنی چار اور کھمب پنجابی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب پر ہے یعنی کسی پرندے وغیرہ کا پر۔یہ بنیادی طور رباعی کی طرح چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔اس کے چاروں مصرعے ہم وزن و ہم ردیف و قافیہ ہوتے ہیں اس کے لئے اس کے موجد نے جو بحر مخصوص کی ہے۔وہ بحر متقارب مثمن سالم یا محذوف ہے۔۔اس کے مصرعے تو بنیادی طور پر چار ہوتے ہیں لیکن اس کے عنوان یا خاص موضوع کے حامل مصرعے کو منظوم کر کے پیش کر دیا جاتا ہے۔جس پر پانچویں مصرعے کا شبہ بھی ہوتا ہے۔یہ اردو ادب میں ایک نئی صنف ہے جس کے موجد کا نام یوسف راہی چاٹگامی ہے۔اُنہوں نے نعتیہ چوکھمبیاں کہی ہیں۔اور اسی نام سے اُن کا ایک نعتیہ مجموعہ بھی ہے۔اُن کی چند نعتیہ چوکھمبیوں کی مثالیں ذیل ہیں:

کہ بعدِ خدا آپ ہیں محترم

سبھی آپ کے در پہ شاہِ اُمم　　　شرف کا اُٹھائے ہیں علم
ثنا آپ کی کیا ہو مجھ سے رقم　　　کہ بعدِ خدا آپ ہیں محترم

نہیں آپ جیسا کسی کا جمال

سراسر ہے ذات آپ کی باکمال　　　خدا کی قسم! نور ہیں خد و خال
ضیا میں ہیں مانند بدر و ہلال　　　نہیں آپ جیسا کسی کا جمال

حبیب خداؐ آپ کے درس سے

خدا سے جہاں والے واقف نہ تھے　　　کہاں لوگ قائل تھے توحید کے
حبیب خداؐ آپ کے درس سے　　　حیاتِ بشر میں دیے جل گئے

جہاں کے لئے آگہی آپ ہیں

نبی و رسول آخری آپ ہیں　　　خدا سے فقط منجلی آپ ہیں
جہاں کے لئے آگہی آپ ہیں　　　اندھیروں میں بس روشنی آپ ہیں

اُنہیں سے ملا آگہی کا شعور

ہمیں بخشا ہے بندگی کا شعور　　　اُنہیں سے ملا آگہی کا شعور
عطا کر دیا روشنی کا شعور　　　دیا آپ نے زندگی کا شعور(۱۱۰)

اشتراکات واختلافات

باب ہذا میں تحقیق میں شامل کردہ اردو نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری کا ہیئتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ دوران مطالعہ معلوم ہوا کہ منتخب شدہ شعراء نے اپنے نعتیہ کلام میں کل چوبیس (۲۴) شعری ہیئتوں کے تجربات کئے۔ جن میں پانچ شعری ہیئتوں غزل،، مثنوی، مربع، قطعہ، آزاد نظم کا ہیئتی سطح پر اشتراک پایا گیا جب کہ انیس(۱۹) شعری ہیئتوں فرد، مثلث، مخمس، مسدس، مسبع، معشر، نظم معریٰ، رباعی، ہائیکو، سانیٹ، ماہیا، دوہا، چوکھبی، نعتیہ غزل بلحاظ الف بائی ترتیب، نعتیہ مثنوی بلحاظ الف بائی ترتیب، نعتیہ

مربع بلحاظ الف بائی ترتیب، نعتیہ گیت، مستزاد، گروہ بند، مصراعیہ، ترجیع مصرع اور ترکیب بند کو ایک، دودو، تین تین، چار چار شعراء نے انفرادی طور پر برتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۰

۲۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۱۷۰

۳۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۴۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۲۰۶

۵۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۱۳۸

۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۲۲۱

۷۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۵۶

۸۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۱

۹۔ صلی علی، ص، ۳۹

۱۰۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص، ۱۲۹

۱۱۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۳۸

۱۲۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۷

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۶۸

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۵۵

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۶۱

۱۸۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۳۴

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۰۷

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰۸

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۱

۲۲۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۷

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۱۰

۲۴۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۳۳

۲۵۔ ایضاً، ص۱۲۶

۲۶۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۲۵

۲۷۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۷

۲۸۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۶۸

۲۹۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۵

۳۰۔ رشید محمود، راجا، صلوٰۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱

۳۱۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۴۴

۳۲۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۳

۳۳۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۲۲

۳۴۔ ایضاً، ص ۵۳

۳۵۔ ایضاً، ص ۵۶

۳۶۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء،، ص ۱۷۳

۳۷۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۳۴

۳۸۔ رفیع الدین ذکی، دست بستہ، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۷

۳۹۔ ایضاً، ص ۲۸

۴۰۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۱۴۳

۴۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، راحتِ جاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۲ء، ص ۸۱

۴۲۔ رفیع الدین ذکی، نعتیہ قطعات، ادارے کا نام درج نہیں ہے، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳

۴۳۔ ایضاً، ص ۱۵

۴۴۔ رفیع الدین ذکی، دست بستہ، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۴

۴۵۔ ایضاً، ص ۲۸

۴۶۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۱۴۴

۴۷۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۵۶

۴۸۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹر نیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۰۶

۴۹۔ ریاض حسین، چودھری، کشکولِ آرزو، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۳۳

۵۰۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹرنیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۳۵
۵۱۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹرپرائز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۷
۵۲۔ ریاض حسین، چودھری، وردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۱۷۲
۵۳۔ ریاض حسین، چودھری، کشکولِ آرزو، القمر انٹرپرائز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۸۷
۵۴۔ ریاض حسین، چودھری، دبستانِ نو، القمر انٹرپرائز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۴ء، ص ۱۶
۵۵۔ ایضاً، ص ۲۶۴
۵۶۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹرپرائز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۵ تا ۱۴۷
۵۷۔ ایضاً، ص ۱۰۱
۵۸۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء،، ص ۵۸
۵۹۔ ایضاً، ص ۲۵۰
۶۰۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۸
۶۱۔ ایضاً، ص ۱۱۸
۶۲۔ ایضاً، ص ۱۳۳
۶۳۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۶
۶۴۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۱۶۱
۶۵۔ ایضاً، ص ۲۷۰
۶۶۔ ایضاً، ص ۱۹۹
۶۷۔ ایضاً، ص ۱۶۹
۶۸۔ ایضا، ص ۱۳۵
۶۹۔ ایضاً، ص ۹۷
۷۰۔ گہر اعظمی، حضورؐ میرے، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۶۳
۷۱۔ گہر اعظمی، سرور کائنات، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص ۷۹
۷۲۔ گہر اعظمی، ثنائے شافع مرسل، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۲۰ء، ص ۲۶۲
۷۳۔ گہر اعظمی، آقائے مدینہ، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۵ء، ص ۳۹ تا ۲۴۷
۷۴۔ گہر اعظمی، منظوم تذکرہ انبیاء کرام، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ۲۹۳

۷۵۔ ایضاً، ص ۲۹۵

۷۶۔ محمد اقبال، نجمی، انوارِ مدحت، ایوانِ حمد و نعت، پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۱

۷۷۔ محمد اقبال، نجمی، عبد کامل، ایوان حمد و نعت پاکستان، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۳۹

۷۸۔ محمد اقبال، نجمی، گلہائے سلام، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۲۰

۷۹۔۔ ایضاً، ص ۲۴

۸۰۔ ایضاً، ص ۴۱

۸۱۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۱ تا ۱۵۰

۸۲۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۸۳۔ محمد اقبال، نجمی، رنگِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۳۱

۸۴۔ محمد اقبال، نجمی، انوارِ مدینے کے، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۵

۸۵۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۶۱

۸۶۔ ایضاً، ص ۱۷۳

۸۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلیِ حُسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۱۰

۸۸۔ ایضاً، ۹۱

۸۹۔ بیدم وارثی، کلیات بیدم وارثی، عبد اللہ پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۳۲۱

۹۰۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۱۴

۹۱۔ ایضاً، ص ۱۴۵

۹۲۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۸۲

۹۳۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۲

۹۴۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۶۲

۹۵۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۹۶۔ محمد عارف، مشمولہ نعت ہوتی رہے (محمد حنیف نازش قادری)، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۸

۹۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۵۹

۹۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۰

۹۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۹۸

۱۰۰۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۵۶

۱۰۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۲۰۴

۱۰۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۷

۱۰۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۲۰۸

۱۰۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۴

۱۰۵۔ محسنِ اعظم محسن ملیح آبادی، مشمولہ نعتیہ چوکھمیاں (یوسف راہی چاٹ گامی)، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۲۰ء، ص ۵

۱۰۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۱۲۷

۱۰۷۔ ایضاً، ص ۸۳

۱۰۸۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، سلام و آمد رسول، پاسبان حمد و نعت،، ۲۰۲۱ء، ص ۱۱

۱۰۹۔ ایضاً، ص ۲

۱۱۰۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، نعتیہ چو کھمبیاں، رنگِ ادب، کراچی، ۲۰۲۰ء، ص ۳۹

باب چہارم

معاصر اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

اس باب میں منتخب کئے گئے موجودہ دور کے اُردو نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام کا اُسلوبی مطالعہ کیا جائے گا۔ نیز یہ جاننے کی کوشش کی جائے گی کہ اُن کے ہاں کون کون سے اُسلوبی اشتراکات و اختلافات پائے جاتے ہیں

1۔ اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان کا استعمال

علم بیان سے مراد ایسا علم ہے۔ جس کے استعمال سے ایک متکلم نہ صرف اپنے کلام کو خوب صورت بنا سکتا ہے بلکہ وہ اپنے مافی الضمیر کو مختلف انداز و معانی میں بھی ادا کر سکتا ہے۔ علم بیان کے چار بڑے ارکان ہیں۔ تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اشفاق احمد غوری کے ہاں علم بیان کے کون کون سے ارکان ملتے ہیں۔

تشبیہ

جب دو چیزوں کے مابین مشترک خوبی کی بنا پر مشابہت و مماثلت قائم کی جائے تو یہ تشبیہ کہلاتا ہے۔ اشفاق احمد نے کئی مقامات پر اسے استعمال کیا۔ دو مثالیں ذیل ہیں:

ریگِ عرب کے ذرے لگتے ہیں چاند تارے　　　پانی سے کہہ رہی تھیں سرِ آب جو ہوائیں　(۱)

تیری جبیں ہے ضو فشاں　　　ماہِ تمام ہو بہ ہو　(۲)

ان اشعار میں عرب کی ریت کے ذروں کو آسمان کے چاند تاروں سے تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے شعر میں نبی پاکؐ کی چمکتی دمکتی پیشانی کو ماہِ تمام یعنی پورے روشن چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔

استعارہ

استعارہ سے مراد یہ ہے۔ جب لفظ کو اس انداز میں استعمال کیا جائے کہ اُس کے حقیقی معنوں کی بجائے اُس کے مجازی معانی مراد لئے جائیں نیز ان کے درمیان تشبیہ کا تعلق بھی موجود ہو

اشفاق احمد غوری کے کلام سے دو مثالیں

اے نازنیں، اے دل ربا　　اے خاورِؐ ہفت آسماں (۳)

نہ ایسا کوئی تھا نہ ہے وہ پیکرِ جمال ہے　　اُس آفتابِ حسنؐ کو گہن ہے نہ زوال ہے (۴)

ان اشعار میں نبیؐ کریم ﷺ کو خاورِ ہفت آسماں یعنی ساتوں آسمانوں کا سورج اور آفتاب حسن کہا گیا ہے۔

مجاز مرسل

جب کسی لفظ کا استعمال اس انداز میں ہو کہ اُس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق بھی ہو تو اُسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

کُل بول کر جزو مراد لینا

کتنا رویا ہوں مدینے میں حضوری کے لئے　　فردِ اعمال میں لکھا ہے حسابِ مژگاں (۵)

مدینہ پورا شہر ہے یہاں شاعر نے مدینہ یعنی پورا شہر بول کر جزو یعنی روضہ رسولؐ مراد لیا ہے جہاں سرکار دو عالمؐ کی ذات دفن ہے

سرورِ اُممؐ مجھ کو، اِذنِ لب کشائی دیں　　حرفِ نعت لایا ہوں، اپنے ساتھ گاؤں سے (۶)

گاؤں کل بول کر گھر یعنی جزو مراد لیا گیا ہے

جزو بول کر کل مراد لینا

نگل ہی جائے تیرگی ہمارے خواب خواب کو　　اگر نہ ذکرِ زلفِ شہ ہورات سے جُڑا ہو (۷)

اس شعر میں ایک زلف کا ذکر کر کے شاعر نے ساری زلفیں مراد لی ہیں۔ جزو بول کر کل مراد لیا ہے

لمس پا کر ترےؐ نقشِ نعلین کا　　ذرہ خاک بھی ماہِ تاباں ہوا (۸)

یہاں ذرہ خاک مٹی کا ایک ذرہ جزو بول کر ساری زمیں کل مراد لی ہے

ظرف بول کر مظروف مراد لینا

مظروف وہ چیز جو ظرف میں ہو پانی، شراب وغیرہ۔

قلم سے نوشابہ عقیدت ہمیشہ جاری رہے الٰہی　　ازل کی تشنہ ساعتوں کو جمیل ساغر پلائے رکھوں (۹)

یہاں ساغر یعنی ظرف بول کر مظروف مراد لیا گیا ہے

کنایہ

لفظوں کا مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کہ اُس سے حقیقی معانی بھی مراد لئے جاسکیں ۔ کنایہ کہلاتا ہے۔
اشفاق احمد غوری کے کلام سے ایک دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

غلامانِ محمدؐ کے لئے ہوں انگبیں، لیکن　　　برائے بے ادب نوکِ زباں شمشیر کرتا ہوں　(۱۰)

نوکِ زباں شمشیر کرنا کنایہ ہے کہ اس کے مجازی معانی تو مخالف کے خلاف سخت اندازِ تکلم اختیار کرنا ہے جب کہ حقیقی معانی تلوار کے ہیں۔ یہاں دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں۔

کنایہ قریب

جس میں کنایہ کا استعمال فوراً سمجھ آجائے:

ہر گھڑی شہر معطر کی حسیں یادوں کا　　　قافلہ سبز نگینے کی طرف جاتا ہے　(۱۱)

شہر معطر سے مراد مدینہ طیبہ اور سبز نگینے سے جو فوراً سمجھ آتا ہے وہ روضہ رسولؐ یعنی گنبدِ خضری ہے۔

کنایہ بعید

وہ کنایہ جو فوراً سمجھ میں نہ آئے:

وہ جو قاسم و مختار و سخی و داتا　　　کرم کی خُو بھی اسی سرورِ لجپال میں ہے　(۱۲)

یہاں مراد ذات حضورؐ ہے لیکن کہیں ذکر نہیں کیا گیا صرف وہ صفات قاسم و مختار و سخی و داتا استعمال کی گئی ہیں۔ جن سے نبی کریمؐ کی طرف کنایہ ملتا ہے۔

علم بدیع کا استعمال

یہ ایسا علم ہے کہ جس کے استعمال سے شاعری میں لفظی و معنوی سطح پر خوب صورتی پیدا کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں جو مخصوص الفاظ لائے جاتے ہیں اُنہیں صنعت کہا جاتا ہے۔ اس علم کی دو بڑی اقسام ہیں۔
صنائع لفظی اور صنائع معنوی

صنائع لفظی

صنائع لفظی سے مراد وہ صنعتیں ہیں جن سے لفظوں میں کوئی خوبی پیدا کی جاتی ہے۔اس کی مختلف اقسام ہیں۔
اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت میں صنائع لفظی کا استعمال کئی انداز میں ملتا ہے۔

صنعتِ تجنیسِ زائد و ناقص

صنعتِ تجنیسِ زائد و لفظوں کا ایسا استعمال جن میں صرف ایک حرف کی کمی بیشی ہو تو اسے صنعت تجنیس زائد کہتے ہیں۔

جہان ہے آپ ہی کے دم سے یہ جان ہے آپ ہی کے دم سے — نہ آپ کا نُور خلق ہوتا، جہاں، خدا کی قسم نہ ہوتا (۱۳)

جان اور جہان میں ایک لفظ کا اضافہ ہے

صنعتِ تجنیسِ خطی

دو ایک سے الفاظ میں نقطے کی کمی بیشی کو صنعت تجنیس خطی کہتے ہیں:

آقاؐ ترے پسینے کی خوشبو سے آج تک — حیران مشک و عنبر و عود عبیر ہے (۱۴)

عنبر، عبیر میں تجنیسِ خطی ہے

صنعت تجنیس سر حرفی

ایسے الفاظ کا شعر میں استعمال جو ایک ہی لفظ سے آغاز ہوں:

خواب ، خواہش، طلب جستجو نعت ہے — فکر و فن ، زندگی ، شوق خُو نعت ہے (۱۵)

خواب، خواہش اور فکر، فن چاروں لفظ خ اور ف سے شروع ہوتے ہیں۔

صنعت اشتقاق

ایسے الفاظ کو شعر میں لانا جن کا ماخذ ایک ہی ہو:

کُن کا مقصود اشفاق شاہِ زمن — جانِ ہر دوسرا جانِ جاناں ہوا (۱۶)

جان اور جاناں صنعت اشتقاق ہے

صنعت شبہ اشتقاق

شعر میں ایسے الفاظ لانا جو ایک ماخذ سے نہ ہوں لیکن شبہ ہو:

گھیرا ہے اندھیروں نے مرے گھر کو ازل سے　　　تھوڑی سی ضیا سرورِ ثقلین عطا ہو (۱۷)

گھیرا اور گھر پر ایک ہی ماخذ سے ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

صنعت تلمیع

یہ وہ صنعت ہے جب شاعر شعر میں کسی دوسری زبان کا لفظ یا مصرع لائے:

بہ وقت حاضری من زار قبری ذہن میں گونجا　　　بڑا مسحور کُن تھا یہ مقالِ سیدِ عالم (۱۸)

من زار قبری عربی زبان سے ہے

صنعتِ اقتباس یا عقد

جب کسی شعر میں کسی قرآنی آیت یا حدیث کے الفاظ اپنے اصل سیاق سے ہٹ کر لائے جائیں:

آپ ہیں کونین میں سب سے حسیں یا سیدی　　　آیت فی احسن تقویم کے مصداق ہیں (۱۹)

ورفعنا لک ذکرک کا چلن ہے ہر سو　　　بامِ قوسین پہ لہراتا ہے پرچم تیرا (۲۰)

صنعتِ تکرار

جب شعر میں الفاظ کی تکرار سے خوب صورتی پیدا کی جاتی ہے تو اِسے صنعتِ تکرار کہا جاتا ہے:

آنکھ سے قلب تک خواہشِ دید ہے　　　آنکھ سے قلب تک کا وضو نعت ہے (۲۱)

صنعت سیاقۃ الاعداد

جب شعر میں اعداد کا ذکر کیا جائے:

اک ہمیں چودہ صدی کے فاصلے سہنے پڑے　　　خوش مقدر تھے ملا جن کو زمانہ نور نور (۲۲)

دو کریموں کا مجھ پر یہ احسان ہے　　　مری ہر سانس کی آرزو نعت ہے (۲۳)

صنعت ذو قافتین

جب شعر میں دو قافیے لائے جائیں تو اسے صنعتِ ذو قافتین کا استعمال کہتے ہیں:
اشفاق احمد نے اس صنعت میں مکمل نعت کا تجربہ کیا ہے: صرف مطلع پیش خدمت ہے

جو نغمے نعت کے آنکھوں کو کر کے نم سناتے ہیں   تو قدسی پھول اُن کے نام پر پیہم لٹاتے ہیں (۲۴)

صنعت غیر منقوط

اس صنعت میں کی گئی شاعری میں کسی لفظ پر نقطہ نہیں ہوتا۔
اشفاق احمد غوری کے نعتیہ کلام سے ایک نعت کے دو شعر پیش کئے جا رہے ہیں:

کہوں گا حال دل سرکار عالم کملی والے سے   ملے گا دل کے ہر گھاؤ کو مرہم کملی والے سے
کلی دل کی کھلے گی گل کھلے گا وصل سرور کا   ہرا ہو گا ہمارے دل کا موسم کملی والے سے (۲۵)

اشفاق احمد غوری کی اردو نعت میں صنائع معنوی کا استعمال

صنائع معنوی سے مراد ایسی صنعتیں ہیں جو اشعار کے معانی میں خوب صورتی پیدا کرتی ہیں۔

صنعت تلمیح

کسی مذہبی، تاریخی واقعے کی طرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں۔

سدرہ ہے انتہائے سفر جبرائیل کا   سدرہ ہے تیرا نقطہ آغاز یا نبی (۲۶)

اس شعر میں حضورؐ کے واقعہ سفر معراج کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

صنعت مراعات النظیر

اس صنعت میں ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جو باہمی نسبت رکھتے ہیں لیکن یہ نسبت تقابل یا تضاد کی نہیں ہوتی۔ اشفاق احمد کی نعتیہ شاعری سے دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

حشر کا روز کڑی دھوپ، شرابور بدن   بات بن جائے گی جب تیرے اشارے ہوں گے (۲۷)

مقصد روز محشر کی سختی بیان کرنا تھا۔ لفظ حشر کے ساتھ کڑی دھوپ اور شرابور یہ سب صنعت مراعات النظیر ہے

ملتی چمک ہے تیری ضیا سے نجوم کو ضوریز مہر وماہ تری آب و تاب سے (۲۸)

یہاں چمک کی مناسبت سے ضیا، نجوم، ضوریز، مہر وماہ اور آب و تاب کے لفظ لائے گئے ہیں۔

توالی اضافت

جب شعر میں ایسے الفاظ استعمال ہوں جن کے ساتھ اضافت استعمال ہو

اشفاق احمد نے اس صنعت کو کافی مقامات پر برتا ہے۔ پوری پوری نعتیں اسی صنعت کے حوالے سے تخلیق کی ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو :

اے راحتِ جاں باعثِ تسکین محمدؐ اے شاہِ زمن شاہِ سلاطین محمدؐ
بے کس کو ملا آپ کی چوکھٹ کا سہارا اے گنجِ کرم حامیِ مسکین محمدؐ
ہوں کس سے بیاں آپ کے گنجینہء اوصاف ہے صدق و صفا شوکتِ آئین محمدؐ (۲۹)

صنعتِ تنسیق الصفات

جب شعر میں مطلوبہ شخصیت کی مختلف صفات کو بیان کیا جائے۔

حبیب ربِ کریم ہو تم، بڑے روف ور حیم ہو تم میں آؤں در پر حضورؐ والا میں منتظر ہوں اجازتوں کا (۳۰)

صنعت جمع

ایک ہی حکم میں مختلف چیزوں کو شامل کر لیا جائے تو یہ صنعت جمع کہلاتی ہے :

ماہ و خورشید کو ستاروں کو میرے آقا سے نوُر ملتا ہے (۳۱)

اس شعر میں چاند سورج اور تاروں کو ملنے کا سبب ہمارے نبی کی ذات ہے گویا ان سب کو ایک ہی حکم میں شامل کیا گیا کہ سب حضورؐ کی ذات مبارکہ سے نور لیتے ہیں

صنعتِ استشہاد

جب شاعر اپنے تخلص کو اس انداز میں شعر میں لائے کہ وہ شعر کے مضمون کا حصہ بن جائے:

اس حوالے سے اشفاق احمد کی ایک نعت کا مطلع اور مقطع پیش کیا جارہاہے:

جن وانساں اور قدسی آپ کے مشتاق ہیں آپ ہیں مطلوبِ عالم، راحتِ عشاق ہیں
مجھ سے عصیاں کار پر بھی اے شہِ جود و عطا آپ کے اکرام ہیں الطاف ہیں اشفاق ہیں (۳۲)

صنعتِ حُسنِ طلب

بنیادی طور پر یہ صنعت قصیدے کا ایک جزو ہے جس میں شاعر بادشاہ کی تعریف کے بعد اپنی حاجت بیان کرتے ہوئے اُس سے انعام واکرام طلب کرتا ہے۔جب کہ اصطلاحاً اس سے مراد کسی ہستی سے بہ طور احسن کچھ طلب کرنا ہے۔ہمارے شعراء نے اسے قصیدے سے ہٹ کر نعت میں بھی اس قدر استعمال کیا کہ اب یہ صنعت قریباً ہر خوش عقیدہ نعت گو شاعر کے ہاں پائی جاتی ہے۔اشفاق احمد غوری کے نعتیہ کلام سے ایک مثال ذیل ہے:

نُورِ مدحت سے مرا قلب منور رکھنا　　مدحِ سرکار سے لہجے کو معنبر رکھنا
تیرے محبوبؐ کو آقائی ہے زیبا مالک!　　مجھ کو ہر وقت غلامی پہ مقرر رکھنا
چند لمحوں کی جدائی بھی اگر ہو لازم　　فرقتِ سرورِ کونین موخر رکھنا
کوئی لمحہ نہ رہے ذکرِ نبی سے خالی　　جانِ عالم کے تصور سے معطر رکھنا (۳۳)

صنعتِ تجاہلِ عارفانہ

اس صنعت کو استعمال کرتے ہوئے شاعر کسی چیز کی حقیقت سے بہ خوبی واقف ہوتے ہوئے بھی اپنی بے خبری کا اظہار کرتا ہے اور مختلف سوال اُٹھاتا ہے۔حالانکہ اُسے حقیقت کا علم بھی ہوتا ہے۔اشفاق احمد غوری نے اس کو بہت خوب صورت انداز میں برتا ہے ملاحظہ ہو:

سرِ نظارت رُخِ مدینہ کہاں سے لاؤں　　عجم کی مٹی ہوں طورِ سینا کہاں سے لاؤں
حضورؐ اکرم سُنیں تو ہولے سے مُسکرا دیں　　میں نعت کہنے کا وہ قرینہ کہاں سے لاؤں
مہک تو سکتے ہیں اب بھی دونوں جہان لیکن　　میں شاہِ ابرار کا پسینہ کہاں سے لاؤں
میں دیکھ پاؤں شہِ مکرم کے نرم تلوے　　میں وہ مقدر وہ چشمِ بینا کہاں سے لاؤں (۳۴)

عربی وفارسی قوافی اور ردیفیں

اشفاق احمد غوری کی اُردو نعت کے مطالعے سے اس بات کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے کہ اشفاق احمد غوری عام روایتی شعراء کی نسبت ایک صاحب علم و عمل شاعر ہیں۔عربی وفارسی زبانوں سے بھی اچھا شغف رکھتے ہیں ۔اُن کی زیادہ تر نعتوں کے قوافی وردیفیں عربی وفارسی زبانوں میں ہوتے ہیں۔اس پہ مستزاد یہ کہ اُن کا شعری

سلیقہ گرہ بندی کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ ذیل میں ایسی نعتوں کے صرف مطلع پیش کئے جائیں گے جن سے اُن کے عربی و فارسی لسانی شعور و شغف کا اندازہ ہو سکے۔

عربی ردیفوں کی حامل نعتیں

امامِ مُرسلیں خیر الانام صلِ علیٰ — شفیعِ مذنبیں تیرا مقام صلِ علیٰ (۳۵)

یا نبی یا رحمۃ اللعالمیں صلِ علیٰ — کہ رہا ہے خالقِ کل بالیقیں، صلِ علیٰ (۳۶)

یکتا، یگانہ، دلنشیں، محبوب رب العالمیں — کوئی نہیں تجھ سا حسیں، محبوب رب العالمیں (۳۷)

فارسی ترکیب کی حامل ردیفوں کی نعتیں

کتنے حسیں ہیں گیسو و رخسارِ مصطفیٰ — ہر کوئی لگ رہا ہے طلب گارِ مصطفیٰ (۳۸)

یا نبی کھولئے زبانِ کرم — جاری فرمایئے بیانِ کرم (۳۹)

والشمس والضحیٰ ہے اگر روئے مصطفیٰ — واللیل کا جمال ہے گیسوئے مصطفیٰ (۴۰)

اے سرورِ کون و مکاں — محبوبِ خلاقِ جہاں (۴۱)

اے شہِ کون و مکاں، ماحیٔ غم، شاہِ اُمم — ہو مرے حال پہ اک نظر کرم، شاہِ اُمم (۴۲)

ایمان کو ثبات ہے ذاتِ رسول سے — روشن یہ کائنات ہے ذاتِ رسول سے (۴۳)

قلب و جاں میرے فدائے مصطفیٰ — جی رہا ہوں میں برائے مصطفیٰ (۴۴)

ریختائی رنگ

اشفاق احمد غوری معاصر نعت گو تو ہیں لیکن وہ اپنے معاصرین سے یوں بھی ممتاز ہیں کہ اُنھوں نے عربی و فارسی کے علاوہ ہندی اور ریختائی انداز میں بھی نعتیں کہی ہیں۔ یہ انداز سب سے پہلے امیر خسرو کے ہاں ملتا ہے۔ اس رنگ میں کہی گئی نعتوں میں ہندی اور اردو دونوں زبانوں کی آمیزش ملتی ہے ۔ کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں

پیار تورے یمیں تورے — یہ آسمان و زمیں تورے

عظیم ہیں تورے در کے خادم — عدو ہیں سارے لعین تورے

حبیب ، قاسم ، کریم ، حامد — ہیں نام سارے حسین تورے

عمر ، غنی ، بو بکر ، علی ہیں غلام سارے ذہین تورے
تمام کافر بھی مانتے تھے لقب ہیں صادق امین تورے
ہے تو ہی مختار اور آقاؐ مکان تورے مکین تورے
کرم ، معافی ، عطا و بخشش شعار اعلیٰ ترین تورے (۴۵)

ایک پل کا وصال دے موہے رنج و غم سے نکال دے موہے
میں جسے تیری نعت میں باندھوں وہ فروزاں خیال دے موہے
لوحِ دل پر سجاؤں گا مولا میم حا میم دال دے موہے
عشق قرنی سے ایک بوند ملے اشتیاقِ بلال دے موہے
منفرد نعت کہہ سکوں تیری فکر و فن باکمال دے موہے (۴۶)

قدیم اردو لہجہ

بعض مقامات پر اشفاق احمد غوری نے قدیم اردو کے لہجے کو بھی اپنایا ہے ۔ایک مثال ذیل ہے:

مدینہ دیکھ کر دل کو بڑی تسکین ہووے ہے طبیعت دور بطحا سے بہت غمگین ہووے ہے
مرے دل میں ابھرتا ہے تصور کملی والے کا مرے ہونٹوں پہ جس دم سورہ یاسین ہووے ہے
وہی منشورِ دیں ہے جو مرے آقا نے فرمایا حبیب کبریا کی بات ہی آئین ہووے ہے
خیال آتا ہے جس لمحے شہِ کونین کا دِل میں دلِ برباد میں آرائش و تزئین ہووے ہے
بڑی بے آبرو ہووے ہے خلقت دربدر پھر کے تری چوکھٹ پہ آکر صاحب تمکین ہووے ہے (۴۷)

حروفِ تہجی کی ترتیب والی نعتیں:

ایسی نعتیں جن کے قافیوں کا اختتام ایک سے حروف تہجی کی ترتیب پر ہوتا ہے۔جن میں س، ش،ع،غ،ف،ق،ک،گ شامل ہیں۔اشفاق احمد غوری کی نعتوں میں ۳ نعتیں س، ۴ نعتیں ش، ۲ نعتیں ع، ۲ نعتیں غ، ۱۴ نعتیں ف، ۴ نعتیں ق، ۴ نعتیں ک، ۴ نعتیں گ کے حروف تہجی پر ختم ہوتی ہیں۔ یہاں صرف ایک ایک مثال پیش کی جائے گی۔

حرفِ تہجی س پر ختم ہونے والے قافیے کی حامل نعت

ہم اپنے دل کو اردات شناس رکھتے ہیں — حضورؐ یوں کے لئے محو آس رکھتے ہیں
جھکائے رکھتے ہیں پیشانیاں مواجہ پر — اطاعتوں پہ وفا کی اساس رکھتے ہیں
بلائے جائیں گے اک روز ہم مدینے میں — وفورِ شوق کا پہنے لباس رکھتے ہیں (۴۸)

ش پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

دو جہانوں کی ترے واسطے پیدائش ہے — رُوئے کونینؐ کی تیرے لئے آرائش ہے
بھیک ملتی ہے ستاروں کو تری چوکھٹ سے — آسمانوں میں ترے نُور سے زیبائش ہے
آپ کے در کے بھکاری کو ہمہ وقت شہا! — مل رہی آپ کے در سے بڑی آسائش ہے (۴۹)

ع پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

کرم محاسن وسیع تیرے — مقام رتبے رفیع تیرے
نبی رسولوں کا مقتدا توُ — نبی ہیں پیچھے جمیع تیرے
خدا کی مرضی تو بس یہی ہے — بنے رہیں ہم مطیع تیرے (۵۰)

غ پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

دیارِ نور میں جناں کا باغ رکھ دیا گیا — یہیں صراطِ خلد کا سراغ رکھ دیا گیا
لٹا رہا ہے مدحت امام انبیاء کی ضو — مرے قلم میں ضوفشاں چراغ رکھ دیا گیا
سمجھ لیا نہ جانے اس کو عکس عارضِ نبی — اسی لئے رُخ قمر میں داغ رکھ دیا گیا (۵۱)

ف پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

دیارِ نور کا ہر بام و در مطاف کیا — قدم قدم پہ مرے عشق نے طواف کیا
جبینِ خامہ نے سجدے نثار کرتے ہوئے — حروفِ نعت کو قرطاس کا غلاف کیا
ورودِ یادِ شہِ دوجہان سے پہلے — مشامِ جان میں خوشبو نے اعتکاف کیا (۵۲)

ق پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

خلقِ خدا میں فائق، صل علیٰ محمدؐ — عرشِ بریں کے لائق، صل علیٰ محمدؐ
میں گدائے سنگِ در ہوں وہ کریم تاجور ہیں — جود و کرم کے شائق، صل علیٰ محمدؐ
ہر اُمتی کی بخشش ہوگی بروزِ محشر — قرآں میں ہیں وثائق، صل علیٰ محمدؐ (۵۳)

ک پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

حضورؐ آئے، روشنی سے انسلاک ہوگیا — غرور ظلمتوں کا ایک پل میں خاک ہوگیا
کہاں خدائے لم یزل کہاں میں خاک سر بسر — مگر حبیب پر ہمارا اشتراک ہوگیا
ہمارے فکر وفن پہ آپ نے بڑا اکرم کیا — ہمارا نعتِ مصطفیٰؐ میں انہماک ہوگیا (۵۴)

گ پر ختم ہونے والے قافیے کی نعت

قطارِ اشک مری ہر اُمنگ بھول گئی — کمال ضبط کا، پلکوں کا سنگ بھول گئی
زمیں پہ عرصہ معراج تھا بڑا مشکل — حیات سانس بھی لینے کا ڈھنگ بھول گئی
پیا ہے جب سے سماعت نے انگبینِ ثناؑ — ہر ایک ساز ہر اک جلترنگ بھول گئی (۵۵)

ندائیہ طرز تخاطب

اشفاق احمد غوری کی نعتیہ شاعری میں زیادہ تر جو طرزِ تخاطب ملتا ہے وہ ندائیہ ہے۔انہوں نے حضورؐ کی ذات گرامی سے مخاطب ہوتے ہوئے یا نبیؐ یا یارسول اللہؐ کا صیغہ استعمال کیا ہے۔اس طرزِ سخن کی حامل نعتوں کی تعداد ہے۔جن میں سے صرف ایک ملاحظہ ہو:

حاصل ہے مجھ کو نعت کا اعزاز یا نبیؐ — گرچہ نہیں میں سعدی شیراز یا نبیؐ
تم کو عطا کی ایسی سماعت سمیع نے — سنتے ہو دُور و پاس کی آواز یا نبیؐ
تسلیم انبیاء ورسل سب کے سب مگر — سب سے جدا ہے آپ کا انداز یا نبیؐ (۵۶)

قرآنی آیات واحادیث کے منظوم تراجم

اشفاق احمد غوری نے کہیں کہیں قرآنی آیات واحادیث کے منظوم تراجم بھی پیش کئے ہیں۔البتہ ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی تخلیق پارے کا منظوم و منثور ترجمہ کرنا انتہائی دشوار ہے۔اسی لئے ترجمہ کو

ناممکن قرار دیا گیا ہے۔ لیکن جن شعراء نے یہ کوشش کی ہے بعض اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے ۔عربی یا فارسی زبان کی تخلیق کا ترجمہ کرنے کے لئے سب سے بہترین زبان اُردو ہے کیوں کہ اُردو زبان عربی اور فارسی کے بطن سے ہی ولید ہوئی ۔اس پہ مستزاد یہ کہ اہل عرب و فارس اسلام کے پیروکار ہیں اور اردو بھی مسلمانوں کی ہی زبان ہے ۔مذہب و ثقافت کی بہت سی حدود اہل عرب و فارس اور اہل اردو یعنی پاکستانیوں کے مابین درجہ اشتراک پر فائز ہیں۔

اب ہم اشفاق احمد کے منظوم تراجم کی طرف آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سورت العمران آیت ۱۶۴ میں فرمایا ہے کہ

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم

ترجمہ

(بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ اُن میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا)

اشفاق احمد غوری نے اس کا منظوم ترجمہ کیا ہے:

عظیم نعمت عطا ہوئی ہے تبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں دیا ہے رب نے حبیب اپنا بہت بڑا ہے نصیب اپنا (۵۷)

سورت الاحزاب آیت ۵۶ میں فرمان ربی ہے کہ

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبیؐ یا یھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلمو تسلیما

(بے شک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو اُن پر درود اور خُوب سلام بھیجو)

اشفاق احمد غوری کہتے ہیں:

کرتے ہیں یہی کام فرشتے بھی خدا بھی انسان ہی درودوں کی سجاتے نہیں محفل (۵۸)

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ

عن انس وابی ھریرۃ رضی اللہ عنھما مرفوعا لایو من احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ، والدہ، والناس اجمعین

ترجمہ

انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اُس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (۵۹)

شاعر نے اس حدیث کے مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

محبت ہے ماں باپ سے بھی مگر مقدم محبت حضورؐ آپ کی (٦٠)

مجھے ہے اولاد سے محبت مجھے ہے ماں باپ سے محبت مگر مقدم ہے ذات تری تو ئی ہے محور محبتوں کا (٦١)

حضورؐ کے اسمائے مبارک کا فنی و تخلیقی استعمال

درج بالا عنوان کے تحت ہم یہ مطالعہ کریں گے کہ شاعر اشفاق احمد غوری نے اپنے نعتیہ کلام میں نبی پاک کے کن کن ذاتی وصفاتی اسماء کو کس طرح فنی و تخلیقی طرز میں استعمال کیا نیز ان اسماء میں حضورؐ کے القابات و خطابات بھی شامل ہوں گے۔

لقب کیا ہے؟

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے الفاظ میں ایسا نام جو کسی خاص وصف یا صفت کے باعث کسی کے نام کے ساتھ استعمال ہو یا کثرت استعمال سے اس نام کی بجائے بھی استعمال ہونے لگے۔ مثلاً کلیم اللہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔(٦٢)

خطاب:

خطاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

علاوہ نام کے کوئی وصفی نام جو کسی کے نام کے ساتھ یا نام کے علاوہ اس کے نام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً مغلوں کے دور میں آصف جاہ، نجم الدولہ، اعتمادالدولہ وغیرہ کے خطاب دیئے جاتے تھے (٦٣)

شاعری میں جو شاعر نبی کریمؐ کے مختلف اسمائے گرامی کو جتنا تخلیقی وفنی انداز میں استعمال کرتا ہے اس کے کلام میں اتنی ہی چاشنی پیدا ہوتی ہے۔ اشفاق احمد غوری نے اپنے ہاں ان اسماء اور القابات و خطابات کو کئی مقامات پر بڑی خوب صورتی سے برتا ہے۔ خاص کر اُنھوں نے نبی پاک کی ذات مبارک پر ایک درود و سلام ایسا بھی کہا ہے جو اسم محمدؐ کے اعداد کی مناسبت سے ۱۹۲ اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں جابجا حضورؐ کے اسماء اور القابات و خطابات کو نئے نئے انداز میں پیش کیا۔ یہاں پر صرف وہی اشعار دیئے جا رہے ہیں جن میں اسماء اور القاب و خطابِ رسول اللہؐ شامل ہیں:

درود اُن پر جو میرا موضوعِ گفتگو ہیں سلام اُن پر جو حُسنِ کامل ہیں خوبرو ہیں

درود اُن پر جو ہیں مرے فکر و فن کے محور سلام اُن پر جو بے شبہ خشک و تر کے سرور

درود ان پر جو روحِ ایمان جانِ دیں ہیں		سلام اُن پر جو سب ہی کچھ ہیں خدا نہیں ہیں
درود اُن پر جو رب کی تخلیقِ اولیں ہیں		سلام اُن پر جو شاہکار اور آخریں ہیں
درود اُن پر کہ جن کے گیسو بھی مشکبو ہیں		سلام اُن پر جو ابنِ آدم کی آبرو ہیں
درود اُن پر جو وجہِ تخلیق دو جہاں ہیں		سلام اُن پر جو دونوں عالم کے سائباں ہیں
درود اُن پر جبین جن کی ہے رشکِ خاور		سلام اُن پر جو مصطفیٰؐ ہیں حبیبِ داور
درود اُن پر جو بعدِ خالق رفیع تر ہیں		سلام اُن پر جو نور ہیں شوکتِ بشر ہیں
درود اُن پر جو ایک دُرِ یتیم بھی ہیں		سلام اُن پر یتیم پرور کریم بھی ہیں
درود اُن پر کہ وہ ہی مقصودِ کُن فکاں ہیں		سلام اُن پر جو عاصیوں پر بھی مہرباں ہیں
درود اُن پر جو ماحیٔ دردو رنج و غم ہیں		سلام اُن پر غلام بھی جن کے محترم ہیں
درود اُن پر جو شہر علم اور آگہی ہیں		سلام اُن پر جو سر بسر ایک روشنی ہیں
درود اُن پر جو دو جہانوں کی زندگی ہیں		سلام اُن پر جو سارے نبیوں میں آخری ہیں
درود اُن پر کہ جن کی صورت ہے پیاری پیاری		سلام اُن پر کہ بس وہی ہیں حبیب باری
درود اُن پر جو رُوحِ عالم شہِ عرب ہیں		سلام اُن پر جو دو جہانوں کی تاب وتب ہیں
درود اُن پر بشیر بھی ہیں نذیر بھی ہیں		سلام اُن پر کہ جو سراجِ منیر بھی ہیں
درود اُن پر جو ہیں مکینِ دیارِ اطہر		سلام اُن پر جو رب کے انوار کے ہیں مظہر
درود اُن پر امیں و صادق ہے جن کی شہرت		سلام اُن پر کہ جودِ پیہم ہے اُن کی عادت
درود اُن پر ید الہ جن کا دستِ عالی		سلام اُن پر وہ ذات کتنی ہے شان والی
درود اُن پر جو حُسنِ بے مثل ہیں سراسر		سلام اُن پر فریفتہ ہے جہان جن پر
درود اُن پر جو سارے نبیوں کے رہنما ہیں		سلام اُن پر جو سب رسولوں کے مقتدا ہیں
درود اُن پر کہ نام نامی ہے جن کا قاسم		سلام اُن پر جو ابنِ احمد ہیں آلِ ہاشم (۶۴)

اشفاق احمد کی شعری تخلیقات میں استعمال کئے گئے دیگر القابات وخطابات کی تفصیل مع صفحہ ذیل ہے۔

صراطِ نور

مہر وعطائے شافعِ محشر ص ۵۱، سید خیر الانام، ص ۵۲ شاہِ اُمم ص ۵۶، تاجور ص ۵۶، ساقی کوثر ص ۵۹، حبیبِ خدا ص ۶۰، سید المرسلین ص ۶۵، رحمت اللعال میں ص ۶۵، نورِ عرشِ بریں ص ۶۵، لامکاں کے مکیں ص

۶۵،شافعِ مذنبیں ص ۶۵،روحِ دنیا و دیں ص ۶۵،شہ کون و مکاں ص ۶۷،کونین کی تابانی ص ۶۷،تحفہ یزدانی ص ۶۷،حاصل کن فیکون ص ۶۷شاہِ کونین ص ۶۷،شاہِ عرب ص ۶۹، محبوبِ رب ص ۷۰،راحتِ جاں ص ۷۱،شاہِ زمن ص ۷۱،شاہِ سلاطین ص ۷۱،گنجِ کرم ص ۷۱،حامی مسکین ص ۷۱،کونین کی آرائش وتزئین ص ۷۱،طٰہٰ ص ۷۲،یٰسین ص ۷۲،صدق وصفاشوکتِ آئین ص ۷۲،سرورِ کونین ص ۷۳،یارسول اللہؐ ص ۷۳، ج ودوعطاریز ص ۷۷،مشک وعطربیز ص ۷۷جانِ گلستاں ص ۷۷،غنچہء نوخیز ص ۷۷،ابرِ کرم بیز ص ۷۸، شاہِ بحر وبر ص ۸۵،مطلوبِ عالم ص ۸۸ راحتِ عُشاق ص ۸۸،خیر الوریٰ ص ۸۸،گنجینہء اخلاق ص ۸۸،شہ جُودوعطا ص ۸۹،سید کونین ص ۹۲،بحرِ عطا،بحرِ کرم،بحرِ عنایت،شہِ حرمیں،ص ۹۲،سرورِ ثقلین،سرکار دوعالمؐ ص ۹۳ قرارِ قلب و جاں ص ۹۶،کریم،اکرم ص ۹۷،مدیح روحِ عالمیں،نجاتِ مذنبین ص ۹۸،حبیبِ ربِ کریم،روف ورحیم ص ۱۰۰،ابرِ مطیر،سخاوتوں کے شہیر ص ۱۰۱ خاتم الانبیاء،سید المرسلین ، شفیعِ اُمم،شافع المذنبین ص ۱۰۲،شاہِ ابرار،سب کا دلدار،جانِ سرورِ جہاں،ص ۱۰۳،احمدِ مجتبیٰ ص ۱۰۵،مقتضائے جہاں ص ۱۱۲،راحتِ قلب و نظر، محبوبِ احد ص ۱۱۶ جانِ جہاں ص ۱۱۷،مصدرِ کائنات ص ۱۱۸،سید عالی نسب ، سرورِ شاہِ عرب،خاورِ ہفت آسماں،ماحیٔ ظلمات شب،شافعِ روز جزا،باعثِ الطاف رب،منبع نورِ سحر،دوجہاں کی تاب وتب،رہنمائے مستقیم،رہبر اُمی لقب ص ۱۲۴،سائرِ عرش بریں،سائرِ ماہِ رجب،معدنِ عقل و خرد ،مخزن علم وادب،راحتِ قلبِ حزیں،ماحیٔ رنج وتعب،نازشِ آلِ صفی،وجہ فخر جدواب،مونسِ افسردگاں، جانفزا وجہ طرب، فاتح اقلیمِ دل، مقتضائے جان طلب ص ۱۲۵،عرش نشیں،مہرجبیں،طبہ کے مکیں ص ۱۲۷،سردارِ بزمِ کونین،صاحبِ کردار ص ۱۲۸،فخر انبیاء ص ۱۳۰،قرۃ عینی ص ۱۳۱،وجہِ تخلیقِ دوجہاں، وجہ کُن،وجہ کُن فکاں ص ۱۳۲ قرارِ دل و نظر ص ۱۳۳،آفتابِ رسالت ص ۱۳۵،خیر البشرؐ ص ۱۳۶،محبوبِ دل نواز،پیکرِ حسن وجمال ص ۱۳۸،محبوبِ کبریا ص ۱۳۹،مرکز ومنبع جودوکرم،میر اُمم ص ۱۴۰،شافع اُمم ص ۱۴۲،سردارِ قوم،سرورِعالم،نُورِ مجسم ص ۱۴۴،مختار آب کوثر وزمزم ص ۱۴۵،والئ کونین ص ۱۵۷،وجہ تخلیق کون ومکاں،جانِ جہاں،وکیل بے بساں،حامی بے کساں ص ۱۶۲،واقفِ علمِ غیب ونہاں ص ۱۶۳،جان عالم ص ۱۶۷،امامِ مرسلیں،ص ۱۶۸،خیر الانام ص ۱۶۸،شفیع مذنبیں،کائنات حسن،حسن کائنات ص ۱۷۱، قاسم،مختار ص ۱۷۵،عطائے ربِ کریم ص ۱۸۵،سرورِ کون ومکاں،محبوبِ خلاقِ دوجہاں،مونس خستہ دلاں، چارہ گرِ بے چارگاں،کونین کی روحِ رواں،محتشم،منفرد ص ۱۸۶،بحرِ حکمت،رہبرِ دانشوراں،شہرِ علم و آگہی عرفانِ کوہ گراں ص ۱۸۷،رسالت مآب،عالی جناب،ص ۱۹۲،فخر انبیاء،جانِ دوسرا،حبیب کردگار،عطائے

ذوالجلال، ص ۱۹۴، مخزن علم وہنر، معدن فکرویقیں، مقتدرو محتشم ص ۲۰۴،ہادی و رہبر، سرورِعالم، مہرِ منور، سراپالطفِ مجسم ص ۲۰۶ سالار معظم ص ۲۰۹،نازِ ذبیح و نوح و مسیحا ،شان سلیماں یوسف و موسیٰ، فخرِ خلیل وعیسی و آدم، حسن اکمل و مکمل، روحِ زمانہ جان دوعالم ص ۲۱۰ مرہمِ زخمِ جگر ص ۲۱۱، رسول ذی وقار، رسول ہاشمی ص ۲۱۲، حیاتِ دوجہاں، شافع روز شمار ص ۲۱۳

صراطِ خُلد

، شفیع یوم النشور، حبیب ربِ غفور ص ۶۰ شاہِ بطحاص ۶۱، مقتضائے قلب و جاں، پیر کارواں، افتخارِ کُن فکاں، غمگسارِ غمزداں، ص،، ۹۳، واقفِ رازِ نہاں، دولہاشبِ معراج مونس خستہ دلاں ص ۱۰۵ قاسمِ جودوسخا، رحمت اللعالمیں، گنجینہ علم وادب، حامی بے چارگاں، نازشِ دانشوراں، چاہتِ عشاق ص ۱۰۶، قاسم عطاص ۱۱۶، مہ جبین عرب ص ۱۲۷، انتخاب خدائے عالم ص ۱۲۸، نازشِ ماہِ کامل مکمل ص ۱۳۸، مختارِ کونین ص ۱۴۱ فخر رسل، فخر بشر، سید ثقلین، والئی کونین ص ۱۵۱، رونقِ حرمیں، سید لولاک، ص ۱۵۲، نکتہ داں، نکتہ بیں، فہیم وکریم، میر دانشوراں ص ۱۵۷، صدق مجسم ،امیں معظم ص ۱۷۳، آسمان حسن کے ماہ تمام ص ۱۷۶

صراطِ حسان

محمدؐ ص ۱۸، روحِ عالم ص ۲۰، حسن کامل، رئیس خوباں ص ۲۱ نبی ومرسل ص ۲۷، امامِ انبیاص ۲۸ قاسمِ نعمت ص ۳۰، صاحب دوعالم ص ۴۰، خاورِ جمیع فلک ۱۰۸ روحِ کونین ص ۱۱۰، انیسِ جاں ص ۱۱۶، سرورِ خلائق ص ۱۲۲، وسیع الکرم، شفیع الامم، سریع القدم، مختارِ دنیاودیں ص ۱۳۲، رحمت عالمیں، جمیع الشیم، رفیع العلم، ص ۱۳۲، وقیع الحرم ص ۱۳۳، بدیع الحکم ص ۱۳۳، شجیع الاتم ص ۱۳۳، محورِ کون ومکاں ص ۱۴۲، محمودِ مکرم ص ۱۴۸، جانِ کائنات ص ۱۷۳، سرور قلب وجاں ص ۱۷۳، شافعِ اُمم ۱۷۴

زرناب مدحت،

شاہِ خوباں ص ۷۴، علم وحکمت کے مستقر ص ۱۱۰، روحِ ایماں ۱۱۱، تخلیق اولیں ص ۱۱۱، آبروئے ابنِ آدم ص ۱۱۱، شوکتِ بشر ص ۱۱۱

عربی مرکبات کا استعمال

اشفاق احمد غوری نے اپنی نعتیہ شاعری میں جن عربی مرکبات کا استعمال کیا۔اُن میں سے صرف ایک نعت بہ طور مثال پیش کی جارہی ہے۔جب کہ مزید استعمال شدہ عربی مرکبات کی نشان دہی کے لئے کتاب اور صفحہ کا حوالہ دیا جارہا ہے:

شعری مثال:

خلقِ خدا میں فائق ، صل علیٰ محمدؐ　　عرشِ بریں کے لائق صل علیٰ محمدؐ
میں گدائے سنگِ در ہوں وہ کریم تاجور ہیں　　جود و کرم کے شائق ، صل علیٰ محمدؐ
ہر اُمتی کی بخشش ہوگی بروزِ محشر　　قرآں میں ہیں وثائق ، صل علیٰ محمدؐ (۶۵)

دیگر عربی مرکبات

صراطِ نور

تحت الثریٰ ص ۵۰، صل علیٰ ص ۵۵،لوا الحمد ص ۶۷، کن فیکون ص ۶۷، خیر الوریٰ ص ۸۸، فی احسن تقویم ص ۸۸، فی العین ص ۹۳، اھدنا الصراط ص ۹۹، سدرۃ المنتہیٰ ص ۱۲۲، بدرالدجی ص ۱۲۳، وریٰ الوریٰ ص ۱۲۳، قرۃ عینی ص ۱۳۱، ماشاء اللہ ص ۱۴۹، روح الامیں ص ۱۶۵، رب الشرح لی ص ۱۷۱، جنت الفردوس ص ۱۷۱، لن ترانی ص ۱۷۴، والشمس والضحیٰ ص ۱۷۸، مازاغ ص ۱۷۸، نور علی نور ص ۱۸۰، یوم النشور ص ۱۸۳، یوم الحساب ص ۱۹۳ ذوالجلال ص ۱۹۴، صل اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۶

صراطِ خُلد

بالیقیں، لاریب، ص ۵۶، سلام علیک ص ۸۴، کن فکاں ، انشاء اللہ ص ۹۹، ورفعنالک ذکرک ص ۱۰۱، سیرت النبیؐ ص ۱۲۷، لم یزل ص ۱۲۸، ید اللہ ص ۱۸۳

صراط حسان:

العطش ص ۱۶۵،

زرنابِ مدحت

بسم اللہ ص ۱۷، خاص الخاص ص ۱۲۸، ذوالنورین ص ۱۳۳، امہات المومنین ص ۱۳۴

عطفی و غیر عطفی مرکبات

مرکب عطفی کیا ہے؟

حروف عطف ایسے حروف یا الفاظ ہیں جو دو یا دو سے زیادہ کلموں یا جملوں کو ملاتے ہیں ۔ مثلاً اور، و، پھر، کر(۶۶)

ان حروف سے جوڑے جانے والے الفاظ کو مرکبِ عطفی کہتے ہیں۔ اشفاق احمد غوری کے ہاں ہمیں ایسے بہت سے مرکبات سے واسطہ پڑتا ہے۔

عطفی مرکبات

عطفی مرکبات کے حامل چند اشعار ذیل ہیں:

خجل دکھائی دیئے ماہ و خاور و انجم — جہاں حضورؐ کا تلوا عیاں دکھائی دیا (۶۷)

شہرِ پُر انوار میں احساس پر حاوی رہے — نور و نکہت مشک و عنبر رحمتوں کی بارشیں (۶۸)

وہ جو ہے قاسم و مختار و سخی و داتا — کرم کی خو بھی اسی سرور ولجپال میں ہے (۶۹)

مرکبات عطفی کی دیگر مثالیں:

صراطِ نور

رحمان و دانا، بحر و بر، غفور و رحیم ص ۴۵، فردوس و جنت ص ۴۶، سبز و شاداب، منصور و مظفر ص ۴۸، دور و پاس، انبیا و رسل، ہمدم و دمساز، علم و فن ص ۵۰، حسن و جمال، مہر و عطا ص ۵۱، لعل و گہر ص ۵۲، دست و نقش قدم، شام و سحر ص ۵۶، سیم و زر ص ۵۸، عطا و جود و کرم ص ۵۹، سرور و کیف ص ۶۰، ماہ و نجم ص ۶۱، درود و سلام ص ۶۲، ماہ و خورشید ص ۶۴، دنیا و دیں ص ۶۶، کون و مکاں ص ۶۷، کعب و حسان ص ۶۷، نگاہ و دل ص ۷۰، بام و در ص ۷۰، آرائش و تزئین ص ۷۱، طٰہٰ و یسین، صدق و صفا ص ۷۲، تاج و تخت، مال و زر ص ۷۳، اول و آخر، دیوار و در ص ۷۶ جود و عطا، مشک و عطر ص ۷۷، ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر ص ۸۰، عجز و نیاز ص ۸۲، جسم و جاں، شیدا و فدا ص ۸۳، صبح و شام ص ۸۴، مال و زر ص ۸۵، رنگ و نور ص ۸۶، جن و انساں ص ۸۸، ارض و سما ص ۸۹، عاجز و لاچار ص ۹۰، نام و نشاں، رنج و الم ص ۹۱، شب و روز ص ۹۳، قلب و جاں ص ۹۶، ربط و ارتباط، سرور و انبساط ص ۹۸، آسمان و زمیں ص ۱۰۳، قلب و روح، دل و دماغ ص ۱۰۹، نظیری و قدسی و سعدی و جامی ص ۱۱۱، رشد و عنایات ص ۱۱۲، کوثر و تسنیم ص ۱۱۳، قلب و نظر ص ۱۱۶، خال و خد ص ۱۱۷، اب و جد ص

۱۱۷، الطاف وعنایات ص ۱۱۸، سطوت و جاہ ص ۱۱۹، ریشم و اطلس ص ۱۱۹، سوسن و سنبل، ماہ و خورشید، خطا کار و سیاہ کار ص ۱۲۰، برگ و سمن ص ۱۲۱، سجدہ و قیام ص ۱۲۱، سر و روشاہ ص ۱۲۴، تاب وتب ص ۱۲۴، عقل و خرد، علم وادب، رنج و تعب ص ۱۲۵، جدواب ص ۱۲۶، حرف و عدد ص ۱۳۰، دھیمی و سادہ ص ۱۳۵، حسن و جمال، کوثروزم زم ص ۱۳۸، مرکز و منبع، جودو کرم، رنج و الم ص ۱۴۰، مہر وماہ ص ۱۴۳، ہمدردو غمگسار ص ۱۴۵، شب وروز ص ۱۴۶، کون و مکاں ص ۱۵۲، مشک و عنبر، عودو عبیر ص ۱۵۶، قبر وحشر ص ۱۵۷، لعل و جواہر ص ۱۵۸، مہر وماہتاب ص ۱۶۱، غیب ونہاں ص ۱۶۳، گیسو ور خسار ص ۱۶۴، وہم وگماں، کوچہ وبازار ص ۱۶۵، جن وانساں ص ۱۶۸، قاسم و مختار ص ۱۷۵، کافور و عود، بے مثل و بے مثال، امن و سکون، شک وشبہ ص ۱۷۹، عزوشان ص ۱۸۲، زبان وکلام ص ۱۸۴، علم و آگہی ص ۱۸۷، رنگ وبو ص ۱۸۹ ”مہر وماہ ص ۱۹۲، پاکیزہ وطاہر ص ۱۹۶، فہم وادراک ص ۱۹۷، علم وہنر ص ۲۰۴، فکر ویقیں، دنیاودیں ص ۲۰۴، ماہ و نجوم ص ۲۰۸، رفعت وعظمت ص ۲۱۷، جاہ وحشم ص ۲۱۸، علم وفکر وحقیقت ص ۲۲۰، کشف و کرامت، عزت و عظمت ص ۲۲۰، ارفع واعلیٰ، فہم وفراست، عالم وعامل ص ۲۲۱، زہد وعبادت، صالح و مصلح، قانع وصابر، قلب وبصیرت، ہادی ورہبر ص ۲۲۱، فخر وخلیفہ، برکات وفیض

صراطِ خُلد

حمد وثنا، حرف وہنر، تاب وتواں ص ۴۶، فہم وشعور ص ۴۸، قلب و جاں ص ۴۹، عفوودر گزر، غفورو رحیم و کریم ص ۵۰ نادم وشرمسار ص ۵۱، برگ و ثمر ص ۵۲، لوح وقلم ص ۵۵، شان وشوکت ص ۵۸، دل و نظر ص ۶۰، علم و شعور ص ۶۱، رنگ و نور ص ۶۶ افلاک و زمن ص ۷۱، جودوعطا ص ۷۲، جان ودل ص ۷۳، جودوکرم ۷۶ گلاب وعود ۷۷، رنج و اضطراب ص ۷۷، مہرو اخلاص ، شان و شوکت ص ۸۳، زمیں وفلک، عزت وو قار ص ۸۶، لطف وکرم ص ۸۸، جودوسخا ص ۹۱، انبیاء ومرسلین ص ۹۳، سنگ وخار، پر کیف و دلنشیں ص ۹۵، ہجر وفراق ص ۹۶، وہم وگماں ص ۹۷، زمیں و آسماں ص ۹۹ پورب و پچھم ص ۱۰۱، عزت و توقیر ۱۰۳، قاسم و محمود ص ۱۰۴، علم وادب ص ۱۰۶، علم و عرفاں ص ۱۰۹، درودومیلاد ص ۱۱۰، حسن وخوشبو ص ۱۱۸، انیس وہمدم ص ۱۲۱، خورشید وقمر ص ۱۲۵، مہ وسال ص ۱۲۵، ، آب وتاب ص ۱۲۷، رنج وتعب ص ۱۳۰ عزووقار ص ۱۳۲، شمس وقمر ص ۱۴۰، لعل وگہر ص ۱۴۱، الطاف وعطا ص ۱۵۳، فہیم وکریم ص ۱۵۷، ریشم و حریر ص ۱۶۰، مردوزن ص ۱۷۹، مالک ومولا ص ۱۸۰، حرف و قلم ص ۱۸۰، مونس و غمخوار ص ۱۸۵، سرو سمن ص ۱۸۹، ارض وسما ص ۲۰۵، مہر وقہر ص ۲۱۰، جسم وجاں ص ۲۱۴ حج وعمرہ ۲۱۴، رکوع وسجدہ

۲۱۴، رگ وپے ص ۲۱۹، آقاو سرکار ص ۲۲۶، بے چین و مضطرب ص ۲۲۶، زاروزار ص ۲۲۹، جمیل و جمال ص ۲۲۹، یزید و شمر ص ۲۳۲، تیر و تلوار ص ۲۳۳

صراطِ حسان

عجز و معانی ص ۱۰، ناز و نعم ص ۱۷، صبح و مساص ۱۸، نبی و مرسل ص ۲۷، دل و دماغ ص ۲۹، تیرہ و تاریک ص ۳۰، ماہ وانجم ص ۳۴، مقام و مرتبہ ص ۳۶، خدا و مصطفیٰؐ ص ۴۴، فکر وخیال ص ۵۳، خاشاک و خس ص ۵۳، جاہ و حشم ص ۵۷، پیچ و خم ص ۵۷، کرب وبلا ص ۵۷، خال و خد ص ۵۹، گلاب و سوسن ص ۵۹، خوشگوار و لطیف ص ۶۰، رنج و ملال ص ۶۳، رنگ و بو ص ۶۵، جود و لطف و عنایت ص ۷۰، حرف و ہنر ص ۷۲، فکر و فن ص ۸۴، غربت و افلاس ص ۹۲ مونس و ہمدم و غمخوار ص ۹۵، سیم وزر ص ۹۵ بیش و کم ص ۱۱۱، قرب وجوار ص ۱۱۵، سل سبیل وکوثر ۱۱۸، حرف و معنی ص ۱۲۵، عقل و خرد ص ۱۲۶، مہر و مہ ص ۱۲۹، شہنشاہ و مختار ص ۱۳۲، لطف و نعم ص ۱۳۲، لوح و قلم ص ۱۳۳ ہست و بود ص ۱۳۸، مقصد و مقصود ص ۱۳۸، زمیں وزماں ص ۱۴۰، داد و تحسین ص ۱۴۱، سرور وراحت ص ۱۴۲، نطق و ہنر ص ۱۵۲

زرناب مدحت

زیب وزینت ص ۳۳، آب و دانہ ص ۳۹، عارض ولب ص ۵۳، رف رف و براق ص ۵۹، بے مایہ و سادہ ص ۵۹، قرطاس و قلم ص ۸۱، وہم و گماں ص ۹۲، کوہ و دمن ص ۹۳ نرگس ولالہ ۹۴، خشت و گل ص ۹۶، مالک و مختار ص ۹۷، خشک وتر ص ۱۱۰، بے کس ونادار ص ۱۲۶، زائر و مہماں ص ۱۳۰، سرور وسلطاں ص ۱۳۰، حال و قال ص ۱۴۶، مختار و مجاز ص ۱۴۶، ناف و بدن ص ۱۶۴، نفیس ونایاب ص ۱۶۶، حریر واطلس ص ۱۶۶

غیر عطفی مرکبات

یہ ایسے مرکبات جو دو دو الفاظ کے ساتھ مل کر ایک مفہوم پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔(۷۰) ان میں حرف اضافت یا عطف استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً سوجھ بوجھ، پہلے پہل، گھ جوڑ وغیرہ

اشفاق احمد غوری نے ایسے مرکبات کے تخلیقی استعمال میں بھی اپنی مہارت کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ اشفاق احمد غوری کے نعتیہ کلام میں غیر عطفی مرکبات کی شعری مثال ذیل ہے:

مہبطِ انوار ہے اُن کا ٹھکانہ نور نور — کاش پھر سے دیکھ لوں آستانہ نور نور
اذنِ مدحت سے بڑی آسودگی بخشی گئی — مل گیا رزقِ سخن کا آب و دانہ نور نور

میری بھی فردِ عمل میں کچھ تو ہو بہرِ نجات　　　ہو عطا مدحت کا حرفِ جاودانہ نور نور　　(۷۱)

اس نعت میں قافیہ وردیف دونوں کو ملا کر دیکھا جائے تو یہ غیر عطفی مرکب کی بہترین مثال ہیں۔یعنی ٹھکانہ نور نور، آستانہ نور نور وغیرہ

صراطِ نور میں غیر عطفی مرکبات

دم ساز، تاج دار، پروردگار، بے حساب، برملا ص ۴۳، مواجہ شریف ص ۴۹، ہم دم ص ۵۰، صد شکر ص ۵۱، برہنہ پا، چارہ گر ص ۵۵، ہم سفر، غم گسار، تاج ور ص ۵۶، دم بہ دم ص ۵۷، کیمیا گر، تازہ دم ص ۵۸، تابہ فلک، لامکاں ص ۵۹، اشک بار ص ۶۱، ہمنشین ص ۶۲، لاثانی، ہمراہی، ثناخوان ص ۶۷، خطاکار، غم گین ص ۷۲، سکھ چین ص ۷۳، گلی کوچہ ص ۷۴، عطاریز، عطربیز، نوخیز، زرخیز ص ۷۷، ضوریز، لبریز، نو آمیز ص ۷۸، بے بہا، بے انتہا ص ۸۰، کڑی دھوپ، گریہ کناں ص ۸۲، روزافزوں ص ۸۳، شش جہات ص ۸۴، ریگ زار ص ۸۶، روح پرور، سیاہ کار ص ۸۷، بایقیں ص ۸۸، نغمہ سرا، پُرکیف، عصیاں کار ص ۸۹، لاچار، لرزیدہ ص ۹۰، بے چین ص ۹۲، سرافرازی ص ۹۳، برگزیدہ ص ۹۶، آفریدہ ص ۹۶، رسیدہ، خمیدہ ص ۹۷، ثناگر ص ۱۰۰، بے طلب ص ۱۰۱، دلدار ص ۱۰۳، گھربار ص ۱۰۳، دربان ص ۱۰۳، گناہگار، خطاکار، سیاہ کار ص ۱۰۳، دربدر ص ۱۰۶، دل نشین، دلربا ص ۱۰۸، باادب ص ۱۰۹، کروڑہاملک ص ۱۰۹، گھور اندھیرا ص ۱۱۳، میخانہ ص ۱۱۳، بے کس، بے نوا، ضوفشاں ص ۱۱۵، ان گنت ص ۱۱۶، بے عدد ص ۱۱۶، پُرنور ۱۱۷، سایہ فگن ص ۱۲۰، شیریں سخن ص ۱۲۰، نازبردار ص ۱۲۱، اُمی لقب ص ۱۲۶، بے کل ص ۱۲۷، اُنظرنا ص ۱۲۷، ضیابار ص ۱۲۹، جلوہ فشاں ص ۱۳۲، دست بستہ ص ۱۳۵، کڑاامتحان ص ۱۴۶، چارہ گر ص ۱۴۷، رازداں ص ۱۴۷، جاگزیں ص ۱۴۷، بناطلب ص ۱۴۷، گام گام ص ۱۵۰، جلوہ گاہ ص ۱۵۱، گھنی چھاؤں ص ۱۵۲، کم نصیب ص ۱۵۴، دل کش ص ۱۵۴، دل آرا ص ۱۵۴، دل پذیر ص ۱۵۶، عالم اسیر ص ۱۵۶، پل صراط، بے بصر ص ۱۵۹، دائمی حیات، جابہ جا ص ۱۶۲، بے شبہ، بے کساں ص ۱۶۲، جنت نشاں ص ۱۶۵، شرابور بدن ص ۱۷۲، وارے نیارے ص ۱۷۳، بوریا نشیں صیح ۱۷۴، زرناب ص ۱۷۶، سو بہ سو، جو بہ جو، کو بہ کو، ہو بہ ہو، رو بہ رو ص ۲۱۶

صراطِ خُلد

بے عمل، نا سمجھ ص ۴۹، بد اعمالیاں ص ۵۰ بو جھل قدم، بھیگی پلکیں، نادم، داغدار دامن، ص ۵۱، پردہ داری ص ۵۵ عالی شان ص ۶۲، خاص کرم ص ۶۳، قرآنی سبق ص ۶۴، آسماں بکف ص ۶۶، صف بہ صف ص ۶۷، جہان بھر ص ۶۸، چال ڈھال ص ۶۸، جنتی پیڑ، دیر تلک ص ۷۰ نور نگینہ ص ۷۷ گہری دلدل، غمخوار طبیعت ص ۷۹، بے کل ص ۸۰، جاروب کشی ص ۸۱، مدح سرائی ص ۸۱، خوش گوار ص ۸۴، ہر گام ص ۹۰، رم جھم ص ۹۱، زر درت ص ۹۲ خیمہ زن ص ۹۶، عالی وقار ص ۹۶، سخت گھڑی ص ۹۸، بول چال ص ۹۸، لب کشائی ص ۹۹ خوش خصال ص ۱۷۸، گل بدن ص ۲۳۵، پامال ص ۲۳۷

صراط حسان

جمیل ساغر ص ۸، خوش نمائی ص ۸، گداز گوشوں ص ۹، شیریں مزاج ص ۱۱۲ جھوم جھوم ص ۲۲، ارادت شناس ص ۲۴، لطیف جذبے، عمیق جملے، جمیل نعتیں ص ۳۴، پاش پاش ص ۳۸، سخن تراش ص ۳۸، دھڑک دھڑک، بے سری ص ۴۵، کار آمد ص ۶۲، فروزاں خیال ص ۸۳، طرفدار ص ۹۵، تہی دست ص ۱۳۴، شستہ کلامی ص ۱۷۰

زرناب مدحت،

سخن قبیلے، ان دیکھی، ہرا بھرا ص ۱۶، سایہ فگن ص ۱۸، ہمہ تن گوش ص ۹۵ ، ناخدا ص ۱۱۳، یتیم پرور ص ۱۱۴

ترکیب سازی

ترکیب سازی بنیادی طور پر دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو ایک زمانے سے اہلِ علم وادب استعمال کرتے آرہے ہیں اور دوسری وہ تراکیب جو ادب میں پہلے اپنا وجود نہیں رکھتی تھیں مگر ادبا و شعرا اور دیگر لسانی شعور کے حامل نابغوں نے انہیں دو الفاظ کو جوڑ کر تخلیق کر کے ایک نیا با معنی لفظ ایجاد کر دیا ۔ یہ عمل ایسا ہے جو اردو جیسی زبان کے لئے انتہائی مفید ہے اردو زبان کے لسانی و مذہبی رشتے زیادہ تر عربی اور فارسی زبان سے ملتے ہیں اس لئے ان زبانوں کی طرح اردو میں بھی یہ صلاحیت بدرجہ کمال پائی جاتی ہے کہ وہ مختلف اللسانی تراکیب کو اپنے دامن میں جگہ دے سکے ۔ ترکیب سازی میں حرف اضافت یا زیر سے کام لیا

جاتا ہے۔ اشفاق احمد غوری نے اس ضمن میں بہت زیادہ کاری گری دکھائی ہے۔ اُن کے نعتیہ کلام سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

یا نبی ؐ کھو لئے زبانِ کرم مرکِ نایب ے یا مرف یراج
ہاتھ پھیلا دیئے ہیں شاہوں نے دیکھ کر مصطفےٰؐ کی شانِ کرم
اب مخالف ہوا کا خوف نہیں کھل گیا مجھ پہ بادبانِ کرم (۷۲)

درج بالا نعت میں زبانِ کرم، بیانِ کرم، شانِ کرم، بادبانِ کرم، کاروانِ کرم، استخوان کرم، داستانِ کرم، جہانِ کرم اور ارمغانِ کرم یہ سب تراکیب ہیں۔

صراطِ نور میں استعمال شدہ تراکیب:

جادہ ء مستقیم، ص ۴۵، زیرِ اثر، بادِ نسیم ص ۴۶، نورِ مدحت، مدحِ سرکار، فرقتِ سرورِ ۴۷، جان عالم، ذکرِ نبی، یادِ نبی، نخلِ افکار، آلِ اطہار، اُلفتِ شبر ص ۴۸، سعدیء شیراز، انتہائے سفر ص ۴۹، کاروانِ شوق، چشمِ تر ص ۵۲، صراطِ نور، نعتِ سرکار ص ۵۳، خاکِ طیبہ، شہرِ طیبہ ص ۵۴، زادِ سفر ص ۵۵، زخمِ جگر، گنبدِ خضریٰ، بارِ دگر، ص ۵۶، جبینِ شوق، درودِ پاک ص ۵۷، بحورِ کرم، زیرِ قدمِ ریگ عجم، ص ۵۸، فیضِ کرم، چشمِ التفات، رگِ حیات، ساقیء کوثر، ص ۵۹، دستِ طلب ص ۶۲، ذکرِ محبوب ص ۶۳، سنگِ در، شفاعتِ آقا ص ۶۶، بزمِ محبوب ص ۶۸، دلِ مضطر، سگانِ در، محبوبِ رب ص ۷۰، باعثِ تسکین، ص ۷۱، سرِ قوسین، دولتِ دارین، دیدارِ گنبدِ خضریٰ ص ۷۴، مشتِ خاک، لبِ حبیب ص ۷۵، عشقِ محمدؐ ص ۷۵، بابِ اثر، دیارِ نور ص ۷۶، وردِ زباں، اندازِ بیاں، کوہِ گراں ص ۸۳، دستِ اختیار، چشمِ اشکبار ص ۸۷، اوصافِ حسنہ ص ۸۸، وصافِ اکبر، محوِ استغراق، ص ۸۹، ظلمت شب ص ۹۰، لعابِ شیریں ص ۹۱، پیشِ نظر ص ۹۲ قلب سیہ ص ۹۳، عذابِ رسوائی ص ۹۵، جبینِ دل، اسیر زلف ص ۹۷، غلامِ مصطفیؐ، حیاتِ جاوداں، ص ۹۹، ابرِ کرم ص ۱۰۰، بہرِ اُمت ص ۱۰۲، زیرِ نگیں، روزِ محشر ص ۱۰۳، عشقِ یگانہ ص ۱۰۶، نظامِ عادلانہ، ذوقِ عارفانہ ص ۱۰۷، جبلِ ثور، قیام مشکِ ناب، جبلِ نور ص ۱۰۸، صدقِ قلب، سرِ فلک، اذنِ حاضری، جلوہ گاہِ مصطفیؐ ص ۱۰۹، سنگِ اسود، ص ۱۱۰، طوافِ کعبہ ص ۱۱۱، صراطِ رشد، بہشتِ بریں، ص ۱۱۳، نانِ شعیر ص ۱۱۸، شاہِ زمن ص ۱۲۰، جرأتِ اظہار ص ۱۲۹، باغِ فردوس ص ۱۳۵، سرِ راہ ص ۱۴۸، درِ نبی

ص ۱۵۰، دیوارِ مصطفیٰؐ، دربارِ مصطفیٰؐ ص ۱۶۴، انوارِ مصطفیٰؐ، گفتارِ مصطفیٰؐ، رفتارِ مصطفیٰؐ، بازارِ مصطفیٰؐ ص ۱۶۵، کاسہء جاں ص ۲۰۲

صراطِ خُلد کی تراکیب

دستِ مرمریں ص ۵۷، کارادق، جبینِ مصطفیٰؐ ص ۶۵ نامِ مصطفیٰؐ، نوکِ خامہ ص ۶۶، ولادتِ سعید ص ۶۹، محفلِ میلاد ص ۷۰، توفیقِ نعت گوئی ۷۴، ربیعِ نور ص ۷۶، حرفِ دعا ص ۷۷، کوہِ نور ص ۷۷، خواہشِ زر ص ۷۹، شاہانِ جہاں ص ۸۲، صورتِ نبی ص ۸۲، ذاتِ رسول ص ۸۵، جانبِ طیبہ ص ۸۵، خواہشِ دنیا ص ۸۵، پُرسانِ حال ص ۸۵، نعلین پاک ص ۸۷، ظہورِ نور ص ۸۸، بروزِ حشر ص ۸۸، مریضِ فرقت ص ۸۸ اوجِ لامکاں ص ۸۸، سرِ شام ص ۸۹، شانِ نبی ص ۹۰، عشقِ سرکار ص ۹۰، نوک زباں ص ۹۲، بیمارِ غم ص ۹۲، دلِ داغدار، شہرِ نور، دہلیزِ مصطفیٰؐ، ص ۹۵، مسکنِ مصطفیٰؐ ص ۹۸، مقامِ انتہا ص ۱۰۰، بزمِ مصطفائی ص ۱۰۰، بامِ قوسین، نوکِ قلم ص ۱۰۱، شاخِ بدن ص ۱۰۲، اندازِ بے نیازی ص ۱۰۸، ریگِ عرب ص ۱۰۹، حرفِ ندا، چشمِ تر ص ۱۱۱، بابِ اثر ص ۱۱۲، خارِ مغیلاں ص ۱۱۳، زیرِ لب ص ۱۱۵، غارِ حرا ص ۱۱۶، دشتِ ظلمت ص ۱۱۷، طاقِ نسیاں ص ۱۱۷، نزولِ قرآں، چمن زارِ محبت، ص ۱۲۳، اذنِ سفر، منظورِ نظر ص ۱۲۵، بارانِ جانفزا ص ۱۴۶، حُسنِ کردار، حُسنِ نظر ص ۲۰۴، دردِ اُلفت ص ۲۰۵،

صراطِ حسان

کربِ دروں ص ۱۰، حرفِ تسلی ص ۱۳، بارگہِ مدحت ص ۱۹، جمالِ بے پناہ ص ۲۹، بزمِ تصور ص ۳۱، دیدِ شاہ ص ۳۲، کشتِ جنت ص ۳۵، فرطِ غم ص ۳۷، مؤدتِ حبیب ص ۴۴، جرمِ معصیت ص ۴۷، درِ نجف ص ۶۳، صرفِ نگاہ ص ۶۴، کشتِ گل ص ۶۵، رفعتِ فلک ص ۶۶، طاقِ اُمید ص ۶۷، اوجِ ناہید ص ۶۸، بامِ توحید ص ۶۸، شوقِ ملاقات ص ۱۱۹، حرفِ کثیف ص ۱۲۵، صاحبانِ عقل ص ۱۳۸

زرنابِ مدحت

جامِ طہور ص ۱۴، ظلمتِ صبح، صبحِ نو، جوارِ بطحا ص ۱۶، فرشِ راہ ۱۷، طاقِ ادراک ص ۱۹، رہینِ ثنا ص ۱۹، سحابِ مژگاں، آبِ مژگاں، گلابِ مژگاں، بابِ مژگاں، حجابِ مژگاں، چنابِ مژگاں، تابِ مژگاں خوابِ مژگاں، حسابِ مژگاں، رکابِ مژگاں ۲، ص ۲۲، عکسِ تاباں ص ۲۳، دیارِ اطہر ص ۲۴، طورِ سینا، چشمِ بینا ص ۲۵، طیورِ فکر ص ۲۷، ہجرِ مسلسل، حرفِ مسلسل، گردِ نعال ص ۲۷، زخمِ کہن ص ۲۸، رشکِ فاراں، ماہِ تاباں

ص ۳۳، جمالِ شاہ، خیالِ شاہ ص ۳۷، برگِ شجر ص ۴۱، زمیں مدینہ، جبینِ مدینہ، مکینِ مدینہ، عازمیں مدینہ، قرینِ مدینہ، رہینِ مدینہ، حسینِ مدینہ، خادمیں مدینہ ص ۷۵/ ۷۶ خطِ تحدید ص ۸۷، جمال حضورؐ، مثالِ حضورؐ ،خیالِ حضورؐ، مقالِ حضورؐ، پائمالِ حضورؐ، نعالِ حضورؐ، سوالِ حضورؐ، آلِ حضورؐ، خصالِ حضورؐ، خدو خالِ حضورؐ ص ۸۹/ ۹۰

2۔ تابش کمالؔ کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

تابش کمالؔ کی اُردو نعتیہ شاعری کا اُسلوبی مطالعہ ذیل ہے۔

علمِ بیان کا استعمال

تشبیہ

تابش کمالؔ کے ہاں ہمیں جو تشبیہ کی مثالیں ملتی ہیں ذیل ہیں:

تابشؔ ہو خراماں وہاں اک مور کی مانند　　اس بار مسافت میں اگر آئے مدینہ (۷۳)

مثلِ صحرا ہیں یہاں چاہنے والی آنکھیں　　ہر نظر کو یہاں دیدار کا پیاسا دیکھیں (۷۴)

ان اشعار میں مانند اور مثل یہ الفاظ حرفِ تشبیہ ہیں۔

تشبیہ کی ایک قسم تشبیہ موکد بھی ہے۔ تشبیہ موکد میں مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان میں کوئی حرفِ تشبیہ استعمال نہیں کیا جاتا لیکن شاعر کا مخاطب سمجھ جاتا ہے کہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔ نعت ذیل ہے:

دیکھو تو اُن کے نقشِ قدم ہیں کہ پھول ہیں　　مٹی پہ دونوں عکس بہم ہیں کہ پھول ہیں

مدحت میں عطر بیز ہیں کس طور دم بہ دم　　یہ نعت گو کے لوح و قلم ہیں کہ پھول ہیں

اسمِ صفات اُن کے ہیں نکہت فشاں بہت　　قرطاس پر حروف رقم ہیں کہ پھول ہیں (۷۵)

استعارہ

ثناۓ نعت، مبارک مہینہ آیا ہے　　جہاں میں خاتمِ کُل کا نگینہ آیا ہے (۷۶)

نور سے ایسی عقیدت ہے مجھے　　نعت گوئی کی فضیلت ہے مجھے

یونہی رخشندہ و تابندہ نہیں　　نور کا حکمِ اطاعت ہے مجھے (۷۷)

مرے حضورؐ سے پہلے تھیں ظلمتیں ہر سُو　　برائے نورِ مہِ آسماں کو بھیجا گیا (۷۸)

ان اشعار میں نگینہ، نور اور مہِ آسماں حضورؐ سرورِ کائنات کو کہا گیا ہے جو کہ استعارہ ہے

مجاز مرسل

جزو بول کر کُل مراد لینا

چشمِ جہاں میں روشنی آپ کے دم قدم سے ہے　　کُن فیکوں کا فیض بھی آپ کے دم قدم سے ہے

دستِ ستم شعار میں اور حصار نار میں　　زیست جواب نہیں رہی، آپ کے دم قدم سے ہے　(۷۹)

یہاں شاعر نے چشمِ جہاں اور دستِ ستم بول کر جزو سے کُل مراد لی ہے۔

ظرف بول کر مظروف مراد لینا

جامِ ولائے سیدِ بطحا لئے ہوئے　　برزخ میں جائیں ساتھ یہ توشہ لئے ہوئے　(۸۰)

جام گلاس یا اُس برتن یا پیالے کو کہتے ہیں جس میں شراب پی جاتی ہے لیکن یہاں جام یعنی ظرف سے مراد مظروف یعنی وہ شراب ہے جو جام میں ڈالی جاتی ہے اور یہاں جام یعنی شراب کا مفہوم عشق رسولؐ ہے۔

کنایہ

کنایہ قریب

جس کا مفہوم فوراً سمجھ آجائے وہ کنایہ قریب کہلاتا ہے۔ تابش کمالؔ کے کلام سے ایک مثال:

مٹا کچھ ایسے اندھیرا، صنم کدے ٹوٹے　　پھر اس کے بعد جہاں ایک سیلِ نور میں تھا　(۸۱)

اس شعر میں اندھیروں کا مٹنا، صنم کدوں کا ٹوٹنا اور ساری دنیا کا نور میں نہا جانا اس سے فوراً ذہن نبی کریمؐ کی ولادتِ مبارکہ کی طرف جاتا ہے۔ یہ کنایہ قریب ہے۔

کنایہ بعید

جس کا مفہوم فوراً سمجھ نہ آئے کنایہ بعید کہلاتا ہے

کوئی دیا نہیں روشن سوائے مہرِ منیر　　فقیر کاسہ لئے ہیں جو روشنی مل جائے　(۸۲)

مہرِ منیر حقیقی معانی چمکتا ہوا سورج جب کہ مرادی معانی حضورؐ مراد ہیں لیکن شاعر کا مدعا سمجھنے کے لئے تھوڑا تردد کرنا پڑتا ہے

علمِ بدیع کا استعمال

صناع لفظی

معاصر شاعر تابش کمالؔ کے کلام میں جن صناع لفظی کا اہتمام ملتا ہے۔ وہ اقسام اور اُن کی مثالیں ذیل ہیں۔

صنعت تجنیس

صنعت تجنیس تام

دو ایک جیسے الفاظ کا شعر میں استعمال صنعتِ تجنیس تام کہلاتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ شعر میں اپنا الگ الگ مفہوم دیں ۔ تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام سے مثال کی نشان دہی ذیل ہے:

تابشؔ اُس در کی کیا گدائی کی کیسا کاسہ بکف خیال گیا (۸۳)

اس شعر میں کی کا لفظ دوبار آیا ہے، پہلا حرف ، حرفِ اضافت ہے جب کہ دوسرا فعل ہے

صنعت تجنیس زائد وناقص

اک بار خدا اور بھی لے جائے مدینے پھر در سے نہیں جاؤں گا میں درد رسیدہ (۸۴)

رونقِ کائنات سب، تابش حضورؐ کے سبب یہ رنگ و نور و تازگی، آپ کے دم قدم سے ہے (۸۵)

خزائیں جس کی نمود و نمو سے خائف تھیں وہ فصلیں اب تری پُرنور سرزمیں پہ نہیں (۸۶)

در، درد، سب، سبب، نمو اور نمود یہ صنعت تجنیس زائد وناقص ہے۔

تجنیسِ غیر مکرر

دو ایک جیسے یا متجانس الفاظ کا ایک ساتھ استعمال تجنیس غیر مکرر کہلاتا ہے۔

نقش دوام آپ ہیں، خیر الانام آپؐ جھوم اُٹھے عرش و فرش کہ انساں نے کیا کہا (۸۷)

یہاں عرش و فرش ان الفاظ کا ایک ساتھ استعمال ہوا ہے اور حرف عطف و کی وجہ سے فاصلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ تجنیس غیر مکرر کہلائے گی۔ بدوں حرف عطف ان کا استعمال تجنیسِ مکرر کہلاتا ہے۔

تجنیس سر حرفی

شعر میں ایک لفظ سے شروع ہونے والے الفاظ تجنیس سر حرفی کہلاتے ہیں:

ان اشعار میں م،ن اورع سے شروع ہونے والے الفاظ تجنیس سرحرفی ہیں۔

محبت کا روشن قرینہ، مبارک　　مسافر، مبارک، مدینہ، مبارک(۸۸)

راہ میں دُنیا ملی، دریا ملے　　میں مگر مشتاق تھا، طیبہ ملے (۸۹)

یونہی نہیں ہے تمنائے خاکِ شہرِ نبیؐ　　نگاہِ نقشِ محمدؐ کو ڈھونڈتی ہے وہاں

عجیب عالمِ فرحت ہے بزمِ آقاؐ میں　　ہزار شکر کہ اپنی بھی حاضری ہے وہاں (۹۰)

تجنیس محرف

دومتجانس مگر مختلف الاعراب الفاظ کا شعر میں لانا تجنیس محرف کہلاتا ہے:

جو اَب حضوری کا اذن ہو تو اکٹھے خدمت میں حاضری دیں　　اِدھر یہ عاجز تڑپ رہا ہے، اُدھر جناب بلالؓ آقا (۹۱)

اِدھر، اُدھر تجنیس محرف ہے۔

تجنیسِ مضارع

ایسے متجانس الفاظ جن میں آغاز، درمیان یا آخر میں کسی ایک حرف کا اختلاف ہو مگر ان کا متحد المخرج یا قریب المخرج ہونا ضروری ہے تجنیس مضارع کہلاتا ہے:

خالق کل کے بعد ہیں کافی اور شافی　　ساری خلق میں سب پہ مقدم آپ ہیں بس (۹۲)

فضائے باغِ جناں تک گئی ہے میری دعا　　وہاں تھے آپ جہاں تک گئی ہے میری دعا (۹۳)

کافی، شافی، جناں اور جہاں تجنیس مضارع ہے۔

تجنیس خطی

دومتجانس الفاظ جن میں صرف نقاط کا اختلاف ہو:

اُنؐ کے قدموں میں ہو زندگی یہ بسر حاضری سر بہ سر　　رات ڈھل جائے اور شمع جلتی رہے، نعت چلتی رہے (۹۴)

جلتی اور چلتی میں تجنیس خطی ہے

تجنیسِ مزیل

دومتجانس الفاظ جن کے شروع یا آخر میں ایک یا دو حرف کا اختلاف ہو:

ہر اک قدم پہ روگ تھے، مردہ ضمیر لوگ تھے　　　زندہ ہیں گر تو زندگی آپ کے دم قدم سے ہے (۹۵)

تابش کمالؔ کے کلام میں یہ بہت خوب صورت نعتیہ شعر ہے جس میں تجنیس تام اور تجنیس مزیل کا ایک ساتھ استعمال ہوا ہے۔

دوبار لفظ قدم کا استعمال تجنیسِ تام ہے اور روگ، لوگ، زندہ، زندگی، دم، قدم یہ سب تجنیسِ مزیل ہے۔

اس کی دیگر مثالیں

ایسے لکھوں رُخ و رخسار کی بات　　　کھلتے پھولوں کو پسینہ آ جائے (۹۶)

افکار میں ہریالی ہے اور دل میں بہاریں　　　ہوتا ہے نمو کا وہ نمونہ مرے آگے (۹۷)

رُخ، رُخسار، نمو، نمونہ تجنیسِ مزیل ہے

تجنیس قلب

ایسے الفاظ کا اشعار میں استعمال جن کو اُلٹانے سے بھی بامعانی لفظ بن جائے۔ اس کی مختلف شکلیں ہیں۔ تابش کمالؔ کے کلام میں ہمیں ذیل مثالیں ملتی ہیں:

مقلوب کل

ایسے الفاظ شعر میں لانا جن کی ترتیب اُلٹنے سے شعر میں موجود کوئی لفظ بن جائے جیسے تابش کمالؔ کے کلام سے ایک مثال:

ہر دور کا بوجہل ہے لرزاں اُسی در پر　　　ہر مذہبِ کاذب کے لئے رد ہیں محمدؐ　　　(۹۸)

در کو اُلٹانے سے دوسرے مصرعے میں موجود لفظ رد بن جاتا ہے۔

مقلوب مستوی

شعر میں کسی مصرعے کے ایک حصے کو الٹا جائے تو وہی حصہ بن جائے۔

جہاں میں پھیلا ہوا ہے مرے حضورؐ کا نور　　　ہوئے بشر کے بشر آپؐ اور نور کا نور　　　(۹۹)

ہے آزادی ہی آزادی محمدؐ کی غلامی میں　　　یہ آزادی محمدؐ کی غلامی ہی سے ملتی ہے　　　(۱۰۰)

بشر کے بشر اور نور کا نور، آزادی ہی آزادی کو اُلٹایا جائے تو وہی متن بنتا ہے۔

صنعتِ معکوس

شعر میں ایسے الفاظ لانا جن کو اُلٹانے سے وہی لفظ بن جاتا ہے۔ تابش کمالؔ کے کلام سے چند مثالیں:

میں آج نعت سرا ہوں ریاضِ بطحا میں — عطائے داد کی خاطر حضورؐ آئیں گے (۱۰۱)

درد والم حد سے بڑھا، میں نے کہا صل علیٰ — دکھ کی دوا، آبِ بقا، صل علیٰ صل علیٰ (۱۰۲)

عطا کریں گے وہ کوثر کا جام خود اُن کو — عطا کے باب میں چاہت جنہیں حضورؐ سے ہے (۱۰۳)

داد، درد، باب کو اُلٹایا جائے تو بھی یہی تلفظ رہتا ہے۔

صنعت اشتقاق

قدم قدم پہ جو نظریں ہوں اپنے سجدوں پر — دُھلی دھلائی جبینوں میں پُھول کھلتے ہیں (۱۰۴)

محمودؐ بھی، احمدؐ بھی، محمدؐ بھی ہیں آپ — کب خلق کو معلوم ہے رتبہ شہِ دیں کا (۱۰۵)

دُھلی دھلائی، محمود، احمد، محمدؐ ایک ہی مادہء اشتقاق سے ہیں

صنعت شبہ اشتقاق

آپؐ کا در ہے درد کا درماں، آپؐ شفا — انساں کے ہر زخم کا مرہم آپؐ ہیں بس (۱۰۶)

در، درد، درماں پہ ایک ہی ماخذ کا شبہ ہوتا ہے

صنعت سیاقۃ الاعداد

جس شعر میں اعداد کا ذکر ہو:

چار جانب تیرگی ہے کچھ نظر آتا نہیں — چشمِ حاضر کور ہے یا رحمۃ للعال میں (۱۰۷)

مختارِ دو عالم کے در و بام پہ قُرباں — جو کچھ بھی ملے ہے درِ عصمت سے ملے ہے (۱۰۸)

ان اشعار میں ۴، اور ۲ کے اعداد ملتے ہیں جو اس صنعت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

صنعتِ مسمط

شعر میں اصل قافیے کے علاوہ تین یا تین سے زیادہ مقفیٰ لفظ لانا صنعت مسمط ہے:

میں ہوں بامراد تو کیا عجب کہ حسب نسب میں ہوں باادب — یہ معاملہ ہے عطائے رب، سو جو بے ادب ہے وہ دُور ہے

وہ جو اُن کے در کا ہوا نہیں، اُسے ان کے در سے ملا نہیں — وہ کسی جگہ کا رہا نہیں تو یہ اس کا اپنا قصور ہے (۱۰۹)

ان اشعار میں عجب، حسب، نسب، ادب اور ہوا، جگہ، رہا وغیرہ مقفیٰ لفظ آئے ہیں جب کہ اصل قافیہ دُور اور قصور ہے۔

صنعت ترصیع

جب مطلع کے دونوں مصرعے مکمل ہم وزن وہم قافیہ ہوں تو یہ صنعتِ ترصیع کہلاتی ہے۔

حُسنِ نورِ مبیں خاتم الانبیاء — فخرِ عرشِ بریں خاتم الانبیاء (۱۱۰)
چشمِ بے نور میں وہ نور اُتارا جائے — دلِ رنجور میں وہ نُور اُتارا جائے (۱۱۱)

صنعت لزوم مالایلزم

جب شاعر شعر میں چند امور کا التزام کر کے بیان کرے۔:

صحبتِ شاہِ دوعالم کی طرف دھیان گیا — ایک ساعت کے لئے ہم جو حرا میں آئے (۱۱۲)
ہے آپ ہی کے حوالے کلیدِ قلب و نظر — کھلیں گے آپ کی برکت سے ہی یہ تالے مرے (۱۱۳)

درج بالا اشعار میں دو چیزوں کو شاعر نے لازم کر دیا کہ جب وہ غارِ حرا میں گیا تو اُسے حضورؐ کی صحبت کا خیال آگیا اور دوسرے شعر میں کلید کا لفظ استعمال ہوا۔ جس کے معانی چابی کے ہیں ۔چابی کا خیال آتے ہی تالا ذہن میں آجاتا ہے ۔اسے قانون تلازم بھی کہا جاتا ہے یعنی کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ لازم کر دینا۔

صنعت غیر منقوط

اسے صنعت مہملہ بھی کہا جاتا ہے یعنی نقطوں کے بغیر کوئی متن تخلیق کرنا۔ تابش کمالؔ نے اس صنعت میں بھی اپنا زورِ قلم دکھایا ہے صرف ایک نعت غیر منقوط پیش کی جارہی ہے:

اللہ کے ہمدم، مرے سرکارِ دوعالمؐ — وہ دہر کے محرم، مرے سرکارِ دوعالمؐ
ہر دُکھ کا مداوا وہی مولائے مطہر — ہر درد کا مرہم مرے سرکارِ دوعالمؐ
اکرامِ ملائک ہے کہ گردوں کی سلامی — سرکارِ مکرم، مرے سرکارِ دوعالمؐ (۱۱۴)

صنعت تکرارِ لفظی

شعر میں کسی لفظ کی تکرار بھی بہت حسن پیدا کرتی ہے۔ تابش کمالؔ کے ہاں یہ صنعت بہت عام ملتی ہے۔ ایک ہی نعت میں اس کا تین بار استعمال ملاحظہ ہو:

ایک دُنیا ابھی لوٹی ہے مُرادیں پاکر　　ایک دنیا درِ اقدس پہ کھڑی ہے آقاؐ
آپ کی ذات ہے قرآں کی مجسم صورت　　آپ کی بات ہے سو بات کھری ہے آقا
رات پھر خواب میں تابش کے مقدر جاگے　　رات پھر خواب میں اِک نعت کہی ہے آقا　　(۱۱۵)

صنعت تضمین

اپنے یا کسی دوسرے شاعر کے مصرعے پر جب شاعر گرہ لگا کر کوئی شعر کہے تو اسے صنعت تضمین کہتے ہیں۔ تابش کمالؔ کے کلام میں دو جگہ اس صنعت کا استعمال ملتا ہے۔جب انہوں نے اپنے ہی مصرعے پے گرہ لگائی:

دروازہ کھلا مجھ پہ کہیں خُلد بریں کا　　یہ فیض ہے اُس نور صفت نوری جبیں کا　　(۱۱۶)
کچھ بحث نہیں اس میں کہ سودا ہے یقیں کا　　دروازہ کُھلا مجھ پہ کہیں خلدِ بریں کا　　(۱۱۷)

صنعت تلمیح

کلامِ تابش کمالؔ میں اس صنعت کی شعری مثالیں

ہوئے ہم سارے کے سارے گدائے احمدِ مرسلؐ　　حرا سے مل گئی راہِ عطائے احمدِ مرسلؐ
ہوا امر الٰہی سو وحی آئی محمدؐ کو　　عروسِ حکمِ کل عالم ولائے احمد مرسل　　(۱۱۸)

اس غیر منقوط قطعے میں آخری مصرع فارسی زبان میں ہے جب کہ دیگر تین اردو زبان میں ہیں۔

صنعت اقتباس

الحمد کہ روضے پہ بلایا مرے آقا　　تا حشر زمانے پہ ہو سایا مرے آقا　　(۱۱۹)
وَ نَحنُ اَقرَبُ کا ورد تابش　　یقیناً اقربیت کا سفر ہے　　(۱۲۰)

صنعت جامع اللسان

مختلف زبانوں میں شعر کہنے کو صنعت جامع اللسان کہتے ہیں۔ تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام سے ایک مثال درج ذیل ہے جس میں اُنہوں نے سات زبانوں ، اُردو، عربی، فارسی، پوٹھواری، پنجابی، ہندی، اور سرائیکی کی آمیزش کی ہے جو اُن کی کامیاب کاوش ہے۔ یہ نعت اُن کے نعتیہ گیتوں میں شامل ہے:

مورے آنگن نور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ — کعبہ پہ سرور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ
لشکارے مارے مکہ ، مہکاراں باگیں باگیں — پیڑوں پر بُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد
مااَحسَنکَ دی سیرت، مااَجمَلکَ دی صورت — دُنیا پہ شعور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ
میں صدقے جاں اوہ سوہنا میں ڈاما ہی تے من موہنا — دیکھو کہ حضورؐ اُترا ہے میں واری جاؤں محمد
مہاڑی آس تُساں نیں پلے، جن چھاویں چھاویں چلے — اِک نور ظہور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ
سبحان اللہ ذی اسریٰ آقاؐ ئے ماو دنیا — اک چانن پُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ
اے ماہِ جمالِ گردوں، اے میرے خیالِ امکاں — کیا نوری طور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ
میں ڈھے ماپیو صدقے تابش میں ڈی آل اولاد وی واری — میں ڈے ویہڑیوں دُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ (۱۲۱)

صنعت توشیح

اس صنعت کا استعمال شعراء اس طرح کرتے ہیں کہ ہر شعر کے پہلے مصرعے کے پہلے حرف کو اگر یکجا کر لیا جائے تو کسی شخص کا نام بن جاتا ہے یعنی صنعت توشیح میں کسی شخصیت کے نام کے حروف کی ترتیب سے شعر کہے جاتے ہیں جن سے وہ نام بر آمد ہوتا ہے۔ تابش کمالؔ نے اردو نعت کی تاریخ میں پہلا تجربہ یہ کیا کہ اُنہوں نے ہر شعر کے دونوں مصرعوں میں یہ التزام رکھا کہ ہر شعر کے دونوں مصرعے کسی نام کے حروف کی ترتیب سے آغاز ہوں اُنہوں نے محمدؐ بن عبد اللہ کو اس صنعت میں جس طرح برتا ہے۔ اردو نعت کی نادر مثال ہے اور ایک نیا تجربہ ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ردیف قافیہ کا اہتمام بھی ملتا ہے۔

محمدؐ بن عبد اللہ

م۔ ملا ہے درسِ حقیقت دیارِ طیبہ سے
ح۔ حریمِ ذات کو زینت دیارِ طیبہ سے
م۔ متاعِ عمر رواں ہے ثنائے شاہِ جہاں
د۔ دلوں نے پائی یہ دولت دیارِ طیبہ سے
ب۔ بہار آپ کے صدقے میں چمن میں آئی
ن۔ نگر نگر میں یہ نکہت دیارِ طیبہ سے
ع۔ عزیز تر ہے قرابت ہمیں مدینے کی
ب۔ بقائے زیست ہے نسبت دیارِ طیبہ سے

د۔ دلوں میں مہر و محبت کے پُھول کھلتے ہیں

ا۔ اسیر کیسے ہوں رُخصت دیارِ طیبہ سے

ل۔ لیا ہے خیر کا صدقہ حضورؐ سے تابش

ہ۔ ہوئی ہمیشہ کفالت دیارِ طیبہ سے (۱۲۲)

صنعتِ تاریخ

شاعری میں کسی خاص واقعے کی تاریخ برآمد کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ا صوری ۲ معنوی۔ صوری طریقے میں الفاظ سے ہی کسی تاریخی وقوعے کا سن وسال معلوم ہو جاتا ہے جب کہ معنوی طریقہء تاریخ گوئی میں الفاظ کے اعداد جمع کئے جاتے ہیں۔ تابش کمالؔ نے بھی اس صنعت میں کئی تجربات کئے ہیں۔ اُنہوں نے اسلامی تاریخ کے قریباً تمام معروف واقعات کی تاریخ نکالی ہے۔ مثالوں سے پہلے اُن حروف ابجد کا جائزہ لیتے ہیں جن سے یہ تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ صنعت تاریخ بہ حساب جمل یا حروف ابجد سے نکالی جاتی ہے ان حروف کو آٹھ خاندانوں میں تقسیم کیا گیا اور اُن کے عدد مقرر کئے گیے ہیں:

ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، اور ضظغ

اب ان حروف کے اعداد ملاحظہ ہوں

ا ب ج د	ہ و ز	ح ط ی	ک ل م ن
۱ ۲ ۳ ۴	۵ ۶ ۷	۸ ۹ ۱۰	۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰
س ع ف ص	ق ر ش ت	ث خ ذ	ض ظ غ
۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰	۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰	۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰	۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

فارسی اور ہندی حروف تہجی پ۔ ٹ۔ چ۔ ڈ۔ ڑ۔ ژ۔ گ جن کا اس میں ذکر نہیں ملتا۔ ان کے اعداد بھی اپنے سے ملنے جلنے والے حروف ب۔ ت۔۔ ج۔ د۔ ر۔ ز۔ اور ک کے ہیں۔

تابش کمالؔ نے جن معروف اسلامی واقعات کی تاریخ کہی ہے۔ اُن میں سے چند ذیل ہیں:

حضورؐ پر پہلی وحی ۶۱۰ء میں اُتری تھی

پہلی وحی

آپ آسماں مآب ہیں، عالی ہے ہر صفت　　روشن ہوئی ہے آیتِ اقراء کی ہر جہت
تاریخ وحی میں نے کہی ہے بہر کمال　　''پہلا پیام طائرِ سدرہ کی'' معرفت　　(۱۲۳)

۶۱۰ء

اس قطعے کے آخری مصرعے کے الفاظِ ''پہلا پیام طائر سدرہ کی'' کے اعداد جمع کئے جائیں تو ۶۱۰ء بر آمد ہوتا ہے۔ مثلاً

پہلا				پیام				طائر				سدرہ				کی	
پ	ہ	ل	ا	پ	ی	ا	م	ط	ا	ی	ر	س	د	ر	ہ	ک	ی
۲	۵	۳۰	۱	۲	۱۰	۱	۴۰	۹	۱	۱۰	۲۰۰	۶۰	۴	۲۰۰	۵	۲۰	۱۰

ان حروف کے اعداد کو جمع کرنے سے ۶۱۰ء بر آمد ہوتا ہے

اعلان نبوت

آپ کے چالیس برسوں کی کمائی مرحبا　　آپ ہیں تاجِ نبوت، آپ ختم الانبیاء
تابشؔ اعلان نبوت کی یہی تاریخ ہے　　''انکشاف احمد حقّ'' بابِ اقرا سے ہوا　　(۱۲۴)

۶۱۳ء

ہجرت نبویؐ

مکی سبھی ہو گئے دشمنِ ماہِ تمام　　شہرِ مدینہ ہوا مسکنِ ماہِ تمام
تابشؔ اب ایسے ہوئی ہجرتِ تاریخ ماہ　　ہم نے پکڑ ہی لیا ''دامنِ ماہِ تمام''　　(۱۲۵)

۶۲۲ء

صنعتِ تنسیق الصفات

دُشمنِ دیں بھی شاہد ہیں اس بات کے　　آپ صادق ہیں آقا، امیں آپ ہیں　　(۱۲۶)
آپ مدینۃ الحکم آپ ہی شہر علم ہیں　　فہم و شعور و تازگی آپ کے دم قدم سے ہے　　(۱۲۷)

صناع معنوی

تابش کمالؔ نے صناع معنوی کی جن اقسام کو استعمال کیا وہ ذیل ہیں۔

صنعت تلمیح

طائف میں ہوں اور اشک مرے رُکتے نہیں ہیں　　آنکھوں میں ہے بس آپ کا نم، سرورِ عالمؐ　　(۱۲۸)

ورثہء نعت کہاں اور مری اوقات کہاں　　مجھ کو حسانؓ کے کاسے سے ملا ہے سب کچھ　　(۱۲۹)

صنعت ایہام

اس سے مراد یہ ہے کہ شاعر کلام میں ایسا لفظ لائے جس کے دو معانی ہوں۔ جب کہ شاعر کی مراد معنی قریب کی بجائے معنی بعید ہوں۔

یہ سب فیضان ہے حسانؓ کا جب نعت کہتا ہوں　　بلا لیتے ہیں رومی اور جامی، یارسول اللہؐ　　(۱۳۰)

اس شعر میں لفظ بلا لینا ذو معانی ہے ۔ یہ ایہام یعنی وہم میں ڈالتا ہے۔ اس کا ایک تو سیدھا سیدھا مطلب کسی کو پاس بلا لینے کے ہیں جو قاری بھی یہاں یہ ہی مفہوم اخذ کرتا ہے لیکن اس کا ایک مطلب پیار کرنا بھی ہے جیسے اردو میں کہا جاتا ہے بلائیں لینا۔ یہاں شاعر یہی کہنا چاہتا ہے کہ شاعر جب نعت رسول پڑھتا ہے تو مولانا رومی اور جامی جو فارسی ادب کے بہت بڑے صوفی اور نعت گو شاعر گزرے ہیں وہ بھی خوشی سے اُسے پیار کرتے ہیں۔

صنعت جمع

لاریب، وہی ہیں جو ہیں قرآن مجسم　　ہاں دین وہی، دل وہی، ایمان وہی ہیں　　(۱۳۱)

ہر حوالے کی وابستگی آپ سے　　حُسن دیں، حُسنِ نام و نسب آپ ہیں　　(۱۳۲)

صنعت مقدر

اس سے مراد یہ ہے کہ شاعر شعر میں کچھ ایسا بیان کرے کہ جس کو سمجھنے کے لئے شعر میں کوئی واضح الفاظ نہ ہوں بلکہ اُسے سمجھنے کے لئے ادبی روایت سے مدد لینی پڑے یا پھر عبارت میں ہی موجود اشارات سے کام لیا جائے اور اگر شاعر اپنی حالات زندگی کی طرف اشارہ کرے تو اُس کو سمجھنے کے لئے شاعر کے ذاتی حالات کو پڑھنا پڑے۔ گویا یہ وہ لفظ ہے جو عبارت میں نہ ہو مگر اپنے معانی دے　　(۱۳۳)

تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام سے چند مثالیں درج کی جا رہی ہیں:

میں گوشہء باغ سے لایا ہوں سوغاتِ ہنر یہ صل علیٰ   دربارِ ادب سے حکم جو ہو قدموں میں تب میں حاضر ہوں   (۱۳۴)

اس شعر میں گوشہ باغ سے مراد اُن کی رہائش گاہ اور صل علیٰ اُن کا نعتیہ مجموعہ جس کا نام صل علیٰ ہے مراد ہے۔

یہ گرم ریت پہ کس کی صدائیں جلتی ہیں   غلام زخموں سے چُور ہے محمدؐ کا   (۱۳۵)

نبی کریم کے بہت سے ایسے اصحاب تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تو کفار نے اُن پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے لیکن اس شعر میں گرم ریت کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرت بلالؓ کی طرف اشارہ ہے اور ادبی روایت سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

صنعت مقدر کی ایک تیسری مثال:

زمانہ طعن و ملامت میں محو ہو بے شک   مگر غلام کہ مسرور ہے محمدؐ کا   (۱۳۶)

اس شعر میں حضرت اویس قرنیؓ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے آپ حضورؐ کے وہ عاشق تھے جو ساری زندگی بہ ظاہر سرکار دو عالمؐ کی بارگاہ میں اپنی بوڑھی ماں کی خاطر حاضر نہ ہو سکے۔ آپ کو لوگ مجنوں اور دیوانہ کہتے تھے مگر اُنہیں نبی پاک کے غلام و اُمتی ہونے پہ ناز تھا تابش کمالؔ نے اسی جانب اشارہ کیا۔

صنعت ادماج

اس صنعت سے مراد ایسا شعر ہے جس کے دو مفہوم ہوں اور دونوں درست ہوں تابش کمالؔ نے جس شعر میں یہ صنعت استعمال کی ہے وہ درج ذیل ہے:

یہی پتھر تھا کہ دنیا کے لئے تھا ہی نہیں   اب یہی دل ہے کہ دُنیا ہے نگینے کی طرف   (۱۳۷)

اس شعر کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ شاعر کا دل ایک پتھر کی طرح سخت تھا پتھر اور دل کی سختی ایک جیسی تھی جس میں کسی شخص کے لئے کوئی جذبہ احساس نہ تھا لیکن جب سے اس میں عشق رسولؐ جاگزیں ہوا تب سے اہل دنیا بھی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جبکہ اس شعر کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح مکہ کی سرزمیں ویران و بنجر تھی۔ سنگلاخ پہاڑوں اور ریگستانوں کے سوا یہاں کچھ نہ تھا۔ یہاں اللہ کا گھر بنایا گیا اور نبی کریمؐ

کی ولادت ہوئی اور اعلان نبوت کے بعد دنیا والے اس طرف متوجہ ہوئے ، دنیا کے کونے کونے میں اشاعت اسلام ہوئی اور اب سارے عالم سے لوگ یہاں حج کرنے آتے ہیں اور بیت اللہ کی زیارت کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کعبے کو اپنے دل میں بسائے رکھتا ہے۔ اس کے عزت واحترام میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا۔ اب یہ دونوں مفہوم اپنے اپنے مقام پہ درست لگتے ہیں۔

صنعت حُسنِ طلب

صنعت حُسن طلب تابش کمالؔ کے کلام میں بہت زیادہ برتی گئی ہے۔ اُن کی پوری پوری نعتیں اس میں ملتی ہیں یہاں اُن کی صرف ایک نعت پیش کی جارہی ہے:

مجھ خطا کار پہ یہ چشمِ عنایت آقا　　کیسا خوش بخت ہوں، ہے آپ سے نسبت آقا
اس کو گنجینہء قارون سے مطلب کیسا　　دل کو مل جائے اگر درد کی دولت آقا
سر جھکائے میں سرِ بزم کھڑا ہوں کب سے　　کوئی فرمانِ شفاعت مری بابت آقا　　(۱۳۸)

صنعت سوال وجواب

کہا میں نے یہ کون سا آستاں ہے　　کوئی آسماں سے پکارا کرم کا　　(۱۳۹)
تیرہ شبی کے عہد میں کیسے ہو روشنی بھلا　　عزمِ رسول پاکؐ ہو اس بے حسی کے سامنے　　(۱۴۰)

صنعت مقابلہ

اس صنعت میں دو چیزوں کو مقابلتاً پیش کیا جاتا ہے:

تاجِ سر دارا ہو کہ اورنگِ سلیماں　　ذرات سے بھی کم ہیں، محمدؐ کی نظر میں
سلطان ہو یا کوئی غلام حبشی ہو　　واللہ کہ باہم ہیں محمدؐ کی نظر میں　　(۱۴۱)
بامِ سحر ، نہیں نہیں، خندہ گُل ، نہیں نہیں　　اِن کی شگفتگی ہے کیا، اُن کی ہنسی کے سامنے　　(۱۴۲)
نعت رہ جائے گی اور نامِ گرامی اُن کا　　منصب وجاہ و جلالت کو کہاں رہنا ہے　　(۱۴۳)

صنعت تضاد

اس صنعت میں دو الفاظ ایسے لائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے کے اُلٹ ہوتے ہیں:

آپ مرتے ہوئے لوگوں کے مسیحا ٹھہرے　　آپ انسان کو لے آئے ہیں جینے کی طرف　　(۱۴۴)

پھر سے تخریب کو تعمیر کا زیور ہو عطا   میرے سرکارِ جہاں، آپ ہیں معمارِ جہاں   (۱۴۵)

صبا! طبیب اُدھر اور مریضِ ہجر اِدھر   مجھے مدینے لئے چل کہ زندگی ہے وہاں   (۱۴۶)

مرنا، جینا، تعمیر، تخریب، اِدھر، اُدھر، طبیب، مریض یہ سب ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

صنعت احتجاج بدلیل

جب شاعر اپنے کسی موقف کو ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل شعر میں دے تو اس کو صنعت احتجاج بدلیل کہا جاتا ہے:

چھوڑیئے دُنیا کے شاہوں کو مدینے چلئے   مہرباں ہیں، وہؐ فقیروں کا بھرم رکھتے ہیں

وقف ہیں شاہِ مدینہؐ کے لئے حرف و قلم   نوکِ پاپوش پہ ہم مدحتِ جَم رکھتے ہیں   (۱۴۷)

صنعت ایراد المثل

کسی ضرب المثل کو شعر میں بیان کرنا ایراد المثل کہلاتا ہے۔ تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام سے ایک مثال ذیل ہے:

ظلمتِ دہر کے طوفاں سے گزر آئے ہیں   صبح کے بھولے ہوئے شام کو گھر آئے ہیں   (۱۴۸)

صنعت تجاہلِ عارفانہ

اس سے مراد کسی حقیقت سے باخبر ہونے کے باوجود خود کو بے خبر کہنے کے ہیں:

کس نے آباد کیا ہے یہ خرابہ اے دل   کس نے منسوب کیا دہر کو انسانوں سے   (۱۴۹)

صنعتِ توالیِ اضافت

شعر میں ایسے الفاظ لانا جن کے ساتھ حرف اضافت استعمال ہو:

حضورؐ شاہ میں تابِ سُخن کہاں ہے مجھے   وفورِ عالمِ گریہ ہی گفتنی ہے وہاں   (۱۵۰)

حضورؐ شاہ، تابِ سخن، وفورِ عالمِ گریہ ان الفاظ کے ساتھ اضافت استعمال ہوئی ہے۔ جو چھوٹی زیر ہے۔

صنعت مراعاۃ النظیر

شعر میں ایک ایسا لفظ لانا کہ باقی تمام لفظ اُسی کی مناسبت سے استعمال ہوں:

دریائے مدینہ سے ملے خیر خزانے   جھولی مری لب ریز رہی لعل و گہر سے   (۱۵۱)

دریا کی مناسبت سے خزانے ،، لعل و گوہر اور جھولی اور لب ریز یہ سب آپس میں مناسبت رکھتے ہیں۔

صنعت حُسنِ تعلیل

کون بستی کے مسافر ہیں بھلا جن کے لئے　　　گنبدِ سبز میں کچھ نقش اُبھر آئے ہیں　(۱۵۲)

اس شعر میں روضہ اقدس پہ ابھرے ہوئے سبز و سفید کچھ نقوش کے بارے میں شاعر نے صنعت حسن تعلیل سے کام لیا کہ یہ مدینہ کی طرف آنے والوں مسافروں کی رہ نمائی کرتے ہیں جو زیارت روضہ رسولؐ کی غرض سے آتے ہیں

صنعتِ استشہاد

میں حضورؐ میں تھا سخن سرا، درِ نعت مجھ پہ کھلا رہا　　　جو حجاب تھا وہ اُٹھا دیا یہ کمال فیضِ حضورؐ ہے　(۱۵۳)

جن کی تابشؔ سے گھر میں اُجالا ہوا　　　سلسلہ ہے جنہوں نے سنبھالا ہوا

اُن کے فضل و کرم پر درود و سلام　　　ذاتِ شاہِ اُمم پر لاکھوں سلام　(۱۵۴)

ان دونوں شعری مثالوں میں کمال اور تابش یہ دونوں تابش کمالؔ کے تخلص ہیں۔انہیں اشعار میں اس طرح لایا گیا کہ یہ شعری مضمون کا حصہ بھی بن گیے ہیں اور بہ طور تخلص بھی استعمال ہوتے ہیں

تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام میں منظر نگاری

تابش کمالؔ کی اردو نعتیہ شاعری کے مطالعہ سے اُن کا جو خاص اُسلوبی پہلو سامنے آتا ہے وہ اُن کی منظر نگاری ہے۔اُنہوں نے لفظوں کے فنی استعمال سے ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ قاری کے سامنے کسی منظر کی پوری کی پوری تصویر آجاتی ہے۔اُنہوں اپنی لفظ گری سے یہ تصویریں بنانے کے لئے جن فنی تکنیکوں سے کام لیا ۔وہ ذیل ہیں۔

جذبات واحساسات کی منظر کشی

واقعاتِ حقیقی کا بیان

لفظی مناسبت کا استعمال

صوتی ہم آہنگی

معنوی تسلسل

فطری لفظی ترتیب

مناظر کا تقابل (ماضی و حال کے آئینے میں)

جذبات واحساسات کی منظر کشی

اس ضمن میں زیادہ تر تابش کمالؔ نے داخلیت کا سہارا لیا اور اپنی تن ورتی کو منظوم صورت دے کر اپنے جذبات واحساسات کی ترجمانی کی۔ جس سے یہ ہوا کہ قاری اُن کی اس تکنیک کے استعمال سے ایک ایسی کیفیت میں چلا جاتا ہے کہ اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس منظر کی تصویریں محوِ رقص ہو جاتی ہیں۔ عشقِ رسول اور راہِ تصوف کی منازل کو طے کرتے ہوئے تابش کمالؔ نے جو کچھ محسوس کیا اور اُن کے جیسے جذبات تھے وہ سب اسی تکنیک سے ہی بیان کئے گیے ہیں۔ اُن کے کلام میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ چند اشعار بہ طور نمونہ ذیل ہیں:

ہر سُو سناٹا گونجتا ہے آخر ہے شب میں حاضر ہوں — میں لاج کا مارا کیا آتا رحمت کے سبب میں حاضر ہوں
لبیک لبوں پر جاری ہے اک رعب دلوں پر طاری ہے — اب کیسی پردہ داری ہے اے میرے رب میں حاضر ہوں
سنتا تھا فرشتے آتے ہیں اس در کی گدائی کرنے کو — اے شافعِ دیں، اے نورِ مبیں، اے شاہِ عرب میں حاضر ہوں (۱۵۵)

اُن کھجوروں کے پیڑوں کی محراب سے جھانکتا ہو دیا — چاندنی اس کے چو گرد چھلتی رہے، نعت چلتی رہے
موتیوں جیسا پانی لگے دُھوپ میں اک جدا رُوپ میں — میرے اندر یہ ندی مچلتی رہے، نعت چلتی رہے (۱۵۶)

واقعاتِ حقیقی کا بیان

تابش کمالؔ نے بعض مقامات پر نبی پاک اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے حقیقی واقعات بھی بیان کئے جو بھی قاری کے لئے ایک باعثِ حظ و مسرت ہے۔ جس سے اسلامی تاریخ کی طرف اس کا شعور پلٹ کھاتا ہے مثلاً:

پُھول کھلنے لگے ذہن و دل میں — یاد آئی ہے ولادت اُن کی (۱۵۷)
اُن کی آمد ہوئی جو طیبہ میں — ساتھ میں لے کے دف خیال گیا (۱۵۸)
یہ کربلا ہے یہاں دیکھ بھال کر چلنا — قدم قدم پہ یہاں پُور ہے محمدؐ کا (۱۵۹)
وہ آپ کی نماز، رکوع و سجود میں — کوئی نیاز دیکھے دمکتی جبین کے (۱۶۰)

لفظی مناسبت

لفظی مناسبت سے مراد یہ ہے کہ شاعر نے جس موضوع کو بھی بیان کرنا چاہا۔ اُس کے لئے اُس نے مناسب لفظ تراشے اور اُن کے استعمال سے ایک منظر بنا کر قاری کے سامنے لایا۔ اس ضمن میں تابش کمالؔ کی ایک آزاد نظم سے استفادہ کیا جارہا ہے:

فلک پہ ماہتاب تھا، زمیں پر
کھجور، زیتون، شہد، پانی
ہر ایک نعمت تھی زندگی میں
حرا و ثور و اُحد تھے ویسے ہی
جیسے اب ہیں، خدا کے گھر پر سبھی کا حق تھا مگر عجب تھا
کہ روشنی کے ہر اِک جزیرے پہ تیرگی تھی
مرے مقدر کا نُور سارا
حضورؐ میرے، تابش کمالؔ اک دن
اتر کے آئے تو ساتھ لائے (۱۶۱)

اب اس نظم میں بات نُور کی ہو رہی ہے تو اسی مناسبت سے وہ تمام اشیا بیان کی گئی جن سے کسی نہ کسی طور روشنی حاصل ہوتی ہے

دوسری مثال

ہر دوسرا کے مالک و مختار اک نظر در پر کھڑا ہوں دیر سے کاسہ لئے ہوئے (۱۶۲)

اس شعر میں ایک سائل کے کردار کی منظر کشی کی گئی ہے اور اس حوالے سے مالک و مختار، اک نظر، در، دیر، کاسہ یہ تمام لفظ اسی مناسبت سے ہیں۔

صوتی ہم آہنگی

تابش کمالؔ نے بعض مقامات پر ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو صوتی اعتبار سے انسانی سماعت کو اس قدر بھلے لگتے ہیں کہ قاری رومانی فضا میں چلا جاتا ہے۔ اس تکنیک سے قاری کی طبع میں فرحت و انبساط تو پیدا ہوتا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ موسیقیت بھی پیدا ہوتی ہے چند مثالیں:

حاضری ہو مری، شام ڈھلتی رہے، نعت چلتی رہے زندگی اُن کے سائے میں پلتی رہے، نعت چلتی رہے
ذکر و اذکار کے درمیاں ایک شب ایسے پُوری کروں شمعِ جاں دھیرے دھیرے پگھلتی رہے، نعت چلتی رہے
میری حسرت ہے میرا سُخن ہو تو ہو صرف اُن کے لئے اُن کی مِدحت ہو اور جاں نکلتی رہے، نعت چلتی رہے (۱۶۳)
سر بسجدہ رہوں، ہے اسی میں سکوں، نعت کہتا رہوں روز و شب ایک ہی رو میں بہتا رہوں، نعت کہتا رہوں
دیں کے فرماں رواؤں کے کردار پر بات ہوتی رہے دیدہ تر سے بہتا رہے دل کا خوں، نعت کہتا رہوں
ایک مالا پرونے کی خواہش میں، اس دورِ آشوب کے ہجر زادوں کی آنکھوں سے گوہر چنوں، نعت کہتا رہوں (۱۶۴)

ان دونوں نعتوں میں صوتی ہم آہنگی سے پیدا ہونے والی موسیقیت بھی بہ خوبی محسوس کی جاسکتی ہے۔

معنوی تسلسل

تابش کمالؔ کی اکثر نعتیں ایسی ہیں جن کا معنوی تسلسل بلحاظ ردیف آخر تک قائم رہتا ہے اگر اُنہوں نے نبی کریمؐ سے رحمت و کرم کی طلب کی ہے تو اُن کی نعتوں کے تمام اشعار اپنے موضوع سے باہر نہیں جائیں گے بلکہ ان کے قافیہ اور ردیف بھی شعری مضمون کے تابع رہیں گے۔ یہ خوبی بہت کم شعراء میں ہوتی ہے۔ ہمارے اکثر شعراء غزل کے انداز میں نعت کہتے ہیں۔ ہر شعر کا ایک الگ موضوع ہوتا ہے۔ جب کہ تابش کمالؔ کی اکثر نعتیں اپنے موضوع کے حصار میں ہی رہتیں ہیں اگر چہ اُنہوں نے غزل کے انداز میں بھی کئی نعتیں کہی ہیں لیکن جو عنصر غالب ہے وہ معنوی تسلسل کا ہی ہے۔:

یونہی بہتا رہتا ہے دھارا کرم کا کہیں بھی نہیں ہے کنارا کرم کا
کہاں پوری آتی ہے تشبیہ اُن کو نبی پاکؐ ہیں استعارہ کرم کا
اسی گھر سے ہے نصرتِ دین و دُنیا نہیں اور کوئی دوارا کرم کا
میں نعلین میں اور ہونٹوں پہ مدحت ابھی اوج پر ہے ستارہ کرم کا (۱۶۵)

اب اس نعت میں نبی پاک کے کرم کی بات کی گئی ہے تو ہمیں ہر شعر میں ایسے الفاظ کا چناؤ ملے گا جو کرم سے متعلق ہوں گے۔

فطری لفظی ترتیب

اس تکنیک میں تابش کمالؔ نے یہ ہنر دکھایا ہے کہ اُنہوں نے جس چیز کے متعلق بات کی ویسے ہی الفاظ منتخب کئے۔ اگر انہوں نے باغ کا لفظ استعمال کیا تو اسی مناسبت سے پھول کلیاں اور پتے وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے

چند مثالیں:

میں ایسے خواب سے باہر نکل نہ پاؤں کبھی — جو دید چہرہء اقدس کی دو گھڑی مل جائے
درِ حضورؐ سے تابش میں یوں تھا لپٹا ہوا — کہ جیسے تتلی کو تازہ کھلی کلی مل جائے (۱۶۶)

جہالتوں کی وادیوں سے یا نبیؐ نکالئے — رُخوں کو پھر سے نورِ بے مثال سے اُجالئے
چہار سو یزیدیوں کی فوج پر عروج ہے — نکل رہا ہے دن مگر پیامِ کربلا لئے (۱۶۷)

خواب، چہرہ، دید، گھڑی، لپٹا، تتلی، تازہ کھلی، کلی، جہالت، وادی، نکالنا، رُخ، نور، اُجالنا، چہار سو، یزید، فوج، عروج اور نکلنا، دن، پیام، کربلا یہ تمام الفاظ موضوع کی مناسبت سے فطری ترتیب میں استعمال کئے گیے ہیں۔

ماضی وحال کے تقابل سے منظر کشی

تابش کمال نے اُمتِ مسلمہ میں جذبہ بیداری پیدا کرنے کے لئے ماضی وحال کا تقابل بھی کیا اور ایسے مناظر پیش کئے جن سے اہلِ اسلام کو اپنے شان دار و تاب ناک ماضی کا پتہ چلے، اُنہیں احساس ہو کہ اُن کے آباو اجداد کیا تھے اور آج وہ کیا ہیں، شترِ بے مہار سے زیادہ کچھ نہیں۔ تابش کمال کے نزدیک اگر آج بھی اُمت مسلمہ خود کو تعلیماتِ نبویؐ پر کاربند کرے تو عجب نہیں کہ آج بھی حضرت بلالؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمانؓ فارسی جیسے کردار کے حامل افراد پیدا ہوں:

ماضی کے حوالے

حصارِ نورِ رسالت میں لایئے خود کو — بلالؓ و بوذرؓ و سلماںؓ بنایئے خود کو (۱۶۸)

فروغِ خیر و اخوت کا درس لینا ہے — نبیؐ کے نورِ ہدایت سے درس لینا ہے
بلالؓ و بوذرؓ و سلماں سے کام ہے آقا — ستم رسیدہ کو ہمت کا درس لینا ہے
مقابلہ سر میدانِ بدر دیکھے، اگر — کسی ضعیف نے جرأت کا درس لینا ہے
لوائے سبطِ پیمبر کے سائے میں آئے — جسے بھی شوقِ شہادت کا درس لینا ہے (۱۶۹)

ہر عہد کے طاغوت کی پامالی کا جذبہ — کمزوروں کو آقا! تری عترت سے ملے ہے (۱۷۰)

حال کی منظر نگاری

میں ان کا چال چلن دیکھ دیکھ سوچتا ہوں — عرب کے لوگ بھی شاہِ عرب سے واقف ہیں؟ (۱۷۱)

کوئی بھی طرزِ حکومت نبی کے دیں پہ نہیں ستم تو یہ ہے شکن بھی کسی جبیں پہ نہیں (۱۷۲)

بے مہار اونٹوں کی تمثال ہے اُمت اب تو ہو ادھر قافلہ سالارِ جہاں ایک نظر (۱۷۳)

مکالماتی انداز

تابش کمالؔ نے منظر نگاری میں مزید رنگ بھرنے کے لئے مکالماتی طرزِ اظہار بھی اپنایا ہے:

کیا سوال کہ میں کس طرف چلا ہوں حضورؐ تو مسکراتے ہوئے آپ نے کہا، مرے ساتھ (۱۷۴)

اُن کی آزاد نظم سے ایک مثال ذیل ہے:

کل شب

عجب شب تھی
اک بزمِ تطہیر میں نور چہرے تھے
میں بھی وہیں سر جھکائے ہوئے تھا
فقط رعب کی حکمرانی تھی جس میں ہر اک شخص لب بستہ بیٹھا ہوا تھا
ذرا آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ اک لوح پر نام لکھے ہوئے ہیں
مرا نام بھی تھا
وہ مہرِ رسالت مجھے دیکھ کر مسکراتے
میں قدموں میں سر رکھ کے آنسو بہاتا تو آہستہ آہستہ مجھ کو تھپکتے
اچانک وہ لب ہائے اطہر کھلے
"میرے بچے! کوئی بات کر۔ کوئی حسرت اگر ہو تو کہہ"
عرض کی "اے حبیب خداؐ، نوشہ ءانبیاء!
اک مدت سے میں اسمِ ذاتِ تعالیٰ کو پانے چلا
اور اب تک وہیں ہوں"
تبسم کیا اور گویا ہوئے
"ربِ اکبر نے اس کو ترے ہاتھ پر لکھ دیا
پڑھ اسے اور پڑھا، دوسروں کو دکھا
یہ تری بندگی کا صلہ ہے"
فرشتے مجھے رشک سے دیکھتے تھے

مرا سر تھا نعلین میں اور پاؤں سرِ آسماں
یہ وہ اعزاز ہے جو شہوں کو بھی حاصل نہیں (۱۷۵)

تابش کمالؔ کے پسندیدہ اسالیب

تابش کمالؔ کی اردو نعت کا مطالعہ کرنے سے اُن کے جو پسندیدہ شعری اسالیب سامنے آتے ہیں جن میں اُنہوں نے اکثر نعتیں کہی ہیں۔ وہ ذیل ہیں۔

استفہامیہ اُسلوب

خطابیہ اُسلوب

تکراریہ اُسلوب

واقعاتی اُسلوب

اُسلوبِ علت

تعظیمی اُسلوب

بہاریہ اُسلوب

استفہامیہ اُسلوب

اس شعری طرزِ اظہار کی مثالیں:

اس اُسلوب میں تابش کمالؔ نے پوری پوری نعتیں کہی ہیں۔ جن کے صرف دو دو اشعار یہاں پیش کئے جارہے ہیں:

یہ جو ہجرت ہے اِسے خیر سے سر کیسے کریں؟ — مستقل سوچ میں ہیں حبش کو گھر کیسے کریں؟
شہر طیبہ میں سکونت کی اجازت آقا — زندگی ہجر کے صحرا میں بسر کیسے کریں؟ (۱۷۶)

مدحتِ سیدِ عالی سے فراغت کب ہے؟ — مقصدِ عمرِ رواں سے مجھے غفلت کب ہے؟
اُن کے جارُوب کشوں میں ہی مرا نام رہے — اِس سے بڑھ کر مرے مولا مری حاجت کب ہے؟ (۱۷۷)

جادہء نورِ ہدایت سے جدا کیسے رہیں؟ — دُور طیبہ کی ہواؤں سے بھلا کیسے کریں؟
جن کے سینوں میں مہکتی ہو فقط میم کی یاد — ایسے عشاق ترے ذکر سوا کیسے رہیں؟ (۱۷۸)

خطابیہ اُسلوب

ایک مثال ذیل ہے:

اے مرے مرکزِ انوارِ جہاں، ایک نظر — اے مرے واقفِ اسرار جہاں، ایک نظر
مقصدِ زیست سے غافل ہی نہ کرڈالیں کہیں — سیدی مجھ کو یہ ادبارِ جہاں، ایک نظر
یاں بھی ہوتا ہے شب و روز نحوست کا سماں — یاں بھی رہتے ہیں گرفتارِ جہاں، ایک نظر
بارِ عصیاں سے بدن ٹوٹ رہا ہو جیسے — دل شکستوں پہ ہو معمارِ جہاں ایک نظر (۱۷۹)

تکراریہ اُسلوب

یہ وہ اُسلوب ہے جسے تابش کمالؔ نے اپنی نعتیہ شاعری میں سب سے زیادہ برتا ہے۔اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔اس میں اُنھوں نے لفظی تکرار سے ایک خاص صوتی حسن پیدا کیا ہے۔چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

وہی ہیں ظُلمتِ شب میں چراغ سے بڑھ کر — وہی اندھیرے میں رستہ سُجھانے والے ہیں (۱۸۰)
اُنہی کے دم سے ہوئی ہے مجھے شفایابی — اُنہی کے در پہ پہنچتے رہے ہیں نالے مرے (۱۸۱)
پھر پڑھوں میں نعت اُس دربار میں — پھر مجھے سرکار سے تحفہ ملے (۱۸۲)
کب دیکھیے مجھ کو وہ بلاتے ہیں مدینہ — کب حکمِ سفر آتا ہے دربارِ نبی سے (۱۸۳)
یہ روح و بدن آپ کی نسبت پہ تصدق — یہ دل بھی ہے دہلیز پہ خم، سرورِ عالمؐ (۱۸۴)
بعض اوقات عرش کی ہے روح — بعض اوقات ہے مدینے کی (۱۸۵)
میرے دھیان میں آتے ہیں لوگ طیبہ کے — میرے خیال میں رہتی ہے گفتگوئے حضورؐ (۱۸۶)
خدا شکر کہ رہتا ہے لب پہ پاک درود — خدا کا شکر کہ بڑھتا ہے سلسلہ مرے ساتھ
عجیب ربط ہے لفظوں میں آنہیں سکتا — عجیب وصلِ مسلسل ہے آپ کا مرے ساتھ (۱۸۷)
مرے حضورؐ کے ہمراہ آتی ہے اک لو — مرے مکاں میں اکیلے نہیں شہِ ابرار (۱۸۸)
بغیر عشق یہ جینا بھی کوئی جینا ہے — بغیر عشق ہے کیسا سوالِ نعت نبیؐ (۱۸۹)
اُن کے دم سے ہی مرا نام و نسب ہے قائم — اُن کے بل پر ہی مری دھوم ہے وہ جانتے ہیں (۱۹۰)

واقعاتی اُسلوب

اس اُسلوب کے تحت تابش کمالؔ نے سیرت طیبہ کے واقعات کو منظوم کیا ہے:

دل وجاں سے تصدق یہ خدائی آپ کی ہے
نگاہِ دہر میں جلوہ نمائی آپؐ کی ہے
عرب جس اُسوہ حسنہ سے تابع ہو گئے تھے
شہِ بطحا وہ شائستہ نوائی آپؐ کی ہے
وگرنہ لوگ باہم خوں کے پیاسے تھے یہاں پر
خدائی پر کرم، رحمت، بھلائی آپؐ کی ہے
اُترتی ہیں سلامی کو جہاں پر کہکشائیں
میرے آقا وہ پاکیزہ چٹائی آپؐ کی ہے
شبِ ہجرت علیؓ جس پر بہ اطمیں ان سوئے
معلّٰی کے مساوی چارپائی آپؐ کی ہے (۱۹۱)

اُسلوبِ علت

تابش کمالؔ کا ایک پسندیدہ اُسلوب چیزوں کو علت و معلول کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ علت و معلول سے مراد سبب اور مسبب کے ہیں۔ اُنہوں نے بہت سے واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی وجوہات بیان کی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

وجود اُن کا نہ ہو گر تو روشنی نہ رہے
گلِ مدینہ سوا روحِ تازگی نہ رہے
دل و نگاہ کی سب رونقیں بہ فیضِ حضورؐ
بغیر آپ کے دنیا میں دل کشی نہ رہے
نگارِ زیست کے چہرے پہ ہے ضیاء اُن سے
سوائے عشقِ نبی اپنی زندگی نہ رہے
بھلا فلاح کے رستے پہ کیسے چل پائے
وہ جس کے سامنے خطبۂ آخری نہ رہے (۱۹۲)
ہو آپ سے آباد یہ گھر احمدِ مرسلؐ
عالم نے کیا زیر و زبر احمدِ مرسل
توحید کے ہونٹوں پہ ہیں اسمائے محمدؐ
مولائے جہاں، خیرِ بشر، احمدِ مرسلؐ
کیسے ہو ملائک کو روش آپ کی حاصل
جبریل کے جل جاتے ہیں پر احمدِ مرسلؐ (۱۹۳)
الحمد کا سرور ہے صدقے میں آپؐ کے
خیر الوریٰ کا نور ہے صدقے میں آپؐ کے
خیراتِ خیر دہر کو شاداب کر گئی
نخلِ جہاں پہ بُور ہے صدقے میں آپؐ کے
پائی ہے خاکِ شہرِ مدینہ سے ہر دوا
ہر درد دل سے دور ہے صدقے میں آپؐ کے
یہ نبضِ کائنات ہے بس آپ کے طفیل
سب کچھ مرے حضورؐ ہے صدقے میں آپؐ کے (۱۹۴)
تیرگی میں روشنی کا استعارہ آپؐ ہیں
نور ہے جس کا جہاں میں وہ ستارہ آپؐ ہیں
جابجا قرآن میں ہے ذکرِ شاہِ دوجہاں
وہ جو قدرت نے کیا رمز و اشارہ، آپؐ ہیں
آپ کے دم سے ہی ملتی ہے توانائی ہمیں
ناتوانوں کے لئے ہر بار یارا آپؐ ہیں
اولیں ہیں آپ ہی اور نقشِ آخر بھی ہیں آپ
دین و ایماں آپ ہیں، چارا ہمارا آپؐ ہیں (۱۹۵)

تعظیمی اُسلوب

تابش کمالؔ ایسے معاصر نعت گو شاعر ہیں جنہوں نے نعت گوئی کے دوران ہمیشہ اس امر کا خیال رکھا ہے کہ شانِ حضورؐ بیان کرتے ہوئے شرعی تعلیمات کو ہی اپنا معیار بنایا جائے۔ خواہ مخواہ کی من گھڑت اور من پسند تعبیر و تاویل سے اغماض برتا جائے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کئے گئے مقام ربوبیت و نبوت کا از حد خیال رکھا جائے۔ اس ضمن میں اُنہوں نے جو تعظیمی اُسلوب اپنایا وہ تین طرح کا ہے۔ جو ذیل ہے:

شرعی حوالے سے

شرعی اُسلوب کے تحت تابش کمالؔ نے نبی پاک کے بارے میں اپنے جو عقائد بیان کئے وہ تعلیمات اسلامی سے مکمل طور پر مطابقت رکھتے ہیں۔ نعتیہ شاعری میں اُنہوں جہاں بھی مقام نبوت کو بیان کیا وہاں خالق و مخلوق کے مابین فرق کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا۔ اُن کا کلام ایسی کئی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ چند ذیل ہیں:

خدا نہیں ہیں مگر ناخدا ہے آپؐ سا کون　　رواں دواں ہے سفینہ محمدؐ عربیؐ　　(۱۹۶)

اللہ کے بعد آپ ہی کی ذات ہے آقا　　قرآں کے مطابق ہے یہی میرا عقیدہ　　(۱۹۷)

خدا کے بعد وہی تو بچانے والے ہیں　　جو کل جہاں میں نوری گھرانے والے ہیں　　(۱۹۸)

خدا کے بعد ہے آس اور اُمید آپ کی ذات　　سو آپ ہی سے محبت کا درس لینا ہے　　(۱۹۹)

نبی اور امتی کا فرق

تابش کمالؔ نے نبی اور امتی کے فرق کو بھی سامنے رکھا۔ اس حوالے سے اُنہوں نے اپنی ذات کو ایک امتی کے طور پر پیش کیا کہ اُنہوں نے ذاتی طور پہ کس طرح حضورؐ کی تعظیم بجالائی۔ چند شعری مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

آنکھ کے ساتھ صداؤں کو بھی نیچا رکھا　　آپ کے شہر میں گویائی کی حد جانتے ہیں

پھر تو ہر نام کو اُس نام سے کمتر جانا　　جب سے اُس اسم مقدس کے عدد جانتے ہیں　　(۲۰۰)

آنکھ اُٹھتی ہے کہاں آپ کے پیکر کی طرف　　خواب میں اُن کے پسینے کی طرف دیکھتا ہوں　　(۲۰۱)

تکلمی انداز

تیسرے نمبر پہ تابش کمال کا جو تعظیمی اُسلوب ملتا ہے۔وہ تکلمی ہے یعنی شاعر نے جب جب نبی کریم کو مخاطب کیایا کہیں سرکار ؐ کا ذکرِ خیر کیا تو اپنے لہجے کو مؤدب رکھا۔ ہمارے قدیم و جدید نعت گو شعرا کے ہاں یہ عام روایت ملتی ہے کہ اُنھوں نے نبی پاک ؐ کی ذات مبارکہ کے لئے تُو، تیرا، اور تیرے جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن تابش کمال کے ہاں نعتیہ شاعری میں اس اندازِ تخاطب سے اجتناب برتا گیا ہے۔اس حوالے سے وہ خود لکھتے ہیں:

> ”میں نے اس حوالے سے احتیاط یوں برتنا شروع کی کہ منظر منظر دھوپ کی اشاعت کے بعد ایک رات خواب میں دیکھا کہ دربارِ اقدس ہے اور سارے عالم کے نعت گو ہدیہءعقیدت پیش کر رہے ہیں۔میں نے اپنی باری پر اپنی اسی مشہور نعت ;میری ذات بھی میری بات بھی، میری شاعری ترے نام سے ;کے چند اشعار آپ ؐ کی نذر کئے۔ حضرت حسان بن ثابت ؓ اور حضرت کعب بن زہیر ؓ نے بہ طور خاص بہت سراہا۔ محفل کے بعد حضرت حسان ؓ نے نعت گوئی کے آداب پر گفتگو کرتے ہوئے بہت پیار سے فرمایا: اپنی نعت میں نبی کریم ؐ کے لئے صیغہ واحد متکلم تو، تیرا، تُم وغیرہ استعمال کرنے سے اجتناب کریں; وہ دن اور آج کا دن، میں نے سرکار دوعالم ؐ کے لئے ایسے الفاظ کبھی استعمال نہیں کئے اور محسوس کیا ہے کہ ایجاب و قبول اور برکات میں واضح طور پر بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ حضرت حسان ؓ کے بتائے ہوئے آدابِ نعت کو بعد ازاں نعت نصاب کے عنوان سے منظوم بھی کیا جو میرے نعتیہ مجموعے خیر الوریٰ میں شامل ہے“(۲۰۲)

یہی وجہ ہے کہ تابش کمال کی نعتیہ شاعری میں ہمیں حضور ؐ کی ذات مبارکہ کے لئے آپ، اُن اور اُنھیں جیسے جمع متکلم کے صیغے ملتے ہیں بلکہ اُن کی زیادہ تر نعتوں کی ردیفیں ہی جمع متکلم کا صیغہ آپ ہیں۔ایسی چند نعتوں کے مطالع ذیل ہیں:

یہ نور بھرا حُسنِ یقیں آپ ؐ کا صدقہ	افلاک عطا اُن کی، زمیں آپ ؐ کا صدقہ	(۲۰۳)
رنج و غم سے ورا ہے آپ ؐ کا در	بس عطا ہی عطا ہے آپ ؐ کا در	(۲۰۴)
معبود ذاتِ حق ہے تو محمود آپ ؐ ہیں	ارض و سما کا گوہر مقصود آپ ؐ ہیں	(۲۰۵)
ہم کو کافی ہیں رسول اللہ ؐ دلاسے آپ کے	سامنے رکھتے ہیں ہم سب اپنے کاسے آپ ؐ کے	(۲۰۶)
زمانے بھر میں فقط صاحب الجمال ہیں آپ ؐ	جو صرف آیا خدا کو وہ اک خیال ہیں آپ ؐ	(۲۰۷)

دیگر جمع متکلم صیغوں کی چند مثالیں

کتنی پُرنور ہے سیرت اُنؐ کی　　دل میں روشن ہے نبوت اُنؐ کی　　(۲۰۸)
نام لکھا سرِ عنواں اُنؐ کا　　میرا خامہ بھی خواہاں اُنؐ کا　　(۲۰۹)
مدینہ سارے زمانے کا آسرا تابش　　رسول پاکؐ ہی سب ناز اُٹھانے والے ہیں　　(۲۱۰)
آمیں کہہ رہی ہے اجابت بصد نیاز　　اُن پر دُرود پڑھتا ہوں میں ہر دعا کے ساتھ　　(۲۱۱)
آقا ہیں تو سب محفلِ ہستی بھی ہے قائم　　یہ خیمہ ء افلاک ہے آثار نبیؐ سے
کب دیکھیے مجھ کو وہؐ بلاتے ہیں مدینہ　　کب حکمِ سفر آتا ہے دربارِ نبیؐ سے　　(۲۱۲)

بہاریہ اُسلوب

شاعر جب اپنے کلام میں بہار سے تعلق رکھنے والی چیزوں کا سہارا لے کر اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے تو اس اسلوب کو بہاریہ اُسلوب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تابش کمالؔ کی نعتیہ شاعری میں اس اُسلوب کا بھی کافی زیادہ استعمال ملتا ہے۔ اور اس کا جواز پیش کرتے ہوئے تابش کمالؔ کہتے ہیں:

میں رنگ و نور کا شیدا یونہی نہیں ٹھہرا　　مجھے دعا ہے ''تجھے گلستاں میسر ہو'' (۲۱۳)

کچھ اور مثالیں ملاحظہ کریں:

اُنہیں گلابوں میں دیکھا تو بول اُٹھا یہ دل　　ملاحظہ ہوں اکٹھے گلاب اور گلاب
میں دیکھتا تھا کہ ہیں آپؐ اور باغِ عدن　　مہک اُٹھا ہے مرا سارا خواب اور گلاب　　(۲۱۴)
چمن پہ راج ہے میرا حضورؐ کے دم سے　　سو آکے مشورہ کرتی ہے اب صبا مرے ساتھ　　(۲۱۵)
روح کے باغ میں پھیلی رُخِ آقا کی مہک　　دل کے آنگن میں کبھی نقشِ کفِ پا دیکھیں　　(۲۱۶)
مجھ کو بھی وہ اسبابِ سُخن چاہیے آقا　　طیبہ کی مہک سے جو معطر نظر آئے　　(۲۱۷)
بادِ صبا میں تازگی ہے شہرِ نُور کی　　پھولوں میں سارا عکس ہے اک دُرِ ناب کا
پڑھیے درود و نعت سلامی کے طور پر　　تابش کمالؔ بھیجیے تحفہ گلاب کا　　(۲۱۸)
ملتا ہے خزاؤں میں بہاروں کا قرینہ　　فیضان میسر ہے مجھے نورِ مبیںؐ کا　　(۲۱۹)
یہ باغِ مدحتِ آقائے ہر دو عالم ہے　　یہاں قلم سے گُلِ جاوداں اُترتے ہیں
نفس نفس اسی رستے پہ ہم چلیں آقا　　روش روش پہ جہاں گُلستاں اُترتے ہیں　　(۲۲۰)

ریختائی رنگ

تابش کمالؔ نے قدیم ریختائی رنگ میں بھی نعت کہی ہے:

موری رکھیو لاج محمدؐ کملی والے — تورے سر جگ تاج محمدؐ کملی والے
اپنے نواسوں کے ناؤں کی رکھشا دے دو — اے سورج سوراج محمدؐ کملی والے
موری ناؤ پار لگا دو مانجھی سائیں — ہمرے تم مہاراج محمدؐ کملی والے
پریت پریم کا میں ہ برسا دو بھوکوں خاطر — پڑتا رہے اناج محمدؐ کملی والے
ورشا دے دو ہم سوکھے ہیں اور بھوکے ہیں — کوئی دوا، علاج محمدؐ کملی والے (۲۲۱)

نئے تجربات

تابش کمالؔ ایک تخلیقی ذہن کے حامل شاعر و ادیب ہیں۔ اردو نعت میں وہ نئے نئے تجربات کرتے رہتے ہیں۔ جس کا ذکر قبل ازیں باب سوم اور چہارم میں الفبائی ترتیب سے نعت اور صنعت توشیح کے عنوان سے ہو چکا ہے۔ اب ہم ایک اور تجربہ دیکھتے ہیں جس میں اُن کی کچھ نعتیں ایسی ہیں جو بیک وقت حمدیہ، نعتیہ اور غزلیہ ہیں۔ چند مثالوں کی نشان دہی ذیل ہے:

مری ذات بھی، مری بات بھی، مری شاعری ترے نام سے — میں تھا اپنے آپ سے بے خبر، ملی آگہی ترے نام سے
تھی مُہیب تیرگی چار سُو، تھا عجیب خوف سارُو برو — تجھے یاد کر کے میں رو پڑا، ملی روشنی ترے نام سے
میں خزاں رسیدہ درخت تھا، مرا بے بہار سا بخت تھا — مری شاخ شاخ پہ آگئی نئی تازگی ترے نام سے
ترا ذکر دل کا سرور ہے، تری یاد آنکھ کا نُور ہے — مرے دل کے صحن میں کھل اُٹھی کوئی چاندنی ترے نام سے (۲۲۲)

وہ نویدِ صبح ٹھہرا نام اُس کا روشنی — بے یقینی کے سفر میں وہ سراپا روشنی
ظلمتوں کے شہر میں سب راستے تاریک تھے — آنکھوں میں اک برق چمکی، دل پکارا روشنی
اس میں خود پر بھی کُھلا، اسرار بھی روشن ہوئے — زندگی کی تیرگی میں ایک لمحہ روشنی (۲۲۳)

متمم نعتیں

متمم نعتوں سے مراد ایسی نعتیں ہیں۔ جن کے آخر پہ مقطع ہو یعنی شاعر نے اپنا تخلص استعمال کیا ہو۔ تابش کمالؔ نے اب تک جتنی بھی نعتیں کہی ہیں اُن میں سے ۴ نعتوں میں حسن مقطع بھی ہے ۔ حُسنِ مقطع سے

مراد مقطع سے پہلے والے شعر میں بھی شاعر کا تخلص ہونا ہے جبکہ دیگر تمام نعتوں میں مقطع موجود ہے۔
ایسی نعتوں کی چند مثالیں ذیل ہیں:

حُسن مقطع والی نعتیں

درودِ پاک ہے تابش، متاعِ قلب و نظر　　ہرا بھرا مرے دل کا دیار آپ سے ہے
حرا سے پائی ہے معراج آدمیت نے　　مرا کمال، یہ میرا وقار آپ سے ہے　(۲۲۴)

پھول ہوتا گلاب کا تابش　　دامنِ پاک میں پڑا ہوتا
کاش ہوتا کمال میں کنکر　　آپ کے ہاتھ بولتا ہوتا　(۲۲۵)
اُلجھنیں سب سُلجھ گئیں تابش　　جب بھی دل نے کہا مرے آقا
کُھل کے تابش کمالؔ پر برسے　　رحمتوں کی گھٹا مرے آقا　(۲۲۶)

ہر ایک گام پہ گر کامیاب ہوں تابش　　ہے اس میں راز کہ ہے آپ کی دعا مرے ساتھ
ہمیشہ سے ہیں کرم کی یہ بارشیں تابش　　خدائے پاک مرے ساتھ، مصطفیٰ مرے ساتھ　(۲۲۷)

مقطع والی نعتیں

چند نعتوں کے مقطعے مع مطلع ذیل ہیں:

کیا بات ہے کہ لطف بھری زندگی میں ہوں　　روضہ نگاہ میں ہے، دیارِ نبی میں ہوں
تابشؔ مری نگاہ میں ارض و سما نہاں　　سب لوگ بے قرار ہیں اور میں خوشی میں ہوں　(۲۲۸)

فضائے باغِ جناں تک گئی ہے میری دُعا　　وہاں تھے آپ جہاں تک گئی ہے میری دُعا
جنہیں سُنانی تھی تابش پہنچ گئی اُن کو　　شہِ زمان و مکاں تک گئی ہے میری دُعا　(۲۲۹)

ہزار شُکر کہ ہیں نسبتیں مدینے سے　　میں فیض یاب ہوا ہوں اِسی خزینے سے
درِ حضورؐ کی یادیں ہیں تازہ تر تابش　　لگا رکھا ہے جنہیں میں نے سینے سے　(۲۳۰)

کس میں ہے بھلا تاب لکھے تیرا قصیدہ
یہ کام تو لیتا ہے دو عالم کا جریدہ
تابش کی خبر لیجے مرے آقا و مولا
صحرا میں نہ کھو جائے گریبان دریدہ (۲۳۱)

رہِ آقا پہ مرنا، خاک ہونا
یہی ہستی کا ہے ادراک ہونا
میرا اعزاز تابش ہے ہمیشہ
غلامی شہِ لولاک ہونا (۲۳۲)

جلوہ افروز جہاں وہ ہیں، وہاں رہنا ہے
آپ کے سائے میں ہر آن رواں رہنا ہے
تابش الفاظ مرا ساتھ نہیں دے سکتے
جس جگہ نور اُترتا ہے وہاں رہنا ہے (۲۳۳)

القابات وخطابات

تابش کمالؔ نے نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ کو نعتیہ شاعری میں نت نئے القابات وخطابات سے مخاطب کیا ہے جو اُن کی جودتِ طبع کی غمازی کرتے ہیں۔

ایک نعت بہ طور مثال درج کی جارہی ہے:

بے کنار و بے حد و بے انتہا، خَیرُ الوریٰؐ
بے نظیر و بے مثال و بے بہا، خَیرُ الوریٰؐ
خوش مقال و خوش مزاج خوش ادا و خوش بیاں
خوش کلام و خوش خُرام و خوش نوا، خَیرُ الوریٰؐ
حسنِ عالم، حسنِ دہر، حُسنِ زمانہ، حُسنِ گل
حسنِ دنیا، حُسنِ دیں، حُسنِ عطا، خَیرُ الوریٰؐ
بندہ پرور، شانِ کوثر، ساقی و خیر البشرؐ
داورِ محشر، پیمبر، رہنما، خَیرُ الوریٰؐ
دل پذیر و دل فروز و دل گداز و دل ستاں
دل نواز و دلربا و دل کشا، خَیرُ الوریٰؐ
نورِ حق، نُورِ الھدیٰ، نُورِ الٰہ، نُورِ مبیں
نُورِ پیکر، عکسِ نُورِ کبریا، خَیرُ الوریٰؐ
برقرار و برگزیدہ، آپؐ برتر، بُردبار
آپؐ صادق، آپؐ ناطق، مُرتضیٰ، خَیرُ الوریٰؐ
شاہِ طیبہ، شاہِ شاہاں، شاہ و شرفِ دو جہاں
شان و فخرِ انبیاءؑ، شاہِ عُلا، خَیرُ الوریٰؐ
باکمال و بارسُوخ و باوقار و بامراد
بامروّت، بانصیب و باصفا، خَیرُ الوریٰؐ
سرفراز و سرپرست و سربراہ و سرگرہ
سرخُوش و سرخُود، سراسر، آسرا، خَیرُ الوریٰؐ
آئینہ چشم، آئینہ دل، آئینہ در آئینہ
آئینہ رو، آئینہ لب، آشنا، خَیرُ الوریٰؐ
کس نے رکھی ہے بِنائے لاالٰہ تابش کمال
ابتدا و انتہا و مُقتدا، خَیرُ الوریٰؐ (۲۳۴)

دیگر القابات وخطابات

صلِ علیٰ

رحمتِ معبود ص ۱۴، اے شافعِ دیں، نورِ مبیں، شاہِ عرب ص ۱۶، حبیب خداؐ ص ۲۱، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نور العلا ص ۲۷، مخلوق کے سردار ص ۲۸، روشنی والے ص ۲۹، نورِ حُسن، معشوقِ عالمیں ص ۳۳، نقشِ دوام، خیر الانام، رسالت مآب، شافعِ روزِ جزا ص ۳۴، یارسول اللہؐ ص ۳۵، شہِ دنیانواز ص ۳۸، شاہِ مدینہؐ ص ۴۰، ختمِ مرسلین ص ۴۵، نورِ اولین ص ۴۶، بت شکن ص ۴۸، حضرت، خاتمِ مرسل ص ۴۹، رحمت للعالمیں ص ۵۱، آقا ص ۵۲، شمع ص ۶۵، سُلطانِ انبیاء ص ۵۷، مسیحا ص ۶۴، سلطان ص ۶۸، شہِ زمان و مکاں ص ۷۲، باعثِ تخلیقِ جہاں ص ۸۱، سُلطانِ دوعالم ص ۸۲، حُسنِ نورِ مبیں، خاتم الانبیاء، فخرِ عرش بریں، وجہِ دُنیاودیں ص ۸۵، نگیں ص ۸۶ معبودِ ذاتِ حق، محمود، مقصودِ گوہرِ ارض وسما، محبوبِ حق تعالیٰ و مسجودِ جن و ملک ص ۸۷، قسام، کرم وجُود، سعد، سعید، مسعود، شاہد، شہید، مشہود ص ۸۸، شافعِ محشر، ص ۸۹، رسولِ اکرم ص ۹۰ سیدِ ابرار ص ۹۲، فخرِ بشر ص ۹۴ رحم سراپا، محمود، محبوب، احمد، محمدؐ، طٰہٰ، ہادی، مد ص ۹۶، خاتمِ کُل ص ۹۷، مقصودِ گلستاں، آخر الزماں، خدا کا لہجہ، بحرِ گہر فشاں، پاسبانِ قرآں، ص ۱۰۱، اذاں کا جزو، اللہ کا نشاں، میرِ کارواں ص ۱۰۲، یا مصطفیٰؐ، خیر الوریٰ، خیر البشرؐ، نور البشر، فخرِ کمالِ انبیاء، ص ۱۰۷، محمدؐ عربی، ناخدا ص ۱۱۳، خاتمِ نبوت ص ۱۱۴، حُسنِ مکمل، نورِ مجسم، شفا، زخم کا مرہم، ساقی کوثر، سرکارِ دوعالم ص ۱۱۷، شب کی گہری تاریکی میں نور، دل کی لوح پہ گرتی شبنم، کافی، شافی، اسمِ معظم، شیخِ مکرم ص ۱۱۸، مہتاب، نور ص ۱۲۱، کمالِ خلق، صاحبِ جمال، بے مثال نبی، ابد کے نبی، ازل کے نبی، لازوال نبی ص ۱۲۳ خوش مقال نبی، خوش خصال نبی ص ۱۲۴، رحمتِ عرش، محبوبِ رب، خلقِ کون و مکاں کا سبب، حسن دین، حسن نام و نسب، فصیحِ عرب ص ۱۲۷، امکانِ ہر عہد، اُمت کی آس، احسان، سرنامہءتقدیس کا عنوان ص ۱۲۹، مددگار، نگہبان، قرآن مجسم، دین وہی، دل وہی، ایمان وہی ص ۱۳۰ محمدؐ رحمت اللعالمیں، ص ۱۳۲،

نورِ مبیں

آئینۂ جمال رسول، رسول اُمم، ملکِ عرب کے والی، اے شاہِ عجم، نورِ کردگار، عالی حرم، شاہِ خاک نشیں ص ۳۴، اے دوجہاں کی منزلِ آخر، دوجہاں کے ملجاوماویٰ ص ۳۴ حسن زندگیءبشر، ص ۳۶، ذاتِ شاہِ اُمم، شانِ لُطف وکرم، طُورِ دیں، نُورِ مبیں، سرورِ محترم، ص ۳۷ چراغِ حرم، ہادیِ محترم ص ۳۸، کشتہءرنج وغم، مہِ خوش

قدم ص ۳۹مرکزِ انوار جہاں،واقفِ اسرارِ جہاں ص ۵۵،سیدی،ص ۵۵، معمارِ جہاں،سالارِ جہاں، دلدارِ جہاں ص ۵۶،دل کے سکوں، میرے طیبہ والے، سرکارِ جہاں ص ۵۸،روشنی کا یقیں، ص ۶۱،مکانِ دل کے مکیں، صادق، امیں ص ۶۲، شکوہِ مہرِ حقیقت، شمسِ رسالت، ظہورِ ختمِ نبوت، ظہورِ حرفِ ہدایت، نمودِ صبحِ رسالت ص۶۸، مدینۃ الحِکم، شہرِ علم ص۷۸،باعثِ ایجادِ بزمِ کون و مکاں ص ۸۰،دین کے انوار کا مرکز و محور ص ۸۲،شہِ حجاز ص ۸۴، مختارِ دوعالم ص ۸۵،سیدِ عالی، چراغِ حُجرہ ءتوحید ص ۸۸،شہِ والا ص ۹۵، مقدس دیا ص ۹۷،مہرِ منیر ص ۱۰۷،سیدی مرشدی یا نبیؐ ،رہبر ص۱۱۹دوجہاں کے سخی ص ۱۲۰،سید و سردارِ دوجہاں ص ۱۲۹ شاہِ مدینہؐ ص ۱۳۲،سیدِ بطحا، ہر دوسرا کے مالک و مختار ص ۱۳۳، نورِ بصیرت ص ۱۳۵،صاحب الجمال، خیالِ خدا، حُسنِ تمام ص ۱۵۱متاعِ امن، ظلم پر سوال، عاصیوں کی ڈھال، آخری کمال ص ۱۵۲،متاعِ قلب و نظر ص ۱۵۶،شہِ دوسرا ص ۱۵۹، شہِ ارض و سما ص ۱۶۳، سرورِ عالم، شہِ دیں ص ۱۶۴، خاتمِ ختمِ رُسل ص ۱۶۵،باعثِ تخلیقِ جاں ص ۱۶۷باعثِ بزمِ جہاں ص ۱۶۸ شافعِ دوجہاں، وجہِ کون و مکاں، بحرِ گوہر فشاں، نبضِ ہستی رواں، پاسبانِ دیں، دریائے فیضان ص ۱۷۲سرورِ عالم ص ۱۷۳، فخرِ عرب، شاہِ عجم ص ۱۷۴، آس کا ساحل ص ۱۷۶، جادہء نورِ ہدایت ص ۱۷۹، جہانوں کے سخی ص ۱۸۰، شمسِ انبیاء ص ۱۸۳،ماہتاب ص ۱۸۶، وجہ ءکونین ص ۱۸۸، چراغِ کبریا ص ۱۹۵، منارہءہُدیٰ ص ۱۹۶، مشکل کشا ص ۲۰۸، اللہ کے دلدار محمدؐ کملی والے ص ۲۱۱، گردوں کے سردار ص ۲۱۲، سرِعام، سرِکلام، ہادی ص ۲۱۵، اللہ کے ہمدم، دہر کے محرم، مولائے مطہر، درد کا مرہم، سرکارِ مکرم، دلدارِ الٰہی ص ۲۱۶

خیر الوریٰؐ

آقائے نامدار، دین کے تاج، بادشاہ و غنی، ہادی برحق، تاجدار، نبی برحق، اللہ کے شاہکار، نبیءاول و آخر ص ۲۲، ۲۳عرش نشیں ص ۴۴، منبعِ لُطف ص ۵۱، گلِ مدینہ ص ۵۸،روحِ زمان و مکاں، مہرباں، نورِ زماں، حسنِ جہاں، نورِ مہِ آسماں، محبتوں کے یمِ بیکراں ص ۶۷،عالم کے ترجماں، جمالِ نور، خالق کے راز داں، بابانِ کشتی ءنوح، آسمانِ جانِ رحمت، کمالِ وحدتِ خالق ص ۸۴،۸۵

عربی مرکبات

تابش کمالؔ نے جن عربی مرکبات کا اردو نعت میں استعمال کیا ذیل ہیں:

لب پہ کھلا ، حرفِ ندا ، صلِ علیٰ   یا مصطفیٰؐ ، خیر الوریٰؐ ، صلِ علیٰ

ہیں آپ ہی خیر البشرؐ، نور البشر   فخرِ کمال انبیاء صل علیٰ
یہ لفظ اور یہ نعت گوئی فیض ہے   صبح و مسا، صل علی، صل علیٰ   (۲۳۵)

دیگر عربی مرکبات

صل علی

لبیک ص ۱۵، حق الیقیں ص ۲۷، رُوح الامیں ص ۲۸، لاریب ص ۴۱، ذوالجلال ص ۶۱، الحمد ص ۸۱، بالیقیں ص ۸۶، آخر الزماں، حجۃ الوداع ص ۱۰۱، خیر الوریٰ ص ۱۳۳

نورِ مبیں

وما ینطق ص ۱۹۳، قم باذنی، طلع البدر ص ۲۰۱، کاس الکرام، لا الہ ص ۲۱۵،

خیر الوریٰؐ

ما احسنک، ما اجملک، سبحان اللہ ذی اسری ص ۱۴۶، ۱۴۷

عطفی و غیر عطفی مرکبات

عطفی مرکبات

تابش کمالؔ کے کلام سے عطفی مرکبات کی ایک شعری مثال

کون سمجھے گا بھلا کن فیکون کے اسرار   آشنائی ہے جہاں کون و مکاں سے باہر
اُن کی رحمت کے سبب گھوم لئے سب افلاک   یہ عنایت تھی مرے وہم و گماں سے باہر
ایک فیضان کا دریا ہے جو بہتا جائے   کون ہے سلسلۂ امن و اماں سے باہر
ایک ہی در سے ہے سب غائب و موجود کا علم   تابشؔ اک پل بھی نہیں اُن کے زماں سے باہر   (۲۳۶)

دیگر عطفی مرکبات

صل علی

حرص و ہوس ص ۱۶، جن و ملک ص ۲۰، لوح و قلم ص ۲۳، بدر و حنین ص ۲۴، سبزہ و گل ص ۲۶، درد و الم، دنیا و دیں ص ۲۷، جن و بشر ص ۲۸، صبح و شام ص ۳۳، عرش و فرش ص ۳۴، سوز و گداز ص ۳۸، دل و جان، دل و دنیا ص ۴۱، رنج و الم، دل و جاں ص ۴۲، صوم و صلوۃ ص ۴۴، قول و روایات ص ۴۷، نعت و مناجات ص

۴۸، کس وناکس ص ۵۱، جبر وجور ص ۵۲، درو بام، مہ ومہر ص ۵۵، روز وشب ص ۵۷، ارض وسماص ۵۸، ذہن ودل ص ۶۰، رنج و غم ، عفووجود وسخاص ۶۷، حیرت وحسرت، زمان ومکاں، حدیث وقرآں ص ۷۲، رنگ و نور ص ۷۳، تکلف و تزئین ص ۷۹، جن و ملائکہ ص ۸۷، درودیوار ص ۹۱، شمس و قمر ص ۹۳، اب و جد، محترم و اعلیٰ وذیشاں ص ۹۵، صبح ومساص ۱۰۷، رنج وغم ص ۱۱۹، رخشندہ و تابندہ ص ۱۲۱، طعن وملامت ص ۱۲۶، کون ومکاں ص ۱۲۷، نام ونسب ص ۱۲۷، خوف وخدشہ ص ۱۲۸، رنج وملال ص ۱۳۳، جان وتن، فکروخیال ص ۱۳۴

نورِ مبیں

،مال وزر، حجاز و نجد ص ۲۹، دنیاو آخرت ص ۳۰، کوہ ودمن ص ۳۱، ملجاوماویٰ ص ۳۵، جاہ و حشم ص ۳۸، فضل وکرم ص ۳۹، آقاومولا ۴، دیدہ ، قلب وجان ص ۴۶، خیر وشر ص ۵۱، اندوہ وفغاں ص ۵۶، صلوۃ وسلام، قیصر و کسریٰ، ہراس وخوف ص ۶۷، رسم وروایت، فارس وروما، نہی وامر ص ۶۸، رکوع وسجود ص ۶۹، حج وزکوٰۃ ص ۷۰، مرکز و محور ص ۸۲، نفرت و نفریں، حنین واُحد، سنان و تیر و تبر ص ۸۴، درو بام ص ۸۵، دل و نگاہ ص ۸۷، خار وگل ص ۸۸، لات ومنات ص ۹۲، خیر واخوت، بلال وبوذر وسلماں ص ۹۳، حراو ثور ص ۹۴، فقر و عاجزی ص ۱۰۰، شام و سحر ص ۱۱۱، بوصیری وجامی ص ۱۱۲، زیروزبر ص ۱۲۶، سیدو سردار ص ۱۲۹ کرب وبلا ص ۱۴۵، محمدؐ و اصحاب ،دل و نگہ، قلب و نظر ص ۱۴۷، عجز و نیاز ص ۱۵۰، نمود ونمو ص ۱۶۶، کتاب و بیاں ص ۱۶۷، درود ونعت ص ۱۶۷، بقایے آدم وانسانیت ص ۱۶۷، کون ومکاں ص ۱۶۸، رحم وکرم، روح وبدن ص ۱۷۴، امن و اماں ص ۱۸۷، مکان وزماں ص ۱۸۸، رُخ ورُخسار ص ۱۸۹، سوغات وعنایات، وہم و گماں ص ۲۰۰، دادوعطاص ۲۱۲،

خیر الوریٰ

بادشاہ و غنی، اول وآخر ص ۲۳، لیل ونہار ص ۲۵، درودوصلوات، عاجزو حضوری، اہلِ بیت و صحابہ ص ۲۷، ۲۸، خاص وعام ص ۲۸، عطاو فیض ص ۳۹، رونقِ قلب و نظر ص ۵۰، اوصاف و محاسن ص ۵۳، توحید و رسالت، رنج و آزار ص ۵۴، روحِ زمان ومکاں، زبان وبیاں، جن وبشر ص ۶۶، سادہ و معصوم، مخفی ومستور ص ۶۸، شعر و ہنر، رمز واشارہ، دین وایماں ص ۷۳، رفتار وروش ص ۷۹، خس وخاشاک ص ۸۰، خالق ومخلوق ص ۸۵، منصب وجاہ وجلالت ص ۸۷، رفت و آمد ص ۹۵، ماہ ونجوم ص ۹۸ ہست وبود ص ۱۰۱، آہ و

فغاں ص ۱۰۵، روشن و تاباں، ذکر و درود و نعت ص ۱۰۷، خُلق و تہذیب، دانش و فہم، شعر و سخن ص ۱۱۰، ۱۱۱، الطاف و مہربانی، جن و بشر، سر سبز و بامراد شاداب و پر سکون، علم و عمل ص ۱۲۹ تا ۱۳۲، مہر و محبت ص ۱۳۶، رقصندہ و شاداں، گدا و شاہ ص ۱۵۶، رازِ معبود و محبوب عالی پسند ص ۱۷۱

غیر عطفی مرکب

شعری مثال

اللہ کے دلدار محمدؐ کملی والے مرے لئے سرکار محمدؐ کملی والے
کوہِ حرا سے اور دعا سے لے کر آئے دمک دمک اسرار محمدؐ کملی والے
ساحل ساحل کائی ہے اور گہری کائی موہے کر اُروار محمدؐ کملی والے
دل کا درد سوا ہے، کوئی آس، دلاسا اے عالی کردار محمدؐ کملی والے (۲۳۷)

دیگر غیر عطفی مرکبات ذیل ہیں:

صل علی

اب تک ص ۱۳، پردہ داری، اپنی اپنی، آوازیں ہی آوازیں، مہر بہ لب ص ۱۵، رقص کناں، جوگی لوگ ص ۱۸، زمزمے، بامراد، حسب نسب، باادب، بے ادب ص ۲۱، سخن سرا ص ۲۲، بہم، عطر بیز، دم بہ دم، کس طور، نکہت فشاں ص ۲۳، شبنمی لہجہ ص ۲۴، زمیں زاد ص ۲۶، اشک مجسم، ادب گہ ص ۲۹، کہیں کہیں ص ۳۰، خاک زاد ص ۳۱، صنم کدے، مہک مہک، عجیب کیف ص ۳۲، ناتمامی ص ۳۵، جہانبانی، گلی کُوچے، خوش خرامی، خود کلامی ص ۳۶، ثناخواں، در در ص ۴۲، نور بھرا ص ۴۳، یکجا ص ۴۵ بُت شکن ص ۴۸، ہر آن، خوش نسبی ص ۴۹، جی جان، وابستہ ص ۵۰، پُر نور ص ۵۹، ہم نشین، دیکھ بھال ص ۶۲، ہر لمحہ ص ۶۵، چپ چاپ، مسکان سرا ص ۶۶، در گذر ص ۶۷، دولت کدہ، بخت ور ص ۶۸، صف بہ صف، گداگر ص ۷۷، بے کلف ص ۷۹، کاسہ بکف ص ۸۰، غرق آب ص ۸۳، بے حساب، در تمام ص ۸۸، نعت سرا، بے حال، پریشاں رُو ص ۸۹، باشعور ص ۹۰، چمن زار ص ۹۱، آئینہ گر ص ۹۴، بے حد ص ۹۵، ہر دور، ۹۶، ذرا سا ص ۹۷، صد شکر ص ۹۹، زمزمہ کناں، خوش بخت ص ۱۰۰، رواں دواں ص ۱۰۲، ہجر زدہ، بے چین ص ۱۰۵، نعت گوئی ص ۱۰۷، بر ملا ص ۱۰۸، کیا کیا، نکتہ وروں ص ۱۰۹، جلوہ گر، دوبالا ص ۱۱۰، قدم قدم، زینہ بہ زینہ ص ۱۱۳، خلق لرزیدہ

ص ۱۱۵، حرف در حرف ص ۱۲۲، عرش تلک، گرم ریت ص ۱۲۵، گام زن ص ۱۲۶، لا دوا ص ۱۳۳، چاند تارے، خرد پرستوں ص ۱۳۴، نام لیوا ص ۱۳۵،

نُورِ مبینؐ

زیاں نصیب ص ۳۰، تاحشر، خوش گوار ص ۳۱، الھڑ جوانیاں، میلی نظر، جاگتے کان ص ۳۲، جنت مثال شہر ص ۳۳، عرض گزاری، سوگوار ص ۳۶، اُمتی اُمتی ص ۳۷، چوگرد ص ۴۱، دھیرے دھیرے، حاضری سر بہ سر ص ۴۲، سر بہ سجدہ، فرماں رواؤں ص ۴۳، ہجر زادوں، پابرہنہ ص ۴۴، مُہیب جنگل، ص ۴۵، سیاہ رات، سراپا دعا ص ۴۶، بار بار ص ۴۸، چہار سمت، ص ۵۰، سراسر سہارا ص ۵۴، دل شکستوں، بے مہار اُونٹ،، دل سرا، نا سُور ص ۵۶، شاہ رگ ص ۶۱، فرش تا بہ عرش ص ۶۲، ہزار شُکر، فیض یاب ص ۶۵، حیات آفریں ص ۶۶، رنگ رنگ ص ۶۹، درد رسیدہ، چُنیدہ، گریبان دریدہ ص ۷۲، بے سمت، کاہکشاں ص ۷۳، خستہ مکاں، ص ۷۴، مردہ ضمیر لوگ، دم قدم ص ۷۸، چال چلن، دیکھ دیکھ ص ۸۰، ستم رسیدہ ص ۹۳، ہری بھری ص ۹۵، خزاں رت، لرزتے لب ص ۹۶، جہل سرا ص ۹۷، بول بالا، بارہا ص ۹۸، نمناک گاہوں ص ۱۰۴، ہر گام ص ۱۱۲، بے نوآؤں، خبر گیر ص ۱۱۵، نور برکھا ص ۱۱۷ بے کلی ص ۱۲۰، دست بستہ ص ۱۲۴، بے بساط، درباز ص ۱۴۱، سخن وروں، زمزمہ پرداز ص ۱۴۲، سائے سائے ص ۱۵۳، لالہ زار ص ۱۵۶، حرماں نصیب، خاص ربط ص ۱۵۸، خوش نگیں ص ۱۶۵، پُر نُور سرزمیں ص ۱۶۶، چارہ گر ص ۱۷۶، خوش نگاہی ص ۱۷۷، ثانیہ بھر، عمر بھر ص ۱۸۴، ضوبھری رات، بعض اوقات ص ۱۹۸، اشک شوئی ص ۲۰۹،

ترکیب سازی

شعری مثال

دل و نگاہ کو جب سے ہے جستجوئے حضورؐ پلک پلک سے اُبھرتی ہے آبجوئے حضورؐ

وہی ہیں مرکز و محور مری نمازوں کا جھکا ہے روح کا کعبہ بھی روبروئے حضورؐ

بلال و بوذر و سلمان کی تلاش میں ہے فقیر گھوم رہا ہے درونِ کوئے حضورؐ

رگوں میں حسنِ مؤدت رواں دواں، کب سے درونِ سینہ تڑپتی ہے آرزوئے حضورؐ (۲۳۸)

ترکیب سازی کی دیگر مثالیں

صلِ علیٰ

رُخِ احمدِ مرسلؐ، جمالِ مہِ اثبات ص ۱۳، ہنر خیزیءِ جذبات، حرفِ مناجات ص ۱۴، دامانِ شفاعت، غلامِ کوئے نبی، بزمِ ادب، گوشہ باغ، دربارِ ادب، درِ اقدس ص ۱۶، درِ نعت، فیضِ حضورؐ ص ۲۲، آبِ بقا ص ۲۷، فرازِ عرش، شہرِ طیبہ ص ۳۰، تجلیاتِ الٰہی ص ۳۱، سیلِ نور ص ۳۲، حُسنِ خلق ص ۳۴، بروزِ جزا ص ۴۵ چشمِ بصارت ص ۴۹، چشمِ حاضر کور، نگاہِ لطف ص ۵۲، دیارِ نبی، دیارِ حضورؐ ص ۵۷، قصرِ نور ص ۵۸، خاکِ پائے محمدؐ ص ۶۱، یومِ نجات ص ۶۲، دیدہءِ تر ص ۶۶، فضائے باغِ جناں، نوکِ سناں ص ۷۱، مقامِ نورِ فشاں ص ۷۲، عطائے جلیل ص ۷۳، عزمِ جواں ص ۷۴، سرِ عنواں ص ۷۷، چشمِ کرم، سرِ اوجِ کمال ص ۷۸، سوئے نجف ص ۸۰، شبِ عرشِ بریں، مخلوقِ دوعالم ص ۸۲، میلادِ نبی ص ۸۴، ریاضِ بطحا ص ۸۹، سرِ کوہِ طور ص ۹۰، سرِ افلاک، بارِ دگر ۹۳ / ۹۴، درِ پاک ص ۹۸، صورتِ منزل، سرِ ساحل، روشنیءِ دل ص ۹۹، سرِ محفلِ نبی ص ۱۰۰، بادِ صبا، صحبتِ کامل ص ۱۰۰، مقصودِ گلستاں ص ۱۰۱، طوافِ درِ سرکار ص ۱۰۳، حوضِ کوثر ص ۱۰۴، حسنِ شفاعت ص ۱۰۵، اُسلوبِ سُخن ص ۱۰۶، بارانِ کرم ص ۱۰۶، وردِ زباں ص ۱۱۰، بادبانِ عقیدت ص ۱۱۱، سوئے وصل ص ۱۱۲، بزمِ شبینہ ص ۱۱۴، حسنِ عقیدت ص ۱۱۶، سایہءِ رحمت، وسیلہءِ رحمت ص ۱۱۶، درِ دولت ص ۱۲۲، مدحِ مرسلیں ص ۱۳۱، سورہءِ اخلاص ص ۱۳۲،

نورِ مبینؐ

پیکرِ کہنہ، طائرِ روح ص ۲۵، قاصدِ مرگ ص ۲۶ عمرِ رواں ص ۳۰، شمعِ جاں، گل ہائے تازہ، بزمِ کونین ص ۴۲، دورِ آشوب ص ۴۴، خاکِ جنوں، داورِ حشر ص ۴۴، گدائے درِ مصطفٰی، کشتیءِ دل ص ۴۵، تلاطمِ شب، نعلینِ پا ص ۴۶، مسافرانِ مدینہ ص ۵۰، عرصہءِ روح، بیتِ معمور ص ۵۲، نقشِ پا، آستانہءِ عالی ص ۵۰، نعمتِ عظمیٰ ص ۶۴، قوسِ قزح، رنگِ پریدہ ص ۷۲، اسبابِ زیاں ص ۷۳، آشوبِ زمانہ، راحتِ دل ص ۷۴، حسنِ طلب، ضیائے گنبدِ خضریٰ ص ۷۹، آوازہءِ حق، حرمتِ کعبہ ص ۸۲، قلمرو دل، جہانِ تیرہ ص ۸۳، ہوائے نفرت، شُنید آمدِ ختمِ رسل، شہِ حجاز ص ۸۴، راہوارِ پیمبر ص ۸۶، خیالِ مدحتِ سرور، فیضِ نعتِ مقدس ص ۸۷، شرفِ نعت، تلخیءِ روزِ قیامت ص ۸۹، تعبیرِ ابد ص ۹۰، چشمِ فرات ص ۹۲، سرِ میدانِ بدر، لوائے سبطِ پیمبر، ص ۹۴، قبائے زیست ص ۹۵، نعمتِ عشقِ نبی، سوائے لُطفِ نبی، ص ۹۶، ہوائے طیبہ، حجازِ قلبِ شکستہ ص ۹۷، پیامِ رفعتِ انسانیت، محورِ انوارِ حق ص ۹۸، متاعِ رسولِ پاکؐ، دستِ سوال، دلِ غیور،

شبِ ماہتاب ص ۱۰۰، نگاہِ مصطفی ردائے سبز ص ۱۰۱، منت کشِ دنیا ص ۱۰۲، خواہشِ اذنِ حضوری ص ۱۰۶، لباسِ دیں، وقتِ عصر ص ۱۱۰، وردِ زباں، نخلِ تمنا ص ۱۱۱، خونِ دل، خونِ جگر، زخمِ گلو ص ۱۱۳، دامنِ رحمت، عشقِ احمد ص ۱۱۴، چہرہء ضوریز، دیوِ ظلمت ص ۱۲۲، قریہء دہر، سیلِ بے رحمِ حوادث ص ۱۲۸، جلوہء شمسِ رسالت، تابِ نظارہ ص ۱۲۸، قلبِ حزیں ص ۱۳۰، پرچمِ عشقِ نبی ص ۱۳۱، نوکِ پاپوش، مدحتِ جم، قلبِ تابش ص ۱۳۲، رشکِ قمر ص ۱۳۴، سوئے حرم، سینہء مضطر، عالمِ روح ص ۱۴۰ احکامِ زندگی، اکرامِ زندگی، پیغامِ زندگی، نامِ زندگی، اہرامِ زندگی، جامِ زندگی، ناکامِ زندگی ص ۱۵۴، اسرارِ نبی انوارِ نبی، رفتارِ، آثارِ نبی، افکارِ نبی ص ۱۶۲، نقشِ کفِ پا، انگشتِ خوشِ نگیں ص ۱۶۵، زمیں شہرِ مقدس، گردِ تردد، رُخِ یقیں ص ۱۶۶، برائے جشنِ بہاراں ص ۱۶۷، خدائے پاک ص ۱۶۸،

خیر الوریٰ

نشانِ کفِ پائے مصطفیٰ، صحرائے مصطفیٰ، آبائے مصطفیٰ، تمنائے مصطفیٰ، جویائے مصطفیٰ، میں ائے مصطفیٰ، ماوائے مصطفیٰ، ہمسائے مصطفیٰ ص ۴۲، ۴۳، کوچہء شوق، رونقِ قلب وجگر، نیزہء ایمانی، دلِ تاریک، مطلعِ شمسِ مؤدت، حدِ امکانی، قبلہء شوق ص ۵۰، داستانِ رحمت، ترجمانِ رحمت زبانِ رحمت، آستانِ رحمت، پاسب انِ رحمت، مکانِ رحمت، جہانِ رحمت، بیانِ رحمت ص ۶۲، خیالِ نعتِ نبیؐ، مجالِ نعتِ نبیؐ، سالِ نعتِ نبیؐ، سوالِ نعتِ نبیؐ، حالِ نعتِ نبیؐ، جمالِ نعت نبیؐ، خدوخالِ نعتِ نبیؐ ص ۶۴، دربارِ مدینہ، آثارِ مدینہ، گلزارِ مدینہ، مہکارِ مدینہ، بازارِ مدینہ، دیدارِ مدینہ، مختارِ مدینہ، سرکارِ مدینہ ص ۱۰۳

مترادفات الفاظ کا استعمال

تابش کمال نے کئی اشعار میں مترادف الفاظ کا استعمال کیا ہے:

یہ عقل و ہوش و خرد آپؐ ہی کا صدقہ ہے	وگرنہ پہلے کہاں آدمی شعور میں تھا (۲۳۹)
اوج و اقبال و حشم اپنی صدا میں آئے	آپؐ کے نام سے تاثیر دعا میں آئے (۲۴۰)
جفا و جور و ستم کا چلن تھا دُنیا پر	متاعِ امن ہوئے، ظلم پر سوال ہیں آپؐ (۲۴۱)
آقا! رُخِ انور کی ضیا میری طرف بھی	سوغات و عنایات و عطا میری طرف بھی
مدت سے میں افلاس کے دوزخ میں پڑا ہوں	ہو دستِ غنا، جود و سخا میری طرف بھی (۲۴۲)
آرزو کیوں ہو دنیا کی تابش ہمیں	اپنی خواہش، تمنا، طلب آپؐ ہیں (۲۴۳)

گونجتا ہے سینہ ءِ ہستی میں جو سچ کی طرح　　قریۂ صوت و صدا میں ایسا نعرہ آپؐ ہیں (۲۴۴)

شعر میں دونوں مصرعوں کے آغاز میں مترادف الفاظ کا استعمال دو شعری مثالیں:

جنت مجھے اعمال کے بدلے میں نہ دینا　　**فردوس** مجھے اُن کی شفاعت سے ملے ہے (۲۴۵)

میرے **دھیان** میں آتے ہیں لوگ طیبہ کے　　میرے **خیال** میں رہتی ہے گفتگوئے حضورؐ (۲۴۶)

متضاد الفاظ کا استعمال

نبی کے شہر میں مرنے کا خواب دیکھا تھا　　اسی اُمید پہ تابش کمالؔ جیتے ہیں (۲۴۷)

اس پہ تو دن بھی رشک کرتا ہے　　ضو بھری رات ہے مدینے کی

ہوں اندھیرے میں سُرخرو تابش　　روشنی ساتھ ہے مدینے کی (۲۴۸)

واحد جمع الفاظ کا ایک ساتھ استعمال

ذکر واذکار کے درمیاں ایک شب ایسے پوری کروں　　شمع جاں دھیرے دھیرے پگھلتی رہے، نعت چلتی رہے (۲۴۹)

واقف ہوں زمانے کے حقائق سے میں تابش　　آتی ہے خبر مجھ تلک اخبارِ نبیؐ سے (۲۵۰)

تابش کمالؔ کی پسندیدہ آوازیں

تابش کے نعتیہ کلام میں ہمیں جن آوازوں سے زیادہ تر واسطہ پڑتا ہے وہ تعداد میں 9 ہیں۔ اُن کا نظام ردیف و قوافی زیادہ تر انہی الفاظ یا آوازوں کے گرد گھومتا ہے۔ انہی سے تابش کمالؔ نے اپنے شعری نظام میں ترنم و موسیقی کی فضا پیدا کی۔ جس سے اُن کے نعتیہ کلام کی دل کشی اور دل آویزی مزید بڑھ گئی اس کے علاوہ ان کے بعض اشعار کے مصرعوں میں بھی ایسے الفاظ کے تکرار کی کثرت ملتی ہے۔ نیز یہاں سے تابش کمالؔ کے جمالیاتی شعور پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ انہوں نے الفاظ کے انتخاب اور اُن کی تراش خراش اور ردیف و قافیہ کی بُنت پر خاص توجہ رکھی۔ تابش کمالؔ نے اپنے ردیف و قوافی اس طرح وضع کئے کہ وہ سماعتوں پر خوشگوار اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ تابش کمالؔ کی پسندیدہ آوازیں ذیل ہیں

ا، ب، پ، ت، ر، ل، م، ن، ں، ی۔ ے

یہ وہ الفاظ یا آوازیں ہیں جو تابش کمالؔ کے نعتیہ کلام میں سب سے زیادہ سننے کو ملتی ہیں۔ چند نعتیں بہ طور مثال دی جا رہی ہیں:

ا

میرے آقا میں گر دیا ہوتا　　خیمہء پاک میں جلا ہوتا
ساتھ غارِ حرا سے جو لائے　　کاش میں ہی وہ حرفِ لا ہوتا
قُم باِ ذنیِ سے جو اُٹھا لیتے　　پھر میں کیسے بھلا فنا ہوتا
اہلِ طائف کا ایک اک پتھر　　اپنے سینے پہ جھیلتا ہوتا
کاش سرکار کے پسینے پر　　میری شہ رگ کا خوں گرا ہوتا
طلع البدر گنگناتے ہوئے　　آپ کی راہ دیکھتا ہوتا
اُن کے قدموں میں گر جگہ ملتی　　ذکر میرا بھی جا بہ جا ہوتا
جن میں خوشبو تھی کالی زلفوں کی　　اُن ہواؤں میں اُڑ رہا ہوتا
نقش پائے مبارکہ چُنتے　　دشتِ غربت میں مر مٹا ہوتا
سوچتا ہوں حضورؐ محفل میں　　گر بلاتے تو حال کیا ہوتا
میرے سب خواب پورے ہوجاتے　　اُن کے دامن میں سوگیا ہوتا　　(۲۵۱)

ب

مہک رہے ہیں بہر سو جناب اور گلاب　　بہم رہیں گے رسالت مآب اور گلاب
حضورؐ پاک کی آمد پہ سرخوشی دیکھو　　کھلا ہوا ہے مؤدت کا باب اور گلاب
حضورؐ آپ کی خدمت میں رکھ دیئے میں نے　　یہ اپنے تازہ تریں چند خواب اور گلاب
وہ نکہتیں ہیں کہ دریا سے جا نہیں سکتیں　　رُکے ہوئے ہیں کناروں پہ آب اور گلاب
نہیں ہے کاسۂ درویش میں کچھ اس کے سوا　　بس ایک نعت کی تازہ کتاب اور گلاب
انہیں گلابوں میں دیکھا تو بول اُٹھا یہ دل　　ملاحظہ ہوں اکٹھے گلاب اور گلاب
یہ فیضِ شاہِ مدینہؐ ہے جو مہکتے ہیں　　لہو میں عشقِ محمدؐ کا باب اور گلاب
میں دیکھتا تھا کہ ہیں آپ اور باغِ عدن　　مہک اُٹھا ہے مرا سارا خواب اور گلاب
کبھی جدا نہیں ہوتے لفظ اور خوشبو　　ہمارے پاس ہے اپنا نصاب اور گلاب
خوشی سے پھولتے ہیں آسمان اور زمیں　　سو مسکراتے ہیں سارے شہاب اور گلاب
ملا ہے آلِ محمدؐ سے اذن یہ تابش　　یہاں پہ لائے مجھے بوتراب اور گلاب　　(۲۵۲)

پ

یہاں صرف وہ مصرعے درج کیئے جا رہے ہیں جن میں پ کی آواز زیادہ استعمال ہوئی ہے

کنارے کیوں نہ لگے اپنی کشتیء دل جب

اک اسمِ پاک مرا رہنما بنا ہوا ہے

مرا خیال سراپا دعا بنا ہوا ہے

وہ جس پہ آپ کا نعلین پا بنا ہوا ہے (۲۵۳)

ان سے لپٹ کے میری کہانی تمام ہو دیکھے ہیں میں نے اصل میں وہ زندہ نقش پا

ہر دور ، ہر زمانے پہ ہے مہر آپ کی صد شکر ہیں نصیب میں تابندہ نقش پا

آنکھوں سے جو لگائے ہیں پائندہ نقشِ پا

تابش میں ناز کیوں نہ کروں اپنے آپ پر میرے لبوں نے چُومے ہیں وہ زندہ نقشِ پا (۲۵۴)

۔تابش کمالؔ کا نعتیہ کلام ایسی کئی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔یہاں صرف اُن مصارع یا اشعار سے کام لیا گیا ہے جو ہمیں اُن کی صرف ایک ایک نعت میں ملتے ہیں

ت

ذکر اللہ و نبی کرتا ہوں آتے جاتے چھوڑ جاؤں کوئی میراث تو جاتے جاتے
نعت کل رات ہوئی اور حضوری میں ہوئی لکھتا جاتا تھا میں اور آپ بتاتے جاتے
موت نے سانس کی مہلت ہی نہیں دی ہم کو ورنہ مرقد کی طرف نعت سناتے جاتے

آپ تکلیف میں ہوتے تو تڑپتے ہم بھی — آپ کے درد پہ ہم اشک بہاتے جاتے
اور کچھ سلسلہ نہیں کارِ محبت کے سوا — عمر گزری ہے یہی ناز اُٹھاتے جاتے
اور تھی نورِ مبیں، اور ہے اس بار کی چھب — تابش اُس بزم کے تیور تو دکھاتے جاتے (۲۵۵)

ر

آنکھوں میں سجا ہے میرے دربارِ مدینہ — روشن ہوئے اب خون میں آثارِ مدینہ
کھلتے ہیں مری روح میں ایمان کے غنچے — اُترا ہے مری جان میں گلزارِ مدینہ
اسباب کی حاجت نہ کسی شکل میں ہوتی — لے جاتی مدینہ مجھے مہکارِ مدینہ
کس طور مدینہ مری تقدیر میں اُترے — بِک جاؤں کبھی جا کے میں بازارِ مدینہ
حسرت کوئی جز اُس کے مرے دل میں نہیں ہے — رونقِ ہو مری آنکھ کی دیدارِ مدینہ
اس کو کسی رہبر کی ضرورت ہی کہاں ہے — جس جس کے مقدر میں ہوں انوارِ مدینہ
اک عمر سے ہوں سائل دربارِ مقدس — اب لطف و کرم مجھ پہ بھی مختارِ مدینہ
ہر آن مرے لب پہ یہی ورد ہے تابشؔ — سرکارِ مدینہ، مرے سرکارِ مدینہ (۲۵۶)

ل

آپ ہیں زیست کا حاصل، اے دل — کیوں ہے پھر خستہ و گھائل، اے دل (۲۵۷)
اس نعت میں ل کی آواز ۳۰ بار ادا کی گئی ہے

م

درکار ہے اِک چشمِ کرم، سرورِ عالم — ڈھلتی ہی نہیں شامِ الم، سرورِ عالم (۲۵۸)
اس نعت میں میم کی آواز ۳۴ بار آئی ہے

ن

گل ہائے رنگ رنگ محمدؐ کے دین کے — سرسبز ہیں مدینے میں پودے یقین کے (۲۵۹)
ن کی آواز ۲۴ بار

ی

مانگتا ہوں فقط روشنی یا نبیؐ — ہو فروزاں مری زندگی یا نبیؐ (۲۶۰)
اس نعت میں ی کی آواز ۵۹ بار لائی گئی ہے

3۔ حفیظ تائب کی اردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

حفیظ تائب کی نعت کے اُسلوبی خصائص

علمِ بیان کا استعمال

تشبیہ

آبجو کی طرح ہوں سرگرداں   نکل آیا ہوں کوہسار سے دُور (۲٦۱)

استعارہ

تازہ اُمنگ جاگی دلِ عندلیب میں   دیکھی بہارِ جلوہ جو روضِ حبیبؐ میں (۲٦۲)

مجازِ مرسل

ظرف بول کر مظروف مراد لینا

مجھے بے نیاز جزا جو بنا دے   کوئی جام ایسا پلا طیبہ والے (۲٦۳)

علمِ بدیع

صنائع لفظی

حفیظ تائب کے کلام میں صنائع لفظی کی جو صنعتیں ملتی ہیں ذیل ہیں۔

صنعت اشتقاق

حاضر ہوا ہے کوئی بے نوا اے حبیب خداؐ   حاضری میں حضوری بھی کیجیے عطا اے حبیب خداؐ (۲٦۴)

سر سے پا تک محمدؐ ہیں آپ   اور محمود و احمدؐ ہیں آپ (۲٦۵)

اقتباس یا عقد

جسے خالقِ عالمیں نے پکارا سراجاً منیرا   وہ حُسنِ ہویدا، وہ نورِ سراپا، سراجاً منیرا (۲٦٦)

صنعتِ تجنیسِ زائد وناقص

وہ جس کے قدم سے بہاروں کے چشمے زمانے میں پھوٹے ہوا جس کے دم سے جہاں میں اُجالا سراجاً منیرا (۲۶۷)

صنعت تجنیسِ صوتی

جب شعر میں ایک ہی لفظ کی تکرار ہو تو یہ صنعت تجنیسِ صوتی کہلاتی ہے۔

اس شعر میں لفظ ج کی تکرار ہے

ہدایت کا اک جگمگاتا سویرا جو ہمراہ لایا جگر جس نے ظلمات دوراں کا چیرا سراجاً منیرا (۲۶۸)

تجنیسِ محرف

الفاظ ایک جیسے ہوں مگر صرف اعراب کا فرق ہو

جو خاتِم بھی ہے اور خَاتَم بھی ہے انبیاء ورسل کا وہ یٰسین وہ طٰہٰ، وہ روشن منارہ سراجاً منیرا (۲۶۹)

تجنیسِ مضارع

حقیر میری نظر میں ہے دولتِ دنیا فقیر تیری گلی کا ہوں یا رسول اللہؐ (۲۷۰)

صنعت سیاقۃ الاعداد

تائب ہیں رہ نما مرے ہر آن چار یار پیارے ہیں جان ودل سے مجھے پنجتن تمام (۲۷۱)

صنعتِ ترصیع

ماہِ ذیشان ربیع الاول زیست عنوان ربیع الاول (۲۷۲)

صنعتِ تکرار

عجب روح پرور ہے روضے کا منظر عجب جاں فزا ہے مدینہ نبیؐ کا
ابھی آرزو ہے مجھے زندگی کی ابھی دیکھنا ہے مدینہ نبیؐ کا (۲۷۳)

صنعتِ ذولسانین

دیکھیے دُعا بابِ اثر شامِ الم کی ہو سحر

مدحت سرا ہو مُو بہ مُو | یا اَ ھیاّ المزّ َ ملِ (۲۷۴)
حالِ زار من بہ بیں، یارحمتہً للعالمیں | بہرِ رب للعال میں، یارحمتہ للعالمیںؐ (۲۷۵)

صنعتِ اقتباس

تو روشنی کا پھول ہے یا ایہاالرسول | تو آخری رسول ہے یا ایہاالرسولؐ (۲۷۶)
میں کر کے ستم اپنی جاں پر جاؤک لبِ حق سے سُن کر | آیاہوں بہت شرمندہ ساسرکارتوجہ فرمائیں (۲۷۷)
سامنے ہیں سیدِ ابرار اللہ الصمد | بے نوا ہے حاضر دربار اللہ الصمد
اک خطاکیش اور شفاعت کی نویدِ جانفزا | اک فقیر اور دولت دیدار اللہ الصمد (۲۷۸)

صنائع معنوی

تلمیح

حفیظ تائب نے کافی تلمیحات اپنی نعتیہ شاعری میں استعمال کی ہیں اور یہ اتنے عام تاریخی واقعات ہیں کہ قاری فوراً سمجھ جاتا ہے کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔

چند ذیل ہیں:

رفیقِ ثور کو پاکر پریشاں | پئے تسکیں کوئی گویا ہوا ہے
تکے جاتی ہے اس کو اُمِ معبد | جو مہتاب اس کے گھر اترا ہوا ہے
ثنیہ سے اُدھر کچھ بچیوں نے | خوشی کا زمزمہ چھیڑا ہوا ہے
مدینے میں ہے کس کا خیر مقدم | ہر اک نے بابِ دل کھولا ہوا ہے (۲۷۹)

کیسی عجیب شب تھی وہ اقصیٰ میں تھی عجب بہار | س ارے نبی تھے منتظر اپنے امام کے لئے
کنجِ حرا سے آپ پر کون سا در کُھلا نہیں | حق نے بلایا عرش پر خاص کلام کے لئے (۲۸۰)

صنعتِ حُسنِ تعلیل

سر کو جھکائے ہے فلک ان کے سلام کے لئے | رفعتِ عرش بچھ گئی جن کے خرام کے لئے (۲۸۱)

صنعتِ تضاد

جب اندھیروں میں بھٹکنے کو تھی تابؔ زندگی سیرتِ الوریٰ کی روشنی کام آ گئی (۲۸۲)

مہتاب و آفتاب ہوں تابؔ کہ ابر و باد ہر شے پہ دست گاہِ رسالت مآب ہے (۲۸۳)

ان کی توجہ ہے مرے باطن میں ضوفشاں موسم ربیع کا ہے جو فصلِ خریف میں
اللہ رے شانِ عدل و مساوات آپ کی تابؔ رکھا نہ فرق حریف و حلیف میں (۲۸۴)

صنعت تنسیق الصفات

کردار بے مثال تو گفتار لاجواب ہر وصف تھا کمال پہ حق کے حبیب میں (۲۸۵)

صنعتِ لف و نشر

سیرت و صورتِ نبی تابشِ راہِ زندگی زور ہیں وہ کلام کا، نور ہیں وہ خیال کا (۲۸۶)

صنعتِ استشہاد

ستونِ بی لبابہؓ کے قریں تابؔ ہوا تائب ملی ذرے کو رفعت گنبدِ خضرا کے سائے میں (۲۸۷)

صنعتِ حُسنِ طلب

دل میں ترا پیغام ہو آقائے دو عالم ہونٹوں پہ ترا نام ہو آقائے دو عالمؐ
مخمور ہو پھر بزمِ جہاں جس کے نشے سے گردش میں وہی جام ہو آقائے دو عالمؐ
پھر فیض پہ تیرے ہیں لگی قوم کی نظریں پھر فیض ترا عام ہو آقائے دو عالمؐ (۲۸۸)

دیگر اُسلوبی خصائص

منظر نگاری

حفیظ تائب نے منظر کشی بہت خوب صورت کی ہے۔ اُنھوں نے اپنے لفظوں کے استعمال سے منظر بنائے ہیں مثلاً، تاریک، چاند، شام، دُھند، ماہ، نُور وغیرہ

جب شامِ سفر تاریک ہوئی وہ چاند ہویدا اور ہوا
منزل کی لگن کچھ اور بڑھی، دل زمزمہ پیرا اور ہوا
جب کُہر فضاؤں پر چھائی، جب صورتِ فرداُ دھندلائی
منظر منظر سے جلوہ فشاں وہ گنبدِ خضرا اور ہوا
ہر حال میں اُن کی موجِ کرم تھی چارہ گرِ ادبار والم
حد سے گزری جب تلخیٔ غم لطفِ شہِ بطحا اور ہوا
جُوں جُوں وہ حرم نزدیک آیا، کب نظارے کا یارا تھا
جھکتی ہوئی نظریں اور جُھکیں، سوچوں میں اُجالا اور ہوا (۲۸۹)

منظوم تراجم

بعض قرآنی آیات اور فرامین رسول اللہؐ کے حفیظ تائب نے منظوم تراجم بھی کئے ہیں۔ جو ذیل ہیں:

قرآنی آیات کے تراجم

سورت آلِ عمران کی آیت ۳۲ کا ترجمہ

(تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا)

خدا کی اطاعت ہے تیری اطاعت
ترا حکم حکمِ خدا ہے (۲۹۰)
حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
گویا عرفانِ الٰہی کا وسیلہ آپ ہیں (۲۹۱)

سورۃ المائدہ کی آیت ۳ کا ترجمہ

(آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا)

وہ نبی دین جس پر مکمل ہوا
وہ نبی جس پہ تکمیلِ نعمت ہوئی (۲۹۲)

ارشاداتِ رسول کا منظوم ترجمہ

سبھی مخلوق کنبہ ہے خدائے پاک و برتر کا
کرے احساں جو اِس کنبے پہ وہ ہے بہتریں بندہ
وہی پیارا مرا محشر میں بھی میرے قریں ہو گا
جو تم سب سے زیادہ صاحبِ خُلقِ حسیں ہو گا
خدائے پاک اور محشر پہ جو ایمان رکھتا ہو
ہے لازم اُس پہ وہ مہمان کی عزت بھی کرتا ہو
غذا بھوکوں کو دینا بہتریں اسلام ٹھہرایا
سلامِ شوق کو سرکار نے انعام ٹھہرایا
مرے آقا نے وہی ماں باپ کی توقیر بتلائی
سکھائی آپ ہی نے مخلصوں کی عزت افزائی
حقوق ہمسائیگی کے شاہ نے یہ کہہ کے سمجھائے
یقیناً جنتی ہے، خوش ہوں جس سے اُس کے ہمسائے (۲۹۳)

حضورؐ کے اسمائے حُسنیٰ اور القابات وخطابات

حفیظ تائب نے نعتیہ شاعری میں حضورؐ کے اسما مبارک اور آپ کے جن القابات و خطابات کا تخلیقی استعمال کیا ملاحظہ ہو:

جو خاتِم بھی ہے خاتَم بھی ہے انبیاء ورسل کا ۔۔۔ وہ یٰسین وہ طٰہٰ، وہ روشن منارہ سراجاً منیرا
معلمِ کتاب اور حکمت کا تائب وہ ھادی، وہ منذر ۔۔۔ وہ احمد ، محمدؐ ، بشیراً نذیرا ، سراجاً منیرا (۲۹۴)

القابات وخطابات

خوش خصال وخوش خیال وخوش خبر، خیر البشرؐ ۔۔۔ خوش نژاد وخوش نہاد وخوش نظر، خیر البشرؐ
دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا ۔۔۔ چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ
حُسنِ فطرت، حُسنِ موجودات، حُسنِ کائنات ۔۔۔ نورِ ایقاں، نورِ جاں، نورِ بصر، خیر البشرؐ
سر بسر مہر و مروت، سر بسر صدق وصفا ۔۔۔ سر بسر لطف وعنایت، سر بسر خیر البشرؐ
اعتدالِ دین و دنیا، اتصالِ جسم و جاں ۔۔۔ اندمالِ زخم ہر قلب و جگر، خیر البشرؐ
آفتابِ اوج خوبی ، ماہتابِ برتری ۔۔۔ آب وتابِ چہرۂ شام وسحر خیر البشرؐ
ساحلِ بحر تمنا ، حاصلِ کشتِ وفا ۔۔۔ حاملِ قرآن و شمشیر و سپر خیر البشرؐ
صاحبِ خلق عظیم و صاحب لطفِ عمیم ۔۔۔ صاحبِ حق، صاحبِ شق القمر خیر البشرؐ
درِ جہادِ زندگی وجہِ ظفر، وجہ سکوں ۔۔۔ روزِ رستاخیز وجہِ درگزر خیر البشرؐ
حدِ فاصل درمیان خیر وشر آں ذاتِ پاک ۔۔۔ در مقاماتِ جہانہا معتبر خیر البشرؐ
ماہِ منزل کے شود ضو ریز راہِ زندگی ۔۔۔ تیرگی را کے بود ختمِ سفر خیر البشرؐ (۲۹۵)

دیگر القاب وخطابات

کوثریہ

سیدِ سادات ص ۳۷، مہ طیبہ ص ۳۹، نورِ جاں ص ۴۳، محبِ انس وجاں ص ۴۴، سید البشر ص ۴۸، سیدِ انام ص ۴۹، حق کا جمال، ص ۵۰، رحمت خصال، آمنہ بی بی کا لال ص ۵۱، آئینہ مقال ص ۵۲، رحمۃ للعالمیں ص ۵۵، خیرِ انام ص ۵۶، غایتِ خلق کائنات ص ۵۷، سراپا حُسن ص ۵۹، ضامنِ امن و فوز و فلاح وسکوں، رہبرِ ہر

زماں ص ۶۳، ایماں کا اُجالا ص ۶۴،تلطف آشنا رحمت کا دریا، محبت آفریں، رحمت سراپا ص ۶۵، حق کے حبیب ص ۶۶،رسولِ خدا، سراجاً منیرا ص ۷۰،صاحبِ قولِ فیصل، برہانِ محکم ص ۷۱،روشنی کا پھول، یا ایہاالرسول، رہبرِ عقول، سر بسر اصول ص ۷۲،صاحبِ حرم، رحمت مآب، میرِ امم ص ۷۴، یارسول اللہؐ ص ۷۶،جانِ ارض و سما، شانِ خُلقِ خدا، زندگی کی بہار، حُسنِ ہر دور، افتخارِ اب و جد، خاتم الانبیاء، شاہِ دنیا و عقبیٰ، جاں نواز و دل آرا، خوش لقا، خوش ادا،خوش نوا، مجتبیٰ ص ۷۷،شاہِ والا نسب ، خیرِ خلق، محبوبِ رب، روحِ صدق وصفا، آب روئے وفا، آفتابِ ہدیٰ، شفیع الوریٰ ص۷۸،صاحبِ اعزاز، زمیں و آسمان کا ناز، سراپا حُسن و اعجاز، فلاح وخیر کی آواز، رگِ، فطرت کا سوزوساز ص ۸۳، سعادت کی حدِ پرواز، سربستہ جہانِ راز، تخلیق کا آغاز ص ۸۴،رحمتِ عالم، شہِ اکرم ص۸۸، محبوبِ حق ص ۱۰۲،شاہِ اُمم ص ۱۰۴، خیرِ کثیر اعزازِ پیمبر ص ۱۰۷،جمالِ عمل ، شانِ سُخن،رشکِ گلشن ص ۱۱۱،گلِ نوبہارِ محبوبی، رونقِ لالہ زار محبوبی، شاہکارِ محبوبی ص ۱۱۳،امیرِ حرم ص ۱۲۰،شاہِ حجاز، حرفِ نیاز،اُمی نکتہ داں،علم وہنر کی آبرو،نوعِ بشر کی آبرو ص ۱۲۱،

حضوریاں

احمدِ مختار ص ۲۵، سرورِ عالم ص ۲۶،مہِ صفا ص ۳۰،جوہرِ دودمانِ ہاشم ، قاسم، بے بدل شہسوارِ بطحا ص ۳۱، سلطانِ عالم ص ۵۲،نیرِ حق نُما ص ۷۰،جمالِ رسالت ص۷۸،سیدِ کونین ص ۱۰۶،رحمتِ تمام ص۱۰۸،

طاقِ حرم

وجہِ کُن فکاں، پردہ کشائے لامکاں، جانِ کائنات، تاب وتوانِ کائنات، کارکنانِ کائنات، ص ۲۵،عنوانِ محبت، جانِ تمنا، شہنشاہِ گرامی ص ۲۸،امامِ مرسلیں، شہِ دنیاودیں ص ۳۵،کشورِ ہست کے سلطان، رسولِ عربی، قصہء زیست کے عنواں، صاحبِ لولاک لما، سب جہانوں کی جان، شاہِ دیں، صاحبِ قرآن، حاصلِ ایمان، ص۴۸، شاہکارِ خالقِ کون ومکاں، افتخارِ مرسلین، زینتِ عرشِ بریں، سایہءرحمتِ عالم، مایہءاہلِ زمیں ص ۵۳،راست گو، عادل، امیں، انبساطِ قلبِ مضطر، راحتِ جاں حزیں، شفیع المذنبیں ص ۵۴،ہادیءاکبر، مصیبت زدہ انسان کا یاور، خفکار ہبر، مہرِ منور ص ۷۱، مردِ دلاور، خالق و مخلوق کا دلبر ص ۷۲، غم گسار، اخلاق کی بہار، محبوبِ کردگار، قوموں کے راہنما، نبیوں کے تاجدار، عالم کے شہریار ص ۷۳، بہارِ گلشنِ زیست، قدرتِ حق کے شاہکار ص ۷۴نورِ اولیں، مہرِ مبیں، عین الیقیں، حق الیقیں، ص ۷۵، عبدِ کامل، باوصفِ عبدیت، زائرِ عرشِ بریں، رحمتِ رحمان کے واحد امیں، رحمتِ حق کے قریں، خاتمِ انسانیت کے نگیں ص ۷۶

عربی مرکبات

کب ہو گی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِ عالم صل علیٰ
کب ہو گی دعا البریز اثر اے سرورِ عالم صل علیٰ

کب بابِ کرم کو دیکھیں گے یہ چاک گریباں، خاک بسر
کب ہو گی فقیروں پر بھی نظر اے سرورِ عالم صل علیٰ (۲۹۶)

دیگر عربی مرکبات

کوثریہ

یا عزیز و یا سلام ، یا لطیف ، یا خبیر ، ص ۲۷،ارض اللہ ص ۳۵، سراجاً منیرا ص ۷۰، یا ایہا الرسول ص ۷۲، یا رسول اللہؐ ص ۷۶، خاتم الانبیا ص ۷۷، شفیع الوراص ۷۸،روضۃ الجنۃ، خیر القرون ص ۸۱،للہ الحمد ص ۸۵، میلاد النبیؐ ص ۹۳، ربیع الاول، روح الامیں، ص ۱۰۱، خیر الانام ص ۱۲۵،

حضوریاں

دارالشفاء ص ۳۲، حَنَّانہ ص ۶۱، جآؤک ص ۶۷، اللہ الصمد ص ۶۹، الصلوۃ و السلام ص ۷۳، لَا تَرفَعُوا ص ۷۵، خیر النساءؓ، طلع البدر ص ۹۲، صل علیٰ محمدؐ ص ۹۹، مدینۃ الرسول ص ۱۰۶، جنت البقیع ص ۱۱۵، صل علیٰ نبینا، صل علیٰ محمدؐ ص ۱۲۶، یا ایھا المزمل ص ۱۲۷، الحمد للہ ص ۱۳۵،

طاقِ حرم

صلوۃ اللہ علیک ص ۷۲، ما اَوحیٰ ص ۸۱

مرکبِ عطفی و غیر عطفی

مرکبِ عطفی

میں خدمتِ آقا میں ہوتا تو سدا کہتا لبیک و سعدیک
جس طرح تنِ مردہ سرکار سے کہتا تھا لبیک و سعدیک

آجاتا بلاوہ گر دربارِ مدینہ سے، سرکارِ مدینہ سے
بے برگ ہی چل دیتا ہر گام پہ میں پڑھتا لبیک و سعدیک

سرکار کے قدموں میں جس وقت کھڑا ہوتا، یا گر کے پڑا ہوتا
کہتا تو یہی کہتا، حاضر ہے غلام آقا لبیک و سعدیک (۲۹۷)

دیگر مرکبِ عطفی

کوثریہ

عاجز و بیکس ص ۳۰، نباتات و جمادات ص ۳۱، حکمت و قدرت ص ۳۴، قلب و جاں ص ۳۸، عرض و مناجات ص ۳۹، بیرِ اُریس ورومہ، عرس وبضاعہ ص ۳۹، بے بال و پر ص ۴۶، فکر و فن، رنج و محن ص ۴۸، احسان وعدل، جان و دل ص ۴۹، نظامِ ماہ و سال، بے حد و شمار ص ۵۰، نور و ظہور ص ۵۲، سیرت و صورت ص ۵۲، بے سر وسامان ص ۵۴، حیات و کائنات ص ۵۶، دین و دنیا ص ۵۸، در و دیوار، معجز نما و دلکشا ص ۵۹، فتح و نصرت ص ۶۰، عدل و احساں ص ۶۵، فکر و نظر، نور و طیب ص ۶۷، کرب و الم ص ۷۵، رنگ و بو ص ۷۹، پُر بہار و پُر انوار ص ۸۱، زمیں و آسمان، فلاح و خیر، سوز و ساز ص ۸۳، عقل و خرد ص ۸۴، دنیا و آخرت ص ۸۷، خیر و شر ص ۸۸، ساز و ساماں ص ۹۰، اللہ غنی رتبہ و توقیرِ پیمبر، فرقِ حق و باطل ص ۹۲، با مو در، قلب و روح، ضیا پاش و گل افشاں، انبساط و کیف، درد و غم ص ۹۳، نعت و سیرت ص ۹۴، لوح و قلم، گفت و شنید ص ۹۸، تراب و ہوا ص ۱۰۳، مکہ و طیبہ ص ۱۰۵، خدا و نبی ص ۱۰۵، زندگی و بندگی ص ۱۱۰، فتنہ و شر ص ۱۱۶، دل و دیدہء عالم ص ۱۱۷، علم و ہنر، شام و سحر ص ۱۲۱، دل و جاں ص ۱۲۲، زار و لاچار ص ۱۲۳، درونِ سینہ ءتب و تاب ص ۱۲۶،

حضوریاں

درد و داغِ مہجوری، زر و سیم ص ۱۵، صفا و مروہ ص ۱۷، عجز و انکسار ص ۱۸، سیر اب قلب و جاں ص ۲۱، قریہ ء راحت و قرار، حیرت و ملال ص ۲۷، دور و درازِ عالم ص ۳۱، قرب و جوارِ بطحا، لیل و نہار ص ۳۱، بے حد و انتہا، حزن و ملال ص ۴۰، کون و مکاں ص ۵۲،

طاقِ حرم

کیف و کم، منبر و بیت ص ۲۹،، ذوق و شوق ص ۳۹، عزت و ناموس و آبرو ص ۴۰، سیم و زر ص ۴۵، مروت و خُلق، لُطف و عنایت ص ۴۶، قدسی و جن و بشر، شمس و قمر، ابر و ہوا، عزت و بخشش ص ۴۷، رشتہ ء حق و بندگاں، فقر و غنی، امن و سکون ص ۴۹، منبعِ حکم و معرفت ص ۵۰، کلیم و خضر و مسیح ص ۵۵، صبر و قرار ص ۵۸، بے حد و حساب ص ۵۹، ماضی و حال، لیل و نہار ص ۶۸، لطف و عنایت ص ۷۰، وہم و گمان و ظن و بد ص ۷۵، حمزہ و فاروق و علی، عتبہ و جہل ص ۸۳، روح و دل و دیدہ، مفلس و نادار ص ۸۷، تر و تازہ ص ۸۸، عرش و کرسی ص ۸۹، تیرہ و تار دل ص ۹۰، جہان دل و دیدہ ص ۹۲، گل و گلزار، درد و الم ص ۱۰۷

مرکب غیر عطفی

شعری مثال ذیل ہے:

دین و دنیا کی قیادت آپؐ کو بخشی گئی — زندگی افروز دعوت آپؐ کو بخشی گئی
جس سے پائیں گی ہدایت تا ابد اقوامِ دہر — ایسی بے پایاں رسالت آپؐ کو بخشی گئی
زندگی کو کر دیا جس نے لطافت آشنا — سادگی میں وہ نفاست آپؐ کو بخشی گئی
مسکراہٹ سے کھل اُٹھتے تھے در و دیوار بھی — ایسی جاں افروز صورت آپؐ کو بخشی گئی
زیست کا ہر شعبہ جس سے نور پائے گا سدا — وہ سرآپؐ احسن، سیرت آپؐ کو بخشی گئی
جو پہنچتی ہی رہے گی سب عوالم تک مدام — ایسی لامحدود رحمت آپؐ کو بخشی گئی
آپؐ ہی کے فیض سے ساری زمیں ہے سجدہ گاہ — ایسی عالم گیر وسعت آپؐ کو بخشی گئی
ہر گھڑی ایقانِ حضرت کا بھرم رکھا گیا — ہر قدم پر فتح و نصرت آپؐ کو بخشی گئی
شرمساری سے بچا لیتی تھی جو مجرم کو بھی — چشم پوشی کی وہ عادت آپؐ کو بخشی گئی
منحصر عصیاں شعاروں کی ہے جس پر مغفرت — ایسی توفیق شفاعت آپؐ کو بخشی گئی
اپنی اُمت کے لئے ہوں گے نہ کیوں وہ فکر مند — جب خدائی کی محبت آپؐ کو بخشی گئی (۲۹۸)

دیگر غیر عطفی مرکبات

کوثریہ

دل کشا، سو بہ سو ص ۲۷، جلوہ ریزیاں ص ۲۸، ہر آن ص ۲۹، بے کس، برتر ص ۳۰، بہر سمت ص ۳۱ آفاق در آفاق، امکان در امکان ص ۳۲، فریاد رس ص ۳۳، بیداد ص ۳۴، رفعت کنار ص ۳۵، تازہ بہ تازہ ص ۳۶، وسعت آشنا ص ۳۷، روبرو ص ۳۸، جہاں جہاں ص ۳۹، اُفق آرا، ثنا پیرا، بہاراں آشنا صحرا، ص ۴۳، خیر مقدم، دم قدم ص ۴۵، درودی رتجگے، بے بال ص ۴۶، بارور، پُر اثر ص ۴۷، روشن زمانہ، رہ نما ص ۴۹، باطنی انوار، بے مثال، ص ۵۰، خاندانی نفرتوں، زخم زخم، رحمت خصال، اندمال ص ۵۱، لذت آفریں ص ۵۳، دل بستگی، بے حاصلی ص ۵۴، چارہ گری ص ۵۵، ہم قدم، بہر مرحلہ ص ۶۲، کار فرما، جانفزا ص ۶۵، تازہ اُمنگ، تمام عمر، اک بار ص ۶۶، ہر دم، نت نئے ص ۷۴، بے گیاہ ص ۷۶، ازل تا ابد آثار، پُر بہار، پُر انوار، ضیا بار، آئینہ بردار ص ۸۱، زیست پرور ص ۸۲، محبت ہی محبت ص ۸۳، سربستہ ص ۸۴، پُر سکوں، ہر گھڑی، پژمردہ،

دم بخود ص ۸۵، بے نیاز ص ۸۷، قرن ہا قرن، پُر نور فضا، پھولا پھلا ص ۸۸، روشن تر، نعت گو، کم کم ص ۸۹، تقدیر بداماں ص ۹۲، بہاراں در بہاراں، جگمگا، ضیا پاش، گل افشاں، آمد آمد ص ۹۳، عقدہ کشائی ص ۹۸، آرام فرما، جلوہ گر، توقیر مند ص ۱۰۰، سرشار ص ۱۰۲،

حضوریاں

پلک پلک ص ۱۵، لپٹ لپٹ ص ۱۶، جاں سپاری، حق شعاری، جاں نثاری ص ۱۷، سمٹ سمٹ، سجدہ ریزی ص ۱۸، چومتے چومتے ص ۲۳، آئینہ گر ص ۲۴، گل زار ص ۲۵، سیاہ کار ص ۳۳، بے رنگ نظر ۳۸، تیرہ شبی ص ۳۹، تن من، آنسو آنسو، ہچکی ہچکی، دھڑکن دھڑکن، ص ۶۷، بے نوا، خطاکیش، تشنہ جاں، دم بخود، ص ۶۹، زیاں کار ص ۷۰،

طاقِ حرم

گنہ گار، ہر گھڑی، لحظہ لحظہ، نوریں فضا، عجب کیف ص ۲۹، نکہت فشاں، راحت انگیز ص ۳۰، دست گیر، جاں فزا ص ۳۲، چہرہ کُشا ص ۳۳، شفاہی شفا ص ۴۳،

ترکیب سازی

شعری مثال

پلکوں پہ تھا لرزاں دل دربارِ رسالت میں — آساں ہوئی ہر مشکل دربارِ رسالت میں
احساسِ ندامت سے تھی رُوح بھی لرزیدہ — جب پیش ہُوا سائل دربارِ رسالت میں
فانوس فروزاں تھے آنکھیں بھی منور تھیں — ہر لحظہ تھی کیا جھلمل دربارِ رسالت میں
انوارِ ملائک تھے، شیخین کے جلوے تھے — محفل تھی عجب محفل دربارِ رسالت میں
راتوں کے اُجالوں میں چُھپ چُھپ کے اُترتے تھے — کتنے ہی مہِ کامل دربارِ رسالت میں (۲۹۹)

دیگر تراکیب

کوثریہ

قُربِ خاص ص ۲۷، موجِ نفس، رنگِ سحر، آثارِ نمو ص ۲۹، نوعِ خلائق ، پریشانیء دل ص ۳۰، اجرامِ فلک، ذاتِ الٰہی، آیاتِ الٰہی، اشاراتِ الٰہی، اثباتِ الٰہی، عنایاتِ الٰہی ص ۳۱، نشاناتِ الٰہی، ہدایاتِ الٰہی ص ۳۲، نامِ نامی،

صحنِ جاں، زادِ نفس ص ۳۳، اہلِ حق ص ۳۴، متاعِ دنیوی، سکونِ قلب ص ۳۴، بابِ عنایات، دیارِ نور، ضعفِ جاں، کیفِ حضورؐ ص ۳۵، عریشِ بدر، افطارِ روزہ ص ۳۶، خوانِ کرم ص ۳۶، نشانِ خیر ص ۳۷، مسجدِ میقات، سر وادیٔ عقیق، کہفِ بنی حرام، جنتِ بقیع، زیبِ جبیں ص ۳۸، غار سجدہ، عرصۂ ظلمات ص ۳۹، رفیقِ ثور، پئے تسکیں ص ۴۴، مزاجِ زندگی، خوانِ رحمت ص ۴۵، اشکِ خوں، اذنِ سفر، شبِ غم ص ۴۶، احوالِ اُمت ص ۴۷، مشکلاتِ پیمبر ص ۴۸، سیرتِ اطہر، اوجِ کمال، شانِ استقلال، روئے انور ص ۵۰، فصیلِ وقت، راہِ زندگی ص ۵۲، گردشِ دہر، دامنِ دل، نغمۂ نعتِ مصطفیٰؐ ص ۵۳، شہرِ رحمت، متاعِ مصطفی، کاروبارِ زیست ص ۵۴، کنجِ حرا، نظامِ وقت ص ۵۶، کیفِ دوام، درِ حضورؐ ص ۵۷، عزتِ ختمِ نبوت ص ۵۸، دلِ تیرہ، حبِ سرور ص ۶۴، عرفانِ الٰہی، سرزمیں زندگی، نظامِ جانفزا، اہلِ ایماں ص ۶۵، دلِ عندلیب، روضِ حبیب ص ۶۶، رنگِ حضوری ص ۶۶، اذانِ بلالی ص ۶۷، جانِ ضعیف، قدمیں شریف، جسمِ نحیف، یادِ پاک ص ۶۸، مزاجِ لطیف ص ۶۹، خالقِ عالمیں، ظلماتِ دوراں، نگاہ کرم، محتاجِ لطف، دیدۂ نم ص ۷۴، خلقِ خدا ص ۷۴، یورشِ غم، دستِ دعا حصارِ کرب، طالبِ رحمت، سدِباب ستم ص ۷۵، حرفِ تمنا، دولتِ دنیا ص ۷۶، شانِ خلقِ خدا، شاہِ دنیا ص ۷۷، خیرِ خلق، محبوبِ رب، آفتابِ ہدیٰ، آب روئے وفا ص ۷۸، دیدۂ بیدار، عہدِ رسول ص ۸۱، انفاسِ زیست پرور ص ۸۲، حدِ پرواز، جہانِ راز ص ۸۴، سوئے حریمِ نبی ص ۸۵، روحِ پژمردہ ص ۸۵، غمِ دوراں، شعورِ ذات ص ۸۷، بابِ انعام، دینِ اسلام، رحمتِ عالم، ص ۸۸، انعامِ خداداد ص ۹۱ص ۹۱، توقیرِ پیمبر، جاگیرِ پیمبر، دمسازِ پیمبر، تدبیرِ پیمبر، شمشیرِ پیمبر، نالۂ شبگیرِ پیمبر، تمنائے مدینہ، تنویرِ پیمبر ص ۹۲، گردشِ دوراں، رحمتِ ایزد، راحتِ جاں ص ۹۳، شامِ غربت ص ۱۰۵،

حضوریاں

شوقِ سفر، ربِ کعبہ، قصۂ چشمِ اشکبار ص ۱۵، خالقِ کونین، زیارتِ حرمیں، مقامِ ابراہیم، سرِ تسلیم، طوفِ کعبہ، سنگِ اسود ص ۱۶، جوشِ ایمانی، رسولِ جلیل ص ۱۷، سوئے شہرِ شہریار، انوارِ گنبدِ خضریٰ، جوارِ رحمت، ریاضِ جنت ص ۱۸، بابِ عنایات ص ۱۹، کیفِ حضورؐ ص ۱۹، تجسیمِ فغانِ آدم، روضۂ خیرِ بشر ص ۲۴، کوئے یار ص ۲۷، محفلِ یار، غمگسارانِ جانثار، فکرِ فردا ص ۲۸، سرِ خواب، قریۂ نظر، گلِ نظارہ، صحنِ جاں، زرِ عطا، کاسۂ ہنر، شامِ طرب، دعائے نیم شبی، آسودہ رحمتِ عالم، دیارِ نور ص ۳۰، احساسِ گنہ ص ۳۶، بہارِ ابدی، ابرِ گہربار، سرِ میزاں ص ۳۸، شہرِ پُر انوار، دشتِ روح، گرفتِ تیرہ شبی، دستِ کرم کشادہ ص ۳۹، تاجِ غلامی، شانِ اظہار، غمِ زندگی، داغِ ہجراں، نویدِ شفاعت ص ۵۱، بارگاہِ پاک، عرضِ مدعا، کوچۂ سُلطانِ عالم، گلِ جلوہ، سجدۂ شکر،

نظارہء غارِ حرا، کسب ضیا ص ۵۲، التفاتِ سیدِ سادات، وسعتِ دامن ص ۵۳، طائرانِ حرم، پیغامِ راحت ص ۵۷، منسوبِ شاہِ اُمم، شامِ غربت ص ۵۸، عروجِ طالعِ بیدار، درگہِ سرکار ص ۶۹، نہایتِ گنبدِ خضرا، قسمتِ گنبدِ خضرا، صورتِ گنبدِ خضرا، سلامِ عجز، حسرتِ گنبدِ خضرا، حرتِ گنبدِ خضرا، رفعتِ گنبدِ خضرا ص ۷۵، بارانِ رحمتِ، طراوتِ گنبدِ خضرا، نشاناتِ سریر، ص ۷۶،

طاقِ حرم

آشوبِ ملت،، آشوبِ ذات، آشوبِ عالم ص ۲۳، اوجِ سما، زیرِ قدم، خلدِ نظر ص ۳۳ شربتِ دیدار، جادہء عشقِ نبی ص ۳۹ غمِ جاناں، غمِ دوراں، غمِ عقبیٰ، رہِ طیبہ، نقشِ پا، دلِ ویراں ص ۶۳، سلامِ شوق ص ۶۷، رسِر رہگزار ص ۶۸، سیاحتِ سما ص ۷۰

4_ راجا رشید محمود کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

جو گنبدِ سرکار جہاں فرقِ زمیں ہے　　　انگشتریِ قلب پہ جُوں نقش نگیں ہے (۳۰۰)

استعارہ

گھنیری ظلمتوں کا محو ہو جانا مقدر تھا　　　عرب کا چاند چمکا، ساری دنیا ہو گئی روشن (۳۰۱)

علم بدیع

صنائع لفظی

صنعتِ تجنیس تام

نہ کیوں اوجِ ثریا کو میں اپنے پاؤں میں پاؤں　　　ضیا افگن جو ہو مدّاحِ آقا میں فکر و فن (۳۰۲)

جہاں میں، جہاں بھی سکوں دیکھتے ہو　　　نگاہِ شہِ دیں کا یہ معجزہ ہے (۳۰۳)

ان اشعار میں پاؤں اور جہاں کے الفاظ تجنیس تام ہیں کہ یہ اپنے اپنے مقام پر الگ الگ معانی دے رہے ہیں۔

تجنیسِ مذیل

بے سکونی ہی نظر آتی ہے دُنیا بھر میں — شہرِ آقا میں ہی مری جان سکوں پاتی ہے (۳۰۴)
اگر چاہوں، یہاں پر دور دورہ ہو سکینت کا — تو اقلیمِ دل و جاں کا نبی کو حکمراں کر لوں (۳۰۵)

بے سکونی، سکوں، دور، دورہ

تجنیسِ سر حرفی

موقع حضوری کا اسے ملتا ہے اس لئے — حُب حبیبِ حق سے مری آنکھ مست ہے (۳۰۶)
سبب ہے حکمِ حبیب خداؐ سے سر تابی — ہمارے حال میں جو ہے زوالِ حُسنِ عمل (۳۰۷)

ان اشعار میں ح اور س سے دو حرف آغاز ہوئے ہیں جو تجنیس سر حرفی ہے

تجنیسِ صوتی

ایمان اُسی بندے کا کامل ہے کہ جس کا — دل آقا و مولا کی محبت کا امیں ہے (۳۰۸)
ساعتیں مدحِ نبی کی مری قسمت میں تھیں — میری تقدیر نے جب نام نکالا میرا (۳۰۹)
اے خوشا خواب، جس میں بہ فضلِ خدا — مل گیا، روضہء مصطفیٰ مل گیا (۳۱۰)

ا، م، خ کی بار بار تکرار تجنیسِ صوتی ہے

تجنیسِ مضارع

مومن جو کریں قولِ پیمبر سے تمتع — تو اُن کی عزیمت سے ہے کافر کی ہزیمت (۳۱۱)
درِ سرکار سے ٹکڑا جو لیا کرتے ہیں — عمر بھر لوگوں پہ احسان کیا کرتے ہیں (۳۱۲)
خلط ملط نہ کرے حق سے کوئی باطل کو — یہ دینِ آقا پہ چلنے کی شرط ہے پہلی (۳۱۳)

عزیمت، ہزیمت، لیا، کیا، خلط ملط تجنیسِ مضارع ہے

تجنیسِ خطی

جب سے حُبِ حضورؐ ہے اس میں — دل مرا ہو گیا ہے آئینہ (۳۱۴)
جس کی آقا سے وابستگی ہی نہ تھی — زندگی تھی بھی تو زندگی ہی نہ تھی (۳۱۵)

جب، حب، تھی اور بھی میں تجنیسِ خطی ہے

تجنیسِ زائد و ناقص

ہم راہِ پیمبر پہ نہ چلنے کو چلے
کیا ہم کو ذرا خطرہ سزا کا بھی نہیں ہے (۳۱۶)
عمل نہیں تو ہے بے فائدہ ولا طائل
زبان پر جو رہی قیل و قال حُسنِ عمل (۳۱۷)

چلنے، چلے، قیل و قال، تجنیسِ زائد و ناقص ہے۔

صنعتِ تکرارِ لفظی

اس صنعت میں راجہ رشید محمود نے پوری نعت کہی ہے۔ ملاحظہ ہو:

شہر در شہر ہے مدّاحیء حضرت اپنی
لفظ در لفظ مجسم ہے عقیدت اپنی
جیب در جیب عمل نعت میں کثرت اپنی
حرف در حرف ہے تکثیرِ سعادت اپنی
باب در بابِ صلابت ہے ارادت اپنی
خشت در خشت ہے طیبہ سے محبت اپنی (۳۱۸)

صنعت اقتباس

راجہ رشید محمود کا شمار اُن نعت گو شعراء میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں جابجا صنعتِ اقتباس کا استعمال کرتے ہوئے قرآنی آیات کے متعدد الفاظ لائے ہیں۔ جس سے اُن کی نعتیہ شاعری قرآنی تعلیمات کا مرقع نظر آتی ہے۔ کچھ مثالیں درج کی جارہی ہیں:

ہیں فَتَرضٰی اور تَرضٰھا کے پردوں میں نہاں
دو کتابِ اُلفتِ محبوبِ رب کے اقتباس
لے تاثّر تُو اگر کوثر، لَھَب اور ربّ سے
دُشمنِ سرکار پر نکلے نہ کیوں تیری بھڑاس (۳۱۹)
اُسی سے حیثیت قائم ہوئی آقا کے فرماں کی
جو تھا یَنطِقُ کا واسطہ خالق کے فرماں سے (۳۲۰)
ورائے عرش فقرہ اُدنُ منّی قدر دانی کا
سر سینا جوابِ خالق کُل لَن تَرانی کا
بیاں کچھ کچھ ہُوا ہے سُورہءِ وَالنّجم واِسرا میں
نبی کی میہمانی کا، خدا کی میزبانی کا
درِ سرکار پر جو اُسطوَانہ حَرَس دیکھا ہے
تصور میں مزا پایا علیؓ کی پاسبانی کا (۳۲۱)

صنعتِ تلمیع

اغثنی یا رسول اللہ ﷺ کا جب درس ازبر ہے
مصائب پر میں آخر کس لئے آہ و فغاں کرلوں
بہ تائید خدا توصیفِ آقا تو میں کرتا ہوں
بہ حکم مصطفی مداحیِ ربِ جہاں کرلوں (۳۲۲)

صنعتِ معکوس

دُور اُس سے ہر درد ہے، اس پر پتا کب پڑتی ہے کوئی ۔۔۔ ہر کلفت، ہر رنج والم سے مادح وناعت جو ہے، بری ہے (۳۲۳)
محمود عرش نے لئے سرکار کے قدم ۔۔۔ موسی کے واسطے اہم دید طور کی (۳۲۴)

صنعت سیاقۃ الاعداد

دو ہفتوں کی راتیں ہیں مدینے میں بہت کم ۔۔۔ اے کاش وہاں ہو مرا ہر رات ٹھکانہ (۳۲۵)
قرآں میں چار بار جو آیا ہے دوستو ۔۔۔ بس اک وہی تو نام ہے نام خدا کے بعد (۳۲۶)

صنعتِ ذو قافتین

اس صنعت میں راجہ رشید محمود کی دو نعتیہ مثالیں ملتی ہیں:

شکلِ مدحت میں مُسلّم ہے سعادت اپنی ۔۔۔ اپنے سرکار سے محکم ہے محبت اپنی
نقطہ در نقطہ منظم ہے وکالت اپنی ۔۔۔ لفظ در لفظ مجسم ہے عقیدت اپنی
اپنے سرکار بہیں جاہ کی باتیں سُن کر ۔۔۔ ہونا آنکھوں کا بھی پُرنم ہے روایت اپنی (۳۲۷)
ہر حرفِ غزل مجھ کو تو جنجال لگا ہے ۔۔۔ نعتوں کا مرے واسطے پنڈال سجا ہے
فردوس کو جائے گا وہ میزان سے سیدھا ۔۔۔ جو صل علیٰ پڑھنے میں فعال رہا ہے
جو پیروکار سرکار ہے سچا، اُسے میں نے ۔۔۔ تسلیم کیا غوث ، یا ابدال کہا ہے (۳۲۸)

صنعتِ اشتقاق

حق کی حقیقتیں ہوئیں طیبہ سے بے نقاب ۔۔۔ اور حق نُما کا نام ہے، نامِ خدا کے بعد (۳۲۹)
حمد و حامد اور محمود و محمدؐ کے طفیل ۔۔۔ پا سکا محمود معنی ممکنہ الحمد کا (۳۳۰)

صنائع معنوی

صنعتِ تلمیح

روح الامیں حضورؐ کے پیچھے پڑا رہا ۔۔۔ پیچھا نہ چھوڑا عمر بھر اُس نے حرا کے بعد (۳۳۱)
ہم پہ تبدیلِ قبلہ سے ہوا ہے واضح ۔۔۔ پورا مالک نے کیا، جو بھی نبی نے چاہا (۳۳۲)

کعب و حسان نے محمود سجھایا مجھ کو　　دانش افروز ہے ہر لفظِ مدیحِ آقاؐ (۳۳۳)

صنعتِ جمع

جب لطفِ حبیبِ خالق کا رُخ تیری طرف ہو جائے گا　　سب دردو مصائب، رنج والم، لمحوں میں نہ کیوں ہوں گے عنقا (۳۳۴)

مہر و ماہ و نجم پر، ارض و سما پر، عرش پر　　ہے رسولِ محترم کی حکمرانی کا عروج (۳۳۵)

صنعتِ ایہام

اک دُشمنِ نبی کی بتا دیں برائیاں　　کھا کر قسم خدا نے قلم کی، سطور کی (۳۳۶)

یہاں قلم سے مراد عام لکھنے والا قلم نہیں بلکہ قرآن کریم کی سورت والقلم ہے۔

خدا پنہاں ہے دُنیا سے، مگر سرور پہ پیدا ہے　　رسولِ اعظم و آخر نے ہی خالق کو دیکھا ہے (۳۳۷)

یہاں پیدا کا مفہوم پیدا ہونا نہیں بلکہ ظاہر ہونا ہے۔

دیگر اُسلوبی خصائص

غیر مردف نعتیں

راجا رشید محمود کے ہاں غیر مردف نعتوں کی بھی کافی تعداد ملتی ہے۔ جن کے صرف مطلع درج ذیل ہیں:

جب جانتے ہیں میرے نبی میرے دل کا حال　　آئے تو آئے کس لئے لب پر کوئی سوال
آنکھوں سے جو گرے گا وہاں آبِ انفعال　　اُس سے کرے گا ابرِ مدینہ تمہیں نہال (۳۳۸)

خاکِ مدینہ جب ہے تمناؤں کا مآل　　خاکِ مدینہ کی ہے ثنا میں زبان لال
خاکِ مدینہ سے تو تعلق نبی کا ہے　　خاکِ مدینہ کو کبھی کہنا نہ تم سفال (۳۳۹)

جب پی رہے ہیں شاعر حبِ رسول کی مے　　دُھن ہے، لبوں سے نکلے نعتِ حضورؐ کی لے
تخلیق جب ہوئی ہے صدقے میں ان کے ہر شے　　محبوبِ کبریا سے کب کچھ چھپا ہوا ہے (۳۴۰)

دیکھا چشمِ فلک نے کبھی یا کہیں　　اُن سا صادق کوئی؟ کوئی اُن سا امیں
مصطفیٰؐ کے سوا غم گسار و معیں　　بے کسوں کا یہاں اور کوئی نہیں (۳۴۱)

سامنے اور کسی کے تو نہ مالک آیا　　اپنے ہی نور سے، پر کیسے، وہ پردہ کرتا
وہ قریں خالقِ قدوس کے ہو جائے گا　　جوڑے طاعت سے پیمبر کی جو بندہ رشتہ (۳۴۲)

انگریزی الفاظ کا استعمال

راجا رشید محمود نے اپنی نعتیہ شاعری میں انگریزی الفاظ کا استعمال بھی خوب صورت انداز میں کیا ہے:

شہر آقا کے جو فُٹ پاتھ پہ سونا پایا — ہو گئی زائرِ خوش بخت کی گویا چاندی (۳۴۳)

مدینے کا ویزا، خبر ہے حقیقی — مسرت کی اور خُرمی کی، خوشی کی (۳۴۴)

ہر جانب سے گھوم کے اُس میں یادِ مدینہ آجائے گی — اتنی کُشادہ، لمبی چوڑی، میری ولا کی بارہ دری ہے (۳۴۵)

ڈیلی گیشن آف پاور ہی کی صورت میں رشید — حکمرانی رب نے بخشی اُن کو ہفت اقلیم کی (۳۴۶)

موجودہ دور میں ہونے والے واقعات کے حوالے

موجود دور میں جن شاتمان رسول نے توہین رسالت کی اُن کو امتِ مسلمہ کے جن افراد نے اُنھیں کیفرِ کردار تک پہچایا اُن کا منظوم تذکرہ بھی راجا رشید نے کیا ہے:

ٹینٹوا دشمنِ سرور کا دبانے کے لئے — چشمِ افلاک نے ممتاز کو بھرا دیکھا (۳۴۷)

قسم عامر کی، علم الدین کی، قیوم و قاضی کی — بڑا رتبہ ہے ناموسِ پیمبر کے فدائی کا (۳۴۸)

فارسی کی آمیزش

راجا رشید بعض مقامات پر خالص فارسی الفاظ استعمال کئے ہیں:

طیبہ پہنچنے کے لئے یہ ازدیادِ شوق — کام آئے گا، اگرچہ مسافت ہے دُور کی (۳۴۹)

میں غلطیدہ گناہوں میں تھا، طیبہ میں جو نہی پہنچا — مری جاں کو ندامت نے بھگویا، ہو گئی روشن (۳۵۰)

جو نہ ہو خُلقِ رسول اللہ کی تقلید میں — پادشاہی وہ کہاں کی، کیسی دارائی ہوئی (۳۵۱)

ساری اقوام و ملل دیکھیں گی حیرت سے کہ ہیں — روزِ محشر ناصرِ عصیاں شعاراں سیدی (۳۵۲)

ہیں مُرسلوں تک میں بھی فقط شاہِ رسالت — دانندہ و بینندہ ء اسرارِ حقیقت (۳۵۳)

روانی و سلاست

راجا رشید کے نعتیہ کلام کی ایک خوبی اس کی روانی و سلاست بھی ہے۔

ایک نعت بہ طور مثال:

محشر کا مجھے کچھ خوف نہیں، کیوں سوچوں اُس دم کیا ہو گا — ہونٹوں پہ درودِ پاک ہوا، تو خالق برہم کیا ہو گا

ہر دم جو نہ روح و جاں میں رکھے محبوب خدا کی اُلفت کو — اکرام حضورؐ اکرم کا اس شخص پہ پیہم کیا ہو گا

سرکار کی مدحت سے ہے مسرت روح کی، آنکھوں کی ٹھنڈک　　چمکے گا تبسم نعتوں کا تو دیدہ پُرنم کیا ہو گا (۳۵۴)

مشکل ردیفیں

راجارشید نے نعتیہ شاعری میں بہت مشکل اور ادق ردیفیں استعمال کی ہیں۔

دومثالیں ذیل ہیں:

ربِ عالم کے نوُر کا غامض　　ہے نبی کے ظہور کا غامض
شرحِ قرآنِ کبریا کرنا　　ہر حدیثِ حضورؐ کا غامض
مرتبہ مصطفیٰؐ کا کُھل جائے　　یہ ہے روزِ نشُور کا غامض (۳۵۵)

معززمہذب سوابق لواحق　　ہیں نعتوں ہی کے سب سوابق لواحق
پیمبر کی سیرت بیاں کر رہا ہوں　　ملے سب مؤدب سوابق لواحق
بیانِ احادیثِ آقا کی خاطر　　کرو تو مرتب سوابق لواحق (۳۵۶)

5۔رفیع الدین ذکی قریشی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

روضہ یاد آئے گا تو ستارے سے کچھ　　میری پلکوں پہ بھی جگمگا جائیں گے (۳۵۷)
مہِ کامل کی صورت جگمگا اُٹھتی ہے پیشانی　　جب اس کا سلسلہ آقا کے سنگِ در سے ملتا ہے (۳۵۸)

ان اشعار میں آنسوؤں کو ستاروں اور پیشانی کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے

استعارہ

ذکی! اُس وقت مجھ پر رحمت حق جھوم کر برسی　　مجھے جب رحمتِ کامل کا روضہ یاد آیا ہے (۳۵۹)
ماہِ طیبہ کی جہاں میں جلوہ فرمائی ہوئی　　ورنہ تھیں تاریکیاں چاروں طرف چھائی ہوئی (۳۶۰)

رحمتِ کامل اور ماہِ طیبہ نبی کریم کو کہا گیا

علمِ بدیع

صنائع لفظی

صنعت تجنیسِ تام

خدانے جابجا قرآن میں توصیف کی جن کی — کوئی انساں کرے گا حق ادا کیااُن کی مدحت کا (۳۶۱)

تجنیسِ زائد وناقص

آپ کے در سے بچھڑ کر ہُوں میں تنہا یا نبیؐ — آگ بن کر ڈس رہی ہے مجھ کو تنہائی مری (۳۶۲)

نگاہیں پھر ترستی ہیں نظر افروز منظر کو — کہ جا کر پھر سے دیکھیں روضہ ویں ارطیبہ کے (۳۶۳)

تنہا، تنہائی، نظر، منظر، میں تجنیسِ زائد وناقص ہے

تجنیسِ سر حرفی

بے خوابی وبے تابی، بے چینی وبے کیفی — کچھ اور بھی ہیں ایسے سوغات جدائی کے (۳۶۴)

ہوں جو آپ میرے مامن مدنی مدینے والے — میں بنوں سدا سہاگن مدنی مدینے والے (۳۶۵)

پہلے شعر میں ب اور دوسرے شعر میں م سے شروع ہونے والے الفاظ تجنیس سر حرفی ہیں۔

تجنیس مضارع

اُس نُورِ ازل سے یہ زمیں ہی نہیں ضوگیر — پُر نُور اُسی سے ہے خلا اور ملا بھی (۳۶۶)

تجنیسِ خطی

کل بھی تھی دل میں حسرتِ دیدار — اُن کا دیدار آج بھی چاہوں (۳۶۷)

میری جانب آرہے یا نبیؐ! غم اس طرح — جس طرح تیر وتبر آئیں نشانے کی طرف (۳۶۸)

بھی، تھی، تیر، تبر میں تجنیسِ خطی ہے

تجنیسِ مذیل

اپنی اُمت کے ساتھ اور بھی اُمتیں — وہ شفیعِ اُمم بخشوا جائیں گے (۳۶۹)

جو اس سے پہلے ہی تھی نعت گوئی — قدم میں نے جس دم جوانی میں رکھا(۳۷۰)

جو بٹ رہا ہے زمانے میں ہر طرف دن رات وہ فیض ہو کہ ہو فیضاں مرے حضورؐ کا ہے (۳۷۱)

تجنیسِ محرف

اُمتی کچھ آپ کے خلدِ بریں میں جائیں گے حضرت جبریل کے پُر نُور پَر کے راستے (۳۷۲)
قتل مشرک کو کیا اور عمر یوں بولے سچ تو یہ ہے کہ ہر اک حکمِ حکم ہے روشن (۳۷۳)

صنعتِ اشتقاق

جدا اُن کے مقدر ہیں جدا اُن کی ہیں تقدیریں وہ جو رہتے ہیں طیبہ میں ہیں جن کے گھر مدینے میں (۳۷۴)
رنج و آلام و مصائب جو نہ ٹالے سے ٹلے آئے جب شہر نبی میں تو یہ اب ٹلنے لگے (۳۷۵)
میں لکھتا تھا میں لکھتا ہوں میں لکھوں گا سدا نعتیں یہی تو اپنی بخشش کے لئے اک رہ نکالی ہے (۳۷۶)

مقدر، تقدیر، ٹلے، ٹالے، ٹلنے، لکھتا، لکھوں یہ سب ایک ہی مادہء اشتقاق سے نکلے ہیں۔

صنعتِ اقتباس

شمس الضحیٰ کے ذکر سے کر دل میں روشنی ظلمت کدوں میں نُور منارا ہے اُن کا نام (۳۷۷)
آپ ہیں شمس الضحیٰ، بدرالدجیٰ، کہف الوریٰ آپ ہیں یسین و طہٰ آپ رحمت انتساب (۳۷۸)
وما ینطق کی جو تفسیر دیکھی تو قرآں کو سمجھا کلام آپؐ کا (۳۷۹)

صنعت تکرار

آپ کی مدح و ثنا حسن عبادت ہی تو ہے میں اسی حسنِ عبادت سے نوازا جاؤں
مدحِ سرکار ہے اک دولتِ بیدار مجھے موت تک میں اسی دولت سے نوازا جاؤں
اُمتی آپ کا ہوں آپ کی قربت میں رہوں خُلد میں آپ کی قربت سے نوازا جاؤں (۳۸۰)
اس سال بھی قسمت میں ہو روضے کی زیارت اس سال بھی جی بھر کے پیوں جامِ بقا میں (۳۸۱)
سیدِ سادات کو تو دشمنوں نے بھی کہا خوش خصال و خوش مقال و خوش لقا و خوش ادا (۳۸۲)

صنعت ذوللسانین

یک لُطفِ نظر رحمتِ سُلطانِ مدینہؐ بر زخمِ جگر رحمتِ سُلطانِ مدینہ
رہتے ہی نہیں سر پہ غم و درد کے سائے سر پر ہو اگر رحمتِ سُلطانِ مدینہ (۳۸۳)

ترکم گناہ کردن مدنی مدینے والے
یک چشمِ لُطف بر من مدنی مدینے والے

بہ نگاہِ لطف و رحمت سوئے من نگر خدارا
کہ گرفتہ ام بہ گردن مدنی مدینے والے (۳۸۴)

صنعتِ تلمیع

ما رمیت اذ رمیت سے یہی ثابت ہوا
مصطفٰی کا ہاتھ گویا حق تعالٰی کا ہے ہات (۳۸۵)

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

اشارہ پا کے دو ٹکڑے ہوا چاند
یہ انگشت نبی کی اک ادا ہے (۳۸۶)

دو عمر میں سے خدا سے اک عمر مانگا گیا
جو عمر آیا وہی فاروقِ اکبر ہو گیا (۳۸۷)

صنائع معنوی

تلمیح

جو کُوڑا گرائے جو برسائیں پتھر
نبی نے تو اُن کے لئے بھی دعا کی (۳۸۸)

بنے تھے سارے نبی جس کے مقتدی اک رات
یہ رُتبہ مسجدِ اقصیٰ کے اُس امام کا ہے (۳۸۹)

صنعتِ جمع

درِ اقدس، ریاض الجنہ، صفہ، مسجد و منبر
سبھی کچھ سامنے آیا جو طیبہ یاد آیا ہے (۳۹۰)

حکم کے تابع ہیں پتھر، چاند، سُورج اور شجر
سرورِ کونین کا بس اک اشارا چاہئے (۳۹۱)

صنعتِ حُسنِ تعلیل

زمیں پر سر بہ خم یوں آسماں ہے
کہ اس پر مصطفٰے ﷺ کا آستاں ہے (۳۹۲)

صنعتِ تضاد

معرکہ آرائی جب بھی حق و باطل میں ہوئی
باغِ جنت میں شہید اور آگ میں قاتل گیا (۳۹۳)

راہ جنت بھی ہم کو دکھاتے رہے
نارِ دوزخ سے بھی وہ بچاتے رہے (۳۹۴)

صنعتِ مراعاۃ النظیر

گزارے تھے ذکی! میں نے جو بطحا اور طیبہ میں
وہی لمحے، وہی گھڑیاں، وہی دن سب سے بہتر ہیں (۳۹۵)

صنعت تنسیق الصفات

وہ ختم الانبیاء بھی، رحمۃ للعالمیں بھی ہیں　　وہ اعلیٰ ہیں، وہ اولیٰ ہیں، وہ طاہر اور اطہر ہیں (۳۹۶)

خطاکاروں، سیہ کاروں کو جو لے جائے جنت میں　　نبی میر ارحیم و مہرباں ہے کیا ہی اچھا ہے (۳۹۷)

صنعتِ لف و نشر

نجوم و کہکشاں، دندان و نقش پا سے ہیں روشن　　رُخِ سرکارؐ کا ہے عکس ماہ و مہرِ تاباں میں (۳۹۸)

یہ پڑھتے ہیں وہ پڑھتے ہیں رسولِ پاکؐ کی نعتیں　　یہی مسلک رہا اور ہے مری اولاد اور جد کا (۳۹۹)

صنعتِ حُسنِ طلب

کوئی صورت ہو یارب! ہم کو مل جائے نجات اِس سے　　مسلط آج پاکستان پر جو خشک سالی ہے (۴۰۰)

مسلط ہو جو اب میرے وطن پر　　ہو انجام آشنا آقا ! وہ الحاد (۴۰۱)

رفیع الدین ذکی قریشی کی نعتیہ شاعری کے دیگر اُسلوبی خصائص

عربی و فارسی ردیفیں

عربی ردیفیں

یہاں رفیع الدین ذکی کی عربی ردیفوں کی حامل نعتوں کے صرف دو دو شعر پیش کئے جارہے ہیں:

مجھے کعبہ ہے جان و دل سے پیارا یارسول اللہ　　مدینہ ہے مری آنکھوں کا تارا یارسول اللہ

مری قسمت کا پھر چمکے ستارا یارسول اللہ　　مجھے روضہ دکھا دیجئے دوبارا یارسول اللہ (۴۰۲)

فرشتوں کے بھی خم ہیں سر اللہ اللہ　　مدینے کی ہر رہگزر اللہ اللہ

نہ کیوں اس پہ نازاں ہوں سب اہلِ ایماں　　جو اُن سا ملا راہبر اللہ اللہ (۴۰۳)

حبیبِ رب کی ہے مجھ پر نظر الحمد للہ　　جو سب کو آرہا ہوں میں نظر الحمد للہ

نبی کی بوئے زلفِ جاں فزانے ہے نوازا　　ہُوا اُن کی گلی سے جب گزر الحمد للہ (۴۰۴)

خوابوں میں دیکھ لُوں میں اثر سید البشرؐ　　یعنی میں دیکھوں خُلدِ نظر سید البشرؐ

ایمان ایک ایک مسلماں کا اس پہ ہے　　طیبہ ہے اُس کا خُلدِ نظر سید البشرؐ (۴۰۵)

فارسی ترکیب کا حامل قافیہ وردیف

اے خدا! مجھ کو دکھا دے پھر دیارِ مصطفیٰ ؐ
تا کہ جیتے جی میں دیکھوں خلدِ بازارِ مصطفیٰ ؐ
یہ حسین ابنِ علی کو ہے فقط عظمت ملی
جو نظر آئے بشکلِ شہسوارِ مصطفیٰ
جس نے رکھا اپنی ٹوپی میں تھا اک موئے حضورؐ
تھا وہی بے شک غلامِ جاں نثارِ مصطفیٰ (۴۰۶)

سچے جو ہیں مسلم وہ ہیں بیمارِ مدینہ
سچ پوچھو تو وہ سب ہیں گرفتارِ مدینہ
وہ شخص جو کر آیا ہے دیدارِ مدینہ
اس شخص کو حاصل ہوئے انوارِ مدینہ
جس ذات نے بخشے ہمیں اطوارِ جمیلہ
کہتے ہیں اُسے سیدِ ابرارِ مدینہ (۴۰۷)

باعثِ کُن ہی کے باعث ہے بقائے عالم
اُن کے ہی نور سے روشن ہے فضائے عالم
ہو گیا ہم پہ یہ لولاک لما سے ثابت
رب نے محبوب کی خاطر ہیں بنائے عالم
کر دیئے اُس نے ہیں سرکار کے وہ زیرِ نگیں
کر کے تخلیق جو خالق نے سجائے عالم (۴۰۸)

6۔ ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

ریاض حسین چودھری کی اُردو نعت میں تشبیہاتی انداز کئی مقامات پر نظر آتا ہے۔ ایسا لگتا ہے اُنہیں اس اندازِ بیاں سے خاص شغف ہے جس بنا پر وہ اپنے مدعا کو تشبیہاتی و تمثیلاتی اُسلوب میں بیان کرتے ہیں۔ اُنہوں نے پوری پوری نعتیں اسی انداز میں کہی ہیں۔ یہاں اُن کی جو شعری مثال دی جا رہی ہے۔ وہ ہشتِ نعتیہ ہے یعنی اُنہوں نے آٹھ نعتوں میں ایک ساتھ اسی طرز میں اپنا مافی الضمیر بیان کیا ہے۔ صرف ایک نعت بہ طور مثال چند اشعار کے ساتھ ذیل ہے:

برستی رہتی ہیں ساون کے بادلوں کی طرح
حضورؐ، میری بھی آنکھیں مرے بڑوں کی طرح
لکھا تھا اسم محمدؐ نہ جب تلک میں نے
مری حیات تھی ردی کے کاغذوں کی طرح

سجا کے لب پہ درود و سلام کی رِم جھم چراغ، رقص کریں میرے آنسوؤں کی طرح
میں صبح وشام تلاوت نہ کیوں کروں اس کی مرے حضورؐ کا چہرہ ہے آیتوں کی طرح (۴۰۹)

استعارہ

ہمیں بپھری ہوئی موجیں ڈرائیں غیر ممکن ہے وہ آئے ہیں ہماری کشتیوں کے ناخدا بن کر (۴۱۰)
یہ جانتی ہے سورج اُگتا ہے کس گلی میں مطلوب روشنی کو وہ نقشِ پا رہے گا (۴۱۱)
ماہِ عرب کی مشعلِ مدحت نصیب ہو حسانؓ بامراد کی سنگت نصیب ہو (۴۱۲)

ناخدا، سورج، ماہِ عرب یہ سب استعارہ ہیں اور ان سے مراد حضورؐ کی ذات مبارک ہے

علم بدیع

صنائع لفظی

صنعتِ تجنیسِ تام

اسی در پر، ادب سے بال و پر اپنے رکھے جائیں اسی در پر، ابد تک، ہمسفر! مرا پڑا جائے
عمل کے دائرے میں روشنی اب تک نہیں اُتری سرِ محفل ہمارا سر ندامت سے جھکا جائے (۴۱۳)

ایک پر حرفِ جار اور دوسرا پر حضرت جبریلِ امیں کا پر مراد ہے۔ اسی طرح دوسرے شعر میں لفظ سر تجنیسِ تام ہے جو اپنے اپنے مقام پر الگ الگ معانی دیتا ہے۔

تجنیس زائد وناقص

اُمتی اُمی نبی کا ہوں رہے اتنا خیال میرے جرم آگہی کا فیصلہ کرتے ہوئے (۴۱۴)
ہر ایک چیز ہی نعلین کا تصدق ہے خدا کی ساری خدائی ہے ثروتِ آقا (۴۱۵)

صنعتِ اشتقاق

پھر حضوری کے مراحل سے گزر جاؤں گا میں اُن کے در پر حاضری کی التجا کرتے ہوئے (۴۱۶)
آؤ آؤ، مانگنے والو، چلو طیبہ چلیں بٹ رہی ہے روشنی، آقا کے قدموں کی طرف (۴۱۷)

صنعت تکرار

صنعت تکرار کو ریاض حسین چودھری نے انتہائی زیادہ استعمال کیا ہے۔ اُن کے کلام میں جابجا اس کی مختلف مثالیں ملتی ہیں:

پہلا استعمال جب ہر شعر کے دونوں مصرعے ایک ہی طرح کے لفظوں سے شروع ہوں:

وہی رسولؐ جو ہر عہد کی جلالت ہے — وہی رسولؐ جو ہے کائنات کا محور
وہی رسولؐ جو صدق و صفا کا پیمانہ — وہی رسولؐ جو معیارِ آدمیت ہے
وہی رسولؐ چراغِ حرا جسے کہیے — وہی رسولؐ دلوں کا جو حکمراں ٹھہرا
وہی رسولؐ محبت کا استعارہ ہے — وہی رسولؐ علامت ہے ہر اُجالے کی (۴۱۸)

دوسرا استعمال جب ہر شعر کا پہلا مصرع ایک ہی طرح کے لفظوں سے شروع ہو

زہے نصیب اگر نکہتِ اذاں میں ہوں — حدودِ خطہء رحمت کی کہکشاں میں ہوں
زہے نصیب کہ طیبہ کے کارواں میں ہوں — کتابِ عشق مدینہ کی داستاں میں ہوں
زہے نصیب میں بانٹوں خلوص کی شبنم — اُنہی کے لطف و کرم کے میں سائباں میں ہوں (۴۱۹)

جب ایک ہی طرح کے لفظوں کی پورے مصرعے میں تکرار کی جائے

وہ آئے ہیں، وہ آئے ہیں، وہ آئے ہیں، وہ آئے ہیں — حبیبِ کبریا بن کر، رزولِ مجتبیٰ بن کر (۴۲۰)

جب ایک ہی لفظ کو پورے مصرعے میں بار بار دہرایا جائے

محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ — وہی ہم غلاموں کے آقائے رحمت، وہی ہم غریبوں کے ماویٰ و ملجا (۴۲۱)

روشنی ہی روشنی ہے موجزن چاروں طرف — خوشبوئیں ہی خوشبوئیں ہیں آپ کی گفتار میں (۴۲۲)

جب کسی شعر کے دونوں مصرعوں میں مختلف الفاظ کی تکرار ہو۔

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

گلاب اسمِ گرامی کھلے ہیں چاروں طرف — فضائے عشقِ محمدؐ میں گم ہے میرا وجود (۴۲۳)
ہر ایک خواب ہے روشن غبارِ طیبہ میں — ہر ایک خواب کی تعبیر روشنی کی ہے (۴۲۴)

صنعتِ تضمین

ریاض حسین چودھری نے اپنے نعتیہ کلام میں تضمین پر بھی کلام کہا ہے۔ فارسی اور پنجابی زبان و ادب کے شاعر قدسی اور سلطان باہو کے مصرعوں کو بر تضمین استعمال کیا۔ جن کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

تضمین بر کلامِ قدسی

ہجر کے دیس کی ویران ہے ہر راہ گزر — کس طرح ہوتی ہے دیوانے کی اب رات بسر
کس طرح جلتا ہے سوکھے ہوئے خوابوں کا شجر — ایک سناٹا سا ہے میری صداؤں کا کھنڈر
میرے گھر کے بھی دریچوں میں کھلے بادِ سحر — چشم رحمت بکشائے سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی (۴۲۵)

ہر قدم پر ہے یہاں مرکزِ الطاف و کرم — ڈھانپ لیتے ہیں خطاکاروں کو انوارِ حرم
اطلسِ نور میں ہیں لپٹے ہوئے لوح و قلم — جرأتِ جنبشِ لب بھی نہیں کیا کیجیے رقم
چشمِ بے تاب تو ہے روزِ ازل سے پُرنم — منِ بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجبی — کیا دکھاؤں کسی قابل ہی نہیں ہے چہرہ
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را — بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی (۴۲۶)

تضمین بر کلامِ سلطان باہو

طیبہ کی جانب نظریں ہیں شام و سحر ہر جائی ہُو — کب پیغام صبا لائے اور کب باجے شہنائی ہُو
ذکر کسی نے چھیڑ دیا ہے چاند نگر کی گلیوں کا — آنکھ کسی کی ہجرِ نبی میں اشکوں سے بھر آئی ہُو
روضہءاقدس کی جالی کی ٹھنڈک ہے ہر سینے میں — رات شبیہہِ گنبد خضرا من اندر لہرائی ہُو
کیوں نہ ریاض اسدے ہتھ چُماں، قدمیں سیس نواواں — الف اللہ چنبے دی بُوٹی مرشد من وچ لائی ہُو (۴۲۷)

صنائع معنوی

تلمیح

کبھی حسان کے مرقد پہ بھی بادِ صبا لے چل — ملے اُسلوبِ مدحت قدسی و سعدی و جامی کا (۴۲۸)
حصارِ طائفِ عصرِ جدیدہ کے مسلمانو! — سبق اُن کے عمل سے استقامت کا لیا جائے (۴۲۹)
یزیدی قوتیں جب تک مسلط ہیں رگِ جاں پر — حسین ابن علی زندہ رہیں گے کربلاؤں میں (۴۳۰)

صنعتِ تضاد

دن تو گزرا ہے تصور میں درِ سرکار پر — رات کٹ جائے گی ذکرِ مصطفی کرتے ہوئے (۴۳۱)
وہ ازل کے بھی پیمبر، وہ ابد کے بھی رسول — ہے رقم بابِ ثنا کے حاشیوں میں آج بھی (۴۳۲)
فقیہہِ شہر کے نزدیک جو معتوب ہے شاعر — جہاں میں نعت گوئی کی بدولت معتبر ٹھہرا (۴۳۳)

دن، رات، زل، ابد، معتوب، معتبر ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

صنعتِ حُسنِ تعلیل

یہ مانگتا ہے امن کی خیرات آپ سے — صدیوں کا اضطراب ہے روئے ہلال میں (۴۳۴)
آقا کا نام لے کے دھڑکتا ہے اس لئے — خاکِ درِ حضورؐ سے دل ہے بنا ہوا (۴۳۵)

چاند کے طلوع و غروب کی ادبی توجیہہ ریاض حسین نے یہ پیش کی کہ یہ سرکار سے امن کی خیرات طلب کرتا ہے اور دوسرے شعر میں نامِ رسول پر دل کا دھڑکنا اس لئے ہی کہ وہ حضورؐ کے در کی مٹی سے بنا ہوا ہے۔

صنعتِ مراعاۃ النظیر

بچھے آنگن میں اُترے کہکشاں امشب دبے پاؤں — جلے قندیل طاقِ التجا میں، یارسول اللہؐ
ملے شاداب موسم آرزو کے مرغزاروں میں — وہی موسم جو مہکا تھا حرا میں، یارسول اللہؐ (۴۳۶)
ہجومِ لالہ و گل ہے مرے آنگن کے پیڑوں پر — بنی ہے پیرہن، خوشبو، تر و تازہ گلابوں کا (۴۳۷)

صنعتِ سہلِ ممتنع

ایسا کلام یا شعر جسے دیکھ کر کہنا سہل محسوس ہو مگر جب کہا جائے تو مشکل ہو:

اشکوں کے موجزن تھے سمندر تمام شب — لب پر رہی ہے نعتِ پیمبر تمام شب
کیا خوب، میرے ساتھ شریکِ ثنا رہے — بزمِ درود میں مہ و اختر تمام شب
میری جبینِ شوق میں بھی جاگتے رہے — دہلیز مصطفی کے یہ منظر تمام شب
آقا حضورؐ! چشمِ کرم کی طلب لئے — خلقت رہی ہے آپ کے در پر تمام شب
رکھے ہتھیلیوں پہ نئے دن کی روشنی — بانٹے چراغِ شہرِ منور تمام شب (۴۳۸)

صنعتِ لف و نشر

ثنا کی چاندنی ہے، رتجگا ہے، شامِ مدحت ہے
یہ کیسی کہکشاں اُتری ہوئی ہے ہر نگینے میں
کتابِ زندگی کے ہر ورق پر ہیں دیئے روشن
اُنہی کا نُور ہے لوح و قلم کے آبگینے میں (۴۳۹)

صنعتِ جمع

بیاضِ نعت سامانِ سفر میں باندھ کر رکھو
ستارے، چاند، جگنو، کہکشاں سب ہمسفر ہوں گے (۴۴۰)
شفق، گلاب، شجر، روشنی، صبا، شبنم
بڑے خلوص سے مجھ کو ملیں گے محشر تک (۴۴۱)

صنعتِ تعلی

کتنا دل کش ہے پذیرائی کا اُسلوب، ریاض
جو کیا خلق، اُنہیں اُس کی قیادت بخشی (۴۴۲)
انتہائی عجز سے تحریر کرتا ہوں، ریاض
نعت گوئی کے نئے اُسلوب کا بانی ہوں میں (۴۴۳)

صنعتِ حُسن طلب

اُگے فصلِ قلم کشتِ ثنا میں، یارسول اللہؐ
گدازِ عشق ہو حرفِ دعا میں، یارسول اللہؐ
بچھے آنگن میں اُترے کہکشاں امشب دبے پاؤں
جلے قندیل طاقِ التجا میں، یارسول اللہؐ
شرف بخشیں حضوری کا کسی دن جاں نثاروں کو
ہمارے اشک ہیں دستِ صبا میں، یارسول اللہؐ (۴۴۴)

ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری کے دیگر اُسلوبی خصائص

خوب صورت اور منفرد قوافی ورد یفیں

ریاض حسین چودھری نے اپنے نظامِ قوافی و ردیف پر خاص توجہ دی اور محنت سے قافیے اور ردیفیں تخلیق کیں جو خوب صورت اور منفرد ہیں۔ چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

آپ کے دستِ عطا میں ہے قلمدانِ حیات
آپ سیلِ رحمتِ حق، آپ بارانِ حیات
آج بھی نوکِ زباں پر ہے ستاروں کا ہجوم
ہوں منور آج بھی تارِ گریبانِ حیات
ایک اک ساعت کتاب کتابِ زندگی کا معجزہ
ایک اک لمحہ پیمبر کا ہے عرفانِ حیات
اُن کے قدموں سے لپٹ جاتا ہے میرا ہر خیال
حشر تک اب جگمگائے کوہِ فارانِ حیات (۴۴۵)

ازل سے میرے پیمبر کا ہے دیا روشن
اسی سے چاند ستاروں کی ہے قبا روشن
مرے حضورؐ کا ہر معجزہ بھی زندہ ہے
اُفق اُفق پہ ابد تک ہے ہر ادا روشن
ملی ہے آج بھی خیرات اُن کے قدموں کی
رہیں لحد میں بھی اُن کے نقوشِ پا روشن
اُمڈ رہی ہیں حوادث کی آندھیاں آقا
غبارِ جاں میں ہے اک شہر التجا روشن (۴۴۶)

خوش بخت ہے ریاض دبستانِ رنگ و بُو
ہے وقفِ نعت میرا قلمدانِ رنگ و بُو
میری ہر ایک نعت ہے ایوانِ رنگ و بُو
میرا سُخن ہے تختِ سلیمانِ رنگ و بُو
دھوون گلاب بن کے کھلا شاخ شاخ پر
دیوار و در جمالِ گلستانِ رنگ و بُو (۴۴۷)

تلازمہ کاری

ریاض حسین چودھری کی ایک اُسلوبی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ تلازمہ کاری کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ ایک مصرعے کے ساتھ دوسرے مصرعے کو اس طرح باندھتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مصرعے کے سوا کوئی اور دوسرا مصرع آ نہیں سکتا یعنی وہ کوئی اور مصرع لگانے کی گنجائش ہی ختم کر دیتے ہیں۔ چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

کھلی آب و ہوا میں سانس لینے پر ہے پابندی
رگِ جاں ہے گرفتِ ناروا میں، یارسول اللہ
ہجومِ لالہ و گل پر گریں گی بجلیاں کب تک
چمن ہے آج بھی دامِ قضا میں، یارسول اللہ (۴۴۸)

اُن کے نقوشِ پاک کو بوسہ دیئے بغیر
رستہ کبھی بھی ڈُھونڈ نہ پائیں گی تتلیاں
پلکوں کو چُوم چُوم کے چوکھٹ حضورؐ کی
آنکھیں درِ نبی پہ بچھائیں گی تتلیاں
بہرِ طوافِ نقشِ کفِ پائے مصطفی
آئیں گی تتلیاں، کبھی جائیں گی تتلیاں (۴۴۹)

دامنِ شہرِ قلم میں رقص کرتا ہے خیال
پھر اُبھرتا ہے ورق پر نعت کا حسن و جمال (۴۵۰)
ندامت کی لگی ہے ہتھکڑی میری کلائی میں
میں اکثر سوچتا ہوں، سامنے آؤں گا میں کیسے
مرے گھر کے در و دیوار اتنے معتبر کب ہیں
مدینے کی کھجوریں اپنے گھر لاؤں گا میں کیسے (۴۵۱)

رقم ہے ہر ورق پر اُمتِ مضطر کا ہر آنسو
درِ اقدس پہ جا کر ہم کتابِ نوحہ گر رکھ دیں
میں چھوٹے دل کا چھوٹا آدمی ہوں صبر کیا ہو گا
زرِ خاک مدینہ ہاتھ پر اب نامہ بر رکھ دیں
ریاض اب کہ برس بھی روشنی کم ہے چراغوں کی
ہوا کے ہاتھ پر مدحت کے سب شمس و قمر رکھ دیں (۴۵۲)

جوشِ بیاں

ریاض حسین چودھری کے ہاں جوشِ بیان کی خوبی بھی ملتی ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اُن کا سارا کلام اس وصف سے بھرا پڑا ہے صرف ایک نعت ذیل ہے:

وقفِ ثنائے احمد مختار ہے قلم
خیر البشرؐ کے عشق میں سرشار ہے قلم
ہجرِ نبی میں اشک بہاتا ہے رات دن
طیبہ کی حاضری کا سزاوار ہے قلم
کل ہی نہیں تھی اس کے مقدر میں روشنی
اوراقِ جاں پہ آج بھی ضوبار ہے قلم
دامن میں آنسوؤں کے سجا کر گہر ہزار
خاکِ درِ نبی کا طلب گار ہے قلم (۴۵۳)

روانی و تسلسل

ریاض حسین چودھری کے تمام نعتیہ کلام کی ایک مشترک صفت روانی و تسلسل ہے۔ قاری کو کہیں کسی مقام پر لکنت کا احساس تک نہیں ہوتا وہ ایک ہی رو میں بہتا چلا جاتا ہے۔ یہاں صرف ایک نعت بہ طور نمونہ درج کی جا رہی ہے:

نوکِ قلم پہ نور کے دھارے اُتار دیں
موسم شعورِ نعت کے سارے اُتار دیں
شامِ غبارِ خوفِ مسلسل میں ہے، حضورؐ
آنگن میں عافیت کے ستارے اُتار دیں
ساحل سے دُور موجِ حوادث کا ہوں ہدف
کشتی کے آس پاس کنارے اُتار دیں
بچوں کی چشمِ شوق ہے ویران کس قدر
جگنو، دھنک، گلاب، غبارے اُتار دیں
کر کے غنی نوازشِ پیہم سے آج بھی
آقا تمام بوجھ ہمارے اُتار دیں (۴۵۴)

ترنم و موسیقیت

ریاض حسین چودھری ایک مغنی نعت گو شاعر ہیں۔ اُنہوں نے نعت گوئی میں بھی نغمگی اور موسیقیت سے کام لیا ہے۔ اُن کی بڑی بحروں والی نعتوں میں تو یہ خوبی بدرجہءِ اُتم موجود تو ہے ہی لیکن چھوٹی بحر کی حامل نعتوں میں بھی اُنہوں الفاظ کے انتخاب و استعمال اور مصرعوں کی بُنت سے ترنم و موسیقیت کا جادو جگایا:

میں چشمِ منظر بن کر پئے دیدار رہتا ہوں ۔۔۔ فصیلِ نعت پر شام و سحر بیدار رہتا ہوں
مجھے اپنے وسائل کی کمی کا دُکھ نہیں ہوتا ۔۔۔ میں نعتِ مصطفیؐ کے کیف میں سرشار رہتا ہوں
خنک بوندیں گدازِ عشق کی دیتا ہوں ہر دل کو ۔۔۔ کہ سائے کی طرح میں بھی پسِ دیوار رہتا ہوں
دفاعِ مصطفیؐ حکمِ خدا ہے اس لئے میں بھی ۔۔۔ نبی کے دُشمنوں سے بر سرِ پیکار رہتا ہوں (۴۵۵)

منظر نگاری

شاعر نے منظر نگاری کا وصف پیدا کرنے کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے جو تصویریں بناتے ہیں۔ ایک مثال ذیل ہے:

خُلدِ طیبہ کے اے موسمِ دلکشا، میری اُجڑی ہوئی کشتِ جاں میں اُتر ۔۔۔ میرے ہونٹوں کی دہلیز پر پُھول رکھ، چاند بن کر مرے آشیاں میں اُتر
ہم کلامی ہوائے مدینہ سے ہو، ہمنشینی کبھی طورِ سینا سے ہو ۔۔۔ طائرِ فکر صلِ علیٰ کہہ کے اُڑ، آج بھی حیطہءِ دلبراں میں اُتر
رتجگوں کا تسلسل مقدر بنے، میری پہچان نعتِ پیمبر بنے ۔۔۔ ہمسفر، ساتھ چل، شامِ مدحت میں ڈھل، تُو بھی گردِ رہِ کارواں میں اُتر
اپنی پلکوں کو تلوے بنا کر تو چل، دیپ حُبِ نبی کے جلا کر تُو چل ۔۔۔ اے شعورِ غزل، ہے مقامِ ادب قریہءِ عظمتِ مرسلاں میں اُتر
آسمانی صحیفوں کے اوراق پڑھ، میرے آقا کی آمد کے عنواں سمجھ ۔۔۔ خوشبوئے حرفِ نو کے ہجومِ کرم، اُن کی توصیف کے آسماں میں اُتر
آج کی شب بھی طیبہ کے دیوار و در سے لپٹتا رہے چشمِ تر کا دُھواں ۔۔۔ گنبدِ سبز کے عکسِ صد محترم، میرے بے تاب اشکِ رواں میں اُتر
وصل کی ساعتوں کی تمنا لئے، جی رہا ہے کوئی ہجر کے شہر میں ۔۔۔ اے کرم کی گھٹا، میرے آنگن میں آ، آنسوؤں سے لکھی داستاں میں اُتر
میرے بچوں کے خوابوں کو تعبیر دے، ان کو آسودہ لمحوں کی تنویر دے ۔۔۔ رحمتِ مصطفیؐ، رحمتِ مصطفیؐ، میرے جلتے ہوئے سائباں میں اُتر
دامنِ دل میں کلیاں سجاتے ہوئے، آرزو کے گھروندے بناتے ہوئے ۔۔۔ اے خیالِ نقوشِ کفِ پا سمٹ، لوحِ جذبات کے گلستاں میں اُتر
میں ریاض آج بھی سر جھکائے ہوئے ملتمس ہوں ہوائے درِ پاک سے ۔۔۔ میرے آنگن کے پیڑوں پہ بھی پاؤں رکھ، میری تشنہ لبی کے مکاں میں اُتر (۴۵۶)

اس نعت میں اُجڑی ہوئی کشت، ہونٹ، دہلیز، پُھول، چاند، آشیاں، اُتر، شام، گردِ کارواں، پلکوں، تلوے، دیپ، جلا، صحیفوں، اوراق، ہجوم، آسماں، شب، در و دیوار، لپٹنا، چشمِ تر، دھواں، گنبدِ سبز، اشکِ رواں، گھٹا،

آنگن، آنسو، سائباں، دامن، کلیاں، گھروندے، پیڑ، پاؤں، مکان یہ سب وہ تصویری الفاظ ہیں جو ادا کرتے ہی ذہن میں تصویریں بن جاتی ہیں۔ جس سے قاری کی آنکھوں کے سامنے ایک پورا منظر آجاتا ہے۔

مضمون آفرینی

ریاض حسین چودھری کی نعت گوئی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جودتِ طبع کے مالک تھے۔ نئے نئے مضامین نعت میں پیش کرتے رہے ہیں اور اُن کی یہ خوبی اُنہیں اپنے معاصرین سے ممتاز کرتی ہے۔ اُن کی نعتیہ شاعری سے چند مثالیں ذیل ہیں:

چراغ پلکوں پہ رکھ رہا ہوں مری شریکِ سفر ہوا اؤ! | اگرچہ دامن تہی ہے لیکن میں کچھ تو سامانِ دید کر لوں (۴۵۷)

خاکِ درِ نبی کو، بقا کے لئے ریاض | انسانیت کی ڈوبتی نبضوں میں ضم کریں (۴۵۸)

کب تک میں اذاں دوں گا قبروں کی خموشی میں | اندر کا یہ انساں بھی اک روز مسلماں ہو

اشکوں میں ندامت کی قندیل جلے یارب! | مجرم مرے اندر کا خود سے بھی پشیماں ہو (۴۵۹)

عرب کے ریگزاروں میں ثنا کے پھول کھلتے ہیں | سلامِ دیدہ و دل لے کے آیا ہے عجم آقا (۴۶۰)

میں اپنی خوش نصیبی پر بڑا ہی ناز کرتا ہوں | فضائے نعت میں دل کش پرندے اُڑتے رہتے ہیں (۴۶۱)

محمدؐ نام لکھنا بھی عبادت ہی عبادت ہے | ہزاروں پھول مکتب کی ہر اک تختی پہ مہکے ہیں (۴۶۲)

قلم کی مضطرب آنکھیں تلاشِ نقشِ پا میں ہیں | میں اس کی مضطرب آنکھوں کی حیرت دیکھ آیا ہوں (۴۶۳)

مری ہر شاخ پر کھلتی رہیں کلیاں غلامی کی | میں اپنی کشتِ ایماں کی بھی نسبت دیکھ آیا ہوں (۴۶۴)

قلم کو سجدہ ریزی سے نہ تھی فرصت مدینے میں | ورق پر اس کا بھی ذوقِ عبادت دیکھ آیا ہوں (۴۶۵)

وہی ہیں مرسلِ اول، وہی ہیں مرسلِ آخر | چراغاں ہی چراغاں ہے محمدؐ کی قیادت میں (۴۶۶)

اشعار درج ہیں مرے پتوں پہ نعت کے | شہرِ سخن کی راہ میں بُوڑھا شجر ہوں میں (۴۶۷)

پُرسانِ حال راستے کا ہر شجر ہوا | طے اس طرح بھی شہرِ نبی کا سفر ہوا

اشکوں کے ہار مجھ سے صبا نے طلب کئے | جب بھی کبھی صبا کا ادھر سے گزر ہوا (۴۶۸)

زمیں و فطرت سے جُڑی نعتیہ شاعری

ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری میں ہمیں مقامیت بھی ملتی ہے یعنی اُن کی نعتیہ شاعری زمیں و فطرت سے جُڑی ہوئی ہے۔ اُن کی شاعری میں مہاجن، کھیتوں، کالی گھٹا، جگنو، تتلیاں، خوشبوئیں، تنکے،

کھڑکیاں، بستی، مکان، پھول، پتے، شجر،، روشنی، محراب، دھنک، بادِ بہاری اور تتلیوں جیسے زمین و فطرت سے جُڑے الفاظ ملتے ہیں۔ چند مثالیں ذیل ہیں

مہاجن پی گئے پانی مرے کھیتوں کے حصے کا — مدینے کے اُفق پر جھومتی کالی گھٹا مانگو (۴۶۹)

جگنوؤں ان تتلیوں اور خوشبوؤں کے درمیاں — ایک چھوٹا سا ہمارا بھی ملے گا آشیاں

عشقِ سرکارِ دو عالمؐ میں ہے جو ڈُوبا ہوا — جس کے تنکوں پر ہے زنجیرِ غلامی زرفشاں (۴۷۰)

نبی جی، کھڑکیاں ہیں بند بستی کے مکانوں کی — یہ کس آسیب کا دیوار و در سے خوف لپٹا ہے (۴۷۱)

یہ ریاض اُن کے قدموں کی خیرات ہیں — خوشبوئیں ، پھول، پتے، شجر، روشنی (۴۷۲)

ہوں بوقتِ نعت گوئی عشق کی محراب میں — خوشبوئیں، جگنو، دھنک، بادِ بہاری، تتلیاں (۴۷۳)

مترادفات کا استعمال

رسولِ عالمیںؐ کی سیرتِ دل کش کے صدقے میں — وہی جود و سخا، صدق و صفا، صبر و رضا مانگو (۴۷۴)

بے مثال و بے مثیل و بے نظیر و باکمال — ہر بلندی کی بلندی پر ہے کردارِ رسول (۴۷۵)

دانش و علم و حکمت کا مرکز بنے تیرے نقشِ قدم — میرے افکار کی چلمنوں میں ضیا تیرے ہونے سے ہے (۴۷۶)

اسمِ نبی ہے دل کی زباں پر سجا ہوا — نطق و بیان و لفظ کو صد محترم کریں (۴۷۷)

طویل بحروں والی نعتیں

طویل بحریں اکثر مترنم اور مشکل ہوتی ہیں لیکن ریاض حسین چودھری نے ان میں بھی اپنا زورِ قلم منوایا۔ یہاں اُن کی ایسی چند نعتوں کے صرف مطلعے دیئے جا رہے ہیں:

حلقہءِ شعر و فن کی ہواؤ! سنو، پھول کھلتے رہے نعت ہوتی رہے — میرے لب پر مچلتی دعاؤ! سنو، پھول کھلتے رہے نعت ہوتی رہے (۴۷۸)

لپٹا ہوا ہے دامنِ صد چاک میں قلم، آقا کرم، حضورؐ کرم، یا نبیؐ کرم — آنسو رُکیں تو حرفِ تمنا کروں رقم، آقا کرم، حضورؐ کرم، یا نبیؐ کرم (۴۷۹)

حضوری کے دن ہیں، حضوری کی راتیں، مقدر رہے اوجِ ثریا پہ اپنا — ادھر بھی سحابِ کرم آ کے برسے، اُدھر بھی عطاؤں کی برکھا کا میلہ (۴۸۰)

آپ کے در کی دربانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا، میں کہاں جاؤں گا — ملکِ مدحت کی سلطانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا، میں کہاں جاؤں گا (۴۸۱)

کڑی دھوپ میں ہر قدم پر کسی کے کرم کے مسلسل شجر دیکھتے ہیں — کہ پھر عرصہءِ کرب کو اپنے اشکوں میں ہوتے ہوئے مختصر دیکھتے ہیں (۴۸۲)

القابات وخطابات

حضورؐ کی ذات مبارکہ کو شاعر نے جن جن القابات وخطابات سے یاد کیا ہے۔ اس ضمن میں ایک نعت شامل کی جارہی ہے:

آپؐ ہی رونقِ صحنِ جاں ہیں، آپؐ ہی زینتِ دوجہاں ہیں
آپؐ ہی ثروتِ نسلِ آدم، آپؐ ہی رہبر ہر زماں ہیں

دلکش ودلبر ودلنشیں ہیں، سطوتِ آسمانِ یقیں ہیں
آپؐ مہمانِ عرشِ بریں ہیں، آپؐ سردارِ کون ومکاں ہیں

مرتضےٰ، مجتبےٰ، مصطفےٰؐ ہیں، رحمتِ کل، حبیب خداؐ ہیں
منبعِ علم، نورالہدیٰ ہیں، آپؐ ہی ہادیء دوجہاں ہیں

کھیتیوں پر سحابِ کرم ہیں، بستیوں میں سکوں کا علم ہیں
آپؐ ہی تاجدارِ حرم ہیں، آپؐ کی رحمتیں بے کراں ہیں

آپؐ کونین کی آبرو ہیں، آپؐ قرآن کی آرزو ہیں
آپؐ ہی مرکزِ گفتگو ہیں، آپؐ ہی باعثِ کُن فکاں ہیں

ہجر کی سختیاں میں سہوں گا، سیلِ عشق نبی میں بہوں گا
جا کے طیبہ میں سب کچھ کہوں گا، راستوں میں ابھی کارواں ہیں (۴۸۳)

7۔ڈاکٹر عزیز احسن کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

اے کاش عزیز اب مرے آقاؐ کے کرم سے
حسانؓ کا سا لہجہ ء مدحت مجھے مل جائے (۴۸۴)

خُوں رنگ ہو گئی ہے حضوری کی آرزو
شاید اسے نصیب ہو صورت گلاب کی (۴۸۵)

استعارہ

چراغِ مصطفوی سے تھا اک جہاں روشن
اسی چراغ سے روشن ہو آج بھی عالم (۴۸۶)

اس روح کے لئے تو مدینہ ہی چاند ہے
زندہ رہے چکور تو کیسے قمر سے دُور (۴۸۷)

مجازِ مرسل

چراغِ علم بجھے، ظلمتوں کا دور آیا
ضیائے سیرت وکردار ہو گئی مدہم (۴۸۸)

اخوتوں کی فضا ختم ہو چکی مولا
محبتوں کا ہوا سرنگوں یہاں پرچم (۴۸۹)

کنایہ

نورِ احمد نے یہ قلب و ذہن پر روشن کیا　　کیسے ملتی ہے ہدایت اور کیا ہے روشنی (۴۹۰)
اُن کی آمد سے پہلے اندھیرا ہی تھا　　وہ جو آئے تو دنیا ہوئی ضوفشاں (۴۹۱)

علمِ بدیع

صنائع لفظی و معنوی

ڈاکٹر عزیز احسن کے ہاں صنائع لفظی و معنوی کی جن اقسام کا استعمال ملتا ہے وہ ذیل ہیں۔

صنائع لفظی کی اقسام

صنعتِ تجنیسِ تام

مل جائے گا کچھ ہنر بھی اک دن　　کوشش تو ثنا کی میں نے کی ہے (۴۹۲)

تجنیس صوتی

تجنیسِ صوتی کی مختلف مثالیں

ب کی صوت

مقصد بنے حیات کا جب ، اُسوہ ءِ نبی　　بنتا ہے بود و باش کا ڈھب اُسوہ ءِ نبی (۴۹۳)

ر کی صوت

نظر بھی خیر کے دیدار کو ترستی ہے　　ہوئی ہے صحبتِ اخیار آج یوں برہم (۴۹۴)

ع کی صوت

ہر ایک عرصہ ءِ عمل سے کامراں گزر سکے　　پھر ایک بار قوم کو عطا وہ اعتماد ہو (۴۹۵)

ل کی صوت

ہے تسلط غیر کا قلب و دماغ و روح پر　　لکھ دیا ہے وقت نے ماتھے پہ ذلت ہے اٹل (۴۹۶)

م کی صوت

مری نوا تو ہے شہر نوا میں نا مانوس — مرا پیام سراسر پیامِ نا محرم (۴۹۷)

ن کی صوت

دیں کے پیغام کی تنویر سے روشن ہو جہاں — پھر نظر دیکھ سکے رنگِ اخوت آقا (۴۹۸)

تجنیسِ زائد و ناقص

اس صنعت کی تین شکلیں ذیل ہیں

دو لفظوں کے شروع میں کمی بیشی

دل کے صحرا میں کھلے لالہ ءاطاعت آقا — مجھ کو حاصل ہو کبھی یہ بھی سعادت آقاؐ (۴۹۹)

کبھی، بھی

لفظوں کے درمیان میں کمی بیشی

سحر بھی کرتی ہے اُن کے پیام کی تصدیق — ہوائیں دیتی ہیں پیغام، ہو ساعت بھی (۵۰۰)

پیام، پیغام

لفظوں کے آخر میں کمی بیشی

دیکھوں وہ شہر جس میں ریا کا گزر نہ ہو — اب زندگی گزرتی ہے ان حسرتوں کے بیچ (۵۰۱)

گزر، گزرتی

تجنیسِ خطی

پہنچ کے روضہ انور پہ یہ صبا کہہ دے — کہ مجھ کو منزلِ اظہار تک رسائی نہیں (۵۰۲)

تجنیسِ مذیل

ضعیف قوم کے چہرے کی جھریاں بھی مٹیں — عطا ہو اس کو شباب اور شباب کا دم خم (۵۰۳)

تجنیسِ مضارع

فلاح، راہِ یقیں کے سوا کہیں بھی نہیں   قدم قدم پہ وہی روشنی نظر میں رہے (۵۰۴)

صنعتِ اشتقاق

بدیع حرف و نوا، بخش علمِ لفظ و صدا   کہ تُو علیم و معلم بھی ہے تو ہی اعلم (۵۰۵)
احمد، حمود، حامد و محمود آپ ہیں   کیا کہ سکوں میں نعت کی ان کثرتوں کے بیچ (۵۰۶)

صنعتِ شبہ اشتقاق

سرشار ہوں جو دل شہِ والا کے عشق سے   ہم برف کی چٹانوں سے پیدا شرر کریں (۵۰۷)
سرشار اور شرر پر شبہ اشتقاق ہے

صنعت تکرار

کبھی تو سکہ ء سیرت بھی معتبر ٹھہرے   کبھی تو زُہد کو حاصل ہو اک مقام اہم (۵۰۸)
کاش مل جائے ہر اک دل کو مرا کربِ دروں   کاش بڑھ جائے مرے درد کی وسعت آقا (۵۰۹)

صنعتِ اقتباس

قرآن سے پاتے ہیں کیا خوب یہ دانائی   جاؤ کَ پڑھا جب سے عُشاق کی بن آئی (۵۱۰)
حق، کہ ذاتِ پاک ہے رب کل مکمل شاہکار   آپ ہی کی ذات مظہر احسن التقویم کی (۵۱۱)

صنعتِ مسمط

تیرے گواہ ہیں سبھی، شام و سحر، شجر، حجر   تیرے ہی ذکر میں مگن، برگ ہوں، پھول یا ثمر (۵۱۲)
رواں دواں ہیں ہر ایک جانب   یقین کے کارواں ہزاروں (۵۱۳)

صنعت ذوللسانین

قبولیت کا شرف ہو عطا دعاؤں کو   بحقِ سرور ہادی و رہبرِ عالم (۵۱۴)
اے رحمتِ بے کراں ! خدارا!   اب اپنے عزیز پر کرم کر (۵۱۵)

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

عثمان ذوالنورین ہی
پیغمبرِ اسلام کے
داماد وہ بے مثل تھے
آئی تھیں جن کے عقد میں
سرکار کی دو بیٹیاں
عثمان بن عفان سے
اس درجہ خوش تھے شاہِ دیں
دس بیٹیاں ہوتیں اگر
وقتِ ضرورت، بالیقیں
دیتے رسولِ ہاشمیؐ (۵۱۶)

صنعتِ معکوس

حضورؐ! حمد و نعت ہی میں روز و شب لکھا کروں ۔۔۔ حضورؐ! اک نگاہِ لُطف شاعری کی داد ہو (۵۱۷)
اُن کے سکوت اور تکلم کی ہر ادا ۔۔۔ بخشے گی زخمِ روح کو مرہم بہر زماں (۵۱۸)
بے شک ہے اُن کا عشق ہر اک درد کی دوا ۔۔۔ پہلے شعورِ عشق کی لیکن جلِا تو ہو (۵۱۹)

صنعتِ لزوم مالایلزم

جب سے ملی ہے حُسنِ عقیدت کی روشنی ۔۔۔ پھیلی ہے قلب و روح میں مدحت کی روشنی
معیارِ حُسنِ خُلق وہی شخص بن گیا ۔۔۔ جس کو ملی ہے اُن کی اطاعت کی روشنی
یثرب کو بھی مدینے کا اعزاز مل گیا ۔۔۔ خیر البشرؐ سے پائی جو ہجرت کی روشنی (۵۲۰)

صنعتِ تضمین

تضمین بر منیر نیازی

تھی کبھی لوحِ جہاں پر کب کوئی اپنی نظیر ۔۔۔ تھے ہمیں معمورہء دنیا میں بس حق کے سفیر
کیوں کھنچی ہے گرد اپنے تیرگی کی یہ لکیر ۔۔۔ بن گئی ملت یہ کیوں بس سرد آہوں کی نفیر

جمع ہوں اس اک حقیقت پر ہی سارے شیب و پیر | کیا حقیقت ؟ ہے غنی اللہ باقی سب فقیر
بیٹھ جائیں سایہء دیوار احمد میں منی | اور پھر سوچیں وہ باتیں جن کو ہونا ہے ابھی (۵۲۱)

صنائع معنوی

تلمیح

طبیبِ عصر ہو عیسیٰ نفس کوئی ہم میں | جو کر سکے تنِ ملت سے دور زخم کا سم (۵۲۲)
بدر و خندق اور خیبر میں جو چمکے تھے کبھی | اُن کو اکب سے ملی دل کو وفا کی روشنی (۵۲۳)
میں عزیز احسن مدیح گے وجم کیسے کروں | مجھ کو عشقِ مصطفیٰؐ ہی بخشتا ہے روشنی (۵۲۴)

صنعتِ جمع

طائف، حرم، مدینہ و حبشہ بلادِ شام | پھیلا کیا پیام ترا نفرتوں کے بیچ
نسلی فساد، ظلم و تشدد، عداوتیں | آقا! میں جی رہا ہوں ان وحشتوں کے بیچ (۵۲۵)
بے صدا عرصہء آگہی کے لئے | حق و صدق و صفا کی اذاں آپ ہیں (۵۲۶)

صنعتِ لف و نشر

ہو فیصلہ، تو وہی عدل ہو نگاہوں میں | ہو مشورہ، تو بصیرت وہی نظر میں رہے (۵۲۷)
اُس ایک نام کی خوشبو سے جسم و جاں مہکے | اُس ایک رنگ کی نسبت سے دل گلاب ہوا (۵۲۸)

صنعت احتجاج بدلیل

کیوں نہ ہو لائق تقلید حضورؐ! آپ کا خُلق | سارے قرآن میں اخلاق رقم آپ کے ہیں (۵۲۹)
دعویء حُب نبی لاکھ ہو، سب بے دلیل | شمعِ عمل جب تلک دل میں فروزاں نہیں (۵۳۰)

صنعتِ تنسیق الصفات

لکھوں جو نعتِ پیمبر تو کس طرح لکھوں | لیا ہے نام جو اُن کا لرز گیا ہے وجود
کہاں میں اپنے گناہوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے | کہاں وہ نُورِ مجسم، وہ حامد و محمود (۵۳۱)
پیمبر بھی، معلم بھی، مزکّی بھی، مجاہد بھی | ہر اک میداں میں پرچم سرورِ دیں کا رہا اُونچا (۵۳۲)

صنعتِ مراعاۃ النظیر

کشکول لئے پھرتا ہوں خالی مرے آقا — ہاں آپ کا اندازِ سخاوت ہے نظر میں (۵۳۳)
آپ کے دستِ سخاوت کے تصدق آقا — میرے کشکول میں سب دام و درم آپ کے ہیں (۵۳۴)

صنعت تضاد

بہادری تو فقط تذکروں میں ملتی ہے — ہزار گُرگ ہیں لیکن کوئی نہیں ضیغم (۵۳۵)
اطاعتوں کا وہ موسم ہمیں میسر ہو! — نظر حضورؐ کی سیرت ہی نزد و دور آئے (۵۳۶)
اُبھرے اُنہیں کے اُسوۂ کامل کا آفتاب — پیدا شبِ حیات سے ایسی سحر کریں (۵۳۷)

صنعتِ ایہام

شمیمِ ذوق عمل مدتوں سے آئی نہیں — نمودِ عشق ہمالہء خلوص ر آئی نہیں (۵۳۸)

صنعتِ حُسنِ طلب

درود رُوح میں گونجے عمل میں نُور آئے — کبھی تو میں بھی کہوں خواب میں حضورؐ آئے
محبتِ شہِ والا کی جب بھی بات کروں — اویسیت کا مزہ روح کو ضرور آئے
وہ بات لکھ ہی نہ پاؤں کہ جو عمل میں نہ ہو — مجھے بھی نعت نگاری کا وہ شعور آئے (۵۳۹)

ڈاکٹر عزیز احسن کی غیر مردف نعتیں

ڈاکٹر عزیز احسن نے جو غیر مردف نعتیں کہی ہیں۔اُن میں سے چند کے مطلعے ذیل ہیں:

جن کے اوصافِ حمیدہ کا خزانہ بے قیاس — اُن کی خدمت میں کروں کیا پیش میں حرفِ سپاس (۵۴۰)
لکھوں اِس طور سے اُن کا قصیدہ — بنا لوں میں شُنیدہ کو بھی دیدہ (۵۴۱)
اتباعِ سرورِ عالم سے روشن ہو عمل — یوں رقم ہو نعت کے اُسلوب میں تازہ غزل (۵۴۲)
میں قطرہء آب سے بھی کمتر — تو! جود و سخا کا اک سمندر (۵۴۳)
درکار ہے حضورؐ! نہ دولت نہ عز و جاہ — پڑ جائے مجھ پہ صرف عنایت کی اک نگاہ (۵۴۴)

محاورہ بندی

دوچار

میری جانب ہو نگاہِ کرم و لطف حضورؐ ! بے طرح آج میں دوچار کچھ آفات سے ہوں (۵۴۵)

حساب وکتاب کرنا

قائم ہو جب بھی بزمِ حساب و کتاب کی میں شان دیکھ پاؤں رسالت مآب کی (۵۴۶)

مٹی خراب کرنا

ایماں کے ساتھ جس نے عمل سے کیا گریز اس نے تو اپنی آپ ہی مٹی خراب کی (۵۴۷)

خون میں تر ہونا

خجل ہو قوم عمل پر تو مہرباں ہو رب ہر آنکھ فرطِ ندامت سے خوں میں تر ہو جائے (۵۴۸)

دہائی دینا

مگر میں ہجر کی گھڑیوں کا جب حساب کروں رُواں رُواں مرا رب کی دہائی دینے لگے (۵۴۹)

عربی نعتیہ قصائد کے تراجم

اردو نعت میں جہاں قرآنی آیات اور احادیث رسول کے منظوم تراجم ملتے ہیں وہاں ہمارے نعت گو شعراء نے ایک کام یہ بھی کیا ہے کہ اُنہوں نے عربی وفارسی ادب کے معروف نعتیہ قصائد و نعوت کے منظوم و آزاد تراجم بھی کیئے ہیں۔اُردو زبان کے لئے یہ مشق بہت کارگر ثابت ہوئی جس کے نتیجے میں اُردو ادب میں ترجمہ کی روایت کو فروغ ملا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی بھی ترجمہ اصل تخلیق کا کامل و مکمل و اکمل نعم البدل تو نہیں ہو سکتا لیکن اس کی اہمیت اُس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ جب زبان غیر کی تخلیق سے کماحقہُ استفادہ کرنے کے لئے ترجمے کے بغیر کوئی چارہ بھی نہ ہو۔اس روایت کی بڑھوتری میں ڈاکٹر عزیز احسن نے بھی اپنا خصوصی کردار ادا کیا۔اُنہوں نے شاہ ولی اللہ اور ورقہ بن نوفل کے عربی نعتیہ قصائد کا اردو میں آزاد اور منظوم ترجمہ کیا ہے جن سے چند اشعار کا ترجمہ درج کیا جارہا ہے۔

شاہ ولی اللہ کے عربی نعتیہ قصیدے کا آزاد ترجمہ

۱۔ شبِ تاریک میں تارے چمکتے
ایسے لگتے ہیں
کہ جیسے اژدہے کی دونوں آنکھیں ہوں
اگر کچھ اور سمجھیں ہم تو کہہ دیں بچھوؤں کے سر

۲۔ مصیبت میں کسی کا دل غموں سے
بیٹھ آئے تو وہ صحراؤں، بیابانوں کی وسعت میں بھی رستے
تنگ پاتا ہے

۳۔ مجھے بھی پے بہ پے آکر مصائب نے
ہر اک راحت، ہر اک آرام سے اکثر جدا رکھا

۴۔ دبوچا آ کے جب مجھ کو کسی افتاد نے، ہر سمت سے

۵۔ تو میں نے دوڑائی نظر
تاکہ دیکھ پاؤں، کوئی بھی ایسا معاون
جس کے دامن میں پنہ لے کر مآل خوف سے
بچ کر نکل جاؤں

۶۔ تو کوئی بھی نظر آیا نہیں مجھ کو
مگر محبوب رب العالمیں یعنی محمد مصطفیؐ
جو برگزیدہ اور پاکیزہ تریں اوصاف رکھتے ہیں
جو رب کے آخری پیغامبر بھی ہیں

۷۔ جو مشکل وقت میں
آفت رسیدوں کی خبر گیری بھی کرتے ہیں
گناہوں سے اگر توبہ کرے کوئی تو، گھر ان کا ہی
اک شاداب گلشن، مغفرت کا ہے

۸۔ وہ دن، پُرہول دن ہاں جس کی دہشت سے

سفید ہو جائیں گے موئے سیہ فوراً
وہی ملجا و ماویٰ ہوں گے ان کا، خوف سے جو کانپتے ہوں گے

۹۔ وہ دن جب آئے گا
سارے بنی آدم
جنابِ نوح سے، موسیٰ سے، اور آدم سے چاہیں گے مدد
لیکن وہ سارے انبیاء خود ابتلا کی ساعتوں سے لرزہ براندام
ہی ہوں گے

۱۰۔ یقیناً ایسے موقعے پر رسول اللہؐ ہی خود اپنے رب سے ملتجی ہوں گے
گنہگاروں کی وہ اس سخت گھاٹی میں شفاعت بھی کریں گے
بخششوں کے در بھی بے شک وا کرا دیں گے

۱۱۔ وہاں سے آپ پھر مسرور لوٹیں گے
اُنہیں رحمن پھر اعلیٰ مراتب سے نوازے گا (۵۵۰)

ورقہ بن نوفل کے عربی قصیدے کا ترجمہ

انتظار اک واقعے کا اس قدر میں نے کیا
جس نے مجھ کو مستعد رکھا سدا
گو کہ میں رو رو کے آخر
وقت کی دہلیز پر، تھک ہار کر
چُپ ہو گیا
میں نصیحت کا تمنائی ہمیشہ ہی رہا
ایک کے بعد ایک وصف اُن کا سُنا
جس دم خدیجہ سے یقیں میرا بڑھا
اے خدیجہ تُو نے جو اوصاف بتلائے تھے اس صالح جواں کے

اُن کو سُن کر بڑھ گیا ہے انتظار اس وقت کا
جب نبوت کا کریں اعلان وہ برحق نبی
انتظار ایسا کہ جو ہوتا رہا بے حد طویل
ہاں خدیجہ مجھ کو ہے اُمیدِ واثق
تُو نے جو باتیں کہی ہیں
اُن کو ظاہر ہو کے رہنا ہے ضرور
درمیاں مکے کے دو بطنوں کے
ظاہر ہوں گے سب آثار جتنے تو نے بتلائے مجھے
یہ نہیں مجھ کو گوارا قول حق باطل ٹھہر جائے یہاں
یا غلط ہو جائیں وہ باتیں
جو کہتے آئے ہیں رُہبانِ دیں
بالیقیں ہوں گے محمدؐ سردارِ کل
اُن کی جانب سے کرے گا بحث جو کوئی
وہ غلبہ پائے گا
ہے یقیں مجھ کو کہ پھیلے گی ہدایت ہر طرف
ہر شہر میں
روشنی مخلوق رب کو سیدھے رستے
لائے گی
اور بکھرنے سے بچالے گی وہ ہر اک قوم کو
جنگ، جو اُن سے کرے گا وہ یقیناً ہو کے پسپا، مضمحل ہو جائے گا
ہاں مگر جس نے بھی ان کی پیروی کرنے میں
اپنی جاں کھپادی
وہ ظفر مندوں میں ہو گا
اب تمنا ہے کہ میں، اے کاش!

زندہ رہ سکوں اُس وقت تک
جب میری پیشیں گوئی کا
ہر ایک نظر ہو نمایاں اور روشن
میں رہوں زندہ تو دیکھوں
وہ ظہورِ دینِ حق آنکھوں سے اپنی
اور بنوں سب سے زیادہ حصہ دار
اس دیں میں داخل ہونے والے
مومنوں کا!
ہو کراہت جس سے مشرک قرشیوں کو!
بس وہی شئے اور وہی پیغام میری سربلندی کا ہو ضامن
ہے یہی اُمید رب سے
ہاں سنو! اُم القریٰ کے مشرکوں کو
اب بڑی ذلت ملے گی!
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی
گراوٹ اور ذلت-------بدنصیبوں کی؟
کہ وہ اُن کی ہی عظمت کے ہوں منکر
جنہیں رب نے زمیں تا آسماں
اُونچے ہی برجوں کے لئے
پیدا کیا ہے؟
کہ جو اعلیٰ مناصب کے لئے ہی منتخب ہیں
اُنہی کی عظمتوں کے ہو کے منکر
عداوت پر اُتر آئیں وہ ان کی
رہیں وہ بھی یہیں، اور میں بھی پالوں وہ زمانہ
تو واللہ وہ بھی دیکھ لیں گے

یہ سارے واقعات آنکھوں سے اپنی
وہ سب آہ وبکا مل کر کریں گے!
اگر مر جاؤں میں، اس دن سے پہلے!
تو یہ خوش خُلق وباہمت جواں مردِ جائی
قضا کے اور قدر کے ہی فیصلوں پر
اُٹھایا جائے گا اک دن جہاں سے
یہاں سے بالیقیں جانا ہی ہو گا!!! (۵۵۱)

8۔ گہر اعظمی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علمِ بیان

تشبیہ

حضورؐ اور آپ کے صحابہ ہو چاند کے گرد جیسے ہالا (۵۵۲)
سکوں ملتا ہے جس کی چاندنی میں وہ ایسا چاند ایسی چاندنی ہیں (۵۵۳)

استعارہ

مُطلب کی وہ نگاہوں کا نور آمنہ کے وہ جگر کا ٹکرا (۵۵۴)

علمِ بدیع

صنائع لفظی

تجنیسِ زائد وناقص

پہلا حرف زیادہ ہو

اُنہیں کے دم قدم سے ہے جہاں کا حُسن و زیبائی (۵۵۵)

درمیان میں ایک حرف کی کمی بیشی

یہ معجزہ حضورؐ کا ہے جیتا جاگتا — رب کی طرف سے آپ پہ نازل ہوا کلام (۵۵۶)

آخر میں ایک حرف کی کمی بیشی

اُنہیں کے نام نامی نے — مری تدبیر چمکائی (۵۵۷)

تجنیسِ خطی

چلو برائے حضوری مدینے چلتے ہیں — چراغِ رشد وہدایت جہاں پہ جلتے ہیں (۵۵۸)

تجنیسِ صوتی

خوش خلق، خوش جمال، خوش اخلاق، خوش کلام — ہیں آمنہ کے لال حسیں اور نیک نام (۵۵۹)

تجنیس مضارع

زندگی میں شفا اور جلا کے لئے — مدحت و ذکرِ خیر البشرؐ چاہئے (۵۶۰)

تجنیسِ محرف

علم کا کر دیا بلند علَم — ایک اُمی نے مرحبا لکھو (۵۶۱)

صنعتِ تکرار

گہرا عظمی کے نعتیہ کلام میں صنعتِ تکرار کی کچھ مثالیں

وحی بارہا لے کے جبریل آئے — منور منور دیارِ مدینہ
کبھی اس کی گلیوں سے گذرے ہیں آقا — معطر معطر دیارِ مدینہ (۵۶۲)
زمیں روشن، زماں روشن، مکان ولامکاں روشن — جناب آمنہ کے خواب کی تعبیر تو دیکھو (۵۶۳)

صنعتِ اشتقاق

ربِ کریم فکر رسا وہ مجھے ملے — شایانِ شان میں لکھوں نعتِ شہِ انام (۵۶۴)
وہ انساں اکمل و کامل، مکمل — حدیں وا اُن پہ تھیں ارض و سما کی (۵۶۵)

صنعتِ اقتباس

ہوں گہر اُمتی محمدؐ کا
حسبی اللہ برملا لکھو (۵۶۶)

شکل میں قرآں کی سچی بات لے کر آئے ہیں
آپ قدَمُ صِدق ہیں اور حاملِ صدق وصفا (۵۶۷)

صنعتِ تلمیع

ہے فرمانِ داور، تمہارے لئے
حریصُ ' علیم، روف الرحیم (۵۶۸)

اللہ نے کہا ہے وَرَفَعنا لکَ ذِکرک
عالم میں نہیں ان کا کوئی مدِ مقابل (۵۶۹)

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

بے شک ہے اُن کی ذات وسیلہ نجات کا
لاکھوں درود آپ پہ لاکھوں گہر سلام (۵۷۰)

دو قبلے کی مسجد میں پڑھ کر نوافل
ثواب ان سے عمرے کے حاصل کریں گے (۵۷۱)

صنعتِ ترصیع

اخوت کا مظہر دیارِ مدینہ
شرافت کا ہے گھر دیارِ مدینہ (۵۷۲)

منبعِ ماہتاب دیکھتے ہیں
مرکزِ آفتاب دیکھتے ہیں (۵۷۳)

صنعتِ مسمط

اُمی لقب، عالی نسب، الفاظ کم تر سب کے سب
فخرِ زمن، مشکِ ختن، دُرِّ عدن، لعلِ یمن

تاجِ شہاں، عرشی مکاں، وہ مرجعِ کُل انس وجاں
وہ ہیں برائے ہر زماں اُمید کی روشن کرن

کیا ذکر خدّ و خال کا، کیا ذکر قیل و قال کا
شریں ادا، شیریں نوا، شیریں دہن، شیریں سخن

دل کی وہی ہیں روشنی، آنکھوں کی ٹھنڈک بھی وہی
عزت ہے ان کی چاکری، قربان ان پر جان وتن (۵۷۴)

صنعتِ تنسیق الصفات

وہ رؤف و رحیم و حاشر بھی
اُن کو جامع صفات لکھتا ہوں (۵۷۵)

اسلام کی نمود ہے بعثت حضورؐ کی
بے مثل انس وجاں میں بصیرت حضورؐ کی

بے انتہا ہے حلم و شرافت حضورؐ کی
ہے بے عدیل عفو و سخاوت حضورؐ کی

کامل ہیں آپ، اعلی ہے سیرت حضورؐ کی
ہے دین کی اساس شریعت حضورؐ کی
اللہ کی رضا ہے نبی کی رضا کے ساتھ
اللہ کو عزیز ہے شفاعت حضورؐ کی (۵۷۶)

صنائع معنوی

تلمیح

ہر وحی آپ تک لائے رُوح الامیں
آپ کا معجزہ ہے کتاب مبیں (۵۷۷)
روح القدس نہ چند قدم اور جا سکے
عرشِ بریں سے آگے ہوا آپ کا قیام (۵۷۸)
ہیں تسنیم و کوثر کے قاسم محمدؐ
ہے اُن پر نچھاور دیارِ مدینہ (۵۷۹)

صنعتِ جمع

محمدؐ مصطفیٰ صل علیٰ شاہِ مدینہؐ ہیں
وہ سرکارِ دوعالمؐ ہیں وہ رحمت کا خزینہ ہیں
سراجس کا درِ باغِ جناں پر ختم ہوتا ہے
صراطِ زیست میں وہ کامیابی کا وہ زینہ ہیں
ہیں سب اقوال زریں اور کل اعمال لاثانی
مثالی بزمِ عالم میں وہ جینے کا قرینہ ہیں (۵۸۰)

صنعتِ تضاد

بے مرادی و نا اُمیدی میں
اُن کو اُمید کا دیا لکھو (۵۸۱)
حل حیات و ممات انساں کا
کر دیا سارا مسئلہ لکھو (۵۸۲)

صنعتِ مقابلہ

ہیں فرشتوں سے بھی سوا معصوم
پیکرِ عفت و حیا لکھو (۵۸۳)
وہ عابد، وہ زاہد و سالک ولی ہیں
وہ انسانوں میں سب سے متقی ہیں
وہ بندوں میں ہیں سب سے برگزیدہ
بڑے ہیں اُن کی باتیں بھی بڑی ہیں (۵۸۴)
حسیں ایسے کہ اُن کے حُسن کا سارا جہاں قائل
رُخِ پُرنور کے آگے خجل خود ماہِ کامل ہے
بنایا ہے اُنہیں انسانِ کامل حق تعالیٰ نے
جدا اک حیثیت کُل انبیاء میں ان کو حاصل ہے
سرِ تسلیم خم کرتی ہے اُن کے سامنے دنیا
ذکی کوئی نہیں ایسا، نہ ایسا کوئی غافل ہے (۵۸۵)

حُسنِ طلب

یوں بلایا گیا ہوں مدینے مگر — مستقل چاہئے اب رہائش مجھے
بخش دیجئے شفاعت مجھے بھیک میں — بس یہ کرنی ہے آقا گذارش مجھے
سُرخرو ہو سکوں تاکہ میں حشر میں — چاہئے آپ ہی کی سفارش مجھے (۵۸۶)

قلب ہو مطمئن، رُوح ہو شادماں — شاہِ طیبہ کرم کی نظر چاہئے
ہو چکی سیرِ دنیا بہت ہو چکی — کوئے طیبہ میں اب مستقر چاہئے
جس سے توصیف کا حق ادا ہو سکے — نعت لکھنے کا مجھ کو ہنر چاہئے (۵۸۷)

مرا مدینے میں چھوٹا سا گھر اگر ہو جائے — بڑے سکون سے پھر زندگی بسر ہو جائے
جو نقشِ پائے نبی مطمعِ نظر ہو جائے — تو زندگی کا بخوبی پہاڑ سر ہو جائے
غریقِ عشق میں اُن کے جو سر بسر ہو جائے — تو کیوں نہ باغ جناں میں نصیب گھر ہو جائے (۵۸۸)

قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کے منظوم تراجم

معاصر اردو نعت گو شعراء میں سے گہرا عظمی کو یہ وصفِ امتیاز حاصل ہے کہ اُنہوں نے قرآنی آیات اور احادیث رسول کے سب سے زیادہ منظوم تراجم کئے۔ جس بنا پر عصرِ حاضر کے اُردو نعتیہ ادب میں ترجمہ کی روایت کو مزید استحکام ملا۔ گہرا عظمی کے نعتیہ شعری مجموعے حضورؐ میرے میں ۱۲ احادیث رسول کے تراجم ہیں۔ آقائے مدینہ نعتیہ دیوان میں، ثنائے شافعِ مرسل میں ۴۰ احادیث رسول اللہؐ کے منظوم ترجمے کئے گئے ہیں جب کہ اُن کا شعری مجموعہ تذکرہء انبیاء کرام جو قرآنی آیات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریمؐ تک ۲۵ انبیاء کرام کے احوال کا منظوم ترجمہ ملتا ہے جو اُن کی فی العصر بہت بڑی کاوش ہے۔ چند قرآنی آیات اور فرامیں رسول کے تراجم ذیل ہیں:

سورت فاتحہ کا ترجمہ

نام سے اللہ کے ہے جو کہ رحمن ورحیم

ہر طرح کی ہے فقط تعریف اللہ کے لئے — سب جہانوں کا ہے رب، یکتا، یگانہ، بے شبہ
مہرباں ہے جو نہایت، رحم والا ہے بڑا — صرف تیری ذات رب ہے ملکِ روزِ جزا
کرتے ہیں تیری عبادت ہم ہمیشہ ربنا — اور مدد بھی چاہتے ہیں صرف تجھ سے ہی سدا

ہم کو سیدھی راہ پر تُو استقامت کر عطا　　راہ پر ان کی کیا انعام جن پر بر ملا
نہ کہ ان کی راہ پر جن پر غضب تیرا ہوا　　اور ہر گز بھی نہ اُنکی بھول بیٹھے ہیں جو راہ (۵۸۹)

سورت العلق کا ترجمہ

وحیِ اول

آپ پڑھیے اپنے رب کے نام سے　　جس نے مخلوقات کو پیدا کیا
جس نے کہ انسان کو اشرف ہے جو　　لوتھڑے سے پیدا کیا
پڑھیے اور آپ کا رب ہے کریم　　دی قلم سے جس نے کہ تعلیم ہے
جس نے کہ انساں کو وہ سکھلا دیا　　جو نہیں تھا وہ کبھی جانتا (۵۹۰)

سورت الم نشرح کا ترجمہ

نام سے اللہ کے ہے جو کہ رحمن و رحیم

کیا اسلام کی خاطر نہیں کیا؟　　کشادہ ہم نے سینہ آپ کا پھر
اُتارا آپ کے اُوپر سے وہ بوجھ　　جھکا رکھی تھی جس نے آپ کی پیٹھ
کیا رب نے بلند ذکر آپ کا ہے　　ہے دُشواری کے ساتھ آسانی بے شک
ہے دُشواری کے ساتھ آسانی بے شک　　سو اپنے کام سے فارغ ہوں جب آپ
عبادت کی مشقت میں لگیں آپ　　اور اپنے رب کی جانب دل لگائیں (۵۹۱)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سورت الحجر آیات ۲۸ تا ۳۱ کی روشنی میں

اور پیغمبر مرے اس وقت کو تو یاد کر　　جب ترے مالک نے فرمایا فرشتوں سے تھا یہ
کہ میں پیدا کرنے والا ہوں یہاں پر اک بشر　　کھنکھناتی مٹی سے گوندھی ہوئی کالی سڑی
سو میں جب پورا بنالوں اور اسے کرلوں درست　　اور اس کے بعد اس میں رُوح اپنی پھونک دوں
اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا تعظیماً تمام　　تو فرشتوں نے وہاں ہر اک نے سجدہ کرلیا
ماسوا ابلیس کے ، انکار اس نے کر دیا　　کہ وہ ان کے ساتھ شامل ہو جو سجدہ ریز ہیں (۵۹۲)

دعائے حضرت آدم علیہ السلام سورت الاعراف آیت ۲۳ کی روشنی میں

اے رب ہمارے ! ہم نے تو ظلم اپنی جانوں پر کیا
تو ُ نے جو نہ بخشا ہمیں اور رحم نہ ہم پر کیا
ہو جائیں گے مالک ضرور پھر نامرادوں میں سے ہم (۵۹۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سورت الانعام آیات ۷۴ تا ۸۳ کی روشنی میں

حضرت ابراہیم کا اپنے والد سے سوال اور جب ابراہیم نے یہ بات آذر کو کہی
باپ میرے کیا بتوں کو تُو بناتا ہے اِلٰہ میں بلاشبہ تجھے اور ساری تیری قوم کو
دیکھتا ہوں کہ کھلی گمراہی میں ہے مبتلا اور ہم نے اس طرح دکھلائیں ابراہیم کو
آسمانوں اور زمیں کی چند مخلوقات پھر تاکہ کرنے والوں میں ہو جائیں وہ کامل یقیں
اور جب پھر رات کی تاریکی ان پہ چھا گئی تو اُنہوں نے ایک تارہ دیکھا، وہ کہنے لگے
یہ مرا رب ہے مگر پھر جب وہ غائب ہو گیا تو یہ فرمایا کبھی بھی دوست میں رکھتا نہیں
چیز کو ایسی کسی بھی جو کہ ہو جائے غروب اور پھر دیکھا چمکتے چاند کو جب، یہ کہا
یہ مرا رب ہے، مگر پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا کہ میرا رب جو نہ ہدایت دے مجھے
تو جو ہیں گمراہ، شامل ان میں ہو جاؤں گا میں پھر جو دیکھا جگمگاتا آفتاب، اس نے کہا
یہ مرا رب ہے یقیناً یہ تو ہے سب سے بڑا پھر وہ جب غائب ہوا، تو یہ کہا اے میری قوم!
میں بلاشبہ تمہارے شرک سے بیزار ہوں بے شبہ میں اپنا رُخ کرتا ہوں بس اس کی طرف
آسمانوں اور زمیں کو جس نے ہے پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں تو مشرکوں میں سے نہیں
اور ان کی قوم نے ان سے کیا جھگڑا شروع تو اُنہوں نے یہ کہا اللہ کے بارے میں تم
مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے ہی مجھے اب تو دے دی ہے ہدایت اور میں ڈرتا نہیں
ان سے جن کو ساتھ اللہ کے ہو ٹھہراتے شریک ہاں اگرچہ رب ہی میرا چاہے خود ہی کوئی امر
میرے رب کے علم نے تو ہے احاطہ کر لیا چیز کا ہر ایک، کیا تم کچھ نہیں ہو سوچتے؟
اور میں کیوں کر ڈروں جو کہ تمہارے ہیں شریک حالانکہ تم لوگ تو اس بات سے ڈرتے نہیں
تم نے ساتھ اللہ کے ٹھہرایا ایسوں کو شریک مستحق ہے کون سو ان میں زیادہ امن کا

خود ہی بتلاؤ ذرا تم ہو خبر رکھتے اگر　　لوگ جو ایمان لے آئے پھر اس کے بعد اور
شرک سے ایمان کو مخلوط وہ کرتے نہیں　　ایسے لوگوں کے لئے ہی امن ہے اور لوگ یہ
چل رہے ہیں دیدۂ بینا سے راہِ راست پر　　اور یہ حجت ہماری تھی جو ابراہیم کو
بالمقابل قوم کے ہم نے انہیں کی تھی عطا　　مرتبوں میں تو بڑھا دیتے ہیں ہم چاہیں جسے
بے شبہ رب آپ کا تو علم و حکمت والا ہے (۵۹۴)

حضرت اسماعیل کی قربانی کا واقعہ سورت الصافات آیات ۹۹ تا ۱۱۰ کی روشنی میں

بولے ابراہیم جاتا ہوں میں اپنے رب کی سمت　　مجھ کو پہنچا دے گا وہ تو اک بہت اچھی جگہ
اے مرے رب! کر عطا اولاد مجھ کو نیک بخت　　تو بشارت دی اسے لڑکے کی ہم نے بُردبار
پھر وہ لڑکا پہنچا جب دوڑنے کی عمر کو　　ساتھ اس کے، تو یہ ابراہیم نے اس سے کہا
اے مرے بیٹے جری! دیکھا ہے میں نے خواب میں　　کر رہا ہوں ذبح تم کو حکم سے اللہ کے
اب بتا دے تُو مجھے بیٹے تری کیا رائے ہے　　جو ہوا ہے حکم بولے آپ کو وہ ابا جان
آپ پورا کیجیے، اللہ نے چاہا اگر　　صبر کرنے والوں میں سے آپ پائیں گے مجھے
کر دیا دونوں نے ہی پھر جب سرِ تسلیم خم　　تب گرایا باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل
ہم نے ابراہیم کو اس وقت یہ آواز دی　　کہ یقیناً کر دکھایا تُو نے سچا خواب کو
نیکو کاروں کو دیا کرتے ہیں بدلہ ایسے ہم　　ایک تھی یہ آزمائش بے شک و شبہ، صریح
اور عوض میں اک بڑا ہم نے ذبحہ دے دیا　　اور آنے والی نسلوں میں یہ ہم نے بعدہٗ
چھوڑا اس واقعہ اور تذکرہ اک یادگار　　ہر زمانے میں ہو ابراہیم پر تا کہ سلام
نیکو کاروں کو دیا کرتے ہیں بدلہ ایسے ہم (۵۹۵)

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی دعا سورت البقرہ آیات ۱۲۸،۱۲۷ کی روشنی میں

اے ہمارے رب! یہ خدمت کر قبول　　ہم سے، سب کچھ تو ہی سننے والا ہے
اور سب کچھ جاننے والا ہے تو　　اپنا مسلم تو بنا یا رب ہمیں
قوم اُٹھا ایسی ہماری نسل سے　　جو تری مسلم ہو تیری ہو مطیع
اور بتا اپنی عبادت کے طریق　　درگزر فرما ہماری لغزشیں

تُو بڑا ہی کرنے والا ہے معاف — اور نہایت رحم کرنے والا ہے (۵۹۶)

ولادتِ حضرت عیسیٰؑ سورت مریم آیات ۱۶ تا ۳۶ کی روشنی میں

واقعہ مریم کا بھی کیجیے بیاں، دراِیں کتاب
جب کہ گھر والوں سے بھی اپنے وہ یکسو ہو گئیں

شرقی جانب میں وہ گھر کے ہو گئیں گوشہ نشیں
اور پردہ ڈال کر ان سب سے تھیں وہ چھپ گئیں

تو فرشتہ ایک بھیجا ہم نے پھر ان کی طرف
آدمی بن کر وہ ان کے سامنے ظاہر ہوا

بولیں وہ کہ جو تجھے اللہ کا کچھ خوف ہے
تو اسی رحمن کی میں مانگتی ہوں اب پناہ

یہ کہا اس نے ترے رب کا فرستادہ ہوں میں
تا کہ میں کردوں تجھے پاکیزہ اک لڑکا عطا

بولیں وہ کہ کیسے ہو گا لڑکا اک میرے یہاں
نہ بشر نے چھوا مجھ کو، نہ میں بدکار ہوں

یہ کہا اس نے کہ یہ اللہ کا ہے فیصلہ
تیرا رب یہ کہہ رہا ہے مجھ پہ یہ آسان ہے

ہم بنائیں گے نشانی اس کو لوگوں کے لئے
اور اپنی خاص رحمت، طے شدہ یہ بات ہے

حمل سے پس ہو گئیں وہ اور اس حالت میں وہ
دُور جا کر بیٹھیں اک گھر میں مگر سب سے الگ

دردِ زہ لے آیا ان کو نخل کے اک جڑ کے پاس
بولیں وہائے کاش مر جاتی میں اس سے قبل ہی

اور باقی بھی نہ رہتا پھر مرا نام و نشاں
پس فرشتے نے اسے نیچے سے یہ آواز دی

تُو نہ ہو آزردہ خاطر، رب نے تیرے واسطے
کر دیا ہے جاری اک چشمہ ترے پاؤں تلے

اور تنے کو نخل کے اپنی طرف کو آپ لائیں
وہ گرائے گا تر و تازہ کھجوریں آپ پر

چین سے کھاؤ پیو اور رکھو ٹھنڈی اپنی آنکھ
پھر جو دیکھے آدمی کوئی تو کہہ دینا اسے

میں نے منّت روزے کی مانی ہے اللہ کے لئے
پس کروں گی نہ کسی سے آج ہرگز میں کلام

پھر وہ اس بچے کو لے کر آئیں اپنی قوم میں
بولے سب مریم تُو لائی یہ غضب کی چیز ہے

اے بہن ہارون کی نہ تو بُرا تھا تیرا باپ
اور یقیناً نہ ہی تیری والدہ بدکار تھی

تو اشارہ کر دیا مریم نے بچے کی طرف
تو وہ سب مریم سے یہ کہنے لگے کہ لو بھلا

گود کے بچے سے ہم کس طرح سے باتیں کریں
بول اُٹھا بچہ میں بے شک بندہ ہوں اللہ کا

اس نے مجھ کو دی کتاب، اپنا بنایا ہے نبی
اور جہاں بھی میں رہوں، اس نے ہے بابرکت کیا

حکم پڑھنے کا صلات اور ساتھ دینے کا زکات
ہے دیا اس نے مجھے جب تک کہ میں زندہ رہوں

اور بنایا والدہ کا ہے مجھے خدمت گزار　　اور نہیں مجھ کو کیا ہے سرکش و بدبخت بھی
ہے سلام اس پر، یہاں جس روز میں پیدا ہوا　　جب مروں گا اور دوبارہ جب اُٹھایا جاؤں گا
یہ ہے عیسی ابنِ مریم کا حقیقی واقع　　بات سچی ہے یہی کہ جس میں شک کرتے ہیں وہ
یہ نہیں اللہ کے شایاں کہ وہ بیٹا بنائے　　یہ حقیقی امر ہے کہ وہ ہے بالکل پاک ذات
فیصلہ کرتا ہے جب بھی وہ کسی بھی کام کا　　تو نہیں کہتا ہے کچھ بھی اور وہ اس کے سوا
ہو جا پس وہ کام ہو جاتا ہے پھر اس وقت ہی　　میرا اور تم سب کا رب اللہ ہی ہے بے شبہ
پس کرو اس کی عبادت، یہ ہے سیدھا راستہ　　(۵۹۷)

حضورؑ کی چند قرآنی دعاؤں کا منظوم ترجمہ

سورت طٰہٰ آیت ۱۱۴

دعا کیجیے آپ یہ میرے رب　　زیادہ عطا کر مجھے علم اب

سورت النمل آیت ۵۹

جو کبھی شیطان اُکسائے تمہیں　　مانگو تم اللہ تعالی کی پناہ
سُننے اور وہ جاننے والا ہے سب

سورت الاعراف آیت ۲۰۰

اے نبی! کر یاد رب کو صبح و شام

دل ہی دل میں خوف اور زاری کے ساتھ　　اور زباں سے ہلکی تم آواز سے
اور ان میں سے نہ ہو جاؤ کہ جو　　لے رہے ہیں خواب غفلت کے مزے

سورت الاعراف آیت ۲۰۵

اور دُعا مانگو کہ اے پروردگار!

تُو مُجھے لے جا جہاں بھی بر زمیں　　لے جا مالک مجھ کو سچائی کے ساتھ
اور جہاں سے بھی مجھے مولا نکال　　دے نکالا مجھ کو سچائی کے ساتھ
اقتدار اپنی طرف سے ایک تو　　دے بنا میری مدد کے واسطے

سورت بنی اسرائیل آیت ۸۰

اے محمدؐ تم کہو، اے میرے رب!

درگزر فرما تُو مجھ پر رحم کر سب رحیموں سے ہے تُو اچھا رحیم

سورت المومنون آیت ۱۱۸

یہ کہہ دیجئے کہ میرے واسطے اللہ ہے کافی عبادت کے نہیں لائق ہے اس کے ماسوا کوئی
اسی کی ذاتِ والا پر کیا میں نے بھروسا ہے یقیناً عرش کا سب سے بڑے، مالک ہے بس وہ ہی

سورت التوبہ آیت ۱۲۹

اے مرے اللہ! برحق تُونے ہی پیدا کیا

آسماں سارے کے سارے اور یہ روئے زمیں ہر چھپے کا، ہر کھلے کا جاننے والا ہے تُو
فیصلہ فرمائے گا بندوں کے اپنے درمیاں باتوں میں تُو جن میں وہ کرتے ہیں اختلاف (۵۹۸)

چند احادیث رسول کے منظوم تراجم

ترمذی شریف کی حدیث ارکانِ اسلام کے بارے میں

ترجمہ

حضرت ابنِ عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ۲۔ نماز قائم کرنا ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا ۴۔ رمضان کے روزے رکھنا ۵۔ بیت اللہ کا حج کرنا

منظوم ترجمہ

راوی ہیں ابنِ عمر کہ یہ ہے فرمانِ رسولؐ مومنو! اسلام کے ہیں پانچ بنیادی ستون
دینا اوّل یہ گواہی کہ نہیں کوئی الہ ماسوا اللہ اور اس کے محمدؐ ہیں رسولؐ
وقت پر پڑھنا نمازیں اور ادا کرنا زکوٰۃ اور رکھنا صوم رمضان اور کرنا حجِ بیت (۵۹۹)

فضیلتِ قرآن

ترجمہ

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

منظوم ترجمہ

حضرت عثمان راوی اس حدیث پاک کے — بارے میں قرآں کے فرمایا رسول اللہؐ نے
مومنو! تم سب کے اندر ہے وہ بندہ بہترین — وہ جو خود قرآن سیکھے اور اوروں کو سکھائے (۶۰۰)

ذکر اللہ تعالی

حضرت ابو موسی فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور جو نہیں کرتے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے

منظوم ترجمہ

رسول اللہؐ کا فرمان عالی یہ — روایت یہ حدیث اک ہے ابو موسی صحابی کی
جو ذکر اللہ کا کرتے ہیں بندے، جو نہیں کرتے — ہے زندہ اور مُردہ کی طرح بے شک مثال ان کی (۶۰۱)

اہمیت نماز

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نماز کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی ہے

منظوم ترجمہ

یہ روایت حضرتِ جابر سے ہے — کہ یہ فرمایا رسول اللہؐ نے
فرق کرنے والی ہے لوگو نماز — درمیاں یہ کفر اور ایمان کے (۶۰۲)

اسلامی تاریخی واقعات

عصرِ حاضر میں قرآنی آیات اور احادیث کے منظوم تراجم کے علاوہ گہر اعظمی کا ایک اور قابلِ قدر و فخر کارنامہ حضورؐ پاک کی منظوم سیرت ہے۔ اُنہوں نے سرورِ کائنات کے نام سے ایک شعری مجموعے میں حضورؐ کی پیدائش سے لے کر تا وصال باکمال سرکار کی تمام زندگی کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ نبی کریم کی حیاتِ طیبہ کے تمام

معروف واقعات کو نظم کر کے منظوم سیرت طیبہؐ کی روایت کو دوام بخشا۔ اُنہوں نے سرورِ کائنات میں جن واقعات کا تذکرہ کیا اُن میں سے چند کا تذکرہ باب دوم میں قبل ازیں ہو چکا ہے۔ جن میں حضورؐ کی پیدائش، غارِ حرا کا احوال، ہجرت مدینہ، حضورؐ کا عسکری کردار، غزوہ بدر، غزوہ اُحد و خندق و فتح مکہ شامل ہیں۔ اب کچھ دیگر واقعات کا تذکرہ ذیل ہے:

سرکار مدینہؐ کی آمد سے پہلے عالمی دنیا کے حالات

حضرت عیسیٰؑ اور ہمارے پیارے نبیؐ کے درمیان زمانی فاصلہ قریباً چھے سو سال کے لگ بھگ بنتا ہے۔ اس دوران دنیا میں ایک ہی بڑا مذہب عیسائی تھا، حضرت عیسی اپنے ساتھ جو آسمانی کتاب انجیل لائے تھے اس سارے عرصے میں اہلِ انجیل نے اس کتاب میں بعد از رفع آسمانی حضرت عیسی اپنی خواہشات کے مطابق بہت سی ردو بدل کر دی تھی جس کے نتیجے میں یہ ہوا کہ جو عیسائی مذہب وجود میں آیا اُس میں تعلیمات الہی کی اصل روح عنقا تھی سو مخلوق خدا ایک رب پر ایمان رکھنے کی بجائے عیسایوں کے خود ساختہ عقیدے عقیدہء تثلیث پے اعتقاد رکھنے لگی۔ اسی طرح دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اہلِ اقتدار اور عوام کا اپنا اپنا مذہب اور رسوم و رواج تھے۔ جن کے مطابق وہ اپنے مذہبی اور سماجی فریضے ادا کرتے تھے۔ چونکہ یہ چھٹی عیسوی صدی تھی ۔اہلِ ایران آغاز میں مظاہر پرست تھے یعنی وہ روشنی، شفاف فلک، آتش و باد، ابرِ باراں کی پوجا کرتے تھے پھر بعد میں وہاں زرتشت کا ظہور ہوا تو وہ لوگ اپنے سابقہ عقائد سے منحرف ہو کر زرتشت کے پیروکار ہو گئے ۔یونان میں اہلِ یونان دیوتاؤں کے ماننے والے تھے اپنے ان خداؤں کو خوش کرنے کے لئے مندروں میں انسانوں کی قربانی کرتے تھے۔ ان کا معاشی نظام بہت سخت تھا زیادہ تر زراعت کا پیشہ اپنایا جاتا تھا لیکن ایک غریب کسان جو اپنی زمیں نہیں رکھتا تھا اُس کی زندگی انتہائی مشکل تھی وہ اپنی گزر بسر کے لئے خوشحال لوگوں سے سود پر قرض لیتا تھا جسے اتارتے اتارتے اُس کی آنے والی نسلیں بھی بوڑھی ہو جاتی تھیں اہلِ روم مذہبی طور پر اُن روحوں کی پرستش کرتے تھے جو اُن کے خیال میں اُن کے گھروں، کھیتوں اور اُن کے چشموں اور اُن کے دیگر معاملات زندگی کی انجام دہی میں مصروفِ عمل تھیں۔ بعد میں یہ بھی دیوتاؤں کے قائل ہو گئے غلام رکھنا یہاں کی عام روایت تھی۔ مصر میں اہلیانِ مصر اپنے بادشاہ کو ہی الہ یعنی دیوتا قرار دیتے اور اس کی اسی طرح اطاعت کرتے۔ ہندوستان میں ہندو اور بُدھ مت مذہب کی اجارہ داری تھی ہندو بتوں کی پوجا کرتے تھے لیکن بعد میں عرب مسلمانوں کی آمد سے یہاں اسلام پھیلا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ شاعر نے ان حالات کو کیسے بیان کیا ہے

چھٹی صدی عیسوی میں

قبل از اسلام اس عالم کے جو حالات تھے
ہے بیاں مقصود ان کا مختصر پہلے مجھے
عیسوی سن کی صدی جس وقت جاری تھی چھٹی
بٹ چکے تھے اپنے مسلک اور مقصد سے سبھی
اس قدر تحریف اور تخفیف کا تھا سامنا
اصل صورت کا بھی ناممکن تھا اب پہچاننا
اوّلیں بانی، علم بردار خود بخود جو دیکھتے
ان مذاہب کو دوبارہ، کب اُنہیں پہچانتے
گرم تھا بازار تہذیب و تمدن کا جہاں
مسخ بالکل ہوچکی تھی شکل مذہب کی وہاں
قدر و قیمت اور افادیت سے وہ معدوم تھے
واقعیت سے وہ اپنی سر بسر محروم تھے
ہو چکی تھی دُور از اخلاق ان کی زندگی
اب نظر آتا نہ مصلح یا معلم ہی کوئی (۶۰۳)

سلطنتِ روما

ہو چکا تھا اتنا رومی سلطنت میں انتشار
جھگڑے میں اک، آدمی کام آئے ان کے تیس ہزار
زندگی میں ان کا یہ سب سے بڑا تھا مشغلہ
ہو کسی صورت سے بھی، مل جائے حصہ مال کا
بڑھ گئے تھے اتنا آگے عیش اور تفریح میں
جا ملی تھیں بربریت سے ہی ان کی سرحدیں
تھا سماجی زندگی میں ان کی حد درجہ تضاد
مذہبی رُجحان رہبانیت تھی زندہ باد
مصر اس کی اک ریاست تھی بہت خوشحال تھی
بدتریں سیاسی تھی استبداد کی ماری ہوئی
اور یہی اس کی ریاست شام کا بھی حال تھا
نہ رعیت کو کبھی شفقت سے پڑتا واسطہ
مفلسی کا حال ان کی تھا کہ اکثر اہلِ شام
قرض کی خاطر سے بچے بیچ دیتے سستے دام
اور تھا بیگار لینے کا رواج اک ان میں عام
بے کسوں اور بے بسوں کو وہ بنا لیتے غلام (۶۰۴)

ایرانی شہنشاہت

مذہب زرتشت ہے ایران کا مذہب قدیم
یہ بنا تھی جب ہوئی رومن شہنشاہی دونیم
المدائن اس شہنشاہی کا پایہ تخت تھا
ساری دنیا میں بلند اس سلطنت کا بخت تھا
دیکھیں بنیادوں پہ جو زرتشتی مذہب کے بغور
خیر و شر کی کش مکش اور نور و ظلمت پر تھا زور
تھا تصور ہے مسلسل معرکہ قائم یہاں
بس بھلائی اور برائی کے خدا کے درمیاں
ان کے موروثی سلاطیں تخت کے مالک تھے جو
عام انسانوں سے بالاتر سمجھتے خود کو وہ

نسل سے تھا آسمانی ہی خداؤں کے وہ شاہ   بات یہ تسلیم کرتے، تھا انہیں کب اشتباہ
حاکم مطلق سمجھتے تھے وہ سب خود کو مدام   ملک کی دولت کے ساری اور وسائل کے تمام
دوسری جانب عوام ان کے تھے غربت کا شکار   روتے قسمت کو تھے، کرتے موت کا وہ انتظار (۲۰۵)

ہندوستان

مذہبی ، اخلاقی یہ ہندوستاں کا بالیقین   اجتماعی طور پر تھا دور سب سے بدترین
معبدوں میں بے حیائی اور عیاشی تھی عام   دے رکھا تھا اس کو مذہب نے عبادت کا ہی نام
ہندو مذہب اور بدھ مت دونوں یکساں طور پر   بُت پرستی کے تھے مظہر، شرک کے پیغام بر
باقی کوئی قدر و قیمت ان میں عورت کی نہ تھی   بعد مر جانے کے شوہر کے وہ ہو جاتی ستی
اس نے ٹھہرایا تھا عورت کو فقط مال و منال   ہار جانا اس کو جوئے میں تھی اک ادنیٰ مثال
مر گیا شوہر تو کھو دیتی تھی نظروں میں مقام   ختم ہو جاتی تھی عزت اور حرمت، احترام
پیشوں پہ قائم نظام ان کا برہمن نے کیا   چار طبقوں میں کیا تقسیم باشندوں کو تھا
تھے اجارہ دار مذہب کے پروہت برہمن   چھتری ان کا محافظ فوج جس کا تھا مشن
تھی زراعت اور تجارت ویش کا ہی خاص فن   اور خدمت گاران کا تھا اچھوت ہر مرد و زن
آخری طبقہ تھا یہ سب سے بڑی تعداد میں   انتہائی پست تھا، آتا تھا سب سے بعد میں (۲۰۶)

یورپ کے حالات

یورپی قومیں شمال و غرب میں تھیں بے شمار   دور تک آباد تھیں، ان میں تھا بے حد انتشار
تھیں تمدن میں وہ پیچھے جاہلانہ تھا نظام   اور تھیں مشغول وہ خوں ریز جنگوں میں تمام
نہ ہی تھا بیرونی دنیا سے اُنہیں مطلب کبھی   نہ ہی دنیا ان سے رکھتی تھی کبھی مطلب کوئی
جسم کو دیتے اذیت ان کے راہب، پادری   نزد ان کے پاک ہونے کی تھی بس صورت یہی (۲۰۷)

اہلِ عرب کے حالات

تھے قبائل میں کئی تقسیم سب اہل عرب   ہر قبیلہ یہ سمجھتا اس کا اُونچا ہے نسب
گو عرب کے لوگ تھے سب بت پرستی کا شکار   بات ان پر روزِ روشن کی طرح تھی آشکار
روز اول سے یقینی طور ان کے پاس بھی   خالقِ اکبر کا ذاتی نام تھا اللہ ہی

زندگی میں نہ برائی کا کوئی معیار تھا
یہ سمجھتے تھے نہیں ہو سکتا ان سا دوسرا

ہے معزز سب سے جو بے شبہ اس بستی میں تھے
کم تریں تھی جو وہ اس اخلاق کی پستی میں تھے

اس قدر آنکھوں پہ ان لوگوں کے تھا پردہ پڑا
مرضیِ رب کے لئے تھا بس بتوں کا آسرا

یہ عقیدہ تھا بتوں کا جو وسیلہ ساتھ ہو
تو پسند آتی ہے ایسی بات ہی اللہ کو

ان کی خدمت میں لگے رہتے تھے جی جان سے
بُت تراشے جو گئے تھے خود کسی انسان سے

ان کو اپنے واسطے بیٹے بہت مرغوب تھے
اور دشمن تھے بہت وہ بیٹیوں کی جان کے

اور آپس میں بہاتے خون کی وہ ندیاں
مدتوں چلتی لڑائی اس طرح سے درمیاں (۶۰۸)

سرکار دو عالمؐ کا خاندانی پسِ منظر

قصی بن کلاب

مکے میں نہ جانے کتنے انقلاب آئے گئے
حتیٰ کہ قصی بڑے سردار پھر ان کے ہوئے

جو کہ تھے کلاب کے بیٹے جو خود سردار تھے
نیک طینت، پاک باطن صاحبِ کردار تھے

سلسلہ ملتا ہے جن کا جا کے پھر عدنان سے
تھے نسب سے جو کہ اسمٰعیل و ابراہیم کے

یہ خصوصیت بھی حاصل ہے اُنہیں کلاب کو
تھے سکڑ دادا یہ حضرت آمنہ کے دوستو

ان کے ہی اجداد میں سے تھا لقب اک کا قریش
نسل والے جن کے کہلائے قریشی پھر ہمیش

ہے وہ پہلا شخص قصی بعد ابراہیم کے
خانہء کعبہ کیا تعمیر جس نے خیر سے

پاسبانی تھی اُنہی کے ذمے بیت اللہ کی
اور کلیدِ کعبتہ اللہ ان کے ہی قبضے میں تھی

وہ سقایہ اور رفادہ کے بھی خود تھے مہتمم
مشوروں سے ان کے ہی ہر ایک سر ہوتی مہم

جب وہ بوڑھے ہوگئے تو کام یہ سب بعد میں
کر دیئے تقسیم سارے ہی بڑی اولاد میں

جانشین اس طرح عبدالدار ان کے ہوگئے
حالانکہ عبد مناف ان سے تھے بہتر اور بھلے (۶۰۹)

بنی ہاشم

بیٹا ہاشم تھا لقب جس کا اور عمرو نام تھا
تو اسے عہدہ سقایہ اور رفادہ کا ملا

پانچ تھے یوں اور بھی تو ان کے والد کے پسر
تھا یہ ان میں صاحب صولت، بڑا اور با اثر

ہاشم ان میں رحمدل اک دردمند انسان تھے
مال دولت سے تھے بہرہ مند سب کی جان تھے

حاجیوں کے ساتھ ہی رکھتے غریبوں کا خیال — انتظامی کام کے ماہر تھے حاصل تھا کمال
بعد ہاشم عہدے آئے مطلب کے ہاتھ میں — خوبیاں ساری تھیں سرداری کی اُن کی ذات میں (۶۱۰)

عبدالمطلب

ہو گیا مکے میں جب کہ مطلب کا انتقال — تو پھر عبدالمطلب کرنے لگے سب دیکھ بھال
اہلِ مکہ ان دنوں اپنی ضرورت کے لئے — کنوؤں سے لاتے تھے پانی شہر سے جو دُور تھے
چاہ زمزم تھا حرم میں مدتوں سے بند تھا — پانی تھا جس کا کہ شیریں اور تھا خوش ذائقہ (۶۱۱)

تب اُنہوں نے اہلِ مکہ کو اس تکلیف سے بچانے کے لئے چاہِ زم زم کو کھودنے کا فیصلہ کیا۔ جب اُنہیں مشکل پیش آئی تو عبدالمطلب نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ انہیں دس بیٹے عطا کرے تو وہ ایک اللہ کی راہ میں قربان کریں گے۔ جب اُن کے دس بیٹے ہوئے تو اُنہوں نے اپنی منت پوری کرنے کے لئے قرعہ ڈالا جو حضرت عبداللہ کو قربان کرنے لگے تو ایک عرافہ نے اُنہیں فال نکالنے کا کہا کہ جب فال اونٹوں کے نام نکلے تو بیٹے کی جگہ اونٹ ذبح کر دیں اور بیٹے کو بچالیں۔ شاعر اس منظر کو یوں بیان کرتا ہے:

اس طرح سو اونٹ پر قرعہ نکلا جب گیا — تب کہیں جا کر یہ نکلا اونٹ کے پھر نام کا
فیصلہ نہ ہو غلط دل میں یہی کھٹکا رہا — پھر نکالو فال عبدالمطلب نے یہ کہا
اور سو اونٹوں پہ دوبارہ بھی نکلی فال جب — فیصلے کو تب انھوں نے سمجھا کہ راضی ہے رب
ذبح عبدالمطلب نے اونٹ سو تب کر دیئے — اور عبداللہ یوں قربان ہونے سے بچے (۶۱۲)

عبداللہ بن عبدالمطلب

حضرت عبداللہ ایک انتہائی حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے۔ اُنہیں کئی عورتوں نے شادی کی پیشکش کی لیکن آپ نے ٹھکرا دی جن میں ایک کاہنہ بھی تھی۔

دیکھنے والی نظر ہر ایک ہوتی تھی فدا — دیکھتے ہی عورتیں کرتیں ارادہ عقد کا
عورتوں نے تو کئی اس ضمن میں کوشش بھی کی — شادی لیکن اُن کی حضرت آمنہ سے یوں ہوئی (۶۱۳)

یوں حضورؐ کی پیدائش وجود میں آئی۔

حضورؐ کی پیدائش سے قبل کا واقعہ اصحاب فیل

قرآن پاک کی سورت الفیل میں اس واقعے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ حضورؐ کی پیدائش سے پچپن روز پہلے کا ہے۔ جب ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کرنا چاہا تو اُس نے مکہ میں آکر پہلے مکہ والوں کے مویشی قبضے میں کئے جن کو حضرت عبدالمطلب نے چھڑوایا تو ابرہہ نے کہا کیا آپ خانہ کعبہ جو آپ کی عبادت گاہ ہے کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کہیں گے تو آپ نے کہا یہ جس کا گھر ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ یہ سُن کر ابرہہ نے کیا کہا شاعر کی زبانی سُنیے:

خانہ کعبہ بچ نہیں سکتا وہ پھر گویا ہوا
اس کا میں نام ونشاں بھی دوں گا ہستی سے مٹا
سوئے مکہ ابرہہ تب شان سے آگے بڑھا
منہدم کرنے کو کعبہ یعنی گھر اللہ کا
دیکھیے اللہ تعالیٰ کی بھی قدرت دیکھیے
تھا جس ہاتھی کو سدھایا اپنے مقصد کے لئے
جب چلانا چاہتے تھے بیٹھ جاتا تھا وہیں
عندیہ یہ تھا کہ مکہ کی طرف جانا نہیں
اور ہوا اللہ کے کرنے سے پھر یہ واقعہ
کنکری چڑیوں نے پنجوں، چونچ میں بھی لی اُٹھا
جھنڈ ان کا ابرہہ کی فوج کی جانب بڑھا
اپنی اپنی کنکری دی فوجِ دشمن پہ گرا
اور پھر لوگوں نے دیکھا اک عجب ہی ماجرا
کنکری جس کو لگی بھس کی طرح وہ ہو گیا
آدمی تھوڑے بچے جن کو نہیں پہنچی گزند
کنکری جن کو لگی نہ، آدمی ایسے تھے چند
ابرہہ کے ساتھ بھاگے لوگ وہ سوئے یمن
سرزمیں جس کے تھے باسی جو کہ تھا ان کا وطن
راستے میں ابرہہ کا جسم کٹ کٹ کر گرا
پہنچا جب صنعاء تو سینہ شق ہوا اور مر گیا
ہاتھیوں والوں کا عبرت ناک ہے یہ واقعہ
اور عام الفیل سن کی یوں ہوئی ہے ابتدا (۶۱۴)

مترادفات کا استعمال

گہرا عظمی نے اپنی نعتیہ شاعری میں کئی مقامات پر مترادفات استعمال کئے ہیں جو ذیل ہیں:

مرکز و منبع نبوت کو
مخزنِ التفات لکھتا ہوں (۶۱۵)
میں مانتا ہوں کہ ہیں زیادہ
گناہ میرے، قصور میرے (۶۱۶)
امن و اماں کا مرحلہ ہو یا جہاد کا
اپنی مثال آپ ہے خود اُن کا انتظام (۶۱۷)
انسانیت کی عظمت و معراج اس کا حق
پیشِ نظر ہوں جس کے سدا آپ کے اُصول (۶۱۸)

دوبارہ حاضری کا ہوں شدت سے منتظر　　دل ہے گہر فسردہ پریشان اور ملول (۶۱۹)

9۔ محمد اقبال حسین نجمی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علمِ بیان

تشبیہ

میں ترے نقشِ قدم صُورتِ انجم دیکھوں　　کہکشاں سیرتِ اطہر کی سجانے والے (۶۲۰)

استعارہ

ستارے حرف بنتے ہیں میں جس دم نعت کہتا ہوں　　نظر میں پُھول کھلتے ہیں میں جس دم نعت کہتا ہوں

جِلا ملتی ہے دل کے آئینے کو اُن کی نسبت سے　　چراغِ فکر جلتے ہیں میں جس دم نعت کہتا ہوں (۶۲۱)

مری ہے روح کا رشتہ اُس آفتاب کے ساتھ　　ورود جس کا ہوا ہے اک انقلاب کے ساتھ (۶۲۲)

علمِ بدیع

صنائع لفظی

صنعتِ تجنیسِ تام

بستی ہے وہی بستی، آنکھوں میں جو بستی ہے　　دل سنتے ہی کہتا ہے کیا بات مدینے کی (۶۲۳)

تجنیسِ خطی

منزل پہ اپنی جب بھی یہ رُکتے ہیں قافلے　　کرتے ہیں اپنے درد کے درماں کا تذکرہ (۶۲۴)

تجنیسِ زائد وناقص

چومتے ہیں تجھ کو نوری دم بدم　　عشق تیرا حاصلِ ایمان ہے (۶۲۵)

اُن کے دربارِ کرم بار کے کیا ہیں کہنے　　غم کے ماروں کو مسرت کی قبا بخشیں گے ہم (۶۲۶)

صنعتِ تکرار

نعتِ نبی سے فکر یہ میری پائے اوجِ کمال
نعتِ نبی سے ہوتے ہیں دل سے دور ملال
نعتِ نبیؐ سے بڑھتے دیکھا میں نے فہم شعور
نعتِ نبیؐ نے مجھ کو کیا ہے رنج والم سے دور
نعتِ نبی سے ہم سب پر ہوں اللہ کے الطاف
نعتِ نبی میں ذکر کریں ہم آقا کے اوصاف (۶۲۷)

صنعتِ اقتباس

وہ جلوؤں کی ضیاء پاشی سے روشن ہو گئے نجمی
کہا شمس الضحیٰ آقا جنہوں نے بھی قرینے سے (۶۲۸)

صنعتِ ترصیع

وہ ترا اسم ہی تھا مجھ کو سنبھالا جس نے
وہ ترا نور ہی تھا مجھ کو اُجالا جس نے (۶۲۹)
اُن کو رفعت کا آسماں کہیے
اُن کی راہوں کو کہکشاں کہیے (۶۳۰)

صنعتِ ذوالقوافی

یہ کس سے ملنے کی پلتی ہے آرزو دل میں
یہ کس کو پانے کی بڑھتی ہے جستجو دل میں
نفس نفس میں رواں ہے جو میری رگ رگ میں
اُسی کی یاد میں ہوتی ہے ہاؤ ہو دل میں (۶۳۱)

صنعت تضمین مزدوج

تری ذات وجہ ءِ قرار ہے تری ذات مقصدِ کُن فکاں
تری ذات اصل بہار ہے تری ذات رونقِ گلستاں
مری کوششیں، مری کاوشیں، سدا ڈھونڈ تا ترا راستا
مری آنکھ میں ہے بسا ہوا شہِ دوسرا ترا آستاں
مجھے پھر ملیں تری قُربتیں، تری نعمتیں، تری رحمتیں
مجھے اپنے پاس تو پھر بُلا مرے چارہ گر مرے مہرباں
تُو نذیر بھی، تُو بشیر بھی، تُو کلیم بھی، تُو کریم بھی
تری ذات رہبر ہر زماں، تری شان قائدِ مُرسلاں (۶۳۲)

صنعتِ مسمط

ی ہ جو بٹ رہی ہے یہاں وہاں ترے پیار کی ہے یہ روشنی
یہ جو گھل رہی ہے فضاؤں میں ترے لُطف کی ہے یہ چاندنی
ترے ذکر سے ہیں رواں دواں سبھی قافلے، سبھی کارواں
ترے نقشِ پا کے خیال سے یہاں پا رہے ہیں سب آگہی
ترے نام میں ہیں صباحتیں، ترے ذکر میں ہیں حلاوتیں
ترے پیار میں جو بسر ہوئی وہی زندگی تو ہے زندگی (۶۳۳)

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

اُن کے در پر رہی حاضری چار دن — میں نے جانا ملی زندگی چار دن
اشک تھمتے نہ تھے ہونٹ تھے کانپتے — ایسی حالت بنی تھی مری چار دن
میری نظروں نے چومیں حسیں جالیاں — میں نے پائی عجب روشنی چار دن (۶۳۴)

صنعت لزوم مالا یلزم

عقیدت کی حسیں کرنیں دلوں میں جب اُترتی ہیں — رگوں میں یہ محبت کے عجب احساس بھرتی ہیں
لبوں پر مدحت سرکار کے جب پھول آتے ہیں — ہوائیں سب مہک جائیں، فضائیں بھی سنورتی ہیں
ضیا افروز کتنے ہی نقوشِ پا محمدؐ کے — کہ جنکے فیض سے ساری کہکشائیں نکھرتی ہیں (۶۳۵)

صنعتِ تنسیق الصفات

درِ جود و سخا اُن کا ہے دریائے کرم اُن کا — بھرے گا میری جھولی کو محبت کے خزینے سے (۶۳۶)
وہی ملجا و ماویٰ ہیں، وہی دریا کرم کا ہیں — اُنہی کی ذات ہے ایسی بھرم سب کا جو رکھتی ہے (۶۳۷)

صنائع معنوی

تلمیح

تجھ کو کوثر کے ذخیروں سے نوازا حق نے — جامِ رحمت سے طلب سب کی بجھانے والے (۶۳۸)
سوچ رہا ہوں قدم میں رکھوں اُس کوچے میں کیسے — رومی و عطار جہاں پر جاتے تھے تھرائے (۶۳۹)
اُنہیں معراج بخشی تھی بُلا کے عرشِ اعلیٰ پر — یہ نسبت خاص ہے اُن کو رجب کے اس مہینے سے (۶۴۰)

صنعتِ تضاد

مزاجِ خاص بھی بدلے مزاجِ عام بھی بدلے — اسی خاطر زمانے کی نظر طیبہ کو اُٹھتی ہے (۶۴۱)
ایک ہی صف میں بیٹھے ہیں شاہ و گدا — یہ مدینے کے والی کا دستور ہے (۶۴۲)

صنعتِ مقابلہ

ماں بھی اپنے بچے کو دے پیار کبھی نہ ایسا — آپ سے آقا آپ کا خادم جتنی چاہت پائے (۶۴۳)

صنعتِ جمع

مرا دل مری روح و جاں اُن سے روشن
محبت کے سارے جہاں اُن سے روشن
اُنہی سے بہاریں ہیں اس گلستاں میں
اُنہی کے تو جلوے ہیں ہر سُو جہاں میں
ملے حسن اُن کا سب ہی کے بیاں میں
ہوئے ہیں یہ کون و مکاں اُن سے روشن
محبت کے سارے جہاں اُن سے روشن (۶۴۴)

صنعت مراعاۃ النظیر

پھول ستارے، چاند اور سُورج، قُدسی اور انسان — جو بھی ہے وہ آپ کا کلمہ پل پل کہتا جائے (۶۴۵)

حضورؐ کے ذاتی اسم اسم محمدؐ کا منفرد استعمال

محمد اقبال حسین نجمی نے "عبدِ کامل" کے نام اپنے نعتیہ مجموعے میں اسم محمدؐ کا ایسا منفرد استعمال کیا ہے جو اُنہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس مجموعے میں اُن کی ۶۳ نعتیں اور ایک سلام شامل ہے۔ اُن کی ہر نعت کے مطلع اور مقطعے میں حضورؐ کے ذاتی نام کے ساتھ کوئی نہ کوئی صفاتی نام شامل ہے۔ چند نعتوں کے مطلع اور مقطعے ذیل ہیں

نعت ا۔

مطلع۔ عبدِ کامل ہیں محمد مصطفیٰؐ! — بن کے آئے ہیں امام الانبیاء
مقطع۔ رحمۃ اللعالمیںؐ جب آ گئے — ابرِ رحمت ہر طرف پھر چھا گئے (۶۴۶)

نعت۔ ۲۔

مطلع

نوُرِ کامل ہیں محمد مصطفیٰؐ! — نوعِ انساں کا مداوا برملا

مقطع

بن کے آئے رحمۃ اللعالمیں ... قصر جاں میں ہو گئے ہیں جاگزیں (۶۴۷)

نعت۔۳۔

مطلع

حُسنِ کامل ہیں محمد مصطفیؐ! ... آپ آئے تو اُجالا ہو گیا

مقطع

رحمۃ اللعالمیںؐ کی سروری ... دے رہی ہے سب دلوں کو سرخوشی (۶۴۸)

نعت۔۴۔

مطلع

ماہِ کامل ہیں محمد مصطفیؐ! ... عرش کی رفعت ہے اُن کے زیرِ پا

مقطع

بن کے آئے رحمۃ اللعالمیں ... آپ ہیں محسن ہمارے بالیقیں (۶۴۹)

نعت۔۵۔

مطلع

خُلق میں کامل محمد مصطفیؐ! ... بانٹتے ہیں آپ ہی رُشد وھدی

مقطع

میرے آقا، رحمۃ اللعالمیں ... میرے آقا ہادیٔ دنیا و دیں (۶۵۰)

نعت۔۶۔

مطلع

نقشِ کامل ہیں محمد مصطفیؐ! سب جہانوں کے لئے ہیں رہنما

مقطع

پیارے آقا، رحمۃ اللعالمیں بن کے آئے آپ صدرِ مرسلیں (۶۵۱)

نعت۔۷۔

مطلع

شانِ میں کامل محمد مصطفیؐ! ہادیء برحق، امام الانبیاء

مقطع

رحمۃ اللعالمیںؐ کا آستاں ہر کسی کے واسطے دارالاماں (۶۵۲)

نعت۔۸۔

مطلع

ذات میں کامل محمد مصطفیؐ! عاصیوں کا آپ ہیں بس آسرا

مقطع

رحمۃ اللعالمیں، خیر الانام آپ کا ہے برتر و اعلیٰ مقام(۶۵۳)

نعت۔۹۔

مطلع

حلمِ میں کامل محمد مصطفیؐ! آنکھ میں رقصاں ہے جلوہ آپ کا

مقطع

رحمۃ اللعالمین، جاں کا سرور　　　آپ کا اُسوہ مری آنکھوں کا نُور (۶۵۴)

نعت۔۱۰۔

مطلع

زُہد میں کامل محمد مصطفیٰ ! 　　　پیاری پیاری آپ کی ہے ہر ادا

مقطع

رحمۃ اللعالمینؐ ، خیر الامم　　　آپ کا ہی سب سے اُونچا ہے علم (۶۵۵)

منظوم تراجم

قُرآنی آیات کے تراجم

سورت الاعراف آیت ۱۵۸

ترجمہ:

"کہہ دیجیے پیارے حبیب! اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"

منظوم ترجمہ

آپ آقا رہبرِ دنیا و دین　　　بن کے آئے دینِ فطرت کے امیں (۶۵۶)

سورت الانبیا آیت ۱۰۷

ترجمہ

"اور ہم نے آپ کو نہیں مبعوث کیا مگر جہانوں کے لئے رحمت بنا کر"

منظوم ترجمہ

بن کے آئے رحمۃ اللعالمین　　　آپ ہیں محسن ہمارے بالیقیں (۶۵۷)

سورت النحل آیت ۱۲۵

"اے رسول! بلاؤ اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے۔"

ہم کو بخشے علم و حکمت کے چراغ جگمگائے ہیں شریعت کے چراغ (۶۵۸)

شیخ سعدی شیرازی کی عربی نعتیہ رباعی کا ترجمہ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

منظوم ترجمہ

پہنچے بلندیوں تک اپنے کمال ہی سے تاریکیاں مٹائیں اپنے جمال ہی سے
سب خوبیاں دکھائیں اپنے خصال ہی سے ہم کو ہے پیار اُن سے اور اُن کی آل ہی سے
ان پر درود لاکھوں اور اُن کی آل پر بھی (۶۵۹)

حضرت حسان بن ثابت کے نعتیہ اشعار کا ترجمہ

واحسن منک لم ترقط عین واجمل منک لم تلک النساءُ
خلقت مبرءً من کل عیب کأنک خلقت کما تشاءُ
تجھ سا نہ کوئی پیارا آنکھوں نے اپنی دیکھا تجھ سا جمیل کوئی پیدا ہوا نہ آقا
ہر عیب سے مبرا تجھ کو کیا ہے پیدا ویسے کیا ہے پیدا، جیسے تھا تو نے چاہا (۶۶۰)

منظر نگاری

محمد اقبال حسین نجمی کی منظر نگاری کی شعری مثال ذیل ہے:

میں صحنِ مسجد میں چھتریوں کے ہوں نیچے بیٹھا، درودی نغمہ میں گا رہا ہوں
میں سبز گنبد کے پاک جلوؤں کو دیکھتا ہوں، نصیب اپنا جگا رہا ہوں

مرے بدن میں بسی ہے خوشبو وہ پیاری پیاری، ہیں کیف پرور فضائیں ساری
مچلتے دل کو درِ مقدس کے نوری جلوے، وہ پیارے رستے، دکھا رہا ہوں (۶۶۱)

کھلے دریچے ہیں چاہتوں کے محبتوں کے، سخاوتوں کے، عنایتوں کے
میں نور بارش میں بھیگتا ہوں، میں اپنے دامن میں خوشبوؤں کو بسا رہا ہوں

زہے مقدر فضا مدینے کی مل گئی ہے، کلی جو دل کی تھی کھل گئی ہے
میں نُوری جلوؤں میں کھو چکا ہوں، میں راہِ طیبہ میں اپنی پلکیں بچھا رہا ہوں

اسمِ ضمیر کا شعری استعمال

اسمِ ضمیر کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ ”ایسا اسم جو کسی خاص نام کی تکرار کی بجائے استعمال کیا جائے(۶۶۲)

مثلاً وہ، اُس، اُن

محمد اقبال نجمی نے اس ضمن میں بھی عمدہ تخلیقات پیش کی ہیں اور اسم ضمیر کو نبی کریمؐ کی ذات مبارک کے لئے منفرد اور تخلیقی انداز میں برتا ہے چند مثالیں ملاحظہ کریں:

اسمِ ضمیر وہی

وہیؐ ظلِ الٰہی ہیں — وہیؐ حق کی گواہی ہیں
وہیؐ ہیں معنیء قرآں — وہیؐ ہیں پیکرِ ایماں
وہیؐ ہیں فیض کا چشمہ — وہیؐ والشمس کا جلوہ
وہیؐ جانِ طریقت ہیں — وہیؐ روحِ شریعت ہیں (۶۶۳)

اسمِ ضمیر اُن

بنایا ہے جو مولا نے — دیا اُنؐ کے تصرف میں
سجایا کہکشاؤں کو — دیا اُنؐ کے تصرف میں
سمندر اور خلاؤں کو — دیا اُنؐ کے تصرف میں (۶۶۴)

اسمِ ضمیر آپ

آپؐ ہی مطلوبِ رب ہیں آپؐ ہی محبوبِ رب — آپؐ ہی فخرِ عرب ہیں آپؐ ہی مہرِ عرب

آپؐ افضل، آپؐ اطہر آپؐ پر لاکھوں سلام
زندگی کے سچے رہبر آپؐ پر لاکھوں سلام

آپؐ ہیں جانِ صباحت حلم کا پیکر بھی ہیں
آپؐ ہیں اوجِ شجاعت عفو کا پیکر بھی ہیں

آپؐ اکمل آپؐ اظہر آپؐ پر لاکھوں سلام
زندگی کے سچے رہبر آپؐ پر لاکھوں سلام (٦٦٥)

القابات وخطابات

وردِ زبانِ قُدسیاں ، صل علیٰ نبینا
راحتِ قلبِ عاشقاں، صل علیٰ نبینا

چارہ ءِ دردِ عاصیاں، صل علیٰ نبینا
روحِ بہارِ جاوداں، صل علیٰ نبینا

نغمہ ءِ سازِ کُن فکاں، صل علیٰ نبینا
فخرِ زمیں و آسماں، صل علیٰ نبینا

شمعِ حریمِ لامکاں، صل علیٰ نبینا
نُورِ خدائے ہر زماں، صل علیٰ نبینا

رحمتِ ربِ دوجہاں، صل علیٰ نبینا
جانِ جہاں وجانِ جاں، صل علیٰ نبینا

رونقِ بزمِ عارفاں، صل علیٰ نبینا
فخرِ جمالِ صادقاں ، صل علیٰ نبینا

نازشِ بزمِ لامکاں ، صل علیٰ نبینا
محرمِ رازِ کُن فکاں ، صل علیٰ نبینا (٦٦٦)

اردو عربی اور فارسی زبانوں کے حروف کا یکجا اور منفرد استعمال

ثنائے مصطفیؐ دامن، ثنائے مصطفیؐ مامن
ثنائے مصطفیؐ مخزن، ثنائے مصطفیؐ ضامن

ثنائے مصطفیؐ تابش، ثنائے مصطفیؐ دانش
ثنائے مصطفیؐ بخشش، ثنائے مصطفیؐ بارش

ثنائے مصطفیؐ زینت، ثنائے مصطفیؐ نکہت
ثنائے مصطفیؐ رحمت، ثنائے مصطفیؐ مدحت

ثنائے مصطفیؐ مطلع، ثنائے مصطفیؐ مقطع
ثنائے مصطفیؐ جامع، ثنائے مصطفیؐ ارفع

ثنائے مصطفیؐ افضل، ثنائے مصطفیؐ اکمل
ثنائے مصطفیؐ کامل، ثنائے مصطفیؐ منزل

ثنائے مصطفیؐ اکبر، ثنائے مصطفیؐ مظہر
ثنائے مصطفیؐ حاشر، ثنائے مصطفیؐ محور

ثنائے مصطفیؐ عنواں، ثنائے مصطفیؐ بُرہاں
ثنائے مصطفیؐ تاباں، ثنائے مصطفیؐ خوباں

ثنائے مصطفیؐ اُلفت، ثنائے مصطفیؐ طلعت
ثنائے مصطفیؐ حاجت، ثنائے مصطفیؐ جنت

ثنائے مصطفیؐ مرہم، ثنائے مصطفیؐ پرچم
ثنائے مصطفیؐ پیہم، ثنائے مصطفیؐ اعظم

ثنائے مصطفیؐ مخفی، ثنائے مصطفیؐ اخفی
ثنائے مصطفیؐ ڈالی، ثنائے مصطفیؐ عالی

ثنائے مصطفیؐ قرآں، ثنائے مصطفیؐ ایقاں
ثنائے مصطفیؐ درماں، ثنائے مصطفیؐ ایماں

ثنائے مصطفیؐ رہبر، ثنائے مصطفیؐ سرور — ثنائے مصطفیؐ یاور، ثنائے مصطفیؐ اطہر
ثنائے مصطفیؐ شوکت، ثنائے مصطفیؐ عظمت — ثنائے مصطفیؐ لذت، ثنائے مصطفیؐ راحت
ثنائے مصطفیؐ رفعت، ثنائے مصطفیؐ عزت — ثنائے مصطفیؐ زینت، ثنائے مصطفیؐ حکمت
ثنائے مصطفیؐ ازلی، ثنائے مصطفیؐ ابدی — ثنائے مصطفیؐ عرشی، ثنائے مصطفیؐ فرشی
ثنائے مصطفیؐ ربی، ثنائے مصطفیؐ قلبی — ثنائے مصطفیؐ خوبی، ثنائے مصطفیؐ مستی
ثنائے مصطفیؐ جلوہ، ثنائے مصطفیؐ نغمہ — ثنائے مصطفیؐ سجدہ، ثنائے مصطفیؐ کلمہ (۶۶۷)

ایک جیسی ردیفوں کا مختلف استعمال

محمد اقبال حسین نجمی نے نعتیہ شاعری کے دوران ایک جیسی ردیفوں کو مختلف قافیوں کے ساتھ مختلف انداز میں برتا ہے۔ چند مثالیں ذیل ہیں:

ردیف۔ یارسول اللہؐ

بڑا ہی بے سہارا ہوں، سہارا یارسول اللہؐ — ملے اب میری کشتی کو کنارا یارسول اللہؐ (۶۶۸)
سراپا رحمت عالمؐ حبیبی یارسول اللہؐ — ہمارے محسن اعظم حبیبی یارسول اللہؐ (۶۶۹)
مرے سر سے یہ ٹل جائیں بلائیں یارسول اللہؐ — مری مقبول ہوں سب التجائیں یارسول اللہؐ (۶۷۰)
وہ ربِ دوجہاں اور آپ سلطاں یارسول اللہؐ — وہ مالک ہے ہمارا آپ نگراں یارسول اللہؐ (۶۷۱)

ردیف۔ سنہری جالیاں

کھل گئی دل کی کلی، دیکھیں سنہری جالیاں — ہر طرف تھی روشنی، چُومیں سنہری جالیاں (۶۷۲)
روشنی ہی روشنی تھی اور سنہری جالیاں — تازگی ہی تازگی تھی اور سنہری جالیاں (۶۷۳)

ردیف۔ گنبدِ خضرا

نظر کو نور ملتا ہے، جو دیکھیں گنبدِ خضرا — وضو آنکھوں کا ہوتا ہے، جو دیکھیں گنبدِ خضرا (۶۷۴)
رحمت کے خزانوں کا امیں، گنبدِ خضرا — دنیا ہے انگوٹھی تو نگیں، گنبدِ خضرا (۶۷۵)

10۔ محمد امین ساجد سعیدی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

جس دل میں ہو نہ ان کی محبت وہ ایسا ہے — جیسے کوئی گلاب سے خوشبو نکال دے (۶۷۶)
میں کیسے کہوں خُلد مدینے کی طرح ہے — اس شہر کا ہر ذرہ نگینے کی طرح ہے (۶۷۷)
ناخن کا تراشہ ہے کہ ہے چاند کی پہلی — انگشت کی جنبش ہے یا سورج کا پلٹنا
ہاتھوں کی لکیریں ہیں کہ کونین کی ریکھا — معراجِ نبوت ہے کہ کرنوں کا سمٹنا (۶۷۸)

استعارہ

جب گناہوں کے گرداب میں آگیا، اور شرما گیا — آپ کو یاد کرنے سے ساحل ملا، اے مرے مصطفی (۶۷۹)
تری یاد میں گرے ہیں مرے آنسوؤں کے موتی — میں نے پلکوں پہ سجائے، تری رحمتوں کے سائے (۶۸۰)

مجاز مرسل

جزو کہہ کے کُل مراد لینا

رحمتوں کی برابر ہی برسات ہے، واہ کیا بات ہے — اُمتی چاہے نزدیک یا دُور ہے، نور ہی نور ہے (۶۸۱)

علم بدیع

صنائع لفظی

تجنیس زائد و ناقص

مجھ پر کرم کیا ہے رسالت مآب نے — بن مانگے دے دیا ہے رسالت مآب نے (۶۸۲)

تجنیسِ خطی

تجنیسِ خطی میں محمد امین ساجد سعیدی نے مکمل نعت کہی ہے جس کے ہر شعر میں یہ صنعت برتی گئی ہے ۔مثال ذیل ہے:

سجا جو دو سخا کے پھول تُو آقا کی سیرت سے | نہیں لوٹا کوئی خالی درِ حسنِ رسالت سے
نہیں کچھ عار کی محسوس پہنچے غار کے منہ پر | کہاں کُفار واقف تھے مرے آقا کی ہجرت سے
حرم میں بولنا اونچا گنہ ہے جُرم ہے ہر دم | یہاں آرام فرما آپ ہیں سُن لو تلاوت سے
جو ہیں مدحت سرا اُن کے سزا اُن کو نہیں ہو گی | شفاعت پائیں گے اور وہ بری ہوں گے قیامت سے (۶۸۳)

اس نعت میں سجا، سخا، عار، غار، حرم، جُرم، سرا، سزا، یہ سب تجنیسِ خطی کی مثالیں ہیں۔

تجنیس سر حرفی

آپ آئے ہیں تو آئے ہیں لمحے بہار کے | رشکِ قمر ہیں طیبہ میں ذرے غبار کے
دن رات آتے رہتے ہیں رہ رہ کے یاد وہ | آئے ہیں ہم جو طیبہ میں لمحے گذار کے
پاپوش پہنے عرش پہ پہنچے رسول پاکؐ | نعلین طور پہ گئے موسیٰ اُتار کے
گلزار گلیاں بن گئیں، طیبہ کی گُل زمیں | شہر نبی خدا نے ہے رکھا سنوار کے (۶۸۴)

اس نعت میں آ، ر، پ، گ، ن، ش سے مختلف الفاظ آغاز ہوتے ہیں جو تجنیسِ سر حرفی ہیں

تجنیسِ محرف

ملا دَر ہے دُرِ یتیم کا، یہ سکوں ہے قلبِ سلیم کا | چلے لُو جہانِ ستم کی جو اسی در سے لَو ہی لگائی
ہُوا جب کرم تو زباں کُھلے، ہیں درود پاک کے گُل کِھلے | ہوئیں مُشکلیں یہاں حل سبھی یہی ورد لب پہ سجائی (۶۸۵)

دَر، دُر، لُو، لَو، کُھلے، کِھلے تجنیسِ محرف ہے

صنعتِ اشتقاق

صنعتِ اشتقاق میں محمد امیں ساجد نے جو نعت کہی ملاحظہ ہو:

کرنا کریم مجھ پر چشمِ کرم خدارا | میرا سوا تمہارے کوئی نہیں سہارا
نظروں میں سبز گنبد ہے بے نظیر سارا | اس منظرِ حسیں کا پُر نُو رہے نظارا
ہیں آپ کے بھکاری ہے بھیک پر گذارا | سب آپ کی ہے نسبت مان آپ ہیں ہمارا
وہ آپ ہی کی ہستی ہے دو جہاں میں آقا | پے بے کنار رحمت جس کا نہیں کنارہ (۶۸۶)

کریم، کرم، نظروں، نظیر، منظر، نظارہ، بھکاری، بھیک، کنار، کنارہ یہ سب الفاظ صنعت اشتقاق میں آتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا مادہء اشتقاق ایک ہی ہے۔

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

دو جہاں پر ترا احسان رسولِ عربی　　　اس پہ ہم سب کا ہے ایمان رسولِ عربی
دو زمیں پر ہیں وزیر اور ہیں افلاک پہ دو　　　تیرا جبریل ہے دربان رسول عربی
تین سو تیرہ جو اس مرد صحابہ تیرے　　　اک سے اک بڑھ کے یہ مردان رسول عربی
چار یار آپ کے روشن ہیں درخشندہ ہیں　　　میرے لب پر ہیں یہ ہر آن رسولِ عربی
پانچ تن پاک میں ہے آپ کی ہستی شامل　　　آپ سب سے مری پہچان رسولِ عربی (۶۸۷)

دو، تین سو تیرہ، چار، پانچ، صنعت سیاقۃ الاعداد صنعت میں آتے ہیں

صنعتِ ترصیع

حُسنِ کائنات آپ ہیں　　　رونقِ کائنات آپ ہیں (۶۸۸)
سارا جہاں غلام ہے میرے حضورؐ کا　　　اعلی بہت مقام ہے میرے حضورؐ کا (۶۸۹)

صنعتِ ذو قافتین

جب کوئی نعت کا اک نغمہ سنا دیتا ہے　　　سبز گنبد کا حسیں نقشہ دکھا دیتا ہے
جب بھی سو جاتا ہوں طیبہ کا تصور کر کے　　　سیر طیبہ کی مجھے سپنا کرا دیتا ہے
سانس لیتا ہوں تو رقص آتا ہے خوشبوؤں کو　　　جب مدینے سے کوئی جھونکا ہوا دیتا ہے
یہ بجا ہے کہ پیمبر کا لعابِ اقدس　　　اُن کے تو شہر کا بھی ذرہ شفا دیتا ہے (۶۹۰)

صنعت ذو قافتین میں ایک نیا تجربہ

ایک روی اور دو قافیے

روی سے مراد وہ حرفِ آخر ہے جو کسی مصرع یا بیت کے آخر میں آتا ہے اور مکرر آتا ہے

نبی کی نعت جب لکھنا عقیدت سے محبت سے　　　پرو الفاظ کی مالا نزاکت سے نفاست سے
تصور علم دیں غازی کے جذبے کا کرو پہلے　　　نبی کی آن پر لڑنا ہے طاقت سے شجاعت سے

نبی کے عشق سے سجدوں نے پائی لذتِ تسکیں مزاتم کو ہے پھر آنا عبادت سے ریاضت سے
رسول پاکؐ کے اخلاق کی تعلیم کو سمجھو! زمانے میں ہے دیں پھیلا عداوت سے نہ نفرت سے (۶۹۱)

اس نعت میں عقیدت، محبت، نزاکت، نفاست، طاقت، شجاعت، عبادت، ریاضت، عداوت، نفرت، قافیے ہیں جب کہ سے حرفِ روی ہے۔

صنعتِ لزوم مالا یلزم

آئے گا انقلاب نبی کے نظام سے ہے منتظر زمانہ نبی کے نظام کا (۶۹۲)
سکونِ قلب پانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں غموں کو بُھول جانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں
ٹلی مشکل پڑھا جب بھی وظیفہ نعت کا میں نے مصائب کو مٹانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں (۶۹۳)

صنعتِ منقوط

یہ ایسی صنعت ہے کہ جس میں ہر لفظ منقوط ہوتا ہے۔ محمد امین ساجد سعیدی نے اس صنعت میں ایک نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے اپنے نعتیہ مجموعے مدحتِ شاہِ کونین میں اس صنعت میں تین حمدیں، پچاس نعتیں اور نعتیہ قطعات و نعتیہ ماہیے شامل ہیں جو سب کے سب منقوط ہیں۔ اُن کی منقوط نعتوں کی چند مثالیں ذیل ہیں:

غزل کی ہیئت میں نعتِ منقوط

مدحت بیان کرتے ہیں شایانِ مصطفےٰ بے مثل دو جہاں میں ہیں حسانِ مصطفےٰؐ
بے انتہا غلام پہ احسانِ مصطفےٰ پائے بروزِ حشر جو پہچانِ مصطفےٰؐ
یہ روز و شب جو پڑھتے ہیں قرآنِ مصطفےٰؐ مرقوم نعتِ پاک میں دیوانِ مصطفےٰؐ (۶۹۴)

قطعہ کی ہیئت میں نعتِ منقوط

نامِ نبی پاکؐ پہ قُربان جاؤں میں میٹھی سکون بخش بنی میمِ مصطفیٰؐ
ساجد امیں یہ تو ہیں سچی حقیقتیں خوش بخت انساں کرتے ہیں تعظیمِ مصطفیٰؐ (۶۹۵)

منقوط نعتیہ ماہیے

ارمان ہیں سینے میں
ایسے بھی دن آئیں کب جائیں مدینے میں
قرآں میں ورفعنا
نعتیہ ہیں نغمے تا حشر سبھی گانا
نقشِ کفِ پا دیکھو!
تقدیر بدل جائے آنکھوں پہ سجا دیکھو
میلاد مناتے ہیں
دامانِ تہی میں چھم چھم رحمت پاتے ہیں
قرآں میں رقم باتیں
پیش ہیں زیر زبر آیات سبھی نعتیں (۶۹۶)

صنعت غیر منقوط

ہر گام دعا دل سے ہوئی ہے مرے ہر دم ہوں دور مرے سارے الم ہادیء عالم
کی مدح سرائی ہے سدا دل کی صدا سے سرکار دو عالمؐ کا کرم ، مہر ہے ہر دم
امداد کے ہی واسطے آئے مرے سرکار رکھ کر ہی سر گور وہ لوٹے مرے ہم دم (۶۹۷)

صنعتِ فوق النقاط

اس صنعت کو شاعری میں ایسے استعمال کیا جاتا ہے کہ ہر لفظ کے اوپر نقطہ آئے۔ محمد امین ساجد کے کلام سے ایک نعت بہ طور مثال دی جا رہی ہے:

کوئے درِ رسول کو وقتِ سحر گئے اُس وقت سے ہمارے مقدر سنور گئے
حاصل ہُوا سکون درِ مصطفی سے ہی لاکھوں زمانے والے اِدھر سے اُدھر گئے
لُطفِ عطا ہے حسن سخاوت حضورؐ کا شاہانِ دہر مانگنے اُن کے ہی در گئے (۶۹۸)

صنعت تحت النقاط

اس صنعت کے تحت کہے جانے والے شعر یا کلام کے الفاظ کے نقاط نیچے ہوتے ہیں۔ ایک شعری مثال محمد امین ساجد کے کلام سے ذیل ہے:

سرورِ دیں کے جو ٹکڑوں پر پلتے ہیں سب کے سب — اس جہاں میں وہ سلاطیں ہو گئے ہیں سب کے سب
جو اَلم دل میں ہیں لائے کر دیئے مسرور وہ — مسئلے اس بارگہ میں حل ہوئے ہیں سب کے سب
باادب اس بارگہ میں جھولیاں پھیلا کے ہی — حاکم و محکوم چوکھٹ پر کھڑے ہیں سب کے سب (۶۹۹)

صنعت واسع الشفتین

اس صنعت کے تحت کہے جانے والے کلام میں آنے والے الفاظ کی ادائیگی کے دوران دونوں لب آپس میں نہیں ملتے۔ امیں ساجد سعیدی کی کئی نعتیں اس صنعت کے تحت ہی ہیں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو:

خُلق وہ جو نعت کی صورت حسیں قرآن ہے — شاہِ دیں خیر الوریٰ حُسنِ ازل کی شان ہے
اہلِ دل، اہلِ نظر، کھا کر جہاں سے ہو گئے — ارفع و اعلی وہ صفہ کا ہی دستر خوان ہے
ہے فرشتوں کا وظیفہ وِرد ہے اللہ کا — ہر طرف صلوعلیہ ہر گھڑی ہر آن ہے (۷۰۰)

صنعتِ واصل الشفتین

ایسا کلام جس کے ہر لفظ کی ادائیگی کے دوران لب آپس میں ملیں۔ امین ساجد کی ایک نعت بہ طور مثال:

بِن مانگے کرم پایئے دربارِ نبیؐ میں — تعظیم بھی اپنایئے دربارِ نبیؐ میں
ایمان مکمل ملا بخشش بھی کرم بھی — تکریم بھی بتلایئے دربارِ نبیؐ میں
شرمایئے مت مانگیئے بارانِ کرم اب — داماں سبھی پھیلایئے دربارِ نبیؐ میں (۷۰۱)

صنعتِ تکرار

محمد امیں ساجد نے صنعتِ تکرار کی تین صورتیں استعمال کی ہیں:

تکرارِ لفظی

جب ایک لفظ کی تکرار

جس لب پہ ہو وہ لب لبِ لعلیں سے کم نہیں — کتنا حسین نام ہے میرے حضورؐ کا (۷۰۲)

تکرارِ قافیہ

نعت حضورؐ کی پڑھتے پڑھتے اشک عبادت کرتے ہیں — اُن کی یاد میں بہتے بہتے اشک عبادت کرتے ہیں
آنکھیں میری بھر آئیں جب شہر مدینہ یاد آئے — موتی بن کر گرتے گرتے اشک عبادت کرتے ہیں
مسجد نبویؐ گنبدِ خضریٰ اور سنہری جالی کا — ذکر زباں سے کرتے کرتے اشک عبادت کرتے ہیں (۷۰۳)

تکرارِ ردیف

میلادِ مصطفیؐ کا مناؤ گلی گلی — نعتِ رسولؐ پاک سناؤ گلی گلی
اب وقت آ گیا ہے میلادِ پاک سے — سوئے ہوئے نصیب جگاؤ گلی گلی
رنج و الم مصیبتیں مٹ جائیں گی سبھی — نغمے درودِ پاک کے گاؤ گلی گلی (۷۰۴)

صنعتِ تضمین

نعت، تضمین بر کلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

”اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں کُوچے بسا دیئے ہیں“
(حدائق بخشش ص ۶۶)

خوشبوئے مصطفیٰؐ نے رستے بتا دیئے ہیں — جب سانس لی معطر جھونکے بنا دیئے ہیں
فرمائی لب کُشائی گُل مسکرا دیئے ہیں — اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں — دل جاگتا ہے ان کا جس وقت روئی آنکھیں (۷۰۵)

صنعتِ تضمین مزدوج

یہ ہے میرا یقیں آپ جیسا حسیں — اور کوئی خدا نے بنایا نہیں

عرش پر جب ہوئے آپ مسند نشیں — شوق سے جھوم اُٹھا تھا عرشِ بریں
آپ خلقت میں ہر ایک سے اولیں — اور بعثت میں پیغمبرِ آخریں (۷۰۶)

صنعت ذولسانین، تلمیع

ہے زباں پر یار سول اللہؐ اُنظر حالنا — نین ہیں تر یار سول اللہؐ اُنظر حالنا
آپ کے لائق نہیں، تشریف پھر بھی لایئے — میرے بھی گھر یار سول اللہؐ اُنظر حالنا(۷۰۷)

صنعتِ محاذ

یہ صنعت بھی ہے تو تکرارِ لفظی کی ہی لیکن یہاں فرق یہ ہوتا ہے کہ ہر پہلے مصرعے کا آخری لفظ دوسرے مصرعے کا پہلا لفظ ہوتا ہے۔ کلام امین ساجد سے ایک نمونہ دیکھیے:

جس وقت بھی لبوں پہ ہے آیا نبیؐ نام — نامِ نبیؐ سے بنتے گئے ہیں ہمارے کام
کام آ گئی وسیلہ رسولِ خدا کی ذات — ذاتِ نبیؐ کا دیکھیے پھیلا ہے فیضِ عام
عام اور خاص پر تو برابر ہی فیض ہے — ہے ان کے در پہ سب کے لئے ایک جیسا جام
جام آج بھی حضورؐ کی رحمت کا عام ہے — ہے فیض عام شاہ و گدا سب پہ صبح و شام(۷۰۸)

صنعتِ اقتباس یا عقد

یٰسین کا سہرا سر پر ہے مازاغ کا کاجل آنکھوں میں — ہے شان تری محبوبِ خدا، اے رحمت عالمؐ صل علیٰ (۷۰۹)
شانِ معراج میں حسن طرفین ہے، قاب قوسین ہے — عرش اعظم پہ تو رب کا مہمان ہے، تیری کیا شان ہے
تو حریص علیکم کی تصویر ہے، خود ہی تفسیر ہے — مومنوں پہ بڑا تیرا احسان ہے، تیری کیا شان ہے (۷۱۰)

صنعتِ ردالعجز

شعر کے دوسرے مصرعے کے آخر میں وہی لفظ آئے جو اُس کے شروع میں ہو۔ امیں ساجد کے کلام سے مثال ذیل ہے:

صنعت ردالعجز میں نعتیہ قطعہ

ضوفشاں ہو گئے چار سُو آپ سے — خوب صورت ہے ہر اک ادا ضوفشاں
ضوفشاں آپ کے مسکرانے سے ہے — ہر زمانہ حسیں تر بنا ضوفشاں (۷۱۱)

صنعتِ مستزاد

اشکوں سے پرولایاہوں میں نعت کی مالا، اے سیدِ والاؐ
ہو جائے عطا نعت کا انداز نرالا، اے سیدِ والاؐ

میں گردشِ دوراں کے اندھیروں میں گھرا ہوں، جس سمت پھرا ہوں
میں مانگتا ہوں آپ کی رحمت کا اُجالا، اے سیدِ والا (۷۱۲)

صنعتِ معکوس

یا د آ ئے ہیں کر بلا و ا لے
د ر د شعلہ بنا ہے آ نکھو ں میں (۷۱۳)

غزل کرلے وضو جب بھی نبیؐ کی نعت ہوتی ہے
محبت دل میں ہو اُن کی تو رحمت ساتھ ہوتی ہے (۷۱۴)

درد اور وضو کو اُلٹا یا جائے تو تب بھی ایسے ہی پڑھے جائیں گے۔

صنائع معنوی

محمد امین ساجد نے اپنے نعتیہ کلام میں جن صنائع معنوی کو برتا ہے۔ ذیل ہیں۔

صنعتِ تلمیح

نجار کے بچوں کی ثنا خوانی دیکھو
لب پر طلع ال کی ہے صدا ہاتھ میں دف ہے (۷۱۵)

سُورج طلوع ہو گا ابھی دیکھ لیجیے
فرمایا مصطفیٰؐ نے اذاں اب بلال دے (۷۱۶)

شمس موڑا ہے کبھی توڑ کے جوڑا ہے قمر
کفر حیراں کہ اشارات کے اندر کیا ہے

عقل حیرت میں ہے انگشت سے چشمے جاری
کوئی بتلائے کہ اس ہاتھ کے اندر کیا ہے (۷۱۷)

صنعت تضاد

دل کو جواب دے دیا دل کے سوال کا
رکھا خیال آپ نے دل کے خیال کا

حق نے کیا تھا صبر سے باطل کو شرمسار
کربل میں یہ تو کام تھا زہرا کے لال کا

شہرہ زمیں پہ اور مچی، آسماں پہ دھوم
صدیق نے کیا تھا جو سودا بلال کا (۷۱۸)

صنعتِ جمع

آپ سے رونقیں، روشنی، خوش نما، ہر سو صل علیٰ
آپ کا سارے عالم میں فیضان ہے، واہ کیا شان ہے (۷۱۹)

عورتیں، بیٹیاں، جو غلامان تھے، سب پریشان تھے
ہر سُو ظلم و ستم تھا گیا سارا دب، آپ ہی کے سبب

رونقیں، رفعتیں، عظمتیں مل گئیں، ظلمتیں ہل گئیں　　دیں نے سکھلا دیئے بہتریں سارے ڈھب، آپ ہی کے سبب
بخششیں، نعمتیں، رحمتیں، برکتیں، رونقیں، عزتیں　　جو بھی انعام تھے مل گئے ہم کو سب، آپ ہی کے سبب (۷۲۰)
پھول، کلیاں، شجر کی سبھی کونپلیں، کوئلیں بلبلیں　　تیری مدحت میں پورا گلستان ہے، تیری کیا شان ہے (۷۲۱)

صنعتِ حُسنِ تعلیل

سُورج کو ملی ضو ترے چہرے کی ضیا سے　　ہر رات تری زلف کے سانچے میں ڈھلی ہے (۷۲۲)

صنعتِ مقابلہ

بھاتا نہیں یوسف سا حسیں چہرہ بھی اس کو　　جس شخص کے دل میں تری تصویر جڑی ہے (۷۲۳)

صنعتِ اطراد

اس صنعت میں شاعر ممدوح کے آباؤاجداد کا ذکر ایک ترتیب سے کرتا ہے:

عباس، ابو طالب و حمزہ کی ہیں یہ جان　　ہے کُنبہ ء ذیشان بڑا ماہِ مبیں کا
عبد اللہ پدر سیدہ ماں آمنہ بی بی　　اعلی ہے حسب عالی نسب سرورِ دیں کا (۷۲۴)

صنعتِ لف ونشر

لب ہیں چپ آنکھیں ہیں نم دہلیز اقدس پر جبیں　　اشک میرے نعتِ شاہ دیں سنائیں بار بار (۷۲۵)

مراعاۃ النظیر

میں قطرہ ہوں سرکار بنا دیجیے گوہر　　میرے لئے رحمت تری آغوش صدف ہے (۷۲۶)
سیر اب کرلے دل کی تو بنجر زمیں کو　　لطف و کرم کا بہتا ہے دریا حضورؐ کا (۷۲۷)

حُسنِ طلب

کبھی حضورؐ کہیں مجھ سے اے غلام آجا　　مری گلی میں ہو کچھ دن ترا قیام آجا
یگ وہ وسُ راچ یناریذپ ں یم ں اہج یرت　　درود دل میں زباں پر لئے سلام آجا
پریشاں حال سے کہہ دو نہ ہو پریشاں اب　　مرے حضورؐ کے در پر بنیں گے کام آجا (۷۲۸)

کلام امین ساجد سعیدی میں محاورات کا استعمال

نظم و نثر میں جب الفاظ کو حقیقی معانی کی بجائے مجازی معانی میں استعمال کیا جاتا ہے تو اسے محاورہ کہتے ہیں۔ محمد امین ساجد نے اپنے نعتیہ کلام میں محاورہ بندی کا خصوصی اہتمام کیا اُن کی اس شعوری کوشش نے اُن کی شاعری کی ادبی قدر و قیمت میں مزید اضافہ کر دیا۔ امین ساجد کی نعتیہ شاعری سے محاورہ بندی کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

چار چاند لگنا

میرے آقا کی عطا سے لگ گئے ہیں چار چاند — نسبتِ خیر الوریٰ سے لگ گئے ہیں چار چاند
دردِ عشقِ مصطفی سے دردِ دنیا مٹ گئے — درد کی ایسی دوا سے لگ گئے ہیں چار چاند (۷۲۹)

محاورہ۔ دل باغ باغ ہونا

آ گئے شاہِ اُمم دل ہو گیا ہے باغ باغ — مٹ گئے رنج و الم دل ہو گیا ہے باغ باغ
ہے سفر سوئے حرم دل ہو گیا ہے باغ باغ — بڑھتے جاتے ہیں قدم دل ہو گیا ہے باغ باغ (۷۳۰)

محاورہ۔ اوسان خطا ہونا

اوسان خطا ہو گئے دیکھے جو نکیرین — پھر پڑھنے لگا قبر میں نعتِ شہہ کونینؐ
اُن کے لئے اللہ نے ہی تاج رکھے ہیں — سر پر جو سجا لیتے ہیں سرکارؐ کی نعلین (۷۳۱)

محمد امین ساجد کی پسندیدہ آوازیں

محمد امین ساجد اپنے جن پسندیدہ الفاظ کی تکرار سے ترنم و موسیقیت پیدا کی ہے۔ وہ ذیل ہیں:

آ، ا، ت، د، ر، ز، م، ن، ہ، ی

آ

رب نے کونین سجائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں — ابرِ رحمت کے بھی چھائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں
نور ہی نور ہے رونق ہے بہاروں کا سماں — سب نے میلاد منائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں
دیکھنے والوں نے دیکھا کہ خدا نے کیسے — کنگرے کسریٰ کے گرائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

سرمدی نغمے فضاؤں میں ہیں ہر سُو گونجے
خوش سبھی آپؐ نے پر آئے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

رب نے بھی جشنِ ولادت پہ سماں باندھا ہے
بُت جو کعبے میں گر آئے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

اہلِ محفل کی زباں پر ہے صلوٰۃ اور سلام
دیپ نعتوں کے جلائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

آپؐ غمخوار ہیں سب جانتے ہیں حالِ دل
حال اشکوں سے سنائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

حور و غلماں نے شبِ اسرا سجا کر جنت
سہرے کس شان سے گائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

ایک اک کہتا تھا انصاری بموقعہ ہجرت
جان و دل رہ میں بچھائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

غمزدہ، مفلس و بے آسرا انسانوں کے
رنج و غم رب نے مٹائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں

آپؐ نے گھر دیکھ کے ساجد نے خوشی سے جلوے
اشک آنکھوں سے بہائے ہیں کہ آپؐ آئے ہیں (۷۳۲)

اس نعت میں ۲۶ بار آ کی آواز دہر آئی گئی ہے

ا

اللہ کا محبوب سہارا، ہے ہمارا
ان کے ہی تو ٹکڑوں پہ گزارا، ہے ہمارا

بے مول ہی بک جائیں گے بازارِ نبیؐ میں
یہ کس نے کہا اس میں خسارہ، ہے ہمارا

جس دن سے جبیں رکھی ہے دہلیزِ نبیؐ پر
اس سن سے بلندی پہ ستارہ، ہے ہمارا

سرکار کی ہے بندہ نوازی، سر محشر
نام اپنے غلاموں میں پکارا، ہے ہمارا

آنکھوں میں کوئی اور مناظر نہیں جچتے
بس گنبدِ خضریٰ کا نظارہ، ہے ہمارا

سرکار کی ناموس پہ قُرباں ہیں دل و جاں
ہر وقت جو ہر سمت یہ نعرہ، ہے ہمارا

رہتا ہے مقدر پہ بہت ناز ہمیشہ
اللہ کا جو محبوب پیارا، ہے ہمارا

ساجد نے نکیرین سے بولا ذرا پڑھیے!
یہ نعت کا دیوان نیارا، ہے ہمارا (۷۳۳)

اکی آواز ۵۸ بار دہر آئی گئی

ت

پھولوں کے ساتھ دعاؤں کو سجاتے جاتے
نعت کے دیپ بھی تربت پہ جلاتے جاتے

مر کے آیا ہوں لحد میں مرے آقا اب تو
مجھ گنہگار کو دیدار کراتے جاتے

آنے والو! مری مرقد پہ کیا اچھا ہوتا — نعت سرکارِ دو عالمؐ کی سناتے جاتے

سوئے انصار مرے آقا بوقتِ ہجرت — چشمِ رحمت سے تھے انوار لٹاتے جاتے

آلِ اطہار کے غم میں ہے عبادت یارو! — اشک دو آنکھوں سے چُپ چاپ بہاتے جاتے

سُنتِ سرورِ دیں ہوتی ادا اے انساں! — کانٹے پتھر کبھی راستے سے ہٹاتے جاتے

آپ کی یاد میں بیٹھے ہیں سجا کر محفل — اپنے جلوے بھی سرِ بزم دکھاتے جاتے

حاصل پور، میں غریبوں کے محلے آقا — بخت سوئے ہوئے میرے بھی جگاتے جاتے

واسطہ دیتا ہوں میں آلِ عبا کا آقا — آپ غم خوار ہیں غم میرے مٹاتے جاتے

ساتھ ہوتے جو کبھی شہرِ خموشاں ساجد — نعت کی دُھوم جنازے میں مچاتے جاتے (۷۳۴)

ت کی آواز ۳۸ بار ادا کی گئی

د کی آواز

جو سرورِ عالم کی گدائی کی سند ہے، اعزاز بے حد ہے — شاہوں سے ہوا اس لئے اُونچا مرا قد ہے، اعزاز بے حد ہے

قرآن میں الفاظ سے مرقوم ہیں آیات، آقا کی بنی نعت — مد جزم، زبر، زیر ہے پیش اور جو شد، ہے اعزاز کی حد ہے

یہ بھی گرو نانک نے عجب راز ہے کھولا، جو بانوے بولا — ہر چیز پہ غالب جو محمدؐ کا عدد ہے، اعزاز بے حد ہے

جو عشق نے سرکار کے قدموں کو ہے چُوما، اور ناز سے جھوما — بس محوِ دور سے دیکھے جو خرد ہے، اعزاز بے حد ہے

کذاب نبیؐ آکے وہ ناکام ہوئے ہیں، بدنام ہوئے ہیں — سرکار کے آگے تو ہر اک جھوٹے کا رد ہے، اعزاز بے حد ہے

محبوب کو اللہ نے یکتا ہے سجایا، بے مثل بنایا — یکتائی میں اللہ کی وہ ذات بے حد ہے، اعزاز بے حد ہے

اشکوں سے کبھی سرورِ عالم کو پکارو! مشکل میں اے یارو! — پھر دیکھنا قدموں میں بھی آنے کو مدد ہے، اعزاز بے حد ہے

اس حُسنِ ازل پہ جو ہے صلوات کی برسات، سوغات ہے دن رات — اس ذات کا ہی چرچا ازل سے تا ابد ہے، اعزاز بے حد ہے

کیا بات ہے آقا کے وصی اور اخی کی، ہے شان علی کی — حیدر کا لقب دیکھیے اللہ کا اسد ہے، اعزاز بے حد ہے

اس بارگہِ ناز میں خاموش رہوں گا، بس اتنا کہوں گا — سرکار کی رحمت کا کنارہ ہے نہ حد ہے، اعزاز بے حد ہے

یاد آئی مدینے کی تو لکھی ہے نئی نعت، پھر بنتی گئی بات — ساجد پہ کرم رحمتِ عالمؐ کا بصد ہے، اعزاز بے حد ہے (۷۳۵)

ر

درِ اقدس پر جو گدا کر رہے ہیں، بجا کر رہے ہیں — وہ اپنے نبیؐ کی ثنا کر رہے ہیں، بجا کر رہے ہیں (۷۳۶)

کُل اشعار ۱۱ر کی آواز ۶۷ بار

ز

مصطفی کی غلامی پہ ہی ناز ہے، حُسنِ اعزاز ہے بخشش و مغفرت کا یہی راز ہے، حُسنِ اعزاز ہے (۷۳۷)

اس نعت کے کُل ۸ اشعار ہیں جن میں ز کی آواز ۳۰ بار ادا کی گئی ہے

م

اپنے ہم درد سناتے ہیں، سرکار کرم فرماتے ہیں حالات بدلتے جاتے ہیں، سرکار کرم فرماتے ہیں (۷۳۸)

کُل اشعار ۷ م کی آواز ۲۶ بار

ن

سبھی سے جو حسین ہیں، وہ صادق الامیں ہیں جمالِ آفرین ہیں، وہ صادق الامیں ہیں (۷۳۹)

کُل اشعار ۸ ن کی آواز ۳۲ بار

ہ

بس آپ کے ہی عشق سے معمور ہو سینہ، اے شاہِ مدینہؐ ورنہ یہاں دُشوار ہوا جاتا ہے جینا، اے شاہِ مدینہؐ (۷۴۰)

کُل اشعار ہ کی آواز ۱۵ بار

ی

نعتِ سرکار سنائی ہے، مجھے بھائی ہے عمر بھر کی یہ کمائی ہے، مجھے بھائی ہے (۷۴۱)

کُل اشعار ۱۱ ی کی آواز ۷۴ بار

11۔ محمد حنیف نازش قادری کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

نظرِ سیدِ سادات ہوئی نعت ہوئی یوں شبِ قدر مری رات ہوئی، نعت ہوئی (۷۴۲)

ہے ناز مجھے نسبتِ حسانؓ پہ نازش
وہ نعت کا سورج ہیں میں چھوٹا سا دیا ہوں(۷۴۳)

تُم جیسی بوڑھی عورتیں جنت نہ جائیں گی
کہہ کے یہ خُود بھی والا نسب مُسکرا دیئے (۷۴۴)

استعارہ

نُور بھی اس میں، شفا بھی، حُسن بھی، تسکین بھی
میرے خورشیدِ مدینہ کی ضیا ہے منفرد(۷۴۵)

پُر نور ہے ساری فضا ہے ماند تاروں کی ضیا
ماہِ منور آ گئے ، اہلاً و سہلاً، مرحبا(۷۴۶)

علم بدیع

صنائع لفظی

صنعتِ تجنیسِ تام

کیا اُن کو نظر آئیں گے سرکار کے جلوے
جن کور نصیبوں کی نظر پاک نہیں (۷۴۷)

غلام آپ کے تحریرِ لوح بھی پڑھ لیں
نظر کو آپ نے یوں دے دیئے خبر کے دیئے (۷۴۸)

ان اشعار میں نظر اور دیئے الگ الگ معانی دیتے ہیں

تجنیس زائد وناقص

شروع میں لفظ کی کمی بیشی

اللہ اللہ مصطفی کے دم قدم کی برکتیں
عرشِ اعلی سے وراہے کوئے گلفامِ حرم(۷۴۹)

لفظ کے درمیان میں کمی بیشی

غم کے طوفاں سے گھبراتے ہو تم کیوں نازش
ہے حفاظت کے لئے حصن حصین مدحت (۷۵۰)

تجنیسِ صوتی

کیوں مری بگڑی ہوئی بات نہ بنتی نازش
اُن کا بندہ ہوں جنہیں بات بنا آتی ہے (۷۵۱)

رف رف براق، روحِ قدس پیچھے رہ گئے
تنہا رہ گئے لیل و نہار فلک کے پار (۷۵۲)

لفظت اور ن اور ف اور ق کی صوت بار بار سنائی دیتی ہے۔

تجنیسِ مذیل

نبیوں کے نبیؐ ہیں، وہی سخیوں کے سخی بھی — جاتا ہے اے سائل تُو کدھر، مانگ نبیؐ سے (۷۵۳)

اُنکی عظمت کے بیاں کا حق ادا ہو کس طرح — جن کے در پر قدسیوں کی فوج دربانی کرے (۷۵۴)

تجنیسِ سر حرفی

محشر میں مصطفی کا حوالہ ہے معتبر — مشکل میں مدحِ شاہِ ہُدیٰ کتنی خوب ہے (۷۵۵)

کیا کہیں کس کس پہ کتنا کرم ہے — ہیں مرے سرکار سر تا پا کرم

کیا مکاں، کیا لامکاں، کیا ماسوا — سب جہانوں پر ہے آقا کا کرم (۷۵۶)

اب اشعار میں اکثر الفاظ م اور ک سے شروع ہو رہے ہیں۔

تجنیسِ محرف

قریب تر ہے، اُدھر زندگی کی شام حضورؐ — تڑپ رہا ہے اِدھر دید کو غلام حضورؐ (۷۵۷)

صنعتِ اشتقاق

رات دن بٹتی ہے منگتوں میں کرم کی خیرات — حبذا، بخششِ محبوب مکرم کی پھبن (۷۵۸)

صنعتِ شبہ اشتقاق

دے رہے ہیں آپ خُود اذنِ سوال — چاہے اب ساری خدائی مانگ لو (۷۵۹)

صنعت ترصیع

رحمتِ ذوالجلال ہیں سرکار — نعمتِ لازوال ہیں سرکار (۷۶۰)

کرم کا سائباں ہے سبز گنبد — عطا کا آسماں ہے سبز گنبد (۷۶۱)

صنعتِ اقتباس

چاہتے ہو تم اگر یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ کا مقام — اتباعِ سُنتِ خیر الوریٰ کرتے رہو (۷۶۲)

خدا کا شکر ہے، دل میں بسا ہے اَنَّمَا مِثْلِی — کہ ارشادِ محمد مصطفیٰؐ ہے، اَنَّمَا مِثْلِی

اَبِیتُ عِندَ رَبّی ہے حدیث سرورِ دوراں
اوراس سے قبل یوں لکھا ہوا ہے، اَکُم مثلی

فکَانَ قَابَ قوسینِ اوادنی شانِ سرور ہے
بیانِ آیہء ثُمّ دَنیٰ ہے اَیُّکُم مثلی

پڑھو قُل اِنما سے تم ذرا یُوحیٰ اِلی تک
کہو ایماں سے پھر کیا کہ رہا ہے، اَیُّکُم مثلی (۷۶۳)

ان کی زلفوں کے لئے لاتا ہے والیل کا لفظ
کہہ کے والفجر کہے آپ کا چہرہ قرآن

ان کی بینائی کا ہو ذکر تو مازاغ کہے
اور الم نشرح لک لکھتا ہے سینہ قرآن (۷۶۴)

صنعت ذوالقوافی

خاکِ درِ سرکار دوا بھی ہے دعا بھی
طیبہ کی ہواؤں میں ضیا بھی ہے شفا بھی

اُس در کے سوا مانگیں کسی اور سے کیسے
باندی درِ حضرت کی عطا بھی ہے سخا بھی

چلنا ہو تو بس یار چلو سوئے مدینہ
جنت سی حسیں جس کی ہوا بھی ہے فضا بھی (۷۶۵)

صنعتِ تکرار

تکرارِ لفظی

آج بھی جاری ہے میرے شاہ کا فیضِ کرم
آج بھی اطرافِ عالم میں ہیں انوارِ حرا (۷۶۶)

درکار ہے کیا کیا مجھے، کیا کیا نہیں درکار
نازش، مرے آقا کا کرم بھانپ رہا ہے (۷۶۷)

ہر جگہ، ہر ہر گھڑی، ہر شخص کو
خلق کے حاجت روا سے کام ہے (۷۶۸)

تکرارِ ردیف

قریب آتا گیا اُن کا نگر آہستہ آہستہ
ملا میری دعاؤں کو اثر آہستہ آہستہ (۷۶۹)

برس رہا ہے کرم کا ساون، حضورؐ آئے، حضورؐ آئے
ہیں اُجلے اُجلے گلوں کے دامن، حضورؐ آئے، حضورؐ آئے (۷۷۰)

رُخِ بدرالدجے ہے نُوری نُوری
نبیؐ کی ہر ادا ہے نُوری نُوری (۷۷۱)

سجنے لگی ہے نعت کی محفل گلی گلی
گویا ہے ذکرِ شاہ میں شامل گلی گلی (۷۷۲)

مرتبہ سرکار کا بے انتہا بے انتہا
فیضِ رحمت آپ کا بے انتہا بے انتہا (۷۷۳)

صنعتِ تضمین

تضمین بر شعرِ قُدسی

زائرِ کوئے نبیؐ میرا بھی کہہ دینا سلام | حاضری کے لئے دے دینا عقیدت سے پیام
کہنا سرکار سے ہو جائے نگاہِ رحمت | آپ کے ہاتھ میں ہے سارے زمانے کی زمام
آپ ہیں صاحبِ لولاک رسولوں کے رسول | آپ نبیوں کے نبیؐ آپ اماموں کے امام
آپ مخدومِ خلائق ہیں حبیبِ باری | حور و غلمان سبھی آپ کے ٹھہرے خدام
فخر ہے مجھ کو کہ میں بھی ہوں ازل سے آقا | آپ کے در کے غلاموں کے غلاموں کا غلام
مجھ کو تا عمر میسر رہے اذنِ مدحت | اور سر آپ کی چوکھٹ پہ ہو وقتِ انجام
ہے یہ نازش بھی ہم آوازِ جنابِ قدسی | نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام (۷۷۴)
زاں شدہ شہرہ آفاق ز شیریں رطبی | فلک پہ نجم و مہ و مہر ہیں ضیا کے لئے

تضمین بر نعت حافظ محمد مظہر الدین مظہر

زمیں پہ سبزہ و گل ہیں حسیں فضا کے لئے | ہے عز و شانِ قیامت شہہ ہدیٰ کے لئے
بنے ہیں دونوں جہاں شاہِ دوسرا کے لئے | سجی ہے محفلِ کونین مصطفی کے لئے (۷۷۵)

صنعتِ مسمط

کر گئی دل میں مرے گھر ایک زائرِ کی یہ بات | سر پہ مکہ کے سجی ہے خوب دستارِ حرا (۷۷۶)
خلقت میں ولادت میں بعثت میں شفاعت میں | یکتا نے عطا کی ہے محبوب کو یکتائی (۷۷۷)

صنعتِ سیاقۃ الاعداد

حاضری میں ملک ستر ہزار | قدسیوں کے درمیاں آہستہ چل (۷۷۸)
بارہویں شب و طلوعِ فجر کے انوار سے | تیرہ بختوں کو مہیا ہو گئے اسبابِ نُور (۷۷۹)
یوں ایک سے دس، دس سے ہوں سو، سو سے ہزاروں | مقبول ہو جب نعت، تو ملتا ہے صلہ نعت (۷۸۰)

صنعت لزوم مالا یلزم

تُم اگر چاہو کہ مٹ جائے اندھیروں کا وجود
روح کی ہر تہہ میں رکھو ضوفشاں نعتِ نبیؐ (۷۸۱)

جتنی جہاں میں آئیں گی اقوام حشر تک
فیضِ نبیؐ ہے سب کے لئے عام حشر تک

الیوم کر رہا ہے یہ ارشاد صاف صاف
دیں ہے نجات کے لئے اسلام حشر تک (۷۸۲)

صنعتِ معکوس

سجدہ کریں شجر تو حجر بھی کریں سلام
غنچے بھی ہیں درود بلب، آپ آ گئے (۷۸۳)

صنعتِ توشیح

نعتِ حضرت والا

ن۔ نعتِ حضرتِ والا، پھر لبوں پہ آئی ہے
دل زباں سے کہتا ہے کیا تری رسائی ہے

ع۔ عادل ورؤف وبشیر، شاہد ورحیم ونذیر
ہر صفت محمدؐ نے اپنے رب سے پائی ہے

ت۔ تا ابد نہ آئے گا آپ سا حسیں کوئی
ایسی صورت وسیرت مصطفیٰ نے پائی ہے

ح۔ حاضری میں رہتے ہیں ان گنت ملائک بھی
گو لباس سادہ ہے فرش پر چٹائی ہے

ض۔ ضربِ خُلقِ احمد نے فتح کر لیا عالم
سیرتِ مطہر ہی تیغِ مصطفائی ہے

ر۔ رات کی عبادت کا، صبح کی ریاضت کا
سورہ پاک مزمل خوب ذکر لائی ہے

ت۔ تا قیامت ان کا ہی سکہ چلنے والا ہے
اور شفاعت کُبریٰ ان کے حصے آئی ہے

و۔ وصف ان کے ہیں بے حد، جانے بس خدائے احد
جس نے ان کی عالم میں شان یوں بڑھائی ہے

ا۔ ان کی سیرتِ اقدس ہے نمونہء کامل
ان کے پیروکاروں کے بخت میں بھلائی ہے

ل۔ لاکھ کوئی سر مارے ان سا ہو نہیں سکتا
متکلم میں یوحیٰ کی شرط بھی تو آئی ہے

ا۔ ان کی بات اے نازش عاجزی سے کرتا جا
عجز میں بھلائی ہے، عجز میں بڑائی ہے (۷۸۴)

صنعتِ تلمیع

یارسول اللہؐ اُنظُر حالنا کہتے رہو
المدد یا سیدی یا مصطفیٰؐ کہتے رہو

پیار سے پڑھیے تو پھر سُنتے ہیں خود آقا درود
ذوق سے صل علیٰ صل علیٰ کہتے رہو (۷۸۵)

پڑھیے درود پائیں گے ایمان تازگی
پڑھیے درود آئے گی سینوں میں روشنی
پڑھیے درود ہوگی مدینے میں حاضری
صلوا علی النبیؐ ، صلوا علی النبیؐ
وہ بچپنے میں اُن کا سفر سعدیہ کے ساتھ
وہ برکتوں کا بٹنا قبیلے میں ہاتھوں ہاتھ
نُورِ نبیؐ سے پُر تھی حلیمہ کی جھونپڑی
صلوا علی النبیؐ ، صلوا علی النبیؐ (۷۸۶)

صنعتِ تنسیق الصفات

عیب پوشی میں ، خطا پوشی میں
میرے سرکار، ہیں سب سے بڑھ کر (۷۸۷)
نبیؐ کو رب نے بنایا حیات کا نباض
سخی، رؤف، خطا پوش، ذوالکرام، فیاض (۷۸۸)

صنائع معنوی

تلمیح

آج بھی دیکھیے جاکر جو قُبا کا ماحول
طَلَعَ البدرُ علینا کی صدا آتی ہے (۷۸۹)
شمعِ اقراء سے منور جب تھی دیوارِ حرا
جگمگاتا تھا نبیؐ کے نُور سے غارِ حرا (۷۹۰)
شق ہوتا ہے مہتاب، پلٹ آتا ہے خُورشید
ہر کوئی مرے شاہ کا چاکر نظر آئے (۷۹۱)

صنعتِ تضاد

آتے جاتے تھے یہاں سرکار جن ایام میں
چومنے آتی تھی بادِ قدس رخسارِ حرا (۷۹۲)
صبحِ ازل کا نور تمہارا وجودِ پاک
شامِ ابد کی آنکھ کا تارا تمہارا نام (۷۹۳)
سر لینے آئے تھے عمرؓ، سر دے کے رہ گئے
وہ دشمنی کی بات تھی یہ دوستی کی بات
نعتِ نبیؐ سے کام ہے اب اُٹھتے بیٹھتے
کیا ہوگی اور اس سے زیادہ خوشی کی بات (۷۹۴)

صنعتِ جمع

نور لینے کو یہیں آتے ہیں خورشید و نجوم
رنگ لینے کو اسی در پہ حنا آتی ہے (۷۹۵)
ہر خوشی لکھی گئی ہر بہتری لکھی گئی
آپ کے آنے سے ہر سو روشنی لکھی گئی (۷۹۶)

صنعتِ مراعاۃ النظیر

پت جھڑ کے تسلط میں تھا اپنا چمن کب سے ۔۔۔ آپ آئے خزاں بھاگی، آپ آئے بہار آئی (۷۹۷)
جب گئی گلشن میں اُن کے لمس کو لے کر ہوا ۔۔۔ سارے پھولوں کے بدن پر تازگی لکھی گئی (۷۹۸)
بھیک مل جائے گی اے نازش درِ سرکار سے ۔۔۔ کاسہء دل ہاتھ میں لے کر صدا کرتے رہو (۷۹۹)

صنعتِ مقابلہ

جُز اُن کے گیا کوئی نہیں اوجِ دنیٰ تک ۔۔۔ کونین میں کون اُن کے برابر نظر آئے (۸۰۰)
ہے کوئی دونوں جہاں میں حُسنِ احمد کی مثال ۔۔۔ بالیقیں کوئی نہیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں (۸۰۱)

صنعتِ حُسنِ تعلیل

ماند نکلا چہرہء حضرت کے آگے اس کا نور ۔۔۔ چاند نے کیوں بزمِ شب پر رعب ڈالا نور کا (۸۰۲)
اعجاز ہے یہ میرے نبیؐ کی نگاہ کا ۔۔۔ قائم ہے اب تلک جو بھرم مہر و ماہ کا (۸۰۳)

صنعتِ سہلِ ممتنع

دیکھنا چاہے کوئی اگر معجزہ ۔۔۔ میری سرکار ہیں سر بسر معجزہ
نقشِ پائے حبیب خداؐ روشن ۔۔۔ گفتگوئے شہِ بحر و بر معجزہ
حکم مانے شجر دے شہادت حجر ۔۔۔ یہ شجر معجزہ، وہ حجر معجزہ
ایسا گھر ایسا در دو جہاں میں نہیں ۔۔۔ اُن کا گھر معجزہ، اُن کا در معجزہ (۸۰۴)

صنعتِ ایہام

چہرہء پاک ہے والشمس تو گیسو واللیل ۔۔۔ ہالہ مہتاب کا ہے احمدِ مختار کا خط (۸۰۵)

صنعتِ لف و نشر

پھول نے خوشبو، صبا نے تازگی، بادل نے چال ۔۔۔ ہر کسی نے آپ سے خیرات ہے پائی ہوئی (۸۰۶)
آپ چاہیں تو کھلیں دُھول میں بھی پُھول حضورؐ ۔۔۔ چشمِ گریاں کو عطا ہو لبِ خنداں آقا (۸۰۷)
آنکھ پُرنم، ہونٹ لرزاں، جانبِ طیبہ نظر ۔۔۔ جب ملا، اس کیفیت میں اُن کا دیوانہ ملا (۸۰۸)

صنعتِ سوال وجواب

بزمِ ہستی کس کی زلفوں نے ہے مہکائی ہوئی — میر بطحانے یہ سب خوشبو ہے پھیلائی ہوئی (۸۰۹)
عقل کہتی ہے کہ جاؤ گے مدینے کیسے — عشق کہتا ہے نکل آئے گا رستہ کوئی (۸۱۰)

حُسنِ طلب

قدموں میں بلا لیجے، بگڑی کو بنا دیجئے — لجپال مرے آقا، تقدیر جگا دیجئے
مجھ عاصی و خاطی کو دکھ درد نے مارا ہے — اک آپ کی رحمت ہی دکھیا کا سہارا ہے
حسنین کے صدقے میں ہر رنج مٹا دیجئے — لجپال مرے آقا، تقدیر جگا دیجئے
یوں دُور کریں دوری، حائل نہ ہو معذوری — سرکار ہٹا دیجئے جیسی بھی ہو مجبوری
اس حبس کے مارے کو رحمت کی ہوا دیجئے — لجپال مرے آقا، تقدیر جگا دیجئے
اب ایسی نوازش ہو، قدمیں میں نازش ہو — راحت میں بدل جائے غم کی جو بھی سازش ہو
دوری کو مٹا دیجئے دیدار کرا دیجئے — لجپال مرے آقا، تقدیر جگا دیجئے (۸۱۱)

منظر نگاری

نورانی نورانی طیبہ کے منظر، اللہ اکبر اللہ اکبر — ہیں جلوہ فرما محبوبِ داور، اللہ اکبر اللہ اکبر
اُن کا سراپا اُن کا پسینہ مہکا ہوا ہے جس سے مدینہ — قربان ہوتے ہیں عود اور عنبر، اللہ اکبر اللہ اکبر
یاں جب مرے آقا تشریف لائے صدیق اکبر بھی ہمراہ آئے — بستر پہ اُن کے سوئے تھے حیدر، اللہ اکبر اللہ اکبر
وقتِ نماز آکے دیکھو نظارا، لگتا ہے منظر کتنا یہ پیارا — لاکھوں سروں کا گویا سمندر، اللہ اکبر اللہ اکبر (۸۱۲)

روانی وتسلسل

حبیبِ داور، رسولِ اعظم، کہاں سے آئے جواب تیرا — مہ وکواکب ہیں تیرے چاکر، غلام ہے آفتاب تیرا
تھا تجھ سے پہلے عجیب عالم خزاں کی رُت تھی چہار جانب — دلوں کی کھیتی میں پھول مہکے کچھ ایسے برسا سحاب تیرا
لَبِثتُ فِیکم کی بات کہہ کے زمانے بھر کو بتایا تونے — ہے نکھرا نکھرا اترا اتراکپن ہے اُجلا اُجلا شباب تیرا
زمانہ آئے گا در پہ تیرے انالہا تیرے لب پہ ہوگا — حساب میں آئے گا نہ لطف وکرم بروزِ حساب تیرا (۸۱۳)

منظوم تراجم

سورت والتین کا منظوم ترجمہ

قسم انجیر کی، زیتون کی اور طور کی بھی — اور محبوبِ امیں کے بلدِ نور کی بھی
ہم نے انسان کو تخلیق کیا تو کیسا — حُسنِ تقویم میں کوئی نہیں اس کے جیسا
پھر اس انسان کو پستی میں گرایا ہم نے — اس کے عیبوں کا مآل اس کو دکھایا ہم نے
ہاں مگر وہ کہ جو ایمان کی دولت رکھیں — نیک اعمال سے اس ہستی کو زینت بخشیں
اجر ہے ان کے لئے جس کی نہیں حد کوئی — اور جزا اتنی کہ جس کی نہیں سرحد کوئی
پس اے منکر تُو بتا کیسے تُو جھٹلاتا ہے — روزِ محشر کا یقیں اب بھی نہیں آتا
کیا خدا سب سے بڑا حاکم ذی جاہ نہیں؟ — سارے شاہوں کا وہ اللہ شہنشاہ نہیں؟ (۸۱۴)

علامہ اقبال کے فارسی نعتیہ قطعہ کا منظوم ترجمہ

تُو غنی از ہر دو عالم من فقیر — روزِ محشر عذُر ہائے من پذیر
ور حسابم را تُو بینی ناگزیر — از نگاہِ مصطفی پنہاں بگیر
تُو دوعالم سے غنی ہے میں ترے در کا فقیر — بخش دینا حشر میں مجھ کو مرے رب قدیر
گر مری فردِ عمل کو کھولنا ہو ناگزیر! — مصطفی کی آنکھ سے پنہاں ہی رکھنا یا خبیر (۸۱۵)

ان کے علاوہ محمد حنیف نازش قادری کی نعتیہ شاعری میں درود تاج اور خطبہ حجۃ الوداع کا منظوم ترجمہ ملتا ہے۔

حضورؐ کے اسماء گرامی

کسی بشر کو نہیں شانِ مصطفی معلوم — نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
حبیب و ہادی و مزمل و بشیر و نذیر — ہر ایک نام نبیؐ پر ہوا بھلا معلوم (۸۱۶)

حضورؐ القابات و خطابات

یا نبیؐ، یا احمدِ مختار، شاہِ ذی وقار — جانِ جاناں، سیدِ ابرار، شاہِ ذی وقار
آپ ممدِ مسیح و یوسف و ایوب و لوط — نوح و ابراہیم کے سردار، شاہِ ذی وقار
نورِ دیں نورِ مبیں، نورِ ازل، نورِ ابد — نورِ ایماں، مرکزِ انوار، شاہِ ذی وقار

یا شفیع المذنبیںؐ ، یا رحمت للعالمیں سب سے اُونچی آپ کی سرکار، شاہِ ذی وقار (۸۱۷)
محبوبِ رب حضورؐ ہیں اُمی لقب حضورؐ مخلوقِ رب پہ رب کی عطا کا سبب حضورؐ
خلقِ اُتم حضورؐ ہیں حسنِ عجب حضورؐ آنِ عجم حضورؐ ہیں شانِ عرب حضورؐ
نطقِ خدا حضورؐ ہیں، اعجاز لب حضورؐ صوت وصدا وحرف کی ہیں، تاب وتب حضورؐ
والا گہر حضورؐ ہیں اعلیٰ نسب حضورؐ قربان آپ پر مرے ابنا و اب حضورؐ (۸۱۸)

علت ومعلول

ہر سُخن آپ سے ہر جنبشِ لب آپ سے ہے نطق روشن مرا اے ماہِ عرب آپ سے ہے
جتنی رعنائی ہے عالم میں وہ ہے آپ کا فیض جتنی خوشبو ہے زمانے میں وہ سب آپ سے ہے
آپ کے ذکر منور سے خیالات میں ضو حُسنِ خلق آپ سے ہے، حُسنِ ادب آپ سے ہے
کیجیے مجھ کو بھی سرکار غلاموں میں شمار میری پہچان، مرا نام ونسب آپ سے ہے (۸۱۹)
نبیؐ کے نام سے تابندہ ہیں ہُنر کے دیئے نظر سے اُن کی ہیں روشن نظر نظر کے دیئے
نکالے آپ نے بُت ظلمتوں کے کعبہ سے کئے ہیں آپ نے پُرضو خدا کے گھر کے دیئے
ہوئی ہیں مشعلیں نیکی کی، خیر کی، خنداں بجھائے آپ نے آکر بدی کے، شر کے دیئے (۸۲۰)

محمد حنیف نازش قادری کہ پسندیدہ آوازیں

محمد حنیف نازش قادری کی پسندیدہ آوازیں ذیل ہیں جو اُن کی شاعری میں بار بار دہرآئی جاتی ہیں۔ یہاں صرف ایک ایک شعری مثال دی جارہی ہے:

ا، ب، ت، ر، ک، ل، م، ن، و، ی /ے

ا۔

مرے کریم کا دربار ہے سجا، اُس جا نوازے جاتے ہیں صبح و مسا گدا، اُس جا
بہت قریب ہے خُوشنودیء خدا اُس جا قبول ہوتی ہے سائل کی ہر دعا، اُس جا
اُٹھائے پھرتا ہے کیوں سر پہ بوجھ عصیاں کا نجات کی جو ہے خواہش تجھے تو جا، اُس جا
وہاں ہمیشہ اُترتے ہیں نرم خو موسم ہے احترام سے چلتی سدا ہوا اُس جا
بتاؤں کیسے کہ الفاظ ہی نہیں ملتے گناؤں کیسے کہ کیا کیا کرم ہوا، اُس جا

ادھر میں حد سے زیادہ تھا شرمسار مگر
تھی ابتدا ہی سے رحمت کی انتہا اُس جا
درود بھیج عقیدت کے ساتھ اے نازش
کہ خود درود کی سُنتے ہیں وہ صدا اُس جا(۸۲۱)

اکی آواز ۵۶ بار

ب۔کی آواز ۵۴ بار

جہاں میں روشنی پھیلی مہِ عرب کے سبب
بنے ہیں کام سبھی کے اُسی سبب کے سبب
خدائے پاک ہے معطی حضورؐ ہیں قاسم
عطا کرتے ہیں سب پر عطائے رب کے سبب
بہت سے لوگوں نے پایا ہے رفعتوں کا مقام
سگانِ کوچہ ء سرکار کے ادب کے سبب
بڑھیں جو نیکیاں صدیق کی ستاروں سے
ملا یہ رتبہ انہیں غار والی شب کے سبب
یہ سوچ رکھا ہے اب لوٹ کر نہیں آنا
درِ نبیؐ کے سفر کا بنا جو اب کے سبب
مدینے جانا ہے کل صبح نو بجے کے قریب
تمام رات نہ سو پاؤں گا طرب کے سبب
نبیؐ کا حکم نہ ماننا نتیجہ ظاہر ہے
اُجڑتے رہتے ہیں گھر دخترِ عنب کے سبب
کرم نبیؐ کا ہے ورنہ ہو سب تہہ و بالا
خدائے واحد و قہار کے غضب کے سبب
رِہا کرے گا خدا سارے اُمتی ان کے
مرے حضورؐ کے اعجازِ نطقِ لب کے سبب
زمانے بھر میں ہیں مشہور وہ بھی اور میں بھی
نبیؐ عطاؤں کے باعث تو میں طلب کے سبب
ہے وجہِ ناز ترے واسطے تری نسبت
نہ کر گھمنڈ تو نازش کبھی نسب کے سبب(۸۲۲)

ت۔کی آواز ۴۰ بار

سرکار زبوں حالیء اُمت ہے بہت
اک چشمِ عنایت کی ضرورت ہے بہت
اے کشتیء اُمت کے نگہبان کرم
اس مرتبہ طوفان میں شدت ہے بہت
ارزاں ہے بہت خونِ مسلماں آقا
اغیار کی اس دہر میں دہشت ہے بہت
مظلوموں کے زخموں کی جراحت کے لئے
درکار شہا مرہمِ راحت ہے بہت
اشراف یہاں پھرتے ہیں مارے مارے
اشرار کی اس دور میں عزت ہے بہت
معصوموں کی عصمت پہ کرے وار ہزار
ہر فاسق و فاجر کو سہولت ہے بہت
سائے ہیں گھنے فسق و فجور و شر کے
چھائی ہوئی ہر سمت نحوست ہے بہت

ہر شخص پجاری ہے یہاں سکو ں کا — اخلاص و رواداری کی قلت ہے بہت
بھائی ہے یہاں بھائی کے خوں کا پیاسا — دولت کی ہوس اور جہالت ہے بہت
بس بغض و عداوت کی فراوانی ہے — اے سرورِ دیں قحطِ مروت ہے بہت
اک سجدے کی توفیق نہیں مسلم کو — گر کھیل تماشا ہو تو فرصت ہے بہت
سرکار علاجِ غمِ دوراں ہو جائے — پھر روئے شفا دیکھ لوں حسرت ہے بہت
سُن لیجیے نازش کی دہائی آقاؐ — درکار آپ کی ہمیں رحمت ہے بہت (۸۲۳)

ر۔ کی آواز ۴۸ بار ہے

کیسے لکھے مدحتِ خیر البشرؐ، میرا ہنر — بے زباں میرا قلم ہے، بے خبر میرا ہنر
نام سے اُن کے مری تحریر روشن ہو گئی — لے گئی ہے نعتِ سرور اوج پر میرا ہنر
کرلیا سرکار نے اپنی غلامی میں قبول — ورنہ رہتا زندگی بھر در بدر، میرا ہنر
باعثِ عزت ہیں مجھ کو نعت کے فیضان سے — میرا لہجہ، میرے بچے، میرا گھر، میرا ہنر
نعت ہی کی روشنی ہے نعت کی تاثیر ہے — پُر ضیا میری نوا ہے، پُر اثر میرا ہنر
کیا تھا تُو نازش اگر کرتے نہ تجھ پر وہ کرم — رٹ لگا رکھی ہے کیا، میرا ہنر، میرا ہنر (۸۲۴)

ک۔ کی آواز ۵۴ بار ۱۹ اشعار

دیکھی ہے جس نے اُن کی گلی کی چمک دمک — بھاتی نہیں ہے اس کو کسی کی چمک دمک (۸۲۵)

ل۔ ۲۴ بار ۱۶ اشعار

پیش ہیں نعت کے کچھ پھول، رسول مقبول — کیجیے ان کو بھی مقبول، رسول مقبول (۸۲۶)

م۔ ۳۹ بار ۱۶ اشعار

مرے مصطفی میرے چارہ گر مری شامِ غم کو سحر ملے — مری آرزوئیں ہوں بارور مری التجا کو اثر ملے (۸۲۷)

ن۔ ۳۸ بار ۱۹ اشعار

صد شکر کہ رحمت کے خزینے میں پڑھی نعت — مکے میں پڑھی نعت مدینے میں پڑھی نعت (۸۲۸)

و۔۴۴بار ۷ اشعار

اُٹھتے ہوئے درود ہو سوتے ہوئے درود — ہو آنسوؤں کے ہار پروتے ہوئے درود (۸۲۹)

ی /ے۴۶بار ۱۶ اشعار

نبیؐ کے شہر کی ٹھنڈی ہوائیں یاد آتی ہیں — وہ منظر یاد آتا ہے، فضائیں یاد آتی ہیں (۸۳۰)

12۔یوسف راہی چاٹگامی کی اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ

علم بیان

تشبیہ

بکھر نہ جاؤں کہیں میں غبار کی صورت — س میٹ لیں مجھے اپنے کرم کی بانہوں میں (۸۳۱)

اگر تقدیر مجھ کو گلشنِ طیبہ میں لے جاتی — درِ اقدس پہ بلبل کی طرح نغمہ سرا ہوتا (۸۳۲)

استعارہ

حجر کو کر دیا پل میں نگینہ — عرب کے مہ لقا کی گفتگو ہے (۸۳۳)

ساری دُنیا چمک اُٹھی فوراً — جب ہوئی روشنی مدینے میں (۸۳۴)

مجاز مرسل

ظرف بول کر مظروف مراد لینا

کسی شے سے غرض ہوتی نہیں اُس کو زمانے میں — وہ جس نے پی لیا اک بار پیمانہ محمدؐ کا (۸۳۵)

کنایہ

خوشی سے جاں دے دیتا ہے فوراً شمع کی لو پر — کہاں محفل میں اُف کرتا ہے پروانہ محمدؐ کا (۸۳۶)

علم بدیع

صنائع لفظی

صنعتِ تجنیسِ زائد و ناقص

لفظ کے آغاز میں کمی بیشی

میں بیتاب ہوں اب نہیں تاب دل میں
کہاں تک کروں انتظارِ مدینہ (۸۳۷)

درمیان میں کمی بیشی

کیوں تمازت کا خوف ہو راہی
سر پہ ابرِ سفر محمدؐ ہیں (۸۳۸)

وہی دہر میں در حقیقت ہیں راہی
مرے دردِ دل کی دوا کرنے والے (۸۳۹)

آخر میں کمی بیشی

طلب گار ہوں مہربانی کا میں بھی
وہ ہیں مہرباں لاکلام ان سے کہنا (۸۴۰)

برستی ہے دن رات رحمت فلک سے
چلو چل کے دیکھیں بہارِ مدینہ (۸۴۱)

تجنیسِ خطی

نازاں نہ کیوں نصیب پہ اپنے ہو عمر بھر
راہی خوش نصیب کے آقا ہیں آپ ہی (۸۴۲)

زحمت کی کڑی دُھوپ اُنہیں کیسے ہو محسوس
جو آپ کی رحمت کے گھنے پیڑ تلے ہیں (۸۴۳)

تجنیس سرحرفی

مری نرم سانسوں کو مہکا رہی ہے
معطر معطر ہوائے مدینہ (۸۴۴)

بے یقینی و بے تابی باقی نہیں
دل کو میرے سکینت ملی آپ سے (۸۴۵)

تجنیس مضارع

جا رہا ہے اُدھر یہ دل میرا
جلوہ فرما جدھر محمدؐ ہیں (۸۴۶)

ذکراُن کا جانفزا ہے فکراُن کی ضوفشاں ہے
ایک اک نفس میں جارہی ہے روشنی اُنہی کی (۸۴۷)

صنعتِ ترصیع

ابد ہے نبوت فقط آپ کی رہے گی شریعت فقط آپ کی (۸۴۸)
سدا ہے محبت فقط آپ کی ضیا ہے مودت فقط آپ کی
دل کو مرے محبت بس آپ سے ہے آقا جاں کو مری عقیدت بس آپ سے ہے آقا (۸۴۹)
ہر اک انساں پہ احسانِ نبیؐ ہے ہر اک انساں پہ فیضانِ نبیؐ ہے (۸۵۰)

صنعتِ اشتقاق

چلو زائر چل کے بگڑی بناؤ چلی آرہی ہے صدائے مدینہ (۸۵۱)

صنعت اقتباس

بے شک ورفعنا لک ذکرک سے سجے ہیں اللہ نے بے حد اُنہیں اوصاف دیئے ہیں (۸۵۲)

سیاقۃ الاعداد

تجھ سے یہی دعا ہے اے خالقِ دو عالم کردار میں مرے بھی ہو روشنی اُنہی کی (۸۵۳)
نہ کوئی آپ کا ہمسر، نہ کوئی آپ کا ثانی ہزاروں گلبدن آئے، ہزاروں مہہ جبیں آئے (۸۵۴)

اتصالِ تربیعی

مرا دل بھی ہے مبتلائے مدینہ مدینہ دکھائے خدائے مدینہ (۸۵۵)

صنعتِ تنسیق الصفات

آپ خوش گفتار و خوش رفتار ہیں آپ دستِ قدرت کا عجب شاہکار ہیں (۸۵۶)
کیا کہے آپ کے وصف میں یہ زباں خوش دہن آپ ہیں، خوش نوا آپ ہیں (۸۵۷)

صنعتِ تکرار

آپ سے مخفی نہیں کوئی بھی راز آپ بیشک محرمِ اسرار ہیں
آپ کے زیرِ نگیں ہے کائنات آپ ہی عالم کے پالنہار ہیں (۸۵۸)

یہ اُن کی عنایت ہے، عنایت ہے عنایت
جو بیڑے بھنور میں تھے کنارے سے لگے ہیں (۸۵۹)

صنعتِ تضمین

یوسف راہی چاٹگامی نے امام احمد رضاخان بریلوی کی تضمین پر سلام کہاہے:

ہوں دوامی رسالت پہ لاکھوں سلام
ہوں دوامی نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر نفس اُن کی عظمت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
آپ کی ذات ہے سب ہی سے محترم
آپ پر خاص ہے رب کا لُطف وکرم
آپ کا وصف ہے صرف خیر الامم
شہر یارِ تاجدار حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام (۸۶۰)

صنعتِ تضمین مزدوج

جب آپ ہی ہیں داتا، جب آپ ہی ہیں آقا
غیروں کے در پہ بیٹھوں کیوں آسرا لگا کر
کب آپ کے سوا ہے کوئی مرا مسیحا
دنیا کو میں کروں کیا حالاتِ غم سنا کر (۸۶۱)
یہ آپ نے بتایا، یہ آپ نے سکھایا
کیسے گزاریں اپنی یہ زندگی جہاں میں (۸۶۲)

صنائع معنوی

تلمیح

حیرت زدہ ہیں مانی و بہزاد دیکھ کر
بے مثل شاہ کارِ زمانہ ہیں آپ ہی (۸۶۳)
خلیل اللہ کے دل کی دعا تشریف لاتے ہیں
نگاہِ آمنہ کے مہ لقا تشریف لاتے ہیں (۸۶۴)

صنعتِ جمع

نکہت و رنگ و نور کا عالم
جا کے دیکھے کوئی مدینے میں (۸۶۵)
اُنہی سے کسبِ ضیا کرتے ہیں یہ شمس وقمر
تمام آپ کے جلوے ہیں جلوہ گاہوں میں (۸۶۶)

صنعتِ مراعاۃ النظیر

رہوں محوِ پرواز کب تک فضا میں
کریں مجھ کو بھی زیرِ دام اُن سے کہنا (۸۶۷)
دُنیا کے خزانوں کی ضرورت نہیں مجھ کو
دولت ہے مری دولتِ سُلطانِ مدینہ (۸۶۸)

صنعتِ مقابلہ

سلاطیں سے بھی عظمت میں سوا ہیں — ذرا دیکھو غلامانِ محمدؐ (۸۶۹)

جن کی پیدا کوئی مثال نہیں — وہ مثالی گہر، محمدؐ ہیں (۸۷۰)

بہت ہیں مجھے کوئے طیبہ کے ذرے — غلط ہے کہ لعل و گہر چاہتا ہوں (۸۷۱)

سجا ہے جس کے در پہ تاجِ شاہی — غلامِ در بھی اُس سے محترم ہے (۸۷۲)

صنعتِ سوال وجواب

کھلے ہیں چار سُو گل ہائے رنگیں — مدینہ کیا ہے؟ گلزارِ محمدؐ (۸۷۳)

لائے کہاں سے جاکے کوئی آپ کی نظیر — گردوں پہ کبریا کے دل آرا ہیں آپ ہی

ہمسر کہاں سے لائے کوئی آپ کا حضورؐ — دونوں جہاں میں برتر و اعلیٰ ہیں آپ ہی (۸۷۴)

صنعتِ تضاد

اندھیرا ہے دل میں ضیا چاہتا ہوں — جمالِ حبیب خداؐ چاہتا ہوں (۸۷۵)

مدینے کی راہوں میں چل کر تو دیکھو — گلوں سے بھی بہتر ہے خارِ مدینہ (۸۷۶)

دیکھا نہ امتیاز امیر و غریب کا — لوٹا جو اُن کے در سے تھی جھولی بھری ہوئی (۸۷۷)

صنعتِ حُسنِ طلب

مال ومنال اور نہ زر چاہئے مجھے — یارب! فقط رسول کا در چاہئے مجھے

سرکارِ دوجہاں کی غلامی رہے نصیب — اُن کی عنایتوں کی نظر چاہئے مجھے

ذکرِ نبیؐ رہے رہِ ہستی میں ہر نفس — ذکرِ نبیؐ کا دائمی زر چاہئے مجھے

جو دھڑکے اُن کے نام پہ، دیکھے خیال میں — یارب! وہ قلب اور نظر چاہئے مجھے (۸۷۸)

ردیفوں کی تکرار

یوسف راہی چاٹگامی نے بعض ردیفوں کو کئی کئی بار استعمال کیا ہے۔ ایسی نعتوں کے مطلع ذیل ہیں:

ردیف۔ محمدؐ

خدا سے پوچھئے شانِ محمدؐ — وہی ہے مرتبہ دانِ محمدؐ (۸۷۹)
حسن قلب و جگر محمدؐ ہیں — میرے پیشِ نظر محمدؐ ہیں (۸۸۰)
مرا دل ہے طلب گارِ محمدؐ — مری خواہش ہے دیدارِ محمدؐ (۸۸۱)
ہر چند کہ ممکن نہیں پروازِ محمدؐ — اللہ بنا دے مجھے شہبازِ محمدؐ (۸۸۲)

ردیف مصطفیٰؐ

کرتا ہے خود ثنا رب ہر آن مصطفیٰؐ کی — مدحت کرے تو کیا اب انسان مصطفیٰؐ کی (۸۸۳)
لے چلا ہے ساتھ مجھ کو بھی خیالِ مصطفیٰؐ — جا کے دیکھیں گے مدینے میں جمالِ مصطفیٰؐ (۸۸۴)
ذہن سے جاتا نہیں میرے خیالِ مصطفیٰؐ — میری آنکھوں میں سمایا ہے جمالِ مصطفیٰؐ (۸۸۵)
ہیں حبیب خداؐ، مصطفیٰؐ مصطفیٰ — خاتم الانبیاءؐ، مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ (۸۸۶)

ردیف۔ رسول

گر دل میں جاگزیں ہو محبت رسول کی — لازم ہے مومنوں پہ اطاعت رسول کی (۸۸۷)
کیا چاہتی ہے مجھ سے محبت رسول کی — دل سے کروں مدام اطاعت رسول کی (۸۸۸)
ہر اک بشر کے دل میں ہے اُلفت رسول کی — شاہ و گدا سبھی پہ ہے رحمت رسول کی (۸۸۹)

ردیف مدینہ

عمر گزرے مری مدینے میں — میں بھی جاؤں کبھی مدینے میں (۸۹۰)
مری آرزو ہے دیارِ مدینہ — کرم کیجیے تاجدارِ مدینہ (۸۹۱)
میری جستجو ہے بہارِ مدینہ — میں کیا چاہتا ہوں قرارِ مدینہ (۸۹۲)
مرا دل بھی ہے مبتلائے مدینہ — مدینہ دکھائے خدائے مدینہ (۸۹۳)
ہوا فضلِ پروردگارِ مدینہ — گئی زحمتِ انتظارِ مدینہ (۸۹۴)
روضے پہ کروں مدحتِ سُلطانِ مدینہ — حاصل ہو مجھے رحمتِ سلطان مدینہ (۸۹۵)
رکھتا ہوں نہاں دل میں تمنائے مدینہ — اے کاش مقدر مجھے لے جائے مدینہ (۸۹۶)

کھلا ہے اُن کی سخاوت کا در مدینے میں　　لٹا رہے ہیں وہ لعل و گہر مدینے میں (۸۹۷)
خبر یہ لائی ہے بادِ صبا مدینے سے　　کہ جو بھی آئے یہاں وہ رہے قرینے سے (۸۹۸)
مرے حضورؐ ہیں جلوہ فشاں مدینے میں　　کہ آتے ہیں سبھی اہلِ جہاں مدینے میں (۸۹۹)
روشنیوں کا گھر مدینہ ہے　　حسنِ قلب و نظر مدینہ ہے (۹۰۰)

شرطیہ اُسلوب

یوسف راہی چاٹگامی نے اپنی نعتیہ شاعری میں شرطیہ اُسلوب بھی برتا ہے۔ جس میں اُنہوں نے ہر شعر میں اپنے ہر کام کو دوسرے کام سے مشروط کر دیا ہے کہ اگر یہ کام ہوا ہوتا تو اُس کے نتیجے میں یہ ہوتا۔ اُن کی نعتیہ شاعری سے ایک نعت پیش کی جارہی ہے:

راہِ طیبہ میں نہ گر بے سروساماں ہوتا　　میری تقدیر کا سُورج بھی درخشاں ہوتا
سبز گنبد کی طرف جب بھی نظر اُٹھ جاتی　　جلوۂ رخ مری آنکھوں میں نمایاں ہوتا
ضبط دیتا نہ اگر ساتھ تو سوگندِ وفا　　شدت درد سے میں ہجر میں گریاں ہوتا
یاوری بخت جو کرتا تو یقیناً اک دن　　میں بھی طیبہ کے گلستاں میں خراماں ہوتا (۹۰۱)

علت و معلول

علت و معلول کا اُسلوب آج کل کے متعدد نعت گو شعراء نے اپنا رکھا ہے۔ یوسف راہی چاٹ گامی کے ہاں بھی اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں:

دل کو مرے محبت بس آپؐ سے ہے آقاؐ　　جاں کو مری عقیدت بس آپؐ سے ہے آقاؐ
حاصل ہر ایک عظمت بس آپؐ سے ہے آقاؐ　　مجھ میں ہر اک سعادت بس آپؐ سے ہے آقاؐ
اللہ رے! ضمانت بس آپؐ سے ہے آقاؐ　　بے شک مری حمایت بس آپؐ سے ہے آقاؐ
ہر چیز کی حقیقت صرف آپؐ نے بتائی　　حاصل مجھے فراست بس آپؐ سے ہے آقاؐ (۹۰۲)

اشتراکات و اختلافات

زیرِ نظر مقالہ میں منتخب شدہ نعت گو شعراء کی اردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ کرتے ہوئے جو اشتراکات و اختلافات سامنے آئے ہیں اُن میں علمِ بیان، بدیع کا مشترکہ استعمال ملتا ہے جبکہ دیگر اُسلوبی حصائص میں سے عربی و فارسی، قوافی و ردیفیں، ریختائی رنگ، قدیم اردو لہجہ، الف بائی ترتیب، ندائیہ طرزِ تخاطب، قرآن و حدیث کے

منظوم تراجم ، حضورؐ کے اسمائے مبارکہ اور القابات و خطابات ، عربی مرکبات ، عطفی و غیر عطفی مرکبات ، ترکیب سازی، منظر نگاری، روانی و سلاست ، مختلف اظہاری تکنیکیں ، منظوم سیرت نگاری، پسندیدہ اصوات کی تکرار ، مضمون آفرینی، عربی قصائد کے تراجم، محاورہ بندی اور اسمائے ضمیر کا استعمال وغیرہ شعراء میں انفرادی طور پر برتتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۸۹

۲۔ ایضاً، ص ۲۱۶

۳۔ ایضاً، ص ۱۸۶

۴۔ ایضاً، ص ۱۹۴

۵۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۲۲

۶۔ ایضاً، ص ۴۵

۷۔ ایضاً، ص ۲۹

۸۔ ایضاً، ص ۳۳

۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۸

۱۰۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۹۶

۱۱۔ ایضاً، ص ۸۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۹۹

۱۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۵۶

۱۵۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۱۹

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۴

۱۷۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۹۳

۱۸۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۵۴

۱۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۸۸

۲۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۱

۲۱۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء، ص ۲۰

۲۲۔ ایضاً، ص ۳۹

۲۳۔ ایضاً، ص ۲۰

۲۴۔ ایضاً، ۳۵

۲۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۴۸

۲۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۴۹

۲۷۔ ایضاً، ص ۱۷۲

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۹۲

۲۹۔ ایضاً، ص ۷۲

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۰۰

۳۱۔ ایضاً، ص ۶۴

۳۲۔ ایضاً، ص ۸۹

۳۳۔ ایضاً، ص ۴۷

۳۴۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۲۵

۳۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۶۸

۳۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۵۶

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۳۸۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۶۴

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۶۶

۴۰۔ ایضاً، ص ۱۷۸

۴۱۔ ایضاً، ص ۱۸۶

۴۲۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۵۴

۴۳۔ ایضاً، ص ۸۵

۴۴۔ ایضاً، ص ۱۸۲

۴۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۰۵

۴۶۔ ایضاً، ص ۸۳

۴۷۔ ایضاً، ص ۹۷

۴۸۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۲۴

۴۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۹۵

۵۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۹۴
۵۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۲۸
۵۲۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۹۱
۵۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۲۱
۵۴۔ ایضاً، ص ۹۹
۵۵۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۵۷
۵۶۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۴۹
۵۷۔ ایضاً، ص ۱۸۵
۵۸۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۹۱
۵۹۔ الحدیث
۶۰۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۸۰
۶۱۔ ایضاً، ص ۱۰۱
۶۲۔ ابوالليث، صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ صرف، اردو سائنس بورڈ، طبع سوم ۲۰۱۲ء، ص ۲۳۵
۶۳۔ ایضاً،
۶۴۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۱۰۹
۶۵۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۱۲۱
۶۶۔ ابوالليث، صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ صرف، اردو سائنس بورڈ، طبع سوم ۲۰۱۲ء، ص ۴۴۴
۶۷۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۶۳
۶۸۔ ایضاً، ص ۱۷
۶۹۔ ایضاً، ص ۹۹
۷۰۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، قواعد اردو، انجمن ترقی اُردو، پاکستان، کراچی، ۲۰۰۹ء ص ۵۸
۷۱۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۳۹
۷۲۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۶۶
۷۳۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۶۶
۷۴۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۷۸

۷۵۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۲۳

۷۶۔ ایضاً، ص ۹۷

۷۷۔ ایضاً، ۱۲۱

۷۸۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۶۷

۷۹۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۷۷

۸۰۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۸۱۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۲

۸۲۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۷

۸۳۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۸۰

۸۴۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۲۷

۸۵۔ ایضاً، ص ۷۷

۸۶۔ ایضاً، ص ۱۶۶

۸۷۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۴

۸۸۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۸۹۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۴۹

۹۰۔ ایضاً، ص ۶۷

۹۱۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۳

۹۲۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۹۳۔ ایضاً، ص ۱۷

۹۴۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۴۲

۹۵۔ ایضاً، ص ۸۷

۹۶۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۸۹

۹۷۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۳

۹۸۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۹۶

۹۹۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۴۹

۱۰۰۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۶

۱۰۱۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۸۹

۱۰۲۔ ایضاً، ص ۲۷

۱۰۳۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۱۰۴۔ ایضاً، ص ۴۰

۱۰۵۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۵

۱۰۶۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۷

۱۰۷۔ ایضاً، ص ۵۲

۱۰۸۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۵

۱۰۹۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۲۱,۲۲

۱۱۰۔ ایضاً، ص ۸۵

۱۱۱۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۵۱

۱۱۲۔ ایضاً، ص ۱۴۶

۱۱۳۔ ایضاً، ص ۱۴۷

۱۱۴۔ ایضاً، ص ۲۱۶

۱۱۵۔ ایضاً، ص ۱۲۱

۱۱۶۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۴

۱۱۷۔ ایضاً، ص ۹۶

۱۱۸۔ ایضاً، ص ۱۶۹

۱۱۹۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۸۱

۱۲۰۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۱۲۱۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۴۶

۱۲۲۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۲۳۔ ایضاً، ص ۱۶۹

۱۲۴۔ ایضاً، ص ۱۷۰

۱۲۵۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۱۲۶۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۲۶

۱۲۷۔ ایضاً، ص ۷۸

۱۲۸۔ ایضاً، ص ۱۷۴

۱۲۹۔ ایضاً، ص ۱۷۷

۱۳۰۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۵

۱۳۱۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۱۳۲۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۱۳۳۔ واحد، ج، ع، فرہنگ ادبیات اُردو، ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۶۰۰

۱۳۴ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۶

۱۳۵۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۱۳۶۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۱۳۷۔ ایضاً، ص ۶۴

۱۳۸۔ تابش کمال، منظر منظر دھوپ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اگست ۲۰۱۰ء، ص ۳۵

۱۳۹۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۵۴

۱۴۰۔ ایضاً، ص ۹۱

۱۴۱۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۶۹

۱۴۲۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۹۲

۱۴۳۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۸۷

۱۴۴۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۶۴

۱۴۵۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۵۸

۱۴۶۔ ایضاً، ص ۷۵

۱۴۷۔ ایضاً، ص ۱۳۱ / ۱۳۲

۱۴۸۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۱۴۹۔ ایضاً، ص ۱۲۳

۱۵۰۔ ایضاً، ص ۷۶

۱۵۱۔ ایضاً، ص ۶۴

۱۵۲۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۱۵۳۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۲۲

۱۵۴۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۳۹

۱۵۵۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۵

۱۵۶۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۴۱

۱۵۷۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۶۰

۱۵۸۔ ایضاً، ص ۷۹

۱۵۹۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۱۶۰۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۶۹

۱۶۱۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۵۷

۱۶۲۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۳

۱۶۳۔ ایضاً، ص ۴۱

۱۶۴۔ ایضاً، ص ۴۳

۱۶۵۔ ایضاً، ص ۵۳

۱۶۶۔ ایضاً، ص ۱۰۸

۱۶۷۔ ایضاص ۱۰۹

۱۶۸۔ ایضاص ۸۳

۱۶۹۔ ایضاً، ص ۹۳

۱۷۰۔ ایضاً، ص ۸۶

۱۷۱۔ ایضاً، ص ۸۰

۱۷۲۔ ایضاً، ص ۱۶۵

۱۷۳۔ ایضاً، ص ۵۶

۱۷۴۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۶

۱۷۵۔ تابش کمال، سیر الافلاک، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، فروری ۲۰۲۱ء ص ۱۶۹

۱۷۶۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۵

۱۷۷۔ ایضاً، ص ۱۶۳

۱۷۸۔ ایضاً، ص ۱۷۹

۱۷۹۔ ایضاً، ص ۵۵

۱۸۰۔ ایضاً، ص ۱۴۳

۱۸۱۔ ایضاً، ص ۱۴۸

۱۸۲۔ ایضاً، ص ۱۵۰

۱۸۳۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۱۸۴۔ ایضاً، ص ۱۸۴

۱۸۵۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۱۸۶۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۹

۱۸۷۔ ایضاً، ص ۵۶

۱۸۸۔ ایضاً، ص ۶۱

۱۸۹۔ ایضاً، ص ۶۴

۱۹۰۔ ایضاً، ص ۶۸

۱۹۱۔ ایضاً، ص ۱۰۸

۱۹۲۔ ایضاً، ص ۵۸

۱۹۳۔ ایضاً، ص ۷۰

۱۹۴۔ ایضاً، ص ۳۸

۱۹۵۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۹۶۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۳

۱۹۷۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۷

۱۹۸۔ ایضاً، ص ۱۴۳

۱۹۹۔ ایضاً، ص ۹۴

۲۰۰۔ ایضاً، ص ۹۰

۲۰۱۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۲۰۲۔ غیر مطبوعہ

۲۰۳۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۴۳

۲۰۴۔ ایضاً، ص ۶۷

۲۰۵۔ ایضاً، ص ۸۷

۲۰۶۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۱۷

۲۰۷۔ ایضاً، ص ۱۵۱

۲۰۸۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۵۹

۲۰۹۔ ایضاً، ص ۷۷

۲۱۰۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۴۴

۲۱۱۔ ایضاً، ص ۱۵۷

۲۱۲۔ ایضاً، ص ۱۶۱

۲۱۳۔ تابش کمالؔ، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۷

۲۱۴۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۳۱

۲۱۵۔ ایضاً، ص ۵۷

۲۱۶۔ ایضاً، ص ۷۸

۲۱۷۔ ایضاً، ص ۸۲

۲۱۸۔ ایضاً، ص ۹۳

۲۱۹۔ ایضاً، ص ۹۷

۲۲۰۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۲۲۱۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۲۲۲۔ تابش کمال، منظر منظر دھوپ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اگست ۲۰۱۰ء، ص ۳۱

۲۲۳۔ ایضاً، ص ۳۳

۲۲۴۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۵۶

۲۲۵۔ ایضاً، ص ۲۰۲

۲۲۶۔ ایضاً، ص ۲۰۸

۲۲۷۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۶

۲۲۸۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۵۷

۲۲۹۔ ایضاً، ص ۱۷

۲۳۰۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۶۶

۲۳۱۔ ایضاً، ص ۱۷

۲۳۲۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۸۰

۲۳۳۔ ایضاً، ص ۸۶

۲۳۴۔ ایضاً، ص ۲۸

۲۳۵۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۰۷

۲۳۶۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۱

۲۳۷۔ ایضاً، ص ۲۱۱

۲۳۸۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۸

۲۳۹۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۱

۲۴۰۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۴۵

۲۴۱۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۲۴۲۔ ایضاً، ص ۱۹۱

۲۴۳۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۸

۲۴۴۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۳۷

۲۴۵۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۵

۲۴۶۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۹

۲۴۷۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۸

۲۴۸۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۲۴۹۔ ایضاً، ص ۴۲

۲۵۰۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۲۵۱۔ ایضاً، ص ۲۰۱

۲۵۲۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۳۰

۲۵۳۔ تابش کمالؔ، نورِ مبینؐ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۴۵

۲۵۴۔ ایضاً، ص ۵۹

۲۵۵۔ تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۱۲

۲۵۶۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۲۵۷۔ تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۵

۲۵۸۔ ایضاً، ص ۱۷۳

۲۵۹۔ ایضاً، ص ۶۹

۲۶۰۔ ایضاً، ص ۱۱۹

۲۶۱۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء، ص ۲۷

۲۶۲۔ ایضاً، ص ۵۹

۲۶۳۔ ایضاً، ص ۳۳

۲۶۴۔ ایضاً، ص ۰۷

۲۶۵۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۷۷

۲۶۶۔ ایضاً، ص ۰۷

۲۶۷۔ ایضاً

۲۶۸۔ ایضاً

۲۶۹۔ ایضاً، ص ۱۷

۲۷۰۔ ایضاً، ص ۶۷

۲۷۱۔ ایضاً، ص ۴۹

۲۷۲۔ ایضاً، ص ۹۵

۲۷۳۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء،، ص ۴۳ / ۴۴

۲۷۴۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۲۷۵۔ ایضاً، ص ۳۴

۲۷۶۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء،، ص ۲۷

۲۷۷۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۶۷

۲۷۸۔ ایضاً، ص ۶۹

۲۷۹۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۴۴

۲۸۰۔ ایضاً، ص ۵۶

۲۸۱۔ ایضاً،

۲۸۲۔ ایضاً، ص ۵۵

۲۸۳۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۳۸

۲۸۴۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۶۹

۲۸۵۔ ایضاً، ص ۶۶

۲۸۶۔ ایضاً، ص ۵۲

۲۸۷۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۵۷

۲۸۸۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء،، ص ۵۱

۲۸۹۔ ایضاً، ص ۳۷

۲۹۰۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۳۳

۲۹۱۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۶۵

۲۹۲۔ ایضاً، ص ۱۰۰

۲۹۳۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۶۶

۲۹۴۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۷۱

۲۹۵۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۹۴

۲۹۶۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۲۶

۲۹۷۔ ایضاً، ص ۲۹

۲۹۸۔ حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور،، ۲۰۰۳ء، ص ۵۸

۲۹۹۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۴۹

۳۰۰۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۷

۳۰۱۔ ایضاً، ص ۶۱

۳۰۲۔ ایضاً، ص ۶۰

۳۰۳۔ ایضاً، ص ۹۴

۳۰۴۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء ص ۱۹

۳۰۵۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۵۶

۳۰۶۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء ص ۹

۳۰۷۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۷۱

۳۰۸۔ ایضاً، ص ۳۷

۳۰۹۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۶

۳۱۰۔ ایضاً، ص ۷۰

۳۱۱۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۳۱

۳۱۲۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۵

۳۱۳۔ ایضاً، ص ۱۴۶

۳۱۴۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۳۱۵۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۹

۳۱۶۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۴۳

۳۱۷۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۳۱۸۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۴۳ / ۴۴

۳۱۹۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۸۴

۳۲۰۔ ایضاً، ص ۹۲

۳۲۱۔ ایضاً، ص ۱۱۹

۳۲۲رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۵۵

۳۲۳۔ ایضاً، ص ۱۳

۳۲۴۔ ایضاً، ص ۲۳

۳۲۵۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۴

۳۲۶۔ ایضاً، ص ۱۷

۳۲۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۳۲۸۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۱

۳۲۹۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۸

۳۳۰۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۴

۳۳۱۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۶

۳۳۲۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۰

۳۳۳۔ ایضاً، ص ۳۲

۳۳۴۔ ایضاً، ص ۸۱

۳۳۵۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۳۳۶۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۲

۳۳۷۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۶۳

۳۳۸۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء ص ۶۶/ ۶۷

۳۳۹۔ ایضاً، ص ۶۸/ ۶۹

۳۴۰۔ ایضاً، ص ۸۰

۳۴۱۔ ایضاً، ص ۸۳

۳۴۲۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۹

۳۴۳۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۴۶

۳۴۴۔ ایضاً، ص ۴۹

۳۴۵۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۴

۳۴۶۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۷

۳۴۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۳۴۸۔ ایضاً، ص ۷۹

۳۴۹۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۱

۳۵۰۔ ایضاً، ص ۶۸

۳۵۱۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۶۶

۳۵۲۔ ایضاً، ص ۸۶

۳۵۳۔ ایضاً، ص ۹۹

۳۵۴۔ رشید محمود، راجا، مدیح مصطفیٰؐ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۷۷

۳۵۵۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۲۵

۳۵۶۔ ایضاً، ص ۲۶

۳۵۷۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۱۰۸

۳۵۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، ثمراتِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء، ص ۵۸

۳۵۹۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۲۶

۳۶۰۔ ایضاً، ص ۳۳

۳۶۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، ثمراتِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء، ص ۴۳

۳۶۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۵۸

۳۶۳۔ ایضاً، ص ۱۷

۳۶۴۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۲۳

۳۶۵۔ ایضاً، ص ۷۴

۳۶۶۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۹۷

۳۶۷۔ ایضاً، ص ۹۹

۳۶۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۸۷

۳۶۹۔ ایضاً، ص ۳۹

۳۷۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۳۷۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، ثمراتِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء، ص ۷۷

۳۷۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۱۴

۳۷۳۔ ایضاً، ص ۲۵

۳۷۴۔ ایضاً، ص ۱۴

۳۷۵۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۲۵

۳۷۶۔ ایضاً، ص ۳۶

۳۷۷۔ ایضاً، ص ۴۴

۳۷۸۔ ایضاً، ص ۷۵

۳۷۹۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۵۱

۳۸۰۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۸۹ / ۹۰

۳۸۱۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۳۰

۳۸۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، جمالِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۱۷

۳۸۳۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۵۷

۳۸۴۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۶۹

۳۸۵رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۹۳

۳۸۶۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۱۲۷

۳۸۷۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۵۱

۳۸۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۲۱

۳۸۹۔ ایضاً، ص ۶۳

۳۹۰۔ ایضاً، ص ۲۵

۳۹۱۔ ایضاً، ص ۶۱

۳۹۲۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۳۱

۳۹۳۔ ایضاً، ص ۳۷

۳۹۴۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء،

۳۹۵۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۶۰

۳۹۶۔ ایضاً، ص ۵۹

۳۹۷۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۸۱

۳۹۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صریر خامہ مدحت طراز، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۰۴ء،

۳۹۹۔ ایضاً، ص ۸۳

۴۰۰۔ ایضاً، ص ۴۴

۴۰۱۔ ایضاً، ص ۸۸

۴۰۲۔ ایضاً، ص ۲۱

۴۰۳۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صدائے دل، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جون ۲۰۱۰ء، ص ۸۹

۴۰۴۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صبائے نعت المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۵ء، ص ۶۱

۴۰۵۔ رفیع الدین ذکی، دست بستہ، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، لفظ ص ۴۳

۴۰۶۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، صبائے نعت المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۵ء، ص ۴۱

۴۰۷۔ رفیع الدین ذکی، دست بستہ، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، لفظ ص ۸۳

۴۰۸۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، تذکارِ تہامی، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۳ء، ص ۳۱

۴۰۹۔ ریاض حسین، چودھری، غزل کاسہ بکف، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۵۰

۴۱۰۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۴۹

۴۱۱۔ ایضاً، ص ۶۷

۴۱۲۔ ایضاً، ص ۹۵

۴۱۳۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۴۳

۴۱۴۔ ایضاً، ص ۴۹

۴۱۵۔ ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۴۱

۴۱۶۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۰

۴۱۷۔ ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۲۶۷

۴۱۸۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۲۸

۴۱۹۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۴۲

۴۲۰۔ ایضاً، ص ۴۸

۴۲۱۔ ایضاً، ص ۵۹

۴۲۲۔ ایضاً، ص ۶۵

۴۲۳۔ ایضاً، ص ۱۹۹

۴۲۴۔ ایضاً، ص ۲۰۹

۴۲۵۔۔ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۴

۴۲۶۔ ایضاً،

۴۲۷۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۴۲۸۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۶۱

۴۲۹۔ ایضاً، ص ۳۷

۴۳۰۔ ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۲۱۹

۴۳۱۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۲

۴۳۲۔ ایضاً، ص ۸۳

۴۳۳۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۲

۴۳۴۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۶۶

۴۳۵۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی ۲۰۲۱ء، ص ۱۶۰

۴۳۶۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷

۴۳۷۔ ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۸۱

۴۳۸۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۰

۴۳۹۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۴۴۰۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۴۴۱۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹر نیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، دسمبر ۲۰۱۵ء، ص ۸۷

۴۴۲۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۸۱

۴۴۳۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹر نیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، دسمبر ۲۰۱۵ء، ص ۶۴

۴۴۴۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷

۴۴۵۔ ایضاً، ص ۵۶

۴۴۶۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۴۴۷۔۔ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۷۸

۴۴۸۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۷

۴۴۹۔۔ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۵۱

۴۵۰۔ ایضاً، ص ۲۰۸

۴۵۱۔ ایضاً، ص ۲۱۰

۴۵۲۔ ایضاً، ص ۲۱۴

۴۵۳۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷۱

۴۵۴۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۴۵۵۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۴۵۶۔ ایضاً، ص ۴۳

۴۵۷۔ ایضاً، ص ۶۴

۴۵۸۔ ایضاً، ص ۶۷

۴۵۹۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹرپرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۴۶

۴۶۰۔ ایضاً، ص ۵۱

۴۶۱۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۴۶۲۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۴۶۳۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹرنیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء ص ۴۵

۴۶۴۔ ایضاً، ص ۴۶

۴۶۵۔ ایضاً، ص ۵۰

۴۶۶۔ ایضاً، ص ۵۵

۴۶۷۔ ایضاً، ص ۸۶

۴۶۸۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۲

۴۶۹۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹرپرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۳۱

۴۷۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۴۷۱۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۴۷۲۔ ایضاً، ص ۱۵۰

۴۷۳۔ ایضاً، ص ۱۵۵

۴۷۴۔ ایضاً، ص ۳۴

۴۷۵۔ ایضاً، ص ۱۷

۴۷۶۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۴۶

۴۷۷۔ ایضاً، ص ۷۵

۴۷۸۔ ریاض حسین، چودھری، غزل کاسہ بکف، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۷۷

۴۷۹۔ ایضاً، ص ۱۹۱

۴۸۰۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۵۷

۴۸۱۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۱۲۳

۴۸۲۔ ریاض حسین، چودھری، کشکولِ آرزو، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۴۳

۴۸۳۔ ریاض حسین، چودھری، تحدیثِ نعمت، انٹرنیشنل نعت مرکز پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء ص ۱۰۲

۴۸۴۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۹۹

۴۸۵۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۴۶

۴۸۶۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۲

۴۸۷۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۰

۴۸۸۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۰

۴۸۹۔ ایضاً، ص ۳۱

۴۹۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۴۹۱۔ عزیز احسن، اُمید طیبہ رسی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص ۷۸

۴۹۲۔ ایضاً، ص ۴۹

۴۹۳۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۳۱

۴۹۴۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۱

۴۹۵۔ ایضاً، ص ۱۱۴

۴۹۶۔ ایضاً، ص ۱۷۶

۴۹۷۔ ایضاً، ص ۳۵

۴۹۸۔ ایضاً، ص ۷۷

۴۹۹۔ ایضاً، ص ۷۶

۵۰۰۔ ایضاً، ص۸۹

۵۰۱۔ ایضاً، ص۶۱

۵۰۲۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۵۱

۵۰۳۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۳

۵۰۴۔ ایضاً، ص ۹۳

۵۰۵۔ ایضاً، ص ۳۰

۵۰۶۔ ایضاً، ص۶۱

۵۰۷۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۵۰۸۔ ایضاً، ص ۳۴

۵۰۹۔ ایضاً، ص۷۸

۵۱۰۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۶۲

۵۱۱۔ ایضاً، ص۷۷

۵۱۲۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۲۲

۵۱۳۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۲۷

۵۱۴۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۵

۵۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰۳

۵۱۶۔ ایضاً، ص ۲۱۴

۵۱۷۔ ایضاً، ص ۱۱۴

۵۱۸۔ ایضاً، ص۱۱۶

۵۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲۳

۵۲۰۔ ایضاً، ص ۹۰

۵۲۱۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۳۴

۵۲۲۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۳۳

۵۲۳۔ ایضاً، ص ۵۳

۵۲۴۔ ایضاً، ص ۷۳

۵۲۵۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۵۲۶۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۵۲۷۔ ایضاً، ص ۹۳

۵۲۸۔۔ ایضاً، ۱۴۶

۵۲۹۔ ایضاً، ص۱۰۹

۵۳۰۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۴۴

۵۳۱۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۷

۵۳۲۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۵۳۳۔ ایضاً، ص۱۰۶

۵۳۴۔ ایضاً، ص۱۰۹

۵۳۵۔ ایضاً، ص ۳۲

۵۳۶۔ ایضاً، ص۵۹

۵۳۷۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۵۳۸۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۵۰

۵۳۹۔ عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص۵۸

۵۴۰۔ ایضاً، ص۹۷

۵۴۱۔ ایضاً، ص۸۱

۵۴۲۔ ایضاً، ص۹۶

۵۴۳۔ ایضاً، ص۱۰۱

۵۴۴۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۵۴۵۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۴۰

۵۴۶۔ ایضاً، ص ۴۶

۵۴۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۵۴۸۔ ایضاً، ص ۵۲

۵۴۹۔ ایضاً، ص ۹۶

۵۵۰۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۴

۵۵۱۔ عزیز احسن، سیل حبِ رسولؐ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، نومبر ۲۰۱۷ء، ص ۱۹۵

۵۵۲۔ گہر اعظمی، حضورؐ میرے، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۵۵

۵۵۳۔ ایضاً، ص ۱۱۷

۵۵۴۔ ایضاً، ص ۱۵۰

۵۵۵۔ ایضاً، ص ۷۸

۵۵۶۔ ایضاً، ص ۳۹

۵۵۷۔ ایضاً، ص ۲۷

۵۵۸۔ ایضاً، ص ۳۷

۵۵۹۔ ایضاً، ص ۳۸

۵۶۰۔ ایضاً، ص ۳۰

۵۶۱۔ ایضاً، ص ۶۰

۵۶۲۔ ایضاً، ص ۵۱

۵۶۳۔ ایضاً

۵۶۴۔ ایضاً، ص ۱۷۶

۵۶۵۔ ایضاً، ص ۱۷۹

۵۶۶۔ ایضاً، ص ۶۳

۵۶۷۔ گہر اعظمی، ثنائے شافع مرسل، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۱۳۰ اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص ۴۳

۵۶۸۔ گہر اعظمی، حضورؐ میرے، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۳۳

۵۶۹۔ ایضاً، ص ۲۱۲

۵۷۰۔ ایضاً، ص ۴۰

۵۷۱۔ ایضاً، ص ۱۴۸

۵۷۲۔ ایضاً، ص ۵۱

۵۷۳۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۵۷۴۔ ایضاً، ص ۱۹۶

۵۷۵۔ ایضاً، ص ۲۳

۵۷۶۔ ایضاً، ص ۸۸

۵۷۷۔ ایضاً، ص ۲۶

۵۷۸۔ ایضاً، ص ۳۹

۵۷۹۔ ایضاً، ص ۵۲

۵۸۰۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۵۸۱۔ ایضاً، ص ۵۸

۵۸۲۔ ایضاً، ص ۶۰

۵۸۳۔ ایضاً، ص ۵۹

۵۸۴۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۵۸۵۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۵۸۶۔ ایضاً، ص ۲۴

۵۸۷۔ ایضاً، ص ۳۰

۵۸۸۔ ایضاً، ص ۱۸۷

۵۸۹۔ گہرا عظمی، تذکرہ انبیاء کرام، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۹۵

۵۹۰۔ ایضاً، ص ۲۹۶

۵۹۱۔ ایضاً، ص ۲۹۹

۵۹۲۔ ایضاً، ص ۲۵

۵۹۳۔ ایضاً، ص ۲۷۲

۵۹۴۔ ایضاً، ص ۳۷

۵۹۵۔ ایضاً، ص ۹۱

۵۹۶۔ ایضاً، ص ۳۷۶

۵۹۷۔ ایضاً، ص ۲۷۲

۵۹۸۔ ایضاً، ص ۳۸۱ تا ۳۸۳

۵۹۹۔ گہرا عظمی، ثنائے شافع مرسل، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۳۰ اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص ۱۸۵

۶۰۰۔ ایضاً، ص ۱۸۶

۶۰۱۔ ایضاً، ۱۸۸

۶۰۲۔ ایضاً، ۱۹۱

۶۰۳۔ گہر اعظمی، سرورِ کائنات، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص ۲۴

۶۰۴۔ ایضاً، ص ۲۵

۶۰۵۔ ایضاً، ۲۶

۶۰۶۔ ایضاً، ص ۲۷

۶۰۷۔ ایضاً، ص ۲۹

۶۰۸ ایضاً، ص ۳۰

۶۰۹۔ ایضاً، ص ۴۴

۶۱۰۔ ایضاً، ص ۴۹

۶۱۱۔ ایضاً، ص ۵۲

۶۱۲۔ ایضاً، ص ۵۴

۶۱۳۔ ایضاً، ۵۶

۶۱۴۔ ایضاً، ص ۶۳

۶۱۵۔ گہر اعظمی، حضورؐ میرے، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۲۳

۶۱۶۔ ایضاً، ص ۳۳

۶۱۷۔ ایضاً، ص ۳۹

۶۱۸۔ ایضاً، ص ۴۷

۶۱۹۔ ایضاً، ص ۴۸

۶۲۰۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۳۷

۶۲۱۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۳۳

۶۲۲۔ ایضاً، ص ۴۹

۶۲۳۔ ایضاً، ص ۲۷

۶۲۴۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱۱

۶۲۵۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۴۶
۶۲۶۔ ایضاً، ص ۵۲
۶۲۷۔ ایضاً، ص ۳۶
۶۲۸۔ ایضاً، ص ۴۷
۶۲۹۔ ایضاً، ص ۳۵
۶۳۰۔ ایضاً، ص ۹۰
۶۳۱۔ ایضاً، ص ۲۷
۶۳۲۔ ایضاً، ص ۶۲
۶۳۳۔ ایضاً، ص ۷۴
۶۳۴۔ ایضاً، ص ۵۹
۶۳۵ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء ص ۳۵
۶۳۶۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۴۷
۶۳۷۔ ایضاً، ص ۷۷
۶۳۸۔ ایضاً، ص ۳۸
۶۳۹۔ ایضاً، ص ۲۷
۶۴۰۔ ایضاً، ص ۴۷
۶۴۱۔ ایضاً، ص ۶۷
۶۴۲۔ ایضاً، ص ۱۱۲
۶۴۳۔ ایضاً، ص ۱۷
۶۴۴۔ ایضاً، ص ۴۱
۶۴۵۔ ایضاً، ص ۲۷
۶۴۶۔ محمد اقبال، نجمی، عبدِ کامل، ایوانِ حمد و نعت، ۲۰۱۳ء، ص ۲۷/ ۲۸
۶۴۷۔ ایضاً، ص ۲۹/ ۳۰
۶۴۸۔ ایضاً، ص ۳۱/ ۳۲
۶۴۹۔ ایضاً، ص ۳۳/ ۳۴

۶۵۰۔ ایضاً، ص۳۵/۳۶

۶۵۱۔ ایضاً، ص۳۷/۳۸

۶۵۲۔ ایضاً، ص۳۹/۴۰

۶۵۳۔ ایضاً، ص۴۱/۴۲

۶۵۴۔ ایضاً، ص۴۳/۴۴

۶۵۵۔ ایضاً، ص۴۵/۴۶

۶۵۶۔ ایضاً، ص۴۱

۶۵۷۔ ایضاً، ص۳۴

۶۵۸۔ ایضاً، ص۴۵

۶۵۹۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص۶

۶۶۰۔ ایضاً، ص۱۰

۶۶۱۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص۱۴۳

۶۶۲۔ ابواللیث، صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ صرف، اردو سائنس بورڈ، طبع سوم ۲۰۱۲ء، ص۲۱۰

۶۶۳۔ محمد اقبال، نجمی، بہارِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص۳۶

۶۶۴۔ ایضاً، ص۹۴

۶۶۵۔ محمد اقبال، نجمی، گلہائے سلام، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص۴۳

۶۶۶۔ محمد اقبال، نجمی، انوار مدحت، ایوان حمد و نعت پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص۱۷

۶۶۷۔ ایضاً، ص۸۹

۶۶۸۔ ایضاً، ص۵۱

۶۶۹۔ ایضاً، ص۵۳

۶۷۰۔ ایضاً، ص۵۵

۶۷۱۔ ایضاً، ص۵۷

۶۷۲۔ ایضاً، ص۵۹

۶۷۳۔ ایضاً، ص۶۰

۶۷۴۔ ایضاً، ص۶۵

۶۷۵۔ ایضاً، ص۶۷

۶۷۶۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجو کیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۳۶

۶۷۷۔ ایضاً، ص ۶۸

۶۷۸۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۶۷۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء ص ۴۷

۶۸۰۔ ایضاً، ص ۴۵

۶۸۱۔ ایضاً، ص ۵۴

۶۸۲۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجو کیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۴۳

۶۸۳۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۵۱

۶۸۴۔ ایضاً، ص ۱۴۵

۶۸۵۔ ایضاً، ص ۱۵۵

۶۸۶۔ ایضاً، ص ۵۶

۶۸۷۔ ایضاً، ص ۶۶

۶۸۸۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجو کیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۵۹

۶۸۹۔ ایضاً، ص ۹۱

۶۹۰۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۶۹۱۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۶۹۲۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجو کیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۸

۶۹۳۔ ایضاً، ص ۴۸

۶۹۴۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدحتِ شاہِ کونین ﷺ، ادارہ اشاعت اور سالِ اشاعت کا اندراج نہیں ہے، ص ۲۲

۶۹۵۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۶۹۶۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۶۹۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۶۲

۶۹۸۔ ایضاً، ص ۵۲

۶۹۹۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۷۰۰۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۷۰۱۔ ایضاً، ص ۴۸

۷۰۲ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۱

۷۰۳۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۷۰۴۔ ایضاً، ص ۹۴

۷۰۵ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۹۱

۷۰۶۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۸۷

۷۰۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۳۰

۷۰۸۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۷۰۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۸۲

۷۱۰۔ ایضاً، ص ۸۶

۷۱۱۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۵۸

۷۱۲۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۷۱۳۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۸۸

۷۱۴۔ ایضاً، ص ۹۶

۷۱۵۔ ایضاً، ص ۳۴

۷۱۶۔ ایضاً، ص ۳۶

۷۱۷۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۴۷

۷۱۸۔ ایضاً، ص ۸۳

۷۱۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۶۴

۷۲۰۔ ایضاً، ص ۶۹

۷۲۱۔ ایضاً، ص ۸۵

۷۲۲۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۷۲

۷۲۳۔ ایضاً، ص ۹۰

۷۲۴۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۵۹

۷۲۵۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدحتِ شاہِ کونینؐ، ادارہ اشاعت اور سالِ اشاعت کا اندراج نہیں ہے، ص۸

۷۲۶۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۴

۷۲۷۔ ایضاً، ص۹۷

۷۲۸۔ ایضاً، ص ۸۴

۷۲۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص۹۷

۷۳۰۔ ایضاً، ص۹۹

۷۳۱۔ ایضاً، ص۱۵۶

۷۳۲۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص۱۱۸

۷۳۳۔ ایضاً، ص۱۱۶

۷۳۴۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۷۳۵۔ ایضاً، ص۱۲۸

۷۳۶۔ ایضاً، ص۸۹

۷۳۷۔ ایضاً، ص۱۰۳

۷۳۸۔ ایضاً، ص۱۰۷

۷۳۹۔ ایضاً، ص۱۲۰

۷۴۰۔ ایضاً، ص۱۴۳

۷۴۱۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۷۴۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص۳۸

۷۴۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۹۳

۷۴۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۴۲

۷۴۵۔۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۴

۷۴۶۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص۶۸

۷۴۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص۶۱

۷۴۸۔ ایضاً، ص۱۲۶

۷۴۹۔ ایضاً، ص۸۹

۷۵۰۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۷۵۱۔ ایضاً، ص ۵۰

۷۵۲۔ ایضاً، ص ۶۰

۷۵۳۔ ایضاً، ۱۴۰

۷۵۴۔ ایضاً، ص ۶۸

۷۵۵۔ ایضاً، ص ۶۳

۷۵۶۔ ایضاً، ص ۴۳

۷۵۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۳

۷۵۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۷

۷۵۹۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۷۶۰۔ ایضاً، ص ۸۳

۷۶۱۔ ایضاً، ص ۸۴

۷۶۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۴

۷۶۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۶

۷۶۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۹۰

۷۶۵۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۹۲

۷۶۶۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ۵۱

۷۶۷۔ ایضاً، ص ۵۶

۷۶۸۔ ایضاً، ص ۶۲

۷۶۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۳

۷۷۰۔ ایضاً، ص ۸۸

۷۷۱۔ ایضاً، ص ۱۰۰

۷۷۲۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۷۷۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۰۴

۷۷۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۰۵

۷۷۵۔ ایضاً، ص ۲۰۷

۷۷۶۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۱

۷۷۷۔ ایضاً، ص ۷۰

۷۷۸۔ ایضاً، ص ۵۵

۷۷۹۔ ایضاً، ص ۸۰

۷۸۰۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۹۵

۷۸۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۱

۷۸۲۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۷۸۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۱

۷۸۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۱

۷۸۵۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۸

۷۸۶۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۷۸۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۸

۷۸۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۶۵

۷۸۹۔ ایضاً، ص ۴۹

۷۹۰۔ ایضاً، ص ۵۱

۷۹۱۔ ایضاً، ص ۵۸

۷۹۲۔ ایضاً، ص ۵۱

۷۹۳۔ ایضاً، ص ۷۴

۷۹۴۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۷۹۵۔ ایضاً، ص ۴۹

۷۹۶۔ ایضاً، ص ۵۲

۷۹۷۔ ایضاً، ص ۷۰

۷۹۸۔ ایضاً، ص ۵۲

۷۹۹۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۸۰۰۔ ایضاً، ص ۵۸

۸۰۱۔ ایضاً، ص ۱۴۶

۸۰۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱۸

۸۰۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۶۵

۸۰۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۵۶

۸۰۵۔ ایضاً، ص ۱۷۰

۸۰۶۔ ایضاً، ص ۱۴۱

۸۰۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۴

۸۰۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۳

۸۰۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۱

۸۱۰۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۲

۸۱۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۰۱

۸۱۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷۰

۸۱۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۷

۸۱۴۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۵۰

۸۱۵۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۱۸

۸۱۶۔ ایضاً، ص ۳۷

۸۱۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۶۹

۸۱۸۔ ایضاً، ص ۸۴

۸۱۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۹

۸۲۰۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۸۲۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۷

۸۲۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۴۴

۸۲۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۵۱

۸۲۴۔ ایضاً، ص ۸۹

۸۲۵۔ ایضاً، ص۱۵۹

۸۲۶۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۰

۸۲۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۷۳

۸۲۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۱۶۶

۸۲۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۴۰

۸۳۰۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۸۳۱۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۸۵

۸۳۲۔ ایضاً، ص ۱۰۷

۸۳۳۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۷

۸۳۴۔ ایضاً، ص ۴۰

۸۳۵۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۱۰۰

۸۳۶۔ ایضاً، ص۹۹

۸۳۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص۴۸

۸۳۸۔ ایضاً، ص ۳۰

۸۳۹۔ ایضاً، ص ۵۴

۸۴۰۔ ایضاً، ص ۴۴

۸۴۱۔ ایضاً، ص۵۱

۸۴۲۔ ایضاً، ص ۶۰

۸۴۳۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۵۴

۸۴۴۔ ایضاً، ص۴۹

۸۴۵۔ ایضاً، ص ۴۲

۸۴۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۰

۸۴۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص۵۸

۸۴۸۔ ایضاً، ص۴۹

۸۴۹۔ ایضاً، ص۵۹

۸۵۰۔ ایضاً، ص ۱۷

۸۵۱۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۵۰

۸۵۲۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۵۳

۸۵۳۔ ایضاً، ص ۵۸

۸۵۴۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۱۷

۸۵۵۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۴۹

۸۵۶۔ ایضاً، ص ۹۰

۸۵۷۔ ایضاً، ص ۹۹

۸۵۸۔ ایضاً، ص ۹۰

۸۵۹۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۵۴

۸۶۰۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، سلام و آمد رسولؐ، پاسبان حمد و نعت، ۲۰۲۱ء، ص ۲

۸۶۱۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۵۶/ ۵۷

۸۶۲۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۶۲

۸۶۳۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۵۹

۸۶۴۔ ایضاً، ص ۶۹

۸۶۵۔ ایضاً، ص ۴۰

۸۶۶۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۸۶

۸۶۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۶۶

۸۶۸۔ ایضاً، ص ۵۵

۸۶۹۔ ایضاً، ص ۲۷

۸۷۰۔ ایضاً، ص ۳۰

۸۷۱۔ ایضاً، ص ۳۱

۸۷۲۔ ایضاً، ص ۴۱

۸۷۳۔ ایضاً، ص ۳۳

۸۷۴۔ ایضاً، ص ۶۰

۸۷۵۔ ایضاً، ص ۳۵

۸۷۶۔ ایضاً، ص ۴۸

۸۷۷۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۵۶

۸۷۸۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۸۷۹۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۲۷

۸۸۰۔ ایضاً، ص ۲۹

۸۸۱۔ ایضاً، ص ۳۳

۸۸۲۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۸۸۳۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۸۸۴۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۸۸۵۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۸۸۶۔ ایضاً، ص ۷۷

۸۸۷۔ ایضاً، ص ۶۳

۸۸۸۔ ایضاً، ص ۷۹

۸۸۹۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۱۹۳

۸۹۰۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۹

۸۹۱۔ ایضاً، ص ۴۵

۸۹۲۔ ایضاً، ص ۴۷

۸۹۳۔ ایضاً، ص ۴۹

۸۹۴۔ ایضاً، ص ۵۱

۸۹۵۔ ایضاً، ص ۵۵

۸۹۶۔ ایضاً، ص ۹۴

۸۹۷۔ ایضاً، ص ۱۵۰

۸۹۸۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۸۹

۸۹۹۔ ایضاً، ص ۱۰۳

۹۰۰۔ ایضاً، ص۱۸۹

۹۰۱۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ولائے محمدؐ، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص۹۲

۹۰۲۔ یوسف راہی، چاٹ گامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص۵۹

باب پنجم

مجموعی جائزہ، نتائج و سفارشات

مجموعی جائزہ

معاصر اردو نعت کے فکری منطقے

منتخب شعراء کے حوالے سے معاصر اُردو نعت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اکیس بائیس سالوں میں جو اُردو نعت کہی گئی ہے۔ اِس میں نعت گو شعراء نے چار بڑے فکری منطقوں کو چھوا ہے۔

الف۔ ذاتِ رسول اللہؐ

ب۔ صفاتِ رسول اللہؐ

ج۔ نسبتِ رسول اللہؐ

د۔ متفرقات

حضورؐ نبی کریم سے متعلق درج بالا تینوں فکری جہتوں نے آگے چل کر نبی کریم کی ذات مبارکہ کو مزید تین حیثیتوں سے متعارف کروایا۔

ا۔ ذاتِ رسول کی شخصی حیثیت

رسول اللہؐ کی ذات کو موضوع بناتے ہوئے نعت گو شعراء نے حضورؐ کی شخصی حیثیت کو بیان کیا جس میں آپ کی ذات، خاندان، آل، ازواجِ مطہرات، حضورؐ کے شخصی اوصاف کے علاوہ حضورؐ کی عملی زندگی کے مختلف پہلو جن میں حضورؐ کی حیات طیبہ کے مذہبی، ثقافتی، تاریخی، معاشی، عصری و بین الاقوامی، نظریاتی و انقلابی، سیاسی، و سماجی، عسکری و دفاعی پہلو شامل ہیں

۲۔ ذاتِ رسول کی نبویؐ حیثیت

حضورؐ کی ذات مبارکہ کو شعراء نے صفاتی حوالے سے نبی کریم کی نبویؐ حیثیت کو زیر بحث لایا۔ جس میں نبی کریم کے دُنیاوی خصائص جن میں حضورؐ کا تمام مخلوقات سے پہلے تخلیق ہونا، تمام انبیاء کرام سے پہلے نبی بنایا جانا، حضورؐ کی رسالت و نبوت کی عالم ارواح میں تصدیق، رسالتِ عامہ و تامہ، سرکار کی نسبی شرف و فضیلت، کثیر الاسماء ہونا، سابقہ الہامی کتب میں تذکرہء حضورؐ، حضورؐ خاتم الانبیاء، غیر معمولی رعب و دبدبہ،

حضورؐ کی جامع الکلامی، مالِ غنیمت کا حضورؐ پر حلال ہونا، تمام روئے زمیں کو حضورؐ کے لئے مسجد قرار دینا، حضورؐ کی حفاظتِ اُلوہی، ذات حضورؐ پر اعتراض کرنے والوں کو خود اللہ تعالی کا جواب دینا، حضورؐ کی بے مثال فہم و فراست، حضورؐ کا اللہ تعالی کے خزانوں کا مالک و مختار و قاسم ہونا، حضورؐ کے تشریعی و تکوینی اختیارات، ہوائے نفس سے حفاظت، ابلیس سے حفاظت، حضورؐ کی جسمانی قوت، طہارتِ فضلات، حالت نیند میں بھی بیداریء قلب، نماز کی حالت میں بھی حکمِ حضورؐ کی تعمیل، نزولِ اسرافیل، نقبا و وزراء عطا کیا جانا، کثرتِ معجزات، وسیع العلمی، افضلیت عہد نبویؐ، ازواج مطہرات سے تاابد ممانعتِ نکاح، حضورؐ کے سلسلہء نسب کا آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے آغاز کا شمار ہے۔ حضورؐ کے برزخی خصائص میں سے قبرِ انور میں حضورؐ کے جسدِ مبارک کا سلامت رہنا، فراہمیِ رزق در مرقد، ادائیگیء نماز، اذان و اقامت کا سماعت فرمانا، حضورؐ کی حیات و وصال دونوں کا اُمت کے لئے باعث خیر ہونا، درود و سلام کا قبرِ انور میں سننا اور جواب دینا، ملائکہ کا درود و سلام حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کرنا، اپنی اُمت کے احوال سے مکمل باخبر رہنا، قبر میں حضورؐ کی بابت سوال پوچھا جانا، اور حضورؐ کے اُخروی خصائص میں سے حضورؐ کا بروزِ حشر قبر مبارک سے سب سے پہلے اُٹھنا اور ستر ہزار فرشتوں کی معیت حاصل ہونا، براق پر سواری، تمام انسانوں کی قیادت، وسرداری، لواء حمد کی علمبرداری، تمام اُمتوں کا عَلمِ حضورؐ کے نیچے جمع ہونا، حضورؐ کو سب سے پہلے سجدے کی اجازت، تمام انبیاء و مرسلین کے امام و خطیب حضورؐ ہوں گے، حضورؐ بشارتِ نجات برائے مخلوقِ عالم، پُل صراط سے گزرنے میں سب سے پہل، پُل صراط، میزان اور حوضِ کوثر پر اُمت کی امداد، مقامِ محمود کا عطا کیا جانا، تمام اولین و آخرین کی شانِ حضورؐ میں مدح سرائی، شفاعت کبری صرف حضورؐ کو حاصل ہو گی، شفاعت اول، تمام انبیا و اُمم حضورؐ سے امداد طلب کریں گے، اللہ کی حمد کے لئے سرکار کو خصوصی الفاظ عطا کئے جائیں گے، اللہ تعالی حضورؐ کی رضا چاہے گا، حضورؐ کو خلعتِ فاخرہ عطا فرمائے گا، عرش پر حضورؐ کی کرسیء حمد ہو گی، حضورؐ کا فرشتے طواف کریں گے، تمام انبیا و امتوں پر حضورؐ کی گواہی، اُمت میں عددی برتری، کے علاوہ حضورؐ کے بہشتی خصائص میں سے جنت کی کنجیاں دست حضورؐ میں، جنت کا افتتاح حضورؐ فرمائیں گے، جنت کا سب سے اعلی درجہ حضورؐ کے لئے ہو گا، حضورؐ کو کوثر و تسنیم عطا کئے جائیں گے، جنت میں آپ کے لئے منبر رکھا جائے گا، حضرت آدم کا لقبِ جنت ابو محمد ہو گا، اہلِ جنت کا وظیفہ مصحفِ حضورؐ ہو گا اور اہل جنت کی زبان عربی ہو گی یہ تمام خصائص حضورؐ معاصر اُردو نعت میں موضوع بنائے گئے ہیں۔

۳۔ حضورؐ کی نسبتی اور تعلقی حیثیت:

حضورؐ کی ذات اقدس کی تیسری حیثیت نسبت و تعلق کے حوالے سے موضوع نعت بنائی گئی ہے۔اس سے مراد ایسی اشیاء و مقامات ہیں جو بذات خود تو کوئی مقام و مرتبہ نہیں رکھتی تھیں لیکن حضورؐ سے نسبت حاصل ہونے کے بعد وہ بھی عظیم المرتبت اور مقدس ہو گئی ہیں۔جن میں ارضِ مدینہ، مدینہ کے باغات و صحرا، بادو باراں، مدینہ کے صبح و شام، غارِ ثور و حرا، بعض شجر و حجر، مُرغانِ مدینہ وغیرہ

۴۔ متفرقات:

معاصر اُردو نعت کا چوتھا بڑا فکری دھارا متفرقات پر مشتمل ہے۔جس میں شعراء نے اپنے اپنے نعتیہ کلام میں ذیل معاملات کو موضوع بنایا۔

ذاتی مصائب و آلام

اُمت مسلمہ کی زبوں حالی

اپنی دلی مرادیں

قلبی و باطنی وارداتیں

مبشرات

درود و سلام

اب چاہے کوئی کتنا ہی بڑا فکری تنوع کا حامل شاعر کیوں نہ ہو وہ نعت کہتے ہوئے ان چار بڑے فکری دائروں سے باہر نہیں جا سکتا اور نہ ہی نعت کے میدان میں کوئی نیا اضافہ کر سکتا ہے اگر وہ کوئی نیا اضافہ کرے گا تو وہ متفرقات کے ضمن میں ہی ہو سکتا ہے۔باقی رسول اللہؐ کی ذات سے متعلق درج بالا تینوں میدانوں میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔

ماحصل

معاصر اردو نعت کے فکری اشتراکات و اختلافات

باب دوم میں فکری مطالعہ کے دوران شامل کیئے گئے معاصر نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام میں ہمیں کل 53 موضوعات ملتے ہیں جو نذر سخن کیئے گئے ہیں۔ان میں سے ۸ موضوعات میلاد رسول اللہؐ، مدینہ طیبہ، شعراء کے ذاتی احوال کا تذکرہ، حب اہل بیت، درود و سلام، حضورؐ کی ذاتِ مبارکہ، استغاثہ (ذاتی، ملی) کے علاوہ

حضورؐ کے احسانات فکری سطح پر معاصر شعراء کے ہاں مشترک ملتے ہیں جبکہ دیگر تمام موضوعات میں سے سراپا حضورؐ ، اسمائے مبارک ، دیدار مصطفیٰؐ کی خواہش ، حضورؐ ذات تخلیق اوّل ، حضورؐ نبیٔ اول ، مجسم قرآن ، مسجودِ ملائک ، کریم النفس نبیؐ ، جوامع القلم ، حضورؐ کا غیر معمولی رعب و دبدبہ ، برکاتِ ولادتِ حضورؐ ، روحانی تجربات و مشاہدات ، عشق رسولؐ کے ظاہری و باطنی کمالات ، ذاتی احوال و کیفیات ، معرفتِ الٰہی ، رویائے صادقہ ، فلسفۂ اطاعت ، نصاب نعت ، معرفت حضورؐ ، مقامی حوالے ، عصر حاضر کے مسائل کا حل ، حضورؐ شفیع المذنبین ، حضورؐ بطور شارع اسلام ، حضورؐ کا علم غیب ، توفیق نعت کی طلب ، معجزات رسولؐ ذکر رسول پاکؐ ، عشق رسول اللہؐ ، درود پاک ، حضورؐ کی شان فقر ، بارہ ربیع الاوّل ، روضہ رسولؐ ، قرآنی آیات ، اسوۂ رسول پاکؐ ، عاشقان مصطفیٰؐ ، مسافرِ مدینہ سے خطاب ، ولادت سے قبل و بعد کا منظر ، حضورؐ کا عسکری کردار ، اصلاحِ فرد ، حضورؐ مختارِ کل ، اتصال ذوات ، مقام مصطفیٰؐ ، حسن مصطفیٰؐ اور قرآن پاک میں نعت رسولؐ انفرادی سطح پر برتے گئے ہیں۔

معاصر اردو نعت کے ہیئتی اشتراکات واختلافات

باب سوم میں تحقیق میں شامل کردہ اردو نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری کا ہیئتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ دوران مطالعہ معلوم ہوا کہ منتخب شدہ شعراء نے نعتیہ کلام میں کل چوبیس (۲۴) شعری ہیئتوں کے تجربات کئے ۔ جن میں پانچ شعری ہیئتوں غزل،، مثنوی، مربع، قطعہ، آزاد نظم کا ہیئتی سطح پر اشتراک پایا گیا جب کہ انیس (۱۹) شعری ہیئتوں فرد، مثلث، مخمس، مسدس، مسبع، معشر، نظم معریٰ، رباعی، ہائیکو، سانیٹ، ماہیا، دوہا، چوکھبی، نعتیہ غزل بلحاظ الف بائی ترتیب، نعتیہ مثنوی بلحاظ الف بائی ترتیب، نعتیہ مربع بلحاظ الف بائی ترتیب، نعتیہ گیت، مستزاد، گروہ بند، مصراعیہ، ترجیع مصرع اور ترکیب بند کو ایک، دو دو، تین تین، چار چار شعراء نے انفرادی طور پر برتا ہے۔

معاصر اردو نعت کے اسلوبی اشتراکات واختلافات

باب چہارم میں منتخب شدہ نعت گو شعراء کی اردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ کرتے ہوئے جو اشتراکات و اختلافات سامنے آئے ہیں اُن میں علمِ بیان، بدیع کا مشترکہ استعمال ملتا ہے جبکہ دیگر اُسلوبی خصائص میں سے عربی و فارسی، قوافی وردیفیں، ریختائی رنگ، قدیم اردو لہجہ، الف بائی ترتیب، ندائیہ طرزِ تخاطب، قرآن وحدیث کے منظوم تراجم ، حضورؐ کے اسمائے مبارکہ اور القابات و خطابات ، عربی مرکبات ، عطفی و غیر عطفی مرکبات ،

ترکیب سازی، منظر نگاری، روانی و سلاست، مختلف اظہاری تکنیکیں، منظوم سیرت نگاری، پسندیدہ اصوات کی تکرار، مضمون آفرینی، عربی قصائد کے تراجم، محاورہ بندی اور اسمائے ضمیر کا استعمال وغیرہ شعراء میں انفرادی طور پر برتے ہیں۔

معاصر اردو نعت کا مجموعی جائزہ

مقالہ ہذا میں شامل کئے گئے موجودہ دور کے نعت گو شعراء میں سے اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، ریاض حسین چودھری، اور محمد حنیف نازش قادری کی نعتیہ شاعری فکری، ہیئتی اور اُسلوبی تنوع کی حامل نعتیہ شاعری ہے۔ان شعراء نے کہیں کہیں نعتیہ روایت سے ہٹ کر نعت گوئی کی کوشش کی اور اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے۔سب سے زیادہ ہیئتی تجربات کو محمد اقبال حسین نجمی نے برتا، غزل کی ہیئت میں تمام شعراء نے نعت گوئی کی۔ نعتیہ گیت اشفاق احمد غوری، تابش کمال، نعتیہ ماہیے تابش کمال، محمد اقبال نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، اور محمد حنیف نازش قادری، نعتیہ دوہے محمد اقبال، نعتیہ سانیٹ ریاض حسین چودھری، محمد اقبال، نعتیہ ہائیکو رفیع الدین ذکی قریشی، عزیز احسن، محمد اقبال حسین نجمی، آزاد نظم اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، ریاض حسین چودھری، عزیز احسن، محمد امیں ساجد، حنیف نازش قادری، نظم معریٰ ریاض حسین چودھری ،فرد، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، عزیز احسن، مثنوی اشفاق احمد غوری، ریاض حسین چودھری، عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال نجمی، محمد حنیف نازش قادری، یوسف راہی چاٹگامی، مثلث حفیظ تائب، رفیع الدین ذکی قریشی، ریاض حسین چودھری، محمد اقبال حسین نجمی، مربع اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، ریاض حسین چودھری، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد حنیف نازش قادری، یوسف راہی چاٹگامی، مخمس عزیز احسن، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امیں ساجد، محمد حنیف نازش قادری، یوسف راہی چاٹگامی، مسدس تابش کمال، عزیز احسن، محمد حنیف نازش قادری، اور قطعہ کی ہیئت تابش کمال، حفیظ تائب، راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی ،ریاض حسین چودھری، عزیز احسن، گہر اعظمی اور محمد امین ساجد سعیدی کے علاوہ محمد حنیف نازش قادری کے ہاں ملتی ہے۔ جبکہ تابش کمال کے ہاں الف بائی ترتیب، اور نعتیہ ذکری کی دو نئی شکلیں ملتی ہیں۔ راجا رشید محمود نے مصراعیہ، گرو بند اور ترجیع مصرع کی تین نئی ہیئتوں کو جنا، یوسف راہی چاٹگامی نے ایک نئی نعتیہ ہیئت نعتیہ چوکھمبی کی نہ صرف بنیاد رکھی بلکہ اس میں کافی کامیاب تجربے بھی کئے جو آمدہ زمانوں میں نعت گو شعراء کے لئے یقیناً اتباع کی روایت ڈالے گی۔ رفیع الدین ذکی قریشی، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی،

محمد امیں ساجد سعیدی، اور یوسف راہی چاٹگامی کی نعتیہ شاعری بھی یقیناً نعتیہ روایت کی پاسداری کی ایک سنبھلی ہوئی صورت ہے۔ منتخب شدہ نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں معاصر شعراء کی نعتیہ شاعری دو اُسلوب کی حامل نظر آئی۔ نظمیہ اُسلوب کی حامل نعتیہ شاعری اور غزلیہ اُسلوب کی حامل شاعری۔ نظمیہ اُسلوب سے مرادیہ ہے کہ جس طرح کوئی نظم کہنے کے لئے پہلے موضوع منتخب کیا جاتا ہے اور پوری نظم اُسی موضوع کے تابع رہتے ہوئے کہی جاتی ہے۔ اسی طرح نعت گوئی کے لئے بھی اس اُسلوب کے حامل شعراء نے پہلے موضوع کا انتخاب کیا۔ جن میں اشفاق احمد غوری، تابش کمال، حفیظ تائب، ریاض حسین چودھری اور محمد حنیف نازش قادری کا شمار ہوتا ہے۔ ان شعراء کے ہاں ہمیں ایک موضوع پہ کئی کئی نعتیں ملتی ہیں۔ یہ نظمیہ اُسلوب نعت درج بالا نعت گو شعراء کی قادرالکلامی کی علامت ہے۔ جب کہ دوسرا نعتیہ اُسلوب غزلیہ کہلاتا ہے۔ اس سے مرادیہ ہے کہ جس طرح غزل کہتے ہوئے ہر شعر کا موضوع الگ ہوتا ہے۔ اس اُسلوب کے حامل شعراء میں راجا رشید محمود، رفیع الدین ذکی قریشی، ڈاکٹر عزیز احسن، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، محمد امین ساجد سعیدی، اور یوسف راہی چاٹگامی شامل ہیں۔

نتائج

معاصر اردو نعت کے فکری امتیازات

اب ہم درجہ بدرجہ معاصر اُردو نعت کے اُن فکری، ہیئتی اور اُسلوبی امتیازات کی جانب آتے ہیں جن کی بدولت قدیم و جدید نعتیہ ادب میں ہمیں ایک واضح فرق محسوس ہوتا ہے۔ البتہ معاصر اُردو نعت کا مطالعہ کرتے ہوئے چند ایسے موضوعات سامنے آئے۔ جنہیں معاصر اردو نعت میں فکری امتیازات کی اہمیت حاصل ہے۔

حیاتِ برزخ

مواجہ شریف

مقصورہ مبارک

رویائے صادقہ

جسمانی اعضا کو موضوع بنانا

روحانی تجربات و مشاہدات

حضورؐ کو سلامِ عید کہنا

شعراء کا اپنے بچپن کو موضوع بنانا

شعراء کا اپنے قلم کو موضوع بنانا

۱۔حیاتِ برزخ

برزخ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے لغوی معانی پردہ(۱) کے ہیں اور اصطلاحی معانی میں اس سے قبر کی زندگی مرادلی جاتی ہے۔ حیات برزخ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ پارہ ۱۸ سورت المومنون کی آیات ۱۰۰،۹۹ میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اُس کا ترجمہ ذیل ہے۔

''یہاں تک کہ جب اُن میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجیے شاید اب میں کُچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں، ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اُس دن تک جس میں اُٹھائے جائیں گے''

حدیث سے ملتا ہے کہ قبر میں مردے سے تین سوال پوچھے جائیں گے۔ ایک اس کے رب کے بارے میں اور ایک اسکے دین اور ایک حضورؐ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ نبی کریم نے قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ برزخی زندگی کا دارومدار انسان کی ارضی یا دنیاوی زندگی پر ہے۔ وہ دنیا میں جس طرح زندگی بسر کرے گا برزخ یعنی قبر کی زندگی بھی اس کے لئے ویسے ہی ہوگی۔ مومن کے لئے جنت کا باغ اور فاجر وفاسق اور کافر کے لئے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔یہی وجہ ہے کہ ہر انسان حیات برزخ کا خیال آتے ہی خوف سے تھر تھر کانپنے لگتا ہے۔ ہمارے معاصر نعت گو شعراء نے حیات برزخ کی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے اسی لئے اس کو موضوع بنایا ہے اور حضورؐ سے امداد طلب کی کہ وہاں آپ کی آمد ہوگی۔ اردو نعت میں ہمیں قدیم وجدید شعراء کی طرف سے حضورؐ کی دنیاوی زندگی اور اُخروی زندگی یعنی احوال محشر کا موضوع بنایا جانا تو ملتا ہے لیکن حیاتِ برزخ پر کوئی خاص مواد اُردو نعت میں نہیں ملتا البتہ معاصر شعراء نے اس کو بہ طور خاص اپنی نعتیہ شاعری میں برتا ہے۔ جن شعراء نے اس موضوع کو منظوم کیا اُن کی شعری مثالیں ذیل ہیں:

اشفاق احمد غوری

اگر داغِ عشقِ محمد ہے دل میں | لحد میں رہے گا ہمیشہ اُجالا (۲)
یارب! نبی کے نور سے | پُرنور ہو کُنجِ لحد (۳)
جلوے تو دیکھنے کو ملیں گے حضورؐ کے | خائف نہیں میں ہوتا کبھی کُنجِ لحد سے (۴)

تابش کمالؔ

آقا مرے آقا ہے یہی ایک تمنا | تُربت میں پتہ لیجیے اس خاک نشیں کا(۵)
اُترا ہے اُن کے در کا سوالی مزار میں | درپیش معرکہ ہے سوال و جواب کا (۶)
لذت موت ہے گر اُن کی حضوری میں مریں | مرکزِ شوقِ زیارت ہے لحد جانتے ہیں (۷)

حفیظ تائب

سُنتے ہیں کہ مرقد میں تشریف وہ لائیں گے تقدیر جگائیں گے | میں اُٹھ کے قدم لوں گا اور لب پہ مرے ہوگا لبیک وسعدیک (۸)

راجہ رشید محمود

گیا یہاں سے جو حُبِ حضورؐ پاک لئے | وہ امتحانِ لحد میں بھی کامران ہوا(۹)

رفیع الدین ذکی قریشی

پسِ مرگ بھی ہوگی درکار خوشبو | عطا ہو پسینے کی سرکار خوشبو (۱۰)

ریاض حسین چودھری

میں گوشہء لحد میں بڑے احترام سے | چوموں گا اُن کے نقشِ کفِ پا کو حشر تک (۱۱)
ریاض خوشنوا کی قبر مہکے گی قیامت تک | بہت سے پھول مدحت کے میں آقا لے کے آیا ہوں (۱۲)

محمد امین ساجد سعیدی

تُربت میں آئیں گے مرے سرکار اس گھڑی | جس وقت باری ہوگی سوال وجواب کی (۱۳)
نبی کے عشق کی مشعل لحد میں کام آئے گی | یہی مشعل جلانے کے لئے میں نعت کہتا ہوں (۱۴)

جس وقت نکیرین سوالات کریں گے — میں آپ کا دے دوں گا حوالہ، شہہ والا (۱۵)
فرمائیں گے وہ میری لحد میں فرشتوں سے — رکھنا بہت خیال ہمارے غلام کا (۱۶)

۲۔ مواجہ شریف

اردو نعت گو شعراء نے یوں تو وہ تمام مقامات اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنائے ہیں جن سے نبی کریم کی کسی نہ کسی حوالے سے نسبت ملتی ہے۔ جن میں مسجد نبویؐ، مسجد قبا، مدینہ شریف، مسجد اقصیٰ، گنبد خضریٰ، مکہ شریف، طائف وغیرہ لیکن مواجہہ شریف وہ مقام ہے جسے زیادہ تر نظر انداز کیا گیا۔ موجودہ دور کے نعت گو شعراء نے اس طرف خاص توجہ دی اور اسے اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا۔ قبل ازیں بھی یہ کہا جا چکا ہے کہ مواجہ شریف وہ مقام ہے جہاں قبر میں سرکار کا چہرہ مبارک والی سمت ہے۔ اُس جانب کھڑے ہو کر لوگ دعائیں کرتے ہیں۔ اس مقام کو بھی ہمارے معاصر نعت گو شعراء نے خاص طور پر موضوع بنایا۔ اس موضوع پر اُن کے وَن سَوَنے خیالات ذیل ہیں:

اشفاق احمد غوری

حاضر ہوا تھا میں بھی مواجہ شریف پر — اس بات پر رہے گا سدا ناز یا نبیؐ (۱۷)
مجھے بھی لائے شوقِ سفر مواجہ پر — شب فراق کی ہو گی سحر مواجہ پر
زباں سے عرض تمنا نہ کر سکا لیکن — کھڑا تھا ہاتھ، مگر باندھ کر مواجہ پر
اُنہی کے جود و عطا کا جہاں میں شہرہ ہے — یہی لُٹاتے ہیں لعل و گہر مواجہ پر (۱۸)
بارگاہ شہ والا میں ادب سے جانا — سر بھی نظریں بھی مواجہ پر جھکائے رکھنا (۱۹)

حفیظ تائب

تجلی کا جھرنا مواجہ شریفہ — دلوں میں اُترتا مواجہ شریفہ
جسے دیکھنا آنکھ بھر کے ہے مشکل — وہ نورِ سراپا مواجہ شریفہ
فدا جس پہ تخلیق کا حُسن سارا — رُخِ شہ کا سہرا مواجہ شریفہ
پسِ خاک سے جگمگائے جو عالم — اُسی مہ کا ہالا مواجہ شریفہ (۲۰)

راجارشید محمود

جھکاؤ اپنے سروں کو، نگاہیں نیچی رکھو! مواجہ کا وہ آگے حسیں نظارہ ہے (۲۱)

ریاض حسین چودھری

عجب سا کیف ملتا ہے مواجھے کی فضاؤں میں قلم کے اشک بھی شامل ہیں میری التجاؤں میں (۲۲)

محمد حنیف نازش قادری

اگرچہ مانگا نہ لب سے، مواجہہ کے قریب ملا ہے بڑھ کے طلب سے، مواجہہ کے قریب
حضورؐ خواجہ گیہاں سلام کہنے کو کھڑے تھے قدسی ادب سے مواجہہ کے قریب
عجیب طرح کی سرشاری مجھ پہ طاری ہے میں ہو کے آیا ہوں جب سے مواجہہ کے قریب
سمجھ میں آ نہیں سکتے تھے راز، راز رہے معاملے تھے عجب سے مواجہہ کے قریب (۲۳)

۳۔ مقصورہ مبارک

مقصورہ اُس مقام کو کہا جاتا ہے کہ جہاں امام کے کھڑے ہونے کے لئے منبر بنا ہوتا ہے۔ اس مقام کو معاصر اردو نعت میں صرف اور صرف راجارشید نے نعت کا موضوع بنایا ہے۔ وہ مقصورہ مبارکہ کی شان و جلالت اور رعب و دبدبہ کے بارے میں محوِ سخن ہیں:

دیکھنا مقصورہء سرور کو اور کر لینا نقش آنکھ کی پُتلی پہ یہ منظر عزیزو! بے دریغ (۲۴)
ہم نے مقصورہ پہ زُوار کو گم صُم پایا جس کو عتبہ پہ کھڑا پایا ہے، گونگا دیکھا (۲۵)
جن میں ہے عکسِ مقصورہء مصطفی میری آنکھوں کو بس وہ بجے دائرے (۲۶)

۴۔ رویائے صادقہ

رویائے صادقہ سے مراد وہ سچے خواب ہیں جو انسان سوتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر اُس کی زندگی میں وہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ امت مسلمہ میں ایسے افراد کی کمی نہیں جنہیں ایسے خواب آتے ہیں لیکن ایک مومن کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اُسے چاہے زندگی میں ایک بار ہی سہی حضورؐ کی خواب میں زیارت ہو جائے۔ آپ کا فرمان بھی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اُس نے حق دیکھا کیونکہ شیطان حضورؐ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے جو شخص حضورؐ کی خواب میں زیارت کرتا

ہے۔وہ اس حوالے سے کسی شک و شبے میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ ہر دور میں ایسا ہوتا آیا ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء نے حضورؐ کے دیدار کی خواہش کو اپنا موضوع نعت بنایا ہے۔کچھ کے ہاں تو زیارت رسولؐ کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ معاصر شعراء میں سے اکثر کے ہاں زیارت رسول اللہ ؐ کی خواہش کا اظہار تو ملتا ہے لیکن زیارت رسول کا اشارہ نہیں ملتا کہ اُنہیں رسول اللہ ؐ کی زیارت ہوئی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے وہ اس سعادت سے مشرف ہوئے ہوں اور اُنہوں نے خود اس سعادت کو خفیہ رکھا ہو۔ تابش کمالؔ چونکہ خود بھی ایک صاحب سلسلہ صوفی شاعر ہیں سو اُنہوں نے تحدیث نعمت کے طور پہ نے اپنے اکثر ایسے مبشرات کا تذکرہ اپنی نعتیہ شاعری میں کیا ہے۔ جن میں سے چند ذیل ہیں:

پہچان گیا ہوں اُنہیں کملی کی ضیاء سے — میں صدقے وہی آقا، میں قُربان وہی ہیں (۲۷)
میں دیکھتا تھا کہ ہیں آپ اور باغِ عدن — مہک اُٹھا ہے مرا سارا خواب اور گُلاب (۲۸)
پیا جو خواب میں تابش نے دستِ رحمت سے — اُسی کا سارا نشہ ہے، خُمار ہے سرکار (۲۹)

۵۔ جسمانی اعضاء کو نعت کا موضوع بنانا

اردو نعت میں اکثر ایک انداز فکر یہ بھی ملتا ہے کہ حضورؐ کے سراپا اقدس کو بیان کیا جائے جس میں سرکار کے تمام جسمانی اعضا مبارکہ کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن معاصر شعراء نے ایک جدت یہ پیدا کی کہ اُنہوں اپنے جسمانی اعضا خاص کر آنکھ اور دل، عقل اور زبان کو بھی اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ ایسے نعت گو شعراء کے ناموں کے ساتھ اُن کی شعری مثالیں ذیل ہیں:

اشفاق احمد غوری

مژگاں کا موضوع

اُن کی یاد آئی تو بھر آئے سحابِ مژگاں — کُھل کے برسا ہے مرے قلب پہ آبِ مژگاں
ایک دید کی اُمید سے نکہت لے کر — کھل سے جاتے ہیں سرِ شام گلابِ مژگاں
کوئے انوار سے اک ناقہ سوار آئیں گے — بس اُنہی کے لئے وا رہتا ہے بابِ مژگاں (۳۰)

آنکھ کا موضوع

آنکھ کو نین بھی کہا جاتا ہے

اشفاق احمد غوری نے اس دو موضوع کو دونوں طرح سے باندھا ہے:

من موہن کی یاد میں ہر پل ساون بن کر برسے نیناں
تاک رہے ہیں راہ پیا کی لڑکپنے سے ترسے نیناں

تڑپ رہے تھے دکھ کے کارن دید کی آشا میں بے کل
چوکھٹ پر دھر کے آیا ہوں گھائل تھے اندر سے نیناں

سیاں جی بس ایک نجر اس دکھیارے کی اور بھی ہو
جی جائیں گے ایک ہی پل میں تمری ایک نجر سے نیناں

دُکھ سُکھ گھر تیاگ کے سجناں تورے نگر میں آن بسے ہیں
دوجگوا میں کون ہے ان کا جائیں کہاں اس در سے نیناں

پیتم سونا پیتم ہیرا اور نیناں بے مول کی ماٹی
ٹوٹ نہ جاوے کاچا سپنا جاگت ہیں اس ڈر سے نیناں (۳۱)

شاہِ خُوباں کی جھلک مانگنے والی آنکھیں
اُن کی دہلیز پہ رکھ دی ہیں سوالی آنکھیں

بھیک بٹتی ہوئی دیکھی تھی سرِ بزمِ کرم
تشنہ دید تھے کشکول بنا لی آنکھیں

ایسی آنکھوں کو ملائک نے دیئے ہیں بوسے
دیکھ لیتی ہیں جو سرکار کی جالی آنکھیں (۳۲)

تابش کمال

ہر پل درِ حبیب کا نقشہ ہے آنکھ میں
اک نورِ بے پناہ کا دریا ہے آنکھ میں

اُمت کے حال زار سوا اور کُچھ نہیں
سیلاب یہ لہو کا جو امڈا ہے آنکھ میں

حالت فراقِ شاہ میں جلنے کی دیکھیے
آنسو بھی جیسے کوئی شرارہ ہے آنکھ میں (۳۳)

حفیظ تائب

ہجومِ رنگ ہے میری ملول آنکھوں میں
بسا ہے جب سے ریاضِ رسول آنکھوں میں

تصورات کے صحرا میں وہ حرم اُبھرا
کھلے گلاب مری دھول دھول آنکھوں میں

ہری کرے گا وہی شاخِ آرزو تائب
کھلائے جس نے عقیدت کے پھول آنکھوں میں (۳۴)

رفیع الدین ذکی قریشی

یادِ سرکار جو آئی تو جھکا دیں آنکھیں
آنے جانے کے لئے رہ میں بچھا دیں آنکھیں

آمد یاد نبی کی بھی خوشی میں کیا کیا
میں نے اشکوں کے ستاروں سے سجا دیں آنکھیں

اہتمام اس کا یہ میں نے ہے مسرت سے کیا
انتظارِ شہِ والا پہ لگا دیں آنکھیں (۳۵)

ریاض حسین چودھری

حرفِ توصیف میں ہر شام جلی ہیں آنکھیں
میری کس خاکِ غلامی سے بنی ہیں آنکھیں
اشک تھمتے ہی نہیں اسمِ گرامی سُن کر
اپنے آباء سے وراثت میں ملی ہیں آنکھیں
نعت میری، اُنہیں خوشبو نے سنائی ہو گی
خود بخود آج مری بھیگ رہی ہیں آنکھیں (۳۶)

حنیف نازش قادری

حنیف نازش قادری نے آنکھ اور آنکھ کی پُتلیوں دونوں کو موضوع بنایا ہے

آنکھ کا موضوع

جو نقش پائے پیمبر سے میں ملوں آنکھیں
تو پائیں منزل تسکیں یہ بے سکوں آنکھیں
یہی ہے سب سے بڑی آرزو کہ وقتِ اجل
نظر میں جلوہ ہو اُن کا تو موند لُوں آنکھیں
تڑپ بڑھے جو کبھی دل میں دیدِ طیبہ کی
جنھوں نے دیکھا مدینہ، وہ دیکھ لوں آنکھیں (۳۷)

آنکھوں کی پتلیاں

پھرتا ہے اُن کا روضہ، آنکھوں کی پتلیوں میں
منظر ہے خلد جیسا، آنکھوں کی پُتلیوں میں
حوریں جو مہ جبیں ہیں، سب اس لئے حسیں ہیں
نامِ نبی ہے لکھا، آنکھوں کی پُتلیوں میں
آنکھوں میں جو بھرے ہیں آنسو ہرے ہرے ہیں
گنبد کا ہے بسیرا، آنکھوں کی پُتلیوں میں (۳۸)

محمد امین ساجد سعیدی

سبز گنبد سے جو اک پل نہ جدا ہوں آنکھیں
میرے سرکار مجھے ایسی عطا ہوں آنکھیں
اپنی آنکھوں سے میں چوموں گا سنہری جالی
اس سے پہلے کہ میں مر جاؤں فنا ہوں آنکھیں
نزع کے وقت ملے اُن کی زیارت کا شرف
لب ہوں خاموش مرے محوِ ثنا ہوں آنکھیں (۳۹)

دل کا موضوع

تابش کمال

آپ ہیں زیست کا حاصل، اے دل
کیوں ہے پھر خستہ و گھائل، اے دل
تُو کہاں اور مدینہ ہے کہاں
تُو رتک ہے تری محفل، اے دل

ارضِ طیبہ کو ٹھکانہ کر لے　　کیا سہانی ہے یہ منزل ، اے دل (۴۰)

راجا رشید محمود

دکھائیں تو دکھائیں کس کو ہمدردِ نہاں دل کا　　سوا سرکار کے، کوئی نہیں ہے مہرباں دل کا
رہا مجبوریِ طیبہ میں صحرا بے کراں دل کا　　پھلا پُھولا رہا جو حاضری میں گلستاں دل کا
زبان و قلبِ احقر میں تطابق کی یہ صورت ہے　　مدیحِ مصطفی کا شعر نکلا ترجماں دل کا (۴۱)

زباں، سانس، عقل

تابش کمال

دل سید عالی کی محبت کے لئے ہے　　اور اپنی زباں آپ کی مدحت کے لئے ہے
ہے سانس فقط آپ کی تسبیح کی خاطر　　یہ آنکھ تو بس اُن کی زیارت کے لئے ہے
اِدراک سے بالا ہے یہ اعجازِ محمدؐ　　معراجِ نبی عقل کی حیرت کے لئے ہے۔ (۴۲)

۵۔ حضورؐ کو سلامِ عید کہنا

پہلے بھی کہا جاچکا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں حضورؐ کی بارگاہ میں درود و سلام پیش کرنے کی ایک مضبوط روایت ہے۔ اردو نعت کا ہر چھوٹا یا بڑا شاعر حضورؐ کے دربار میں ہدیہ سلام پیش کرنا اپنے لئے باعثِ فخر و سعادت سمجھتا ہے۔ لیکن نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں عید کا سلام پیش کرنے کی مثال معاصر نعت گو شعراء میں سے الحال راقم کی نظر سے ایک ہی گزری ہے اور وہ حفیظ تائب ہیں۔ اُن کا سلام عید ملاحظہ ہو۔ جو آقا کی بارگاہ میں پیش کیا گیا:

سلامِ عید

کیجیے قبول اے شہِ والا سلام عید　　اپنے تمام اُمتیوں کا سلام عید
حاضر ہوئے ہیں آکے جو اطرافِ دہر سے　　لیجیے سب ان غلاموں کا سلام عید
ہیں نام لیوا آپ کے جتنے یہاں سے دُور　　اُن کی طرف سے بھی مرے آقا سلام عید
اس جانفزا حرم کی معنبر فضاؤں سے　　اُجلا درودِ پاک ، مہکتا سلامِ عید
تائب ازل سے آپ کے در کا غلام ہے　　کیجیے قبول اس کا خدارا سلامِ عید

بلکہ اس موقع پر اُنہوں نے آپ سے عیدی بھی طلب کی ہے

سر کار التفات کی عیدی ملے مجھے — پروانہء نجات کی عیدی ملے مجھے
رائج مرے وطن میں دستور آپ کا — آقاؐ! نئی حیات کی عیدی ملے مجھے
کشمیریوں کو تحفہ آزادی وطن — ایمان کے ثبات کی عیدی ملے مجھے
جن سے چمک اُٹھے مری بے نور کائنات — ایسی تجلیات کی عیدی ملے مجھے
شہریتِ مدینہ سے تائب ہو سرفراز — ہر دم توجہات کی عیدی ملے مجھے (۴۳)

۷۔روحانی تجربات ومشاہدات

اردو شاعری میں تصوف کی ابتدا تو ایک قدیم روایت ہے۔اس کا آغاز پہلے فارسی شاعری میں ہوا پھر بعد میں اردو شاعری میں آیا چونکہ ہمارے تمام قدیم شعرا نہ صرف صوفی خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے بلکہ خود بھی صوفی تھے۔یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری میں بھی تصوف نے قدم رکھا لیکن بات یہ بھی سامنے آئی بعض شعراء جو خود حقیقی صوفی تو نہیں تھے لیکن اُنہوں نے صوفیانہ موضوعات کو شاعری میں بیان کیا جن میں مرزا غالب کا نام سرِفہرست ہے لیکن بعض شعراء حقیقی صوفی تھے اُنہوں نے اپنی شاعری میں صوفیانہ موضوعات بیان کئے ۔جن میں پیر مہر علی شاہ، سچل سرمست، سُلطان باہو، بابا بلھے شاہ وغیرہ سرِفہرست ہیں۔جو شعراء خود صوفی تو نہ تھے بلکہ صرف صوفیانہ موضوعات کو اُنہوں نے شاعری میں برتا ایسے شعراء زیادہ تر صرف غزل گو ہی تھے اور رہے اور جو خود صوفی تھے اُنہوں نے غزل کے علاوہ نعت بھی کہی اور کافی میں بھی اپنی روحانی کیفیات و تجربات کو سمویا موجودہ دور میں تابش کمال کا شمار بھی اُنہی شعراء میں ہوتا ہے جو نہ صرف خود صوفی ہیں بلکہ ان کی شاعری خواہ کسی بھی صنف و ہیئت میں ہو اپنے روحانی تجربات ومشاہدات کو بیان کرتے ہیں۔اُن کی نعت اس امر کی غماز ہے۔معاصر شعراء نعت میں سے کسی کے ہاں اس قدر واضح اشارے نہیں ملتے۔چند مثالیں زیرِنظر ہیں:

خود آپ آئے، عیادت بھی کی، دُعا بھی دی — مری حیات میں یہ واقعہ ہوا مرے ساتھ (۴۴)
مہک اُٹھے ہیں اچانک مرے در و دیوار — پڑھیں دُرُود کہ تشریف لائے ہیں سرکار
مرے حضورؐ کے ہمراہ آتی ہے اک لو — مرے مکاں میں اکیلے نہیں شہِ ابرار (۴۵)
وہ نُو رِ حُسن دیکھ کے صل علیٰ کہا — میرے کہے پہ خلق نے پھر مرحبا کہا
معشوقِ عال میں کہا میں نے زیرِ لب — فرمایا مجھ کو دیکھ کے بیٹے بجا کہا (۴۶)

۸۔ شعراء کا اپنے بچپن کو موضوع بنانا

اگر اردو نعت کا باقاعدہ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم وجدید نعت گو شعراء نے نبی پاک کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سرکار کی پیدائش سے قبل کے حالات سے لے کر احوالِ آخرت تک سب کچھ کسی نہ کسی طور بیان کیا ہے۔ جس میں آپ کا بچپن، لڑکپن، جوانی اور بُڑھاپا وغیرہ سب آتا ہے۔ عصر حاضر میں کچھ شعراء نے یہ کیا کہ اپنے بچپن کو بھی نعت کا موضوع بنا کر اپنے حالات بیان کئے۔ کچھ شعراء کے ہاں تو اس موضوع پر اکا دکا مثالیں ملتی ہیں جبکہ محمد حنیف نازش قادری نے اپنے بچپن کو باقاعدہ موضوع بنا کر کئی نعتیں کہی ہیں جن کے دو، دو اشعار پیش کئے جا رہے ہیں:

بس رہا ہے مری آنکھوں میں وہ در بچپن سے ہوں مدینے کی طرف محوِ سفر بچپن سے
حفظ ہے طیبہ و مکہ کے سفر کا رستہ یاد ہے مجھ کو یہی راہ گزر بچپن سے (۴۷)

میرے آقا کا رہا مجھ پہ کرم بچپن سے ان کی توصیف کا تھاما ہے قلم بچپن سے
راہ جو مکہ سے طیبہ کی طرف جاتی ہے گامزن ہیں اسی اک راہ پہ ہم بچپن سے (۴۸)

جام حب شہ کونین پیا بچپن سے نعت کا قلب میں روشن ہے دیا بچپن سے
سوزنِ ذکرِ نبی کارِ رفو کرتی رہی غم کے ہر چاک کو اس طرح سیا بچپن سے (۴۹)

نام احمد پہ فدا ہے مرا من بچپن سے میں نے سیکھا ہے یہ اُلفت کا چلن بچپن سے
کس طرح نعتِ نبی خوب سے ہو خوب تریں کرتا آیا ہوں یہی مشقِ سُخن بچپن سے (۵۰)

۹۔ قلم کو نعت کا موضوع بنانا

بلاشبہ نعت گوئی ایک عظیم سعادت اور سُنتِ الٰہیہ ہے۔ اگر کوئی شاعر اس نازک ترین صنفِ سخن کے شعری و شرعی آداب کو اچھی طرح ملحوظِ خاطر رکھ سکتا ہے تو اُسے ضرور یہ صنفِ مبارکہ اپنانی چاہیے۔ نعت گو شعراء اس عظیم سعادت کے حاصل ہونے پر فخر کرتے آئے ہیں اور اس کا اظہار اُنہوں نے جا بجا اپنے اپنے نعتیہ کلام میں کیا بھی ہے۔ کچھ شعراء نے قلم کو اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا اور اُنہوں نے اس بات پر ناز ہے کہ اُن کا قلم مدحت سرکار میں ہمہ دم مصروف ہے اور وہ حضورؐ کی شان بیان کرتے ہوئے قربِ خداوندی حاصل کرتے ہیں۔ ریاض حسین چودھری کی نعت گوئی میں قلم کے موضوع کو باقاعدہ مستقل حیثیت حاصل ہے ۔اُن کی چند شعری مثالیں ذیل ہیں:

ان کی اُن نعتوں سے مطلع دیئے جا رہے ہیں جن میں ریاض حسین چودھری نے قلم کو بہ طور ردیف استعمال کیا:

آنکھ بن کر ہر ورق پر خوب برسا ہے قلم — باوضو ہو کر نبی کی نعت لکھتا ہے قلم (۵۱)
محوِ ثنا ہے جھومتے لمحات میں قلم — اُترا ہے رنگ و نور کی برسات میں قلم (۵۲)
سرنگوں ہے معبدِ عشق پیمبر میں قلم — عکسِ حیرت خود بھی ہے شہرِ مصور میں قلم (۵۳)
وقفِ ثنائے احمدِ مختار ہے قلم — خیر البشر کے عشق میں سرشار ہے قلم (۵۴)
اُترا ہے شب میں نور کا زینہ سر قلم — لَو دے اُٹھا ہے دل کا نگینہ سر قلم (۵۵)
باادب روشن فضاؤں میں رہے میرا قلم — خوشبوئے خلدِ مدینہ میں کھلے میرا قلم (۵۶)
مظہر عشقِ نبی ہے سر بسر شہرِ قلم — کیا بتاؤں روشنی کا ہے نگر شہرِ قلم (۵۷)

معاصر اردو نعت کے ہیئتی امتیازات

معاصر اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ کرنے کے دوران جن نئی ہیئتوں کا استعمال سامنے آیا۔ اُن میں الف بائی ترتیب، مصراعیہ، گروہ بند، سانیٹ، نعتیہ چوکھبی وغیرہ شامل ہیں۔

الف بائی ترتیب کے تجربات

اشفاق احمد غوری، تابش کمال، گہرا عظمی اور محمد اقبال حسین نجمی کے ہاں ملتے ہیں۔ چونکہ ایسی نعتوں کی مثالیں باب سوم اردو نعت کے ہیئتی مطالعے میں قبل ازیں دی جا چکی ہیں۔ اب اُن کی نشاندہی کے لئے صرف ایک ایک شعر درج کیا جا رہا ہے۔ اشفاق احمد غوری کے نعتیہ کلام میں مثنوی اور مربع دونوں ہیئتوں میں الف بائی نعت کے تجربات ملتے ہیں:

الف بائی نعتیہ مثنوی

ایک شعر

آ

خواہشِ دید! کبھی حیطہ ءادراک میں آ — خواب کو خُلد بنا، دیدہ ءنمناک میں آ (۵۸)

الف بائی نعتیہ مربع
آ

آ دف بجاتے قلب کی دھڑکن میں آ　　　غرفہ ء احساس کے درپن میں آ
روح کو دے وصل کی آسودگی　　　یا رسول اللہ ؐ! انت قبلتی (۵۹)

تابش کمالؔ کی اُردو نعت میں پایا جانے والا الف بائی نعت کا ہیئتی تجربہ

یہ تجربہ اردو نعت کی تاریخ کا پہلا اور انوکھا تجربہ ہے جس میں شاعر نے ہر شعر کے دونوں مصرعوں کا آغاز ایک مخصوص حروف تہجی سے کیا ہے جب کہ دیگر شعراء کے ہاں اس تجربے کو شعر کے آخر میں برتا گیا ہے اور صرف ایک مصرعے میں برتا گیا ہے۔ جبکہ تابش کمالؔ کا انداز ان سب سے مختلف ہے۔ اُن کی نعت کے چند اشعار ذیل ہیں:

ا۔ ارواح پر، دلوں پہ حکومت حضورؐ کی　　　الطاف و مہربانی، عنایت حضورؐ کی
ب۔ بدر و حنین و اُحد میں دیکھے غنیم نے　　　بے باک طور اور شجاعت حضورؐ کی
پ۔ پت جھڑ سوا تھا دہر میں دیکھا کسی نے کیا　　　پیغام تازہ لائی ولادت حضورؐ کی
ت۔ تیرہ شبی کا راج تھا ہر سو جہان میں　　　تا حشر ہے جہاں میں بصیرت حضورؐ کی (۶۰)

گہرا عظمی کے ہاں الف بائی نعتیہ تجربہ

گہرا عظمی نے الف بائی تتیب میں ایک نعتیہ دیوان مرتب کیا جس میں ایک ایک حرفِ تہجی کے تابع اُنہوں نے کئی کئی بند کہے ہیں۔ صرف ایک بند بہ طور مثال ملاحظہ ہو:

زمانہ خود جو کہتا ہے، وہ لکھتا ہے قلم میرا　　　نہ کوئی اُن کے جیسا ہے سرِ تسلیم خم میرا
ازل سے تا ابد اسلام ہی بس دینِ فطرت ہے　　　صمیمِ قلب سے ہر اک نبی ہے محترم میرا
بھلا اس سے بڑی کوئی سعادت اور کیا ہو گی　　　چلے نقشِ قدم پر آپ کے اک اک قدم میرا
مجھے دُنیا میں جو عزت ہے اُن کی نسبت سے　　　اسی سے ہی رہے گا حشر میں قائم بھرم میرا
مقدس خاک میں شامل عزیز و خاک ہو میری　　　بہ پیشِ روضہ ءاقدس نکل جائے جو دم میرا (۶۱)

اسی طرح کا ایک ہیئتی تجربہ مربع کی ہیئت میں محمد اقبال حسین نجمی کے ہاں بھی ملتا ہے:

۱۔

تیرا جہاں ہے نقشِ پا موسم وہاں ہے پیار کا
جسکی طلب ہے ارتقا تیری طرف ہے دیکھتا (۶۲)

چند نئی ہیئتیں راجا رشید نے اپنے ہاں پہلی بار برتی ہیں۔

ترجیع مصرع

اس ہیئت میں اُنہوں نے ایک ہی مصرعے کی بار بار تکرار کی مثلاً

خزانہ یقیں کا ہمیں مل گیا ہے نگاہِ شہ دیں یہ معجزہ ہے
جہاں میں، جہاں بھی سکوں دیکھتے ہو نگاہِ شہِ دیں کا یہ معجزہ ہے
غلاموں نے آقاؤں سی پائی عزت نگاہِ شہ دیں کا یہ معجزہ ہے
قبائل کے جھگڑے جو تھے مٹ گئے نگاہِ شہ دیں کا یہ معجزہ ہے
بہشتِ بریں ماں کے پاؤں تلے ہے نگاہِ شہِ دیں کا یہ معجزہ ہے (۶۳)

گروہ بند کی ہیئت کا نیا تجربہ

راجا رشید نے اس ہیئت میں مطلع کا دوسرا مصرع بار بار دہرایا جاتا ہے جس کی ترتیب شعری مثال سے سمجھی جا سکتی ہے:

نسبتِ سرورِ کونین پہ اِٹھلاتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
خلعتِ اُلفت آقا مجھے پہناتی ہے
جب مدینے سے کوئی موج صبا آتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
بُوئے اخلاص جہاں بھر میں وہ پھیلاتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
لمس بھی اُس کا حضورؐ ی کا اشاراتی ہے
جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے (۶۴)

مصراعیہ کی ہیئت

اس ہیئت میں کسی ایک ہی موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے اُس کا نام لے کر بار بار مصرع منظوم کئے جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال راجا رشید کے ہاں سے ملاحظہ ہو:

ہو سامنے جو صبح و مسا اُسوہ ءِ نبیؐ | راہِ یقیں دکھائے سدا اُسوہ ءِ نبی
غفرانِ معصیت کی دوا اُسوہ ءِ نبی | تنظیمِ زندگی کی بنا اُسوہ ءِ نبی
شمعِ ہدیٰ ہے، شمعِ خدا اُسوہ ءِ نبی | ہے اہلِ دیں کو راہ نما اُسوہ ءِ نبی
ہے طاعتِ خدا کی بنا اُسوہ ءِ نبی | خوش بخت ہے وہ جس نے چنا اُسوہ ءِ نبی
زہاد کی نظر میں رہا اُسوہ ءِ نبی | منزل نمائے حُسن جزا اُسوہ ءِ نبی (۶۵)

چوکھمبی کی ہیئت کا نیا تجربہ

چوکھمبی کی ہیئت سے متعلق باب سوم میں تفصیلی بات کی جا چکی ہے کہ یہ معاصر نعت گو شاعر یوسف راہی چاٹگامی کی ایجاد کردہ ہے۔ اُن کا تیسرا نعتیہ مجموعہ "نعتیہ چوکھمبیاں" کے نام سے شائع ہوا۔ اس ہیئت کی چند اور مثالیں ذیل ہیں:

ہوئے آپ ہی سے تو ہم معتبر

حقیقت یہی ہے اے خیر البشرؐ
ہوئے آپ ہی سے تو ہم معتبر
ہر انساں پہ ہے آپ ہی کی نظر
ہوا آپ سے سب کا نوری سفر

خدا کا ترحم فقط آپؐ سے

زمانے میں سارے غلام آپؐ کے
ہیں رحمت خدا کی سبھی کے لئے

بلند از محامد ہیں آقاؐ مرے
خدا کا ترحم فقط آپؐ سے

کیا نوع انساں کا روشن ضمیر

فقط آپؐ ہی تو ہیں خیرِ کثیر
فقط آپؐ ہی تو ہیں مہرِ منی
فقط آپؐ کی ذات ہے بے نظیر
کیا نوع انساں کو روشن ضمیر (۶۶)

معاصر اردو نعت کے اُسلوبی امتیازات

منتخب نعت گو شعراء کے حوالے سے معاصر اُردو نعت کا اُسلوبی مطالعہ کرتے ہوئے جو اُسلوبی امتیازات سامنے آئے اُن میں سے معاصر اُردو نعت کی زبان کے جن شعبوں میں زیادہ جدت و اضافے سامنے آئے ہیں۔ ذیل ہیں

ا۔ معاصر اُردو نعت کی زبان کے لسانی پہلو میں جدت و اضافے

۔ اسماء حضورؐ کا منفرد و تخلیقی استعمال

معاصر نعت گو شعراء نے اُردو نعت گوئی میں حضورؐ اقدس کے اسماء گرامی کو ذیل انداز میں پیش کیا۔

ا۔ اسماء حضورؐ کا سادہ استعمال

اس طرزِ کلام میں شعراء نے حضورؐ کے مختلف ناموں کو سادہ وعام طریقے سے موضوع بنا کر نعت کہی گئی ہے۔ ایک مثال

تہامی ہیں، حجازی ہیں، وہی مکی، وہی مدنی
قریشی ہیں، ترازی ہیں، وہی شافی، وہی مہدی
مبلغ ہیں، مفسر ہیں، وہی واعظ، وہی داعی
درود اُن پر سلام اُن پر درود اُن پر سلام اُن پر
مطہر، صاحب قراں، وہی اُمی، وہی عالم
وہی سید، وہی ماحی، وہی فاتح، وہی خاتم
شفیع عاصیاں وہ ہیں، وہی صاحب، وہی صائم
درود اُن پر سلام اُن پر درود اُن پر سلام اُن پر (۶۷)

۲۔اشتقاقی طرزِ استعمال

اس انداز میں جو نعت کہی گئی ہے شعراءنے حضورؐ کے ایسے اسماء کو موضوع بنایا جن کا مادہء اشتقاق ایک ہی ہے ۔اس کی ایک مثال باب دوم تابش کمالؔ کے فکری مطالعہ کے دوران دی جاچکی ہے جو دوبارہ درج کی جارہی ہے۔

محمودؐ بھی، احمدؐ بھی، محمدؐ بھی ہیں بس آپؐ — کب خلق کو معلوم ہے رُتبہ شہِ دیں کا
برکت ہے ساری آپؐ کی ذات کریم سے — سعد اور سعید آپ ہیں، مسعود آپؐ ہیں

۳۔الف بائی طرزِ نعت

اس انداز نعت میں شعراءنے ہر حرفِ تہجی سے شروع ہونے والے اسم کو موضوع نعت بنایا ہے۔

۴۔حروفِ ابجد کے اعتبار سے نعت گوئی

حروفِ ابجد کے حساب سے حضورؐ کے اسم ذاتی محمد کے حروف ۹۲ بنتے ہیں۔بعض شعراءنے نبی پاک کی شان میں
انہی حروف کی نسبت سے ۱۹۲ اشعار والی نعت کہی ہے۔جس کی ایک مثال اشفاق احمد غوری کے نعتیہ کلام میں ملتی ہے۔جس کا تذکرہ باب چہارم القاب وخطابات کے ضمن میں کیا جاچکا ہے۔

۵۔توشیحی اندازِ نعت

اس طرح کے نعتیہ کلام میں حضورؐ کے کسی اسم کو سامنے رکھ کر ہر حرف کی نسبت نعتیہ اشعار کہے جاتے ہیں۔اس کی مثال باب چہارم تابش کمالؔ کی اُردو نعت کے اُسلوبی مطالعے کے ضمن میں صنعت توشیح میں دی جا چکی ہے۔

محمد بن عبد اللہ

م۔ ملاہے درسِ حقیقت دیارِ طیبہ سے — ح۔ حریم ذات کو زینت دیارِ طیبہ سے
م۔ متاعِ عمرِ رواں ہے ثنائے شاہِ جہاں — د۔ دلوں نے پائی یہ دولت دیارِ طیبہ سے
ب۔ بہار آپ کے صدقے چمن میں آتی ہے — ن۔ نگر نگر میں یہ نکہت دیارِ طیبہ سے
ع۔ عزیز تر ہے قرابت ہمیں مدینے کی — ب۔ بقائے زیست ہے نسبت دیارِ طیبہ سے

د۔ دلوں میں مہر و محبت کے پھُول کھلتے ہیں
ا۔ اسیر کیسے ہوں رُخصت دیارِ طیبہ سے

ل۔ لیا ہے خیر کا صدقہ حضورؐ سے تابش
ہ۔ ہوئی ہمیشہ کفالت دیارِ طیبہ سے

۶۔ مشترک اسماء کا استعمال

مشترک اسماء کی حامل نعتوں میں ایسے اسماء مبارکہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کے مشترک اسماء میں شامل ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو:

وہی ظاہر وہی باطن، وہی اول، وہی آخر
وہی ناطق، وہی ناظم، وہی عاقب،، وہی عامر

وہی حاشر، وہی شافع، وہی حافظ، وہی ناصر
درود اُن پر سلام اُن پر درود اُن پر سلام اُن پر (۶۸)

۲۔ اسماء ضمیر کا استعمال

معاصر اُردو نعت میں ایک لسانی امتیاز یہ بھی ملتا ہے کہ اس میں حضورؐ کی ذات مبارکہ کے لئے اسماء ضمیر کو بہت خوب صورتی سے استعمال کیا گیا ہے۔ جن میں وہ، وہی، اُنہی، اُنہیں اور آپ شامل ہیں۔ باب چہارم میں ریاض حسین چودھری اور محمد اقبال حسین نجمی کے اُسلوبی مطالعے میں اس کی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

۳۔ حضورؐ کے القابات وخطابات

معاصر اُردو نعت کا یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کو قریباً تمام نعت گو شعراء نے کسی نہ کسی حد تک برتا ہے۔ اس میں شعراء نے اپنے فن کی معراج دکھائی ہے کہ کس طرح اُنہوں نے اپنے لسانی شعور کا استعمال کرتے ہوئے عربی وفارسی زبانوں کی آمیزش سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق آنحضورؐ کے لئے نئے نئے القابات وخطابات ایجاد کئے۔ اس ضمن میں جو سب سے زیادہ عمدہ مثالیں ملتی ہیں وہ معاصر شاعر تابش کمالؔ اور حفیظ تائب کی ہی ہیں جن کا تذکرہ قبل ازیں باب چہارم میں گزر چکا ہے یہاں بپاس ذوق دونوں کا اندراج کیا جارہا ہے۔ ان کے علاوہ ریاض حسین چودھری، گہر اعظمی، محمد اقبال حسین نجمی، اشفاق احمد غوری، اور حنیف نازش قادری کے ہاں بھی یہ مثالیں ملتی ہیں

تابش کمالؔ

بے کنار و بے حد و بے انتہا، خیر الوریٰ
بے نظیر و بے مثال و بے بہا، خیر الوریٰؐ

خوش مقال وخوش مزاج وخوش اداوخوش بیاں
خُوش کلام وخُوش خرام وخوش نوا، خیر الوریٰؐ

حُسن عالم، حُسن دہر، حُسن زمانہ، حُسن کُل
حُسنِ دُنیا، حُسنِ دیں، حُسنِ عطا، خیر الوریٰ

بندہ پرور، شانِ کوثرؐ، ساقی و خیر البشرؐ
داورِ محشر، پیمبر، رہنما، خیر الوریٰؐ

دل پذیر و دل فروز و دل گداز و دل ستاں
دل نواز و دلربا و دل کشا، خیر الوریٰؐ

نُورِ حق، نُور الھدیٰ، نُورِ الہٰ، نُورِ مبیں
نُورِ پیکر، عکسِ نُورِ کبریا، خیر الوریٰؐ

بر قرار و برگزیدہ، آپ برتر، بُردبار
آپ صادق، آپ ناطق، مرتضیٰ، خیر الوریٰؐ

شاہِ طیبہ، شاہِ شاہاں، شاہ و شرفِ دوجہاں
شان و فخرِ انبیاء، شاہِ عُلا، خیر الوریٰ

باکمال و بارسوخ و باوقار و بامراد
بامروت، بانصیب و باصفا، خیر الوریٰؐ

سرفراز و سرپرست و سربراہ و سرگروہ
سرخُوش و سرخود، سراسر، آسرا، خیر الوریٰؐ

آئی نہ چشم، آئی نہ دل، آئی نہ در آئی نہ
آئی نہ رو، آئی نہ لب، آشنا، خیر الوریٰؐ

کس نے رکھی ہے بنائے لاالہ تابش کمال
ابتدا و انتہا و مقتدا خیر الوریٰؐ

حفیظ تائب

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشرؐ
خوش نژاد و خُوش نہاد و خُوش نظر، خیر البشرؐ

دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ

حُسنِ فطرت، حُسن موجودات، حُسنِ کائنات
نورِ ایقاں، نورِ جاں، نُورِ بصر، خیر البشرؐ

سر بسر مہر و مروت، سر بسر صدق و صفا
سر بسر لُطف و عنایت، سر بسر، خیر البشرؐ

اعتدال دین و دنیا، اتصالِ جسم و جاں
اندمالِ زخم ہر قلب و جگر، خیر البشرؐ

آفتابِ اوجِ خوبی، ماہتابِ برتری
آب و تابِ چہرۂ شام و سحر خیر البشرؐ

ساحلِ بحرِ تمنا، حاصلِ کشتِ وفا
حامل قرآن و شمشیر و سپر خیر البشرؐ

صاحبِ خُلقِ عظیم و صاحبِ لُطفِ عمیم
صاحبِ حق، صاحب شق القمر خیر البشرؐ

در جہادِ زندگی وجہِ ظفر، وجہِ سکوں
روزِ رستاخیز وجہِ درگزر خیر البشرؐ

حدِ فاصل درمیان خیر و شر آں ذاتِ پاک
در مقاماتِ جہانہا معتبر خیر البشرؐ

ماہِ منزل کے شود ضوریز راہِ زندگی
تیرگی را کے بود ختمِ سفر خیر البشرؐ

۴۔ مرکبات واشتقاقات

مرکبات کسی بھی زبان کے وہ لسانی قفل کہلاتے ہیں جن کے اندر طلسمِ معانی کا ایک جہاں بند ہوتا ہے۔ یہ جہاں اہل زبان وادب کی سخت اور کڑی ذہنی ریاضت کا لسانی ثمر ہوتے ہیں وہاں یہ زبانوں کی موت وحیات کا بھی فیصلہ کرتے ہیں۔ ان سے زبان کی قوت وطاقت کا پتہ چلتا ہے۔ اُردوزبان کا سب سے بڑا وصف یہی ہے کہ اس کی تخلیق میں زیادہ تر عربی وفارسی کا عمل دخل ہے سو اس کے اندر خیالات کو لسانی قید خانے میں مقید کرنے کی صلاحیت بھی بہت زیادہ ہے۔ اس زبان کا لسانی مزاج ہی اس طرح کا ہے کہ یہ تمام زبانوں کے الفاظ کو ایک مادرِ مہرباں کی طرح اپنے دامن میں لے لیتی ہے۔ سو اس لئے ہمارے نعت گو شعراء نے عربی وفارسی کے علاوہ دیگر زبانوں کے لفظی ذخیرے سے استفادہ کرتے ہوئے نئے نئے مرکبات کی تخلیق کو معرضِ وجود میں لایا۔ ان مرکبات میں مرکب عطفی وغیر عطفی، مرکب اضافی اور تراکیب وغیرہ سب شامل ہیں جن کا تفصیلی مطالعہ باب چہارم میں پیش کیا جاچکا ہے۔

۵۔ قرآنی آیات واحادیث کا استعمال

ہماری معاصر اُردو نعت میں نعت گو شعراء نے ایک اضافہ یہ کیا ہے کہ عربی زبان کو بھی رواج دینے لگے ہیں ۔ جس میں قرآنی آیات واحادیث کو بھی طور مصرع استعمال کرنے لگے ہیں۔ اس کی کئی مثالیں ہم سابقہ ابواب میں پیش کر چکے ہیں۔

۶۔ مختلف اللسانی لہجہ کی تشکیل

معاصر اُردوزبان کے لسانی لہجے میں ایک جدت یہ بھی ملتی ہے کہ اس میں مختلف زبانوں کو شامل کرکے نعت کہی جانے لگی۔ جو ابتداء میں تو یہ عمل صرف امیر خسرو اور امام احمد رضا خان بریلوی کے ہاں نظر آیا۔ جبکہ موجودہ دور میں اس اندازِ سخن کو برتنے والوں میں معاصر شعراء میں سے اشفاق احمد غوری، تابش کمال، ریاض حسین چودھری اور اقبال نجمی سرِ فہرست ہیں۔ اس لہجے کی حامل صرف ایک نعت پیش کی جارہی ہے جس میں شاعر نے عربی، فارسی، اُردو، پنجابی، سرائیکی، ہندی اور پوٹھواری سات زبانوں کو شامل کیا ہے:

مورے آنگن نُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد　　کعبہ پہ سُرور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد

لشکارے مارے مکہ، مہکاراں باگیں باگیں　　پیڑوں پر بُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد

مااَحسَنَکَ دی سیرت، مااَجمَلَکَ دی صورت　　دُنیا پہ شعور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد

میں صدقے جاں اوہ سوہنا میں ڈاماہی تے من موہنا
دیکھو کہ حضورؐ اُترا ہے میں واری جاؤں محمدؐ
مہاڑی آس تُساں نیں پلے، چن چھاویں چھاویں چلے
اک نُور ظہور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد
سُبحان اللہ ذی اُسریٰ آ قآئے ما و دُنیا
اک چانن پُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد
اے ماہِ جمالِ گردوں، اے میرے خیالِ امکاں
کیا نُوری طُور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد
میں ڈے ماپیو صدقے تابش میں ڈی آل اولاد وی واری
میں ڈے ویہڑیوں دور اُترا ہے میں واری جاؤں محمد

۷۔ عربی و فارسی ردیف و قوافی

معاصر اُردو نعت میں ایک اور مشق میں اضافہ ہوا ہے۔ کہ ہمارے آجکل کے نعت گو شعراء اپنی نعتوں کے ردیف اور قافیے عربی و فارسی زباوں کی آمیزش سے بناتے ہیں۔ خاص کر قرآنی اصطلاحات مثلاً یا رحمت للعالمینؐ، یا خاتم النبیّین، یا خاتم الانبیاء، ورفعنا لک ذکرک، شفیع الامم اور فارسی میں ماہِ عرب، صاحب معراج ،وغیرہ جیسے ردیف و قوافی عام چلن کے ساتھ ملتے ہیں۔

۸۔ ہم قافیہ ردیف

معاصر اُردو نعت کے لسانی پہلو میں ایک جدت یہ بھی سامنے آئی ہے کہ اکثر شعراء اب اپنی نعتیہ شاعری میں ایسی ردیفیں تخلیق کرتے ہیں جو اُن کے قافیے کہ ہم قافیہ ہوتی ہیں۔ یہ چلن موجودہ شعراء میں سے اشفاق احمد غوری، تابش کمال،، ریاض حسین چودھری، محمد امین ساجد سعیدی اور محمد حنیف نازش قادری کے ہاں ملتا ہے۔ ایسی نعتوں کی چند مثالیں ذیل ہیں:

نہ ختم ہو سکی ہمارے دل سے پیار کی کسک، ابھی تلک
ازل سے انتظار میں جھپک نہیں رہی پلک، ابھی تلک
ترس رہا ہے جبلِ ثور آپ کے قیامِ مشکِ ناب کو
بسی ہے جبلِ نور پر، حرا میں آپ کی مہک، ابھی تلک (۶۹)

مہک رہے ہیں بہر سُو جناب اور گلاب
بہم رہیں گے رسالت مآب اور گلاب
حضورؐ آپ کی خدمت میں رکھ دیے میں نے
یہ اپنے تازہ تریں چند خواب اور گلاب (۷۰)

جُز نعت اور کوئی نہیں کام صبح و شام
سرکار کا ہے لب پہ مرے نام صبح و شام
میرا مکان، خانہء ویراں نہیں کوئی
پڑھتے ہیں نعت مل کے در و بام صبح و شام (۷۱)

معاصر اُردو نعت کے اظہاری پہلو میں جدت واضافے

معاصر اُردو نعت میں اظہاری پہلو سے مراد وہ لہجے ہیں جو کلام کرتے ہوئے شاعر استعمال کرتا ہے۔ کبھی تو وہ دورانِ کلام سوالیہ انداز اپناتا ہے کبھی ندآئیہ کبھی خطابیہ کبھی علامتی کبھی علتی کبھی تکراری کبھی مکالماتی ان تمام طرزِ اظہار کو اپنا کر وہ اپنا مافی الضمیر دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ان تمام اظہاری لہجوں پر مثالوں کے ساتھ بحث باب چہارم میں گزر چکی ہے۔ یہاں اظہاری لہجوں کے ناموں کے ساتھ چند نئی مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

استفہامی اظہار

اس طرزِ سُخن کی مثال ذیل ہے:

نگاہیں اُن کی چوکھٹ سے ہٹاؤں کیسے ممکن ہے؟
میں اہلِ زر کو حال اپنا سناؤں، کیسے ممکن ہے؟

ہے احسانِ خدا ذات اُن کی، جن کے ہم پہ احساں ہیں
کرم اُن کے میں اک لحظہ بھلاؤں کیسے ممکن ہے؟

جنھوں نے دیں دیا، ایماں دیا، سب نعمتیں بخشیں
گُن اُن کے بیٹھے اُٹھتے نہ گاؤں کیسے ممکن ہے؟ (۷۲)

ندائیہ اظہار

چراغِ آرزو کب تک جلائیں یارسول اللہؐ
مدینے میں غلاموں کو بلائیں یارسول اللہؐ

مری آنکھیں لپٹ جاتی ہیں ہر زائر کے قدموں سے
مری سوچیں ورق پر سر جھکائیں یارسول اللہؐ (۷۳)

خطابیہ اظہار

عُشاق سے رہتی نہیں دُور آپؐ کی خُوشبُو
ہر قلب کو مہکائے حضورؐ آپؐ کی خُوشبُو

ہے رُوح و دل و جاں میں اُجالا اُسی دم سے
کرتی ہے عطا کیف و سَرور آپؐ کی خُوشبُو (۷۴)

علامتی اظہار

بادل، پربت، چاند ستارے، منظر، چہرے، پُھول
میرے نبی کے دم سے سارے، منظر چہرے پُھول

ہیں ساری مخلوق کے لب پر صلِ علیٰ کے گیت
نام جپیں ثابت، سیارے، منظر، چہرے، پُھول (۷۵)

علتی و معلولی اظہار

نعمتیں ہیں سب اُنہی کے فیض سے
سب کو ملتا ہے نبی کے فیض سے

شاد ہیں سب بندگانِ کردگار
اُن کی بندہ پروری کے فیض سے

راستی کے راستے پر ہے جہاں اک رسولِ ہاشمی کے فیض سے
آج تک آباد ہیں آبادیاں اُن کے لُطفِ دائمی کے فیض سے (۷۶)

تکراری اظہار

معاصر اردو نعت گوئی میں ہمیں تکراری اظہار کی چار شکلیں ملتی ہیں:

تکرارِ لفظی

تکرارِ قافیہ

تکرارِ ردیف

پسندیدہ اصوات کی تکرار

تکرار لفظی

اس میں لفظوں کی تکرار کی گئی ہے مثلاً

یہ کون آیا کہ ہر شاخِ برہنہ مُسکرا اُٹھی یہ کون آیا کہ کشتِ دیدہ و دل لہلہا اُٹھی
یہ کون آیا کہ تشنہ آرزووں پر بہار آئی یہ کون آیا کہ گلشن میں ہوائے مشکبار آئی (۷۷)

تکرارِ قافیہ

ایسی نعتوں میں قافیے کی تکرار کی جاتی ہے۔ محمد امین ساجد سعیدی معاصر نعت گو شاعر نے ایسے تجربات کو پہلی بار سامنے لایا۔ صنعت ذو قافتین اور اس تکرار میں فرق یہ ہے کہ صنعت ذو قافتین میں ایک شعر میں دو قافیے ہوتے ہیں۔ جب کہ یہاں قافیہ ایک ہی ہوتا ہے لیکن اسی لفظ جو قافیہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کو دوبار تکرار کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ محمد امین ساجد کے نعتیہ کلام سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

نعت حضورؐ کی پڑھتے پڑھتے اشک عبادت کرتے ہیں اُن کی یاد میں بہتے بہتے اشک عبادت کرتے ہیں
آنکھیں میری بھر آئیں جب شہرِ مدینہ یاد آئے موتی بن کر گرتے گرتے اشک عبادت کرتے ہیں (۷۸)

تکرارِ ردیف

خوشبوئے زلفِ شاہِ زمن ہے چمن چمن مہکی ہوئی جبینِ سمن ہے چمن چمن
شبنم میں، چاندنی میں، گلوں میں، بہار میں اُن کا جمال جلوہ فگن ہے چمن چمن (۷۹)

پسندیدہ اصوات کی تکرار

پسندیدہ اصوات کی تکرار کا تجربہ ہمیں معاصر اُردو نعت میں تین نعت گو شعراء تابش کمال، محمد امین ساجد سعیدی اور محمد حنیف نازش قادری کے ہاں ملتا ہے جن کا مطالعہ چوتھے باب میں کیا جا چکا ہے۔ یہاں صرف شعراء کے نام کے ساتھ وہ اصوات درج کی جا رہی ہیں جو درج بالا شعراء کے ہاں دہرائی گئی ہیں۔

تابش کمالؔ کی پسندیدہ اصوات

ا،ب،پ،ت،ر،ل،م،ن،،ی

محمد امین ساجد سعیدی کی پسندیدہ اصوات

آ،ا،ت،د،ر،ز،م،ن،ہ،ی

محمد حنیف نازش قادری کی پسندیدہ اصوات

ا،ب،ت،ر،ک،ل،م،ن،ی

ان سب کی مثالیں باب چہارم میں اپنے اپنے مقام پہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

مکالماتی اظہار

وہ نُورِ حُسن دیکھ کے صل علیٰ کہا — میرے کہے پہ خلق نے پھر مرحبا کہا
معشوقِ عال میں کہا میں نے زیرِ لب — "فرمایا مجھ کو دیکھ کے "بیٹے بجا کہا
ہر صبح و شام وصف نیا ہے جناب میں — شمس الضحیٰ کہا کبھی بدر الدجیٰ کہا (۸۰)

الف بائی طرزِ اظہار

معاصر اُردو نعت میں الف بائی یعنی حروفِ تہجی کی ترتیب سے کافی تجربات کئے گئے ہیں۔ جن کی مثالیں اشفاق احمد غوری، تابش کمالؔ، گہر اعظمی اور محمد اقبال حسین نجمی کے نعتیہ کلام سے باب چہارم میں دی گئی ہیں۔

معاصر اُردو نعت میں منظوم سیرت نگاری

اگر قدیم و جدید نعتیہ ادب کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء کے ہاں حضورؐ کی ذات مبارکہ سے اپنے عشق کا اظہار کرنے کے علاوہ ایک اور مشغلہ بھی رہا ہے اور وہ ہے نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ کو منظوم کرنا۔ فی العصر تو یہ روایت اپنی پوری آب و تاب سے آگے بڑھ رہی ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی اس روایت

پر بہت زیادہ کام کیا گیا ہے۔ جن کا ذکر ہم باب اول میں بھی کر آئے ہیں۔ نشاندہی کے لئے ایک بار پھر تذکرہ مناسب ہو گا۔ ماضی کے نعتیہ ادب میں ہمیں جو منظوم سیرت رسول اللہ ﷺ ملتی ہیں۔ اُن میں سے چند ذیل ہیں: (شمائلِ نبویؐ) مصنف عبدالحمید ترین، (روضۃ الانوار) مصنف میر فیاض علی ولی ویلوری، (سیرت پاکؐ منظوم) مصنف سعد الدین سعد عثمانی، (بہارِ سیرت) مصنف محمد علی خان شاہین، (معجزہ ءنبویؐ) مصنف علی احمد خان اسیر بدایونی، (نظام الشہود)۔ ان کے علاوہ موجودہ دور میں بھی یہ کام پوری شدومد سے جاری ہے۔ اس حوالے سے خورشیس نظر کے ہاں دو ایسے نعتیہ مجموعے ملتے ہیں جو سیرت النبیؐ پر مشتمل ہیں ایک تو (بلغ العلی بکمالہ) اور دوسرا (کشف الدجی بجمالہ)، جب کہ زیرِ تحقیق موضوع میں شامل نعت گو شعراء میں سے جن شعراء نے سیرت النبیؐ کو منظوم کیا اُن میں اشفاق احمد غوری کا زیرِ طبع نعتیہ مجموعہ (کامل واکمل)، گہرا عظمی کے تین شعری نعتیہ مجموعے (سرورِ کائناتؐ)، (آقائے مدینہ) اور (ثنائے شافع مرسل) کے علاوہ ریاض حسین چودھری کا نعتیہ مجموعہ (طلوعِ فجر) شامل ہے۔ سو درج بالا نعت گو شعراء کی ان کاوشوں کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے معاصر شعراء نے منظوم سیرت نگاری کی روایت کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ دی ہے۔ اس گوشے کو تشنہ لب نہیں رہنے دیا

معاصر اُردو نعت میں منظوم تراجم

قدیم وجدید اُردو نعت میں منظوم سیرت نگاری کی طرح ایک روایت منظوم تراجم کی ہی ملتی ہے۔ شعراء کرام نے اس کو بھی اپنے لئے ایک اعزاز سمجھا اور منظوم تراجم پیش کئے اس کی ابتدا تو قرآن پاک کے منظوم ترجمے سے ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترجمہ کرنا انتہائی دُشوار کا ہے لیکن شعراء نے یہ کام کر کے دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج قرآن پاک کے کئی منظوم تراجم ملتے ہیں۔ بعض ایسے ترجمے بھی ہیں جن کے مترجم نامعلوم ہیں ۔ قرآن پاک کے منظوم ترجمے کی ابتداء سترھویں صدی کے آواخر اور اٹھارویں صدی کے اوائل میں بتائی جاتی ہے اور سب سے پہلا قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی عبدالسلام کا (زادالآخرۃ) تسلیم کیا جاتا ہے جو ۱۸۲۸ء میں مطبع نولکشور نے چار جلدوں میں شائع کیا تھا۔ ان کے علاوہ جن مترج میں کا نام آتا ہے۔ اُن میں محمد شمس الدین شائق ایزدی، آغا شاعر قزلباش دہلوی، مطیع الرحمن خادم، سیماب اکبر آبادی، حمید الدین، اثر زبیری، محمد ادریس کیف بھوپالی، قاری محمد ابراہیم وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے جو قرآنی تراجم معروف ہوئے اُن میں سحر البیان از اثر زبیری، وحی منظوم از سیماب اکبر آبادی، آبِ رواں از سید شمیم رجز، فرقان جاوید از عبد اعزیز خالد اور مفہوم القرآن از قاضی عطاء اللہ عطا ہیں۔

معاصر اُردو نعت میں بھی ہمیں کئی ایسے تراجم ملے جو جزوی ہیں لیکن ان میں شعراء کی محنت اور کاوش ضرور نظر آتی ہے۔زیرِ تحقیق موضوع میں شامل شعراء میں سے گہرا عظمی، محمد حنیف نازش قادری کا نام خاص طور پہ قابل ذکر ہے جنہوں نے قرآن پاک کی کئی سورتوں اور آیتوں کے منظوم تراجم کئے۔گہرا عظمی کے شعری مجموعے (تذکرہ ءانبیاء کرام علیھم السلام) میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضورؐ تک ۲۵ انبیاء کرام کا احوال قرآنی سورتوں کے منظوم تراجم کی صورت میں ملتا ہے (۸۱)۔ان کے علاوہ محمد حنیف نازش قادری مرحوم کے نعتیہ شعری مجموعے (نیاز) میں بھی متعدد قرآنی آیات اور سورت والتین کا منظوم ترجمہ ملتا ہے (۸۲) قرآنی آیات کے علاوہ موجودہ دور کے شعراء کے احادیث رسول اور عربی وفارسی قصائد و نعوت کے ترجمے منظوم ترجمے بھی کئے ہیں۔جن میں سیدنا طاہر سیف الدین کا قصیدہ فضیلۃ محمد رسول اللہؐ، قصیدہ بردہ شریف، فارسی شاعر شوقی کا قصیدہ الھمزیۃ النبویۃ، امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی عربی نعت۔مولانا رومی وجامی، جگر مراد آبادی و مرزا غالب کے فارسی قصائد و نعوت شامل ہیں۔انکے علاوہ گوئٹے کی مشہور نظم نغمہ ءمحمدی کے منظوم تراجم ہیں۔جو اُردو زبان میں منظوم کئے گئے۔راقم نے اپنے مقالے میں جن منتخب شدہ نعت گو شعراء کے ہاں عربی وفارسی نعتیہ قصیدوں اور نعتوں کے منظوم ترجمے دیکھے اُن میں ڈاکٹر عزیز احسن، گہرا عظمی اور محمد حنیف نازش قادری کے نام سرِفہرست ہیں۔

ڈاکٹر عزیز احسن کے ہاں منظوم تراجم کی تفصیل

شاہ ولی اللہ دہلوی کے عربی نعتیہ قصیدے کے منتخب اشعار کا آزاد نظم کی ہیئت میں ترجمہ (۸۳)

ورقہ بن نوفل کے عربی قصیدے کا آزاد نظم کی ہیئت میں ترجمہ (۸۴)

گہرا عظمی

حضورؐ کی چالیس احادیث کے منظوم تراجم (۸۵)

محمد حنیف نازش قادری

درود تاج کا منظوم ترجمہ (۸۶)

خطبہ حجۃ الوداع کا منظوم ترجمہ (۸۷)

موجودہ اُردو نعتیہ ادب کے میدان میں فکری، ہیئتی اور اُسلوبی سطحوں پر درج بالا تمام تجربات معاصر اُردو نعت کے وہ خصوصی امتیازات اور جدت واضافے ہیں جو قدیم نعتیہ ادب میں یا تو تھے ہی نہیں اگر تھے تو اُنہیں

اب مزید ترقی ملی۔ قدیم نعتیہ ادب فکری و فنی اعتبار سے حضورؐ کی مدح و تعریف اور علم بیان و بدیع کے ماہرانہ استعمال تک ہی محدود تھا۔ جب کہ معاصر اُردو نعت فکری، ہیئتی اور اُسلوبی حوالے سے ایک ایسی منفرد اجتماعی صورت رکھتی ہے جو ماضی اور حال کے نعتیہ ادب کے مابین خطِ فاصل کھینچ دیتی ہے۔ جس کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ معاصر اُردو نعت نے نہ صرف ایک مدت سے نعتیہ ادب پر چھائے فکری، ہیئتی اور اُسلوبی جمود کو توڑا بلکہ اس میں درج بالا سطحوں پر جدت و اضافے بھی کئے ہیں سو آج یہ علی الاعلان کہا جاسکتا ہے کہ صنف نعت کا مستقبل انتہائی تابناک و روشن ہے۔

سفارشات:

بعد از تحقیق درج ذیل سفارشات سامنے آئی ہیں:

۱۔ اردو نعت کی مستعمل ہیئتوں کا ارتقائی مطالعہ بھی کیا جانا چاہئے۔

۲۔ اردو نعت کی مستعمل ہیئتوں کا تقابلی مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اردو نعت گوئی کے فن پر دیگر اصناف شاعری کے اثرات کا مطالعہ اہم موضوعِ تحقیق ہے۔

۴۔ تدریسی نصابات خصوصاً بی ایس کی سطح پر منقبتی شاعری یا اردو حمد و نعت کے حوالے سے ایک مضمون کورس میں شامل کیا جانا چاہیے۔

۵۔ اردو نعت پر پاکستان کی علاقائی زبانوں و ثقافتوں کے اثرات کا مطالعہ بھی کیا جانا چاہیے۔

۶۔ تابش کمالؔ، حفیظ تائب، ریاض حسین چودھری اور محمد حنیف نازش قادری صاحبان کی نعتیں اس قابل ہیں کہ ان شعرا پر انفرادی سطح پر بھی ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کی تحقیق ہو سکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نور الحسن نیر، کاکوروی، نُور اللغات جلد اوّل، مشتاق بک کارنر، لاہور، جون ۲۰۱۹ء، ص ۵۳۹

۲۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۹۸

۳۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۷

۴۔ ایضاً، ص ۱۳۱

۵۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۴۵

۶۔ ایضاً، ص ۹۳

۷۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۹

۸۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۲۹

۹۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۴۴

۱۰۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبہ القریش، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۳

۱۱۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۸۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۳۵۔

۱۳۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۴۸

۱۵۔ محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۲۷

۱۶۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۸

۱۷۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۴۹

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۹۰

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۴۹

۲۰۔ حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۸۹

۲۱۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۶

۲۲۔ ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۲۱۸

۲۳۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹر نیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۹۷

۲۴۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۴۲

۲۵۔ ایضاً، ص ۴۷

۲۶۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۹۱

۲۷۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۱۲۹

۲۸۔ تابش کمال، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۳۱

۲۹۔ ایضاً، ص ۳۵

۳۰۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۲۱

۳۱۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء، ص ۵۶

۳۲۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۴۷

۳۳۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۴۷

۳۴۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۱۲۵

۳۵۔ رفیع الدین ذکی، قریشی، توشہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۸۵

۳۶۔ ریاض حسین، چودھری، ورِدِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۲۷۳

۳۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۸

۳۸۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۶۱

۳۹۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۸۹

۴۰۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۵

۴۱۔ رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۳

۴۲۔ تابش کمال، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۱۳۵

۴۳۔ حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، جون ۲۰۰۷ء ص ۱۷

۴۴۔ تابش کمال، خیر الوریٰؐ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۵۶

۴۵۔ ایضاً، ص ۶۰

۴۶۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۳

۴۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۳۷

۴۸۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۴۹۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۵۰۔ ایضاً، ص ۱۴۲

۵۱۔ ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹرپرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ص ۵۳

۵۲۔ ایضاً، ص ۱۱۰

۵۳۔ ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۵۴

۵۴۔ ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سخن، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷۱

۵۵۔ ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۲۴۹

۵۶۔ ریاض حسین، چودھری، کائنات محوِ درود ہے، فکرِ نو پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۷ء، ص ۲۱۱

۵۷۔ ایضاً، ص ۲۲۲

۵۸۔ اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء ص ۱۲۵

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۶۰۔ تابش کمال، خیر الوریٰ ﷺ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۱۲۹

۶۱۔ گہر اعظمی، آقائے مدینہ، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۵ء، ص ۳۹ تا آخر

۶۲۔ محمد اقبال، نجمی، خیراتِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۱

۶۳۔ رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ ﷺ، پبلشنگ ہاؤس یونیورسٹی آف مینجمنٹ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۹۳

۶۴۔ رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۲۲

۶۵۔ ایضاً، ص ۳۴

۶۶۔ یوسف راہی، چاٹگامی، نعتیہ چوکھمبیاں، رنگِ ادب، کراچی، ۲۰۲۰ء، ص ۵۹

۶۷۔ محمد اقبال، نجمی، گلہائے سلام، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۲۰

۶۸۔ ایضاً، ص ۱۱۹

۶۹۔ اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۸

۷۰۔ تابش کمال، خیر الوریٰ ﷺ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۳۰

۷۱۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۹۳

۷۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۳۲

۷۳۔ ریاض حسین، چودھری، وِردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۲۱ء، ص ۱۷۷

۷۴۔ تابش کمال، خیر الوریٰ ﷺ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء، ص ۳۲

۷۵۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۹۲

۷۶۔ محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۴

۷۷۔ ریاض حسین، چودھری، کشکولِ آرزو، القمر انٹرپرائزز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۳۳

۷۸۔ محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۶

۷۹۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۲

۸۰۔ تابش کمال، صل علی، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء، ص ۳۳

۸۱۔ منظوم گہر اعظمی، تذکرہ انبیاء کرام، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۳ تا آخر

۸۲۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۴۶/ ۵۰

۸۳۔ عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۴

۸۴۔ عزیز احسن، سیلِ حُبِ رسول، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، نومبر ۲۰۱۷ء، ص ۱۹۵

۸۵۔ گہر اعظمی، ثنائے شافع مرسل، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۱۳۰ اکتوبر ۲۰۲۰ء، ص ۱۸۰

۸۶۔ محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۵۶

۸۷۔ محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۹۳

کتابیات

بنیادی مآخذ

اشفاق احمد، غوری، صراطِ نور، حلقہ اہلِ قلم، پاکستان، جنوری ۲۰۱۷ء
اشفاق احمد، غوری، صراطِ خُلد، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، جنوری ۲۰۱۹ء
اشفاق احمد، غوری، صراطِ حسان، دھنک نعت، ملتان، ۲۰۲۰ء،
اشفاق احمد، غوری، زرناب مدحت، نعت آشنا پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۲۱ء
تابش کمالؔ، صل علیٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اپریل ۲۰۱۹ء
تابش کمالؔ، نورِ مبیں، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۱۹ء
تابش کمالؔ، خیر الوریٰ، کمال پبلی کیشنز، راولپنڈی، اکتوبر ۲۰۲۲ء
حفیظ تائب، کوثریہ، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۳ء
حفیظ تائب، حضوریاں، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جون ۲۰۰۷ء
حفیظ تائب، طاقِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۲۰۱۰ء
رشید محمود، راجا، کتاب نعت، مکتبہ ایوان نعت، لاہور، ۲۰۰۰ء
رشید محمود، راجا، نیاز نعت، مدنی گرافکس، لاہور، ۲۰۰۵ء
رشید محمود، راجا، کلامِ نعت، مدنی گرافکس، لاہور، مئی ۲۰۱۰ء
رشید محمود، راجا، اقامت نعت، مدنی گرافکس، لاہور، ۲۰۱۲ء
رشید محمود، راجا، مدیحِ مصطفیٰ، پبلشنگ ہاوس، لاہور، ۲۰۱۷ء
رشید محمود، راجا، صلوۃ نعت، پبلشنگ ہاوس، لاہور، ۲۰۱۷ء
رشید محمود، راجا، دیارِ مدینہ، مکتبہ ایوانِ نعت، لاہور، ۲۰۲۰ء
رفیع الدین ذکی، قریشی، فیضان، مکتبۃ القریش پبلشرز، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء
رفیع الدین ذکی، توشہ، القریش پبلشرز، فروری ۲۰۰۲ء
رفیع الدین ذکی، ثمراتِ نعت، المدینہ پبلیکشرز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء
رفیع الدین ذکی، جمال نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جنوری ۲۰۰۹
رفیع الدین ذکی، قریشی، صدائے دل، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، جون ۲۰۱۰ء
رفیع الدین ذکی، راحت جاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۲ء

رفیع الدین ذکی، پرتوِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، مئی ۲۰۱۳ء
رفیع الدین ذکی، تذکارِ تہامی، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۳ء
رفیع الدین ذکی، بخشش کی گھٹا، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۴ء
رفیع الدین ذکی، صبائے نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۵ء
رفیع الدین ذکی، عنایات کی کلیاں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۶ء
رفیع الدین ذکی، دست بستہ لفظ، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، مئی ۲۰۱۷ء
رفیع الدین ذکی، درمانِ دل مضطر، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، ستمبر ۲۰۱۷ء
رفیع الدین ذکی، ثنائے کریمیں، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور، مارچ ۲۰۱۸ء
رفیع الدین ذکی، سحابِ نعت، المدینہ پبلی کیشنز، لاہور ص مئی ۲۰۲۰ء
ریاض حسین، چودھری، تمنائے حضوری، کنٹراسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز، جون ۲۰۰۰ء
ریاض حسین، چودھری، متاعِ قلم، القمر انٹر پرائزرز، لاہور، مئی ۲۰۰۱ء
ریاض حسین، چودھری، کشکول آرزو، القمر انٹر پرائزز، لاہور، مئی ۲۰۰۲ء
ریاض حسین، چودھری، خُلدِ سُخن، القمر پرائزز، لاہور، ۲۰۰۹ء
ریاض حسین، چودھری، غزل کاسہ بکف، فکرِ نو پبلی کیشنز، لاہور، ۲۵ جنوری ۲۰۱۳ء
ریاض حسین، چودھری، طلوعِ فجر، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء
ریاض حسین، چودھری، آبروئے ما، القمر انٹر پرائزز، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء
ریاض حسین، چودھری، تحدیث نعمت، انٹر نیشنل نعت مرکز، پبلی کیشنز، لاہور، ۲۴ دسمبر ۲۰۱۵ء
ریاض حسین، چودھری، دبستانِ نو، القمر انٹر پرائزز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۴ء
ریاض حسین، چودھری، کائنات محوِ درود ہے، فکرِ نو پبلی کیشنز، لاہور، دسمبر ۲۰۱۷ء
ریاض حسین، چودھری، نصابِ غلامی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء
ریاض حسین، چودھری، وردِ مسلسل، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۱ء
عزیز احسن، کرم و نجات کا سلسلہ، نعت ریسرچ سنٹر، مئی ۲۰۰۵ء
عزیز احسن، شہپرِ توفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جنوری ۲۰۰۹ء
عزیز احسن، اُمید طیبہ رسی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جولائی ۲۰۱۲ء
عزیز احسن، سیلِ حُبِ رسول، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، نومبر ۲۰۱۷ء

گہر اعظمی، حضورؐ میرے، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱ء

گہر اعظمی، سرورِ کائنات، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۵ء

گہر اعظمی، آقائے مدینہ، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۵ء

گہر اعظمی، تذکرہء انبیاء کرام، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸ء

گہر اعظمی، ثنائے شافعِ مرسل، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۳۰ اکتوبر ۲۰۲۰ء

محمد اقبال، نجمی، خیرات مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء

محمد اقبال، نجمی، بہارِ مدحت، فروغِ ادب اکادمی، گوجرانوالہ،، ۲۰۰۹ء

محمد اقبال، نجمی، انوار مدینے کے، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء

محمد اقبال، نجمی، رنگِ مدحت، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء

محمد اقبال، نجمی، گلہائے سلام، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ، ۲۰۰۹ء

محمد اقبال، نجمی، عبدِ کامل، ایوانِ حمد و نعت، ۲۰۱۳ء

محمد اقبال، نجمی، انوارِ مدحت، ایوان حمد و نعت، فروری ۲۰۱۴ء

محمد امین ساجد، سعیدی، مدینہ یاد آتا ہے، یونیک ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء

محمد امین ساجد، سعیدی، اے سید لولاک، نستعلیق مطبوعات پبلشرز، لاہور۔ ۲۰۱۹ء

محمد امین ساجد، سعیدی، تجلی حُسنِ ازل، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء

محمد امین ساجد، سعیدی، مدحتِ شاہِ کونینؐ، ادارہ اشاعت اور سالِ اشاعت کا اندراج نہیں ہے، سن

محمد حنیف نازش، قادری، آبرو، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء

محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوئی، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۰۹ء

محمد حنیف نازش، قادری، نیاز، نعت مرکز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء

محمد حنیف نازش، قادری، نعت ہوتی رہے، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۱۷ء

یوسف راہی، چاٹگامی، ولائے محمد، رابطہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء

یوسف راہی، چاٹگامی، ثنائے سید الکونینؐ، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۸

یوسف راہی، چاٹگامی، نعتیہ چو کھمبیاں، رنگ ادب، کراچی، ۲۰۲۰ء

یوسف راہی، چاٹگامی، سلامو آمد رسول، پاسبان حمد و نعت، ۲۰۲۱ء

ثانوی مآخذ

آفتاب احمد نقوی، ڈاکٹر، قرآن حکیم میں نعت رسول، اوج نعت، لاہور، ۱۹۹۲ء
ابوالاعجاز حفیظ، صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۸ء
ابواللیث صدیقی، قواعد اُردو حصہ صرف، اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۲ء
احمد حسن زیات، تاریخ ادب عربی، شیخ غلام علی، پبلشرز، لاہور، سن
احمد دہلوی، سید فرہنگ آصفیہ، مشتاق بک کارر، لاہور، ۲۰۱۵ء
احمد رضا خان، بریلوی، حدائق بخشش، ادارہ تحقیاتِ امام احمد رضا،
ادیب رائے پوری، مدارج النعت، نعت اکیڈمی، فروری ۱۹۸۲ء
ارشاد احمد شاکر، اعوان، عہد رسالت میں نعت، مجلس ترقی ادب، لاہور، جنوری ۱۹۹۳ء
ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر، اُردو غزل کا تکنیکی، ہیئتی اور عروضی سفر، مجلس ترقی ادب، لاہور، اگست ۲۰۰۸ء
اطہر مبارک پوری، قاضی، عرب وہند عہدِ رسالت میں، تحقیقات، مزنگ، لاہور، ۲۰۰۴ء
افضال احمد، انور، اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، مقالہ پی ایچ ڈی اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۷ء
الطاف حسین، حالی، خواجہ مقدمہ شعر و شاعری، مشتاق بک پبلشرز، لاہور،
امام ابوصیری، قصیدہ بردہ شریف، الفاروق پبلشرز، لاہور، مئی ۱۹۹۷ء
انجم وزیر، آبادی، ضیائے کوثر، تاج کمپنی، لاہور، ۱۹۹۹ء
برق طلحہ، رضوری، ڈاکٹر، اُردو کی نعتیہ شاعری، دانش اکیڈمی، انڈیا، ۱۹۷۴ء
جلال الدین، عبدالرحمن ابی بکر، السیوطی، الخصائص الکبریٰ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۱ء
حافظ لدھیانوی، صل علیٰ النبی، بیت الادب، فیصل آباد، ۱۹۹۸ء
حلیم حاذق، اُصولِ نعت گوئی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۶ء
خالد عبدالعزیز، طاب طاب،، مقبول اکیڈمی، لاہور، سن
رشید وارثی، اُردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، نعت ریسرش سنٹر، کراچی، ۲۰۱۰ء
رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر، اُردو میں نعتیہ شاعری، اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۶ء
ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۹۰ء
سرور حسین، خان، ثنائے مصطفیٰ فی الکلام الکبریا، غضنفر اکیڈمی، پاکستان، کراچی، مئی ۲۰۱۸ء
سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء

شاہ محمد، عہد نبوی کی نعتیہ شاعری، جامعہ کراچی، ۲۰۰۷ء

شبلی نعمانی، شعر العجم، انجمن حمایت اسلام، لاہور، سن

شفیع عقیل، پنجاب رنگ، اُردو، لاہور، ۱۹۶۸ء

شفیق بریلوی، ارمغان نعت، سن

شمیم احمد، اصنافِ سُخن اور شعری ہیئتیں، انڈیا بک امپوریم، بھوپال، ۱۹۸۱ء

شمیم گوہر، سید، ڈاکٹر، اردو کا نعتیہ ادب، انڈیا، ۲۰۰۱ء

شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک نعت گو شعراء، رنگ ادب، پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء

صبیحی صالح، ڈاکٹر، علوم الحدیث، کشمیر بک پبلشرز، ۱۹۹۷ء

طارق سعید، اُسلوب اور اُسلوبیات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ۱۹۹۶ء

طاہر سُلطانی، جہان نعت، جون ۲۰۱۷ء

عابد علی عابد، سید، اصول انتقادِ ادبیات، مجلس ترقی ادب، لاہور، سن

عابد علی عابد، سید، البیان، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء

عابد علی عابد، سید، البدیع، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء

عابد علی عابد، سید، ، اُسلوب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء

عابد نظامی، خواجہ، ڈاکٹر، فیضانِ کرم، الفیصل پبلشرز، لاہور، سن

عابد نظامی، خواجہ، ڈاکٹر، میانِ دو کریم، الفیصل پبلشرز، لاہور، سن

عاصی کرنالی، ڈاکٹر، اُردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر، اقلیم نعت، کراچی، جون ۲۰۰۱ء

عبد الحمید، اطہر، عہد نبوی کی شاعری، جامعہ اسلامیہ، ۲۰۱۲ء

عبد الحمید، اطہر، تاریخ عربی ادب، پرنٹ لائن پبلشرز، لاہور، سن

عبد النعیم، عزیزی، ڈاکٹر، اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، ۲۰۰۸ء

عبد اللہ شاہین، پروفیسر، نعت گوئی اور اس کے آداب، دار السلام، کراچی، سن

عبد اللہ عباس، ڈاکٹر، عربی میں نعتیہ کلام، میزان ادب، کراچی، ۱۹۸۳ء

عزیز احسن، ڈاکٹر، نعتیہ شاعری کے تقاضے، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء

علی حسن، آئینہ ءلغت خالد بک پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۰ء

علیم صبا نویدی، نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے، نور جنوب، چنئی، ۲۰۱۲ء

عنوان چشتی، ڈاکٹر، اُردو شاعری میں ہیئتی تجربے، انجمن ترقی اُردو، ہند، ۱۹۷۵
فرمان، فتحپوری، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، آئینہ اردو پبلشرز، لاہور، سن
گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اُسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور،، ۲۰۰۸ء
گوہر ملیسانی، عصر حاضر کے نعت گو، گوہر ادب پبلشرز، صادق آباد، ۱۹۸۳ء
لویس معلوف، المنجد،، عبد اللہ اکادمی، لاہور، ۲۰۱۱ء
محمد اسماعیل، آزاد فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو شاعری میں نعت حصہ اول، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، اشاعت دوم ۲۰۱۸ء
محمد اسماعیل، آزاد فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شاعری میں نعت حصہ دوم، ایضا اشاعت دوم ۲۰۱۹ء
محمد اقبال جاوید، انتخاب نعت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۲۰ء
محمد ریاض، ڈاکٹر، فارسی ادب کی مختصر تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، فلسفہ معراج النبی، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۰
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، خصائص مصطفیٰ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، نومبر ۲۰۰۲ء
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، عقیدہ علم غیب، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، مارچ ۲۰۰۱ء
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، اسمائے مصطفیٰ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، نومبر ۲۰۰۲ء
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، شمائل مصطفیٰ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، مئی ۲۰۰۳ء
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، میلاد النبیؐ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اپریل ۲۰۰۴ء
محمد طاہر، قریشی، ڈاکٹر، ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۹ء
محمد کاظم، عربی ادب کی تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء
منظر عارفی،، کراچی کا دبستان نعت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۶ء
نفیس اقبال، ڈاکٹر، اُردو شاعری میں تصوف، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷
نور الحسن، نیر، کاکوروی، نور اللغات،، مشتاق بک پبلشرز، لاہور، جون ۲۰۱۹ء
وارث سرہندی، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۶ء

رسائل وجرائد

صبیح الدین رحمانی، سید، نعت رنگ، شمارہ ۱، اپریل ۱۹۹۵ء
صبیح الدین رحمانی، سید، نعت رنگ، شمارہ ۳،، ستمبر ۱۹۹۶ء
صبیح الدین رحمانی، سید، نعت رنگ، شمارہ ۴، مئی ۱۹۹۷ء

صبیح الدین رحمانی، سید، نعت رنگ، شمارہ ۵، فروری ۱۹۹۸ء
صبیح الدین رحمانی، سید، نعت رنگ، شمارہ ۱۰، اپریل ۲۰۰۰ء
صبیح الدین رحمانی، سید، نعت رنگ، شمارہ ۲۹، اکتوبر ۲۰۱۹ء

انٹرنیٹ

www.rekhta.com
http://naatkainaat.org